ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

میر محمد لقمان برادران

سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ کھف
سورۃ مریم
سورۃ طٰہ

(مکمل)

جلد............۱۲

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب	----	ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ﴿سورۃ کہف، مریم، طٰہٰ مکمل﴾
افادات	----	شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ
مرتب	----	مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ
سرورق	----	محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ
کمپوزنگ	----	محمد صفدر بلوچ
تعداد	----	گیارہ سو [۱۱۰۰]
تاریخ طباعت	----	24 اگست 2014ء (طبع سوم)
قیمت	----	
مطبع	----	
طابع وناشر	----	لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالہ

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

پیش لفظ

نحمده تبارك وتعالىٰ ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلی اله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعین ۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ العزیز پاک وہند و بنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدوجہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیوبند واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدوجہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار وزوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک قرآن پاک سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات وتنازعات۔ اس لئے مسلم اُمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد ومفاہمت کو فروغ دینے کیلئے محنت کی جائے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کیلئے نئے جذبہ ولگن کیساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندوں حضرت شاہ عبد العزیزؒ، حضرت شاہ عبد القادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن کریم کے فارسی اور اردو میں تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا

قرآن کریم کیساتھ فہم وشعور کا تعلق قائم ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر وہ کفر وضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار ونظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

جب کہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جدو جہد بھی اسی کا تسلسل تھی بالخصوص پنجاب میں بدعات واوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو خرافات ورسوم کی دلدل سے نکال کر قرآن وسنت کی تعلیمات سے براہِ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اس کیلئے جن اربابِ عزیمت نے عزم وہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن وتشنیع کی پرواکیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ وتفسیر کیساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز آف واں بھچراں ضلع میانوالی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے اسماء گرامی سرفرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سے عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان اربابِ ہمت کے عزم واستقلال کا ثمرہ ہے کہ آج پنجاب کے طول وعرض میں قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۴۳ء میں گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی میں صبح نماز کے بعد روزانہ درسِ قرآن کریم کا آغاز کیا اور جب تک صحت نے اجازت دی کم وبیش پچپن برس تک اس سلسلہ کو پوری پابندی کیساتھ جاری رکھا۔ انہیں حدیث میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ترجمہ وتفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ واجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب وطرز پر

انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن وحدیث کے علوم وتعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسط اور منتہی درجہ کے طلبہ کیلئے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چار حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم ومعارف کے موتی ان کے دامن قلب وذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔

وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کیلئے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا پورا ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اُردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لئے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آ کر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیۂ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچا سکیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور اَن گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔ (امین)

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لئے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اس کے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئ اور محمد سرور منہاس آف گکھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنہوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کیلئے سالہا سال تک پابندی کیساتھ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

یکم مارچ ۲۰۰۲ء　　　ابوعمار زاہد الراشدی

خطیب جامع مسجد مرکزی، گوجرانوالہ

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آ رہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔(چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کروں گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم-اے پنجابی بھی کیا ہے۔اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم-اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کر دونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدِ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علماءِ ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔ اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں ۔جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔لیکن با ایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم وفاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

فہرست مضامین

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا اثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۞ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۞٢ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۞٣ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۞٤ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۞٥ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۞٦ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۞٧ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۞٨

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اَلَّذِیْٓ وہ ذات اَنْزَلَ جس نے نازل کی عَلٰی عَبْدِہٖ اپنے بندے پر اَلْکِتٰبَ کتاب وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ اور نہیں رکھی اس نے کتاب کیلئے عِوَجًا کوئی کجی قَیِّمًا بالکل سیدھی ہے لِّیُنْذِرَ تا کہ وہ ڈرائے بَاْسًا شَدِیْدًا سخت گرفت سے مِّنْ لَّدُنْهُ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور تا کہ خوشخبری سنائے مومنوں کو الَّذِیْنَ وہ مومن یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ جو عمل کرتے ہیں اچھے اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا بیشک ان کیلئے بدلہ ہے اچھا مَّاکِثِیْنَ فِیْهِ رہنے والے ہوں گے اس اجر

میں اَبَدًا ہمیشہ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ اورتا کہ ڈرائے ان لوگوں کو قَالُوا جنہوں نے کہا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا بنالی ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے ان کیلئے اس کا کوئی علم وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ اور نہ ان کے باپ دادا کو كَبُرَتْ كَلِمَةً بڑی ہے بات تَخْرُجُ جو نکلتی ہے مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ان کے مونہوں سے اِنْ يَّقُوْلُوْنَ نہیں کہتے اِلَّا كَذِبًا مگر جھوٹ فَلَعَلَّكَ پس شاید کہ آپ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ ہلاک کرلیں اپنی جان کو عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ ان کے پیچھے اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا اگر وہ ایمان نہ لائے بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اس بات پر اَسَفًا افسوس کرتے ہوئے اِنَّا جَعَلْنَا بیشک ہم نے بنایا ہے مَا عَلَى الْاَرْضِ جو کچھ زمین پر ہے زِيْنَةً لَّهَا زمین کیلئے زینت لِنَبْلُوَهُمْ تا کہ ہم امتحان لیں ان کا اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ان میں سے کون ہے زیادہ اچھا عمل کرنے والا وَاِنَّا لَجَاعِلُوْنَ اور بیشک ہم بنانے والے ہیں مَا عَلَيْهَا جو زمین پر ہے صَعِيْدًا جُرُزًا میدان چٹیل۔

سورہ کہف کی وجہ تسمیہ :

اس سورت کا نام سورۃ الکھف ہے۔ کہف کے معنی غار کے ہیں۔ آگے بیان آئے گا کہ دقیانوس ایک ظالم بادشاہ تھا اور کٹر قسم کا مشرک تھا اس کے شر سے ڈرتے ہوئے چند نوجوان جو ایمان لائے تھے غار میں جا چھپے تھے جس کی تفصیل خود آگے قرآن میں آرہی ہے۔ چونکہ اس سورت میں غار والے واقعہ کا ذکر ہے اس لئے اس کو سورۃ الکھف کہتے ہیں یعنی وہ سورت جس میں غار کا ذکر ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سے پہلے اڑسٹھ (۶۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کے بارہ رکوع اور ایک سو دس آیات

ہیں۔

اصل عبداللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے نازل کی اپنے بندے پر کتاب۔عبد سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے۔عام جاہل قسم کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ پیغمبروں کو بندہ نہیں کہنا چاہئے ان کا یہ نظریہ غلط ہے۔اور غلط اس لئے ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو بندہ سمجھا ہے کہ بندے ہماری طرح ہوتے ہیں اور ہم سے کوتاہیاں ہوتی ہے ہم سر سے لے کر پاؤں تک گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پیغمبر تو ایسے نہیں ہوتے لہٰذا پیغمبر کو بندہ نہیں کہنا چاہئے۔لیکن ان کی یہ غلطی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو بندہ سمجھا۔یہ بندے نہیں ہیں ان پر بندوں کا چمڑا چڑھا ہوا ہے۔عبد ہونا بڑی بات ہے۔

مولانا رومؒ نے مثنوی شریف میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک نیک پرہیزگار آدمی نے سر پر گیس لیمپ رکھا ہوا تھا اور بازار میں گھوم رہا تھا لوگوں نے پوچھا کہ سورج چڑھا ہوا ہے اور تم سر پر گیس لیمپ رکھ کر گھوم رہے ہو کیا تلاش کرتے ہو؟ کہنے لگا بندہ تلاش کر رہا ہوں۔لوگوں نے کہا کہ یہ بازار میں، منڈی میں تمہیں بندے نظر نہیں آتے جن سے بازار بھرا ہوا ہے، منڈی بھری ہوئی ہے۔اس اللہ کے بندے نے کہا......

؎ آنکہ مے بنی خلاف آدم اَند
نیستند آدم غلاف آدم اَند

''جن کو آپ دیکھ رہے ہیں یہ بندے نہیں ہیں ان پر تو بندے کی کھال چڑھی ہوئی ہے۔''تو

ہمارے اوپر تو بندوں کی کھال چڑھی ہوئی ہے۔عبد ہونا بڑی بات ہے لہٰذا لفظ عبد میں قطعاً کوئی توہین نہیں ہے۔اگر لفظ عبد میں توہین ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبروں کیلئے کبھی نہ استعمال کرتا اور نہ اس کا التحیات میں ذکر ہوتا۔حالانکہ کوئی نماز فرض ہو یا وتر ہو، نفل ہوں یا جمعہ ہو یا عید ہو اس میں ہمیں التحیات پڑھنی پڑتی ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔معاذ اللہ تعالیٰ اگر لفظ عبد میں توہین ہے تو پھر ہم ہر نماز میں توہین کرتے ہیں جبکہ التحیات کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی لہٰذا لفظ عبد میں قطعاً کوئی توہین نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ جب دنیا میں تھے تو اس وقت بھی عبد تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنے پاس بلایا اس وقت بھی عبد تھے اور جب واپس آئے تو اس وقت بھی عبد تھے۔چنانچہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ''پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات۔'' جب بلندیوں پر پہنچے فرمایا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی [سورۃ النجم] ''پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔'' تو وہاں بھی بندے ہی رہے۔اور واپس آئے تو عبدہ ورسولہ کا تحفہ لے کر آئے۔تو لفظ عبد میں قطعاً کوئی توہین نہیں۔ہماری کوتاہی ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو بندہ سمجھا ہے حالانکہ ہم بندے نہیں ہیں ہمارے اوپر بندوں کی کھال چڑھی ہوئی ہے۔مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کی شکلیں انسانوں والی ہونگی وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ ''اور دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔'' آج سو میں سے دو چار اللہ کے بندے ہیں باقی سب بھیڑیئے ہیں۔

تو فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے نازل کی اپنے بندے پر کتاب وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اور نہیں رکھی اس کتاب میں کجی۔اللہ تعالیٰ کی اس کتاب میں کوئی ٹیڑھا

پن نہیں ہے قَيِّمًا بالکل سیدھی ہے درست ہے۔کیوں اتاری؟ اتارنے کی علت لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا۔ يُنْذِرُ کی ضمیر کتاب کی طرف بھی لوٹاتے ہیں۔معنٰی ہوگا تاکہ وہ کتاب ڈرائے سخت گرفت سے عذاب سے۔اور عبد کی طرف بھی لوٹاتے ہیں۔اس وقت معنٰی ہوگا تاکہ وہ بندہ ڈرائے،مفہوم دونوں کا ایک ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے لوگوں کو ڈرایا کہ نافرمانی کی صورت میں دنیا میں تم پر عذاب آسکتا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں عذاب ہوگا،پھر میدان محشر میں ہوگا پھر دوزخ میں عذاب ہو گا مِنْ لَّدُنْهُ اس اللہ کی طرف سے وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور تاکہ خوشخبری سنائے مومنوں کو۔مومن کون ہیں؟ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ جو عمل کرتے ہیں اچھے۔محض ایمان کے دعویٰ سے کچھ نہیں بنتا ساتھ دلیل بھی ہو وہ اعمال صالح ہے۔دعویٰ تو ہم سب کرتے ہیں مگر عمل کرنے والے کتنے ہیں؟ میں یہ نہیں کہتا کہ نہیں ہیں اور قیامت تک رہیں گے مگر بہت تھوڑے۔اکثریت دعویٰ کرنے والوں کی ہے کہ دعویٰ ہی دعویٰ ہے حقیقت کچھ نہیں ہے۔اور کس چیز کی خوشخبری سنانی ہے اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا بیشک ان کیلئے بدلہ ہے اچھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملے گا۔

نیکی کے بدلے کا اصول :

ضابطہ یہ ہے کہ ایمان کی حالت میں اخلاص کے ساتھ سنت کی پیروی میں جو نیکی کی جائے اس کا ادنیٰ ترین بدلہ دس گنا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ”جو شخص لایا ایک نیکی پس اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔“ [سورہ انعام: ۱۶۰]

ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کی برکت سے دس نیکیاں مل جائیں گی اور ایک صغیرہ گناہ خود بخود مٹ جائے گا اور ایک درجہ ایمان میں بڑھ جائے گا۔کسی مسلمان بھائی کو السلام علیکم

کہا تو دس نیکیاں مل گئیں نقد اور ایک صغیرہ گناہ خود بخود مٹ گیا اور ایک درجہ بلند ہو جائے گا۔اور فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کی مد میں ہر نیکی کا ادنیٰ ترین بدلہ سات سو گنا ہے۔کافروں کے مقابلے میں جو قدم اٹھے گا لڑائی کیلئے ، جہاد کیلئے وہ فی سبیل اللہ ہے۔دین حاصل کرنے کیلئے جو قدم اٹھتا ہے وہ فی سبیل اللہ ہے۔آپ حضرات صبح کو گھر سے اس ارادے سے چلے کہ ہم نے قرآن کریم کا درس سننا ہے یہ فی سبیل اللہ ہے۔اور فی سبیل اللہ نیکی کا ادنیٰ ترین بدلہ سات سو گنا ہے۔آنے کا بھی اتنا ثواب ہے اور جب واپس گھروں کو جاؤ گے تو واپسی کے قدموں کا بھی اتنا ہی ثواب ہے۔

ابوداؤد شریف کی روایت ہے قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ ۔ حالانکہ آدمی جب کسی کام سے فارغ ہو جائے تو آگے اس کا سفر فالتو ہوتا ہے مگر رب تعالیٰ کی رحمت اس وقت بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔تو فرمایا مومنوں کیلئے اچھا اجر ہے مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا رہنے والے ہوں گے اس اجر میں ہمیشہ۔اجر حسن کا محل جنت ہے اور جنت کی نعمتوں اور آسائشوں کا ہم اس جہاں میں تصور بھی نہیں کر سکتے جس میں ایمان والے ہمیشہ رہیں گے۔اور کتاب کیوں اتاری گئی؟ فرمایا وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ اور تا کہ ڈرائے ان کو قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا جنہوں نے کہا بنالی ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد۔یہودیوں نے کہا عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔اور نصاریٰ نے کہا مَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔جب لوگوں کا تھوڑا سا ذہن بن گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ابنیت کی نسبت کرنا درست ہے تو پھر اپنے بارے میں دعویٰ کر لیا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ [المائدہ:١٨] ’’یہود و نصاریٰ نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور محبوب ہیں۔‘‘ اور عرب اور دوسرے علاقوں کے جاہلوں نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ

[نحل:۵۷] فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان سب کی تردید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیٹی ہے نہ بیٹا ہے، نہ ماں ہے، نہ باپ ہے، نہ بیوی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بالا اور پاک ہے۔ رب تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے نہ ذات میں، نہ صفات میں اور نہ افعال میں۔ اور جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بنالی ہے مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے ان کیلئے اس کا کوئی علم وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ اور نہ ان کے آباء واجداد کو اس کا کوئی علم ہے۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ بڑی ہے بات جو نکلتی ہے ان کے مونہوں سے۔

حدیث قدسی میں آتا ہے بخاری اور مسلم وغیرہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں يَسُبُّنِيْ اِبْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ " ابن آدم مجھے گالیاں نکالتا ہے حالانکہ اس کو گالیاں نکالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ گالیاں کیسے نکالتا ہے؟ يَدْعُوْلِيْ وَلَدًا میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے بیٹی کی نسبت کرنا رب تعالیٰ کو گالی دینا ہے۔ اور فرمایا آدم کا بیٹا میری تکذیب کرتا ہے مجھے جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ مجھے جھٹلائے۔ کہتا ہے لَنْ يُّعِيْدَنِيْ رب مجھے قیامت والے دن دوبارہ نہیں اٹھائے گا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ [یٰسین:۷۸] "کون زندہ کریگا ہڈیوں کو اور وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے پہلی مرتبہ زندہ کیا ہے وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔

فرمایا ان کے مونہوں سے بڑی بات نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بنالی ہے اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ قریش مکہ جب حق کی بات نہیں مانتے تھے تو آنحضرت ﷺ کو بڑی کوفت ہوتی تھی اور یہ طبعی بات ہے کہ قرآن پاک عربی زبان میں

نازل ہوا اور اس کی فصاحت اور بلاغت کو بھی جانتے اور سمجھتے تھے مگر ظالم سِحْرٌ مُّبِیْنٌ کہہ کر حق کے اثر کو ٹال دیتے تھے کہ یہ جو اتنا اثر رکھتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جادو ہے۔ تو ان کی باتوں سے آپ ﷺ کو کوفت ہوتی تھی کہ میں ان کو بغیر کسی معاوضے کے حق سناتا ہوں ان کی خیر خواہی کرتا ہوں اور یہ مجھے ساحر جادوگر کہتے ہیں، کبھی کذاب اور کبھی مفتری کہتے ہیں اور کبھی مجنوں دیوانہ کہتے ہیں۔ جو ان کے منہ میں آتا ہے کہتے جاتے ہیں اس پر آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے :

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ پس شاید کہ آپ ہلاک کرلیں اپنی جان کو عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ ان کے پیچھے اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا اگر وہ ایمان نہ لائیں اس بات پر، قرآن پاک پر افسوس کرتے ہوئے اپنی جان ہلاک کرلیں گے۔ انسان غم کی وجہ سے بوڑھا بھی جلدی ہوتا ہے اور کمزور بھی ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نوبت ہلاکت تک پہنچ جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو آپ اپنی جان ضائع نہ کریں کیونکہ آپ کے ذمہ پہنچانا ہے، ہدایت یافتہ بنانا آپ کے ذمہ نہیں ہے۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ [بقرۃ:۱۱۹] "اور آپ سے دوزخیوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ دوزخ میں کیوں گئے ہیں۔" یہ سوال اس لئے نہیں کیا جائے گا کہ ہدایت دینا آپ ﷺ کے اختیار میں نہیں تھا۔ ہدایت دینا اگر آپ ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو پھر سوال ہوتا کہ آپ ﷺ نے ان کو ہدایت دے کر جنت میں کیوں نہیں بھیجا۔ اور ہدایت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ سنا دیا اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [القصص:۵۶] "اے نبی کریم ﷺ! آپ ہدایت نہیں

دے سکتے اس کو جس کے ساتھ آپ کی محبت ہے (پیش کر سکتے ہیں) اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔'' اس لئے آپ سے یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ یہ دوزخ میں کیوں گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا بیشک ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے زمین کیلئے زینت۔ زمین پر درخت ہیں، باغات ہیں، پھل ہیں، پھول ہیں، سبزیاں ہیں اور بہت کچھ ہے لِنَبْلُوَهُمْ تاکہ ہم ان کا امتحان لیں اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ان میں سے کون ہے زیادہ اچھا عمل کرنے والا۔ زمین پر جو آدمی محنت کرتا ہے اس کی فصل کھیت، باغات،، سبزیاں، اچھی ہوتی ہیں۔ وہ اناج پھل حاصل کرتا ہے اور جو کچھ نہیں کرتا وہ محروم رہتا ہے۔ اور محنت کرنے والوں میں بھی کچھ زیادہ محنت کرنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کم۔ جو جتنی محنت کرے گا اتنا پھل پائے گا۔ یہی حال آخرت کی کھیتی کا ہے۔ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں جتنا بیج کر جائے گا اتنا وہاں جا کر کاٹے گا اور جو بیج کر جائے گا وہی جا کر کاٹے گا۔ اور جو شخص کچھ نہیں بوئے گا اسے وہاں کچھ نہیں ملے گا۔ اسی لئے شاعر نے کہا ہے اور بہت اچھا کہا ہے......

از مکافاتِ عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو از جو

''اے بندے اپنے اعمال کے بدلے سے بے خبر اور غافل نہ ہو گندم سے گندم اگتی ہے اور جو بیجو گے تو جو ہی کاٹو گے۔'' آج ہماری مصیبت یہ ہے کہ بیجتے کچھ بھی نہیں اور کہتے ہیں کہ کاٹیں گے سب کچھ۔ نیکیاں ہمارے پاس ہے نہیں اور جنت کے ہم ٹھیکیدار ہیں۔

فرمایا ہم ان کو آزمائیں گے کہ ان میں سے کون ہے زیادہ اچھا عمل کرنے والا۔ اور

فرمایا وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا اور بیشک ہم کرنے والے ہیں جو زمین پر ہے ایک وقت آئے گا صَعِیْدًا جُرُزًا میدان چٹیل۔ آج تو زمین پر پہاڑ ہیں، ٹیلے ہیں، نشیب وفراز ہے۔ ایک وقت آئے گا یہ سب برابر کر دی جائے گی۔ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۶-۱۰۷ میں ہے فَیَذَرُھَا قَاعًا صَفْصَفًا ''پس کر دے گا ان کو صاف ہموار زمین لَا تَرٰی فِیْھَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا نہیں دیکھے گا تو اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلا۔'' اللہ تعالیٰ ساری زمین کو ہموار کر دے گا۔ اگر کوئی مغرب کی طرف سے انڈے کو چھوڑ دے گا تو اس کے مشرق تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ تو جسطرح اس زمین پر تم محنت کرتے ہو اور پھل ملتا ہے اسی طرح اس جہان میں نیکیاں کرو گے تو اگلے جہان میں تمہیں پھل ملے گا اور فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ زندگی رہی تو باقی بات آگے آئے گی۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝١١ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝١٢ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝١٣ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝١٤ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝١٥ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝١٦

اَمْ حَسِبْتَ کیا آپ خیال کرتے ہیں اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ بیشک اصحاب کہف وَالرَّقِيْمِ اور وہ جن کے نام لکھے ہوئے تھے كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا تھے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ جس وقت ٹھکانہ لیا چند نوجوانوں نے اِلَى الْكَهْفِ غار میں فَقَالُوْا پس انہوں نے کہا رَبَّنَآ اے رب ہمارے اٰتِنَا دے ہمیں مِنْ لَّدُنْكَ اپنی طرف سے رَحْمَةً رحمت وَّهَيِّئْ

لَنَا اور تیار کردے ہمارے لئے مِنْ اَمْرِنَا ہمارے معاملے میں رَشَدًا بھلائی
فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ پس ہم نے تھپکی ماری ان کے کانوں پر فِی الْكَهْفِ غار
میں سِنِیْنَ عَدَدًا سال گنتی کے ثُمَّ بَعَثْنٰـهُمْ پھر ہم نے ان کو کھڑا کیا
لِنَعْلَمَ تا کہ ہم ظاہر کریں اَیُّ الْحِزْبَیْنِ دونوں گروہوں میں سے کون
اَحْصٰی زیادہ یاد رکھنے والا ہے لِمَا لَبِثُوْٓا جو وہ ٹھہرے ہیں اَمَدًا مدت کے لحاظ
سے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ ہم بیان کرتے ہیں آپ پر نَبَاَهُمْ اصحاب کہف کی خبر
بِالْحَقِّ حق کیساتھ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ بیشک وہ چند نوجوان تھے اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ جو ایمان
لائے اپنے رب پر وَزِدْنٰـهُمْ هُدًی اور ہم نے زیادہ دی ان کو ہدایت وَرَبَطْنَا
عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اور ہم نے مضبوط کیے ان کے دل اِذْ قَامُوْا جس وقت وہ کھڑے
ہوئے فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے رَبُّنَا ہمارا رب وہ ہے رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا لَنْ نَّدْعُوَاْ ہم ہرگز نہیں پکاریں گے
مِنْ دُوْنِهٖٓ اس کے علاوہ اِلٰـهًا کسی اور کو الٰہ لَقَدْ قُلْنَآ البتہ تحقیق ہم کہیں گے اِذًا
اس وقت شَطَطًا بات زیادتی والی هٰٓـؤُلَآءِ قَوْمُنَا یہ ہماری قوم ہے
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً انہوں نے بنا لئے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے اور معبود
لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ کیوں نہیں لاتے وہ ان معبودوں کے بارے میں بِسُلْطٰنٍ
بَیِّنٍ کوئی کھلی دلیل فَمَنْ اَظْلَمُ پس کون زیادہ ظالم ہے مِمَّنِ افْتَرٰی اس سے
جو افترا باندھے عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ اور

جس وقت تم الگ ہو گئے ان سے وَمَا یَعْبُدُوْنَ اور اُن سے بھی جن کی وہ عبادت کرتے ہیں اِلَّا اللّٰہَ سوائے اللہ تعالیٰ کے فَاْوٗٓا اِلَی الْکَھْفِ پس ٹھکانا بناؤ غار میں یَنْشُرْ لَکُمْ بکھیرے گا تمہارے لئے رَبُّکُمْ تمہارا رب مِّنْ رَّحْمَتِہٖ اپنی رحمت سے وَیُھَیِّئْ لَکُمْ اور تیار کرے گا تمہارے لئے مِّنْ اَمْرِکُمْ تمہارے معاملے میں مِّرْفَقًا نرمی۔

پچھلی سورت کی آیت وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ کی تفسیر میں تم یہ بات سن چکے ہو کہ مدینہ طیبہ کے کچھ یہودیوں نے ایک موقع پر آنحضرت ﷺ کا امتحان لینا چاہا۔ انہوں نے آپ سے تین سوال کئے۔ ایک یہ کہ آپ ہمیں روح کی حقیقت بتلائیں کہ روح کیا چیز ہے؟ جوہر ہے یعنی جسم ہے یا عرض ہے یعنی صفت ہے؟ دوسرا یہ بتلاؤ کہ اصحاب کہف کون لوگ تھے اور ان کے حالات کیا ہیں؟ اور تیسرا سوال یہ کیا کہ ذوالقرنین کون تھا اور اس کے کارنامے؟

روح کے متعلق سوال کا جواب پہلی سورت میں دیا کہ روح کی حقیقت کوئی نہیں سمجھ سکتا بس یوں سمجھو کہ رب کے حکم سے ایک چیز جسم میں داخل ہوتی ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے، نکل جاتی ہے تو وہ مر جاتا ہے۔

واقعہ اصحابِ کہف :

اصحاب کہف کے متعلق سوال کا جواب یہاں دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد تقریباً اڑھائی صدیاں گذر چکی تھیں یعنی دو سو پچاس سال اور ان کے مذہب کے جو مخلص لوگ تھے وہ دین کی نشر و اشاعت کیلئے کوشش اور محنت سے کام کر رہے تھے جب یہ واقعہ پیش آیا۔ ایشیاء کوچک کا علاقہ تھا جو اس

وقت ترکیوں کے قبضے میں ہے۔اس وقت کے بادشاہ کا نام دقیانوس تھا اور یہ بڑا ظالم، جابر اور کٹر قسم کا مشرک تھا۔اس کے دفتر میں چھ نوجوان ملازم تھے اور یہ آپس میں دوست تھے۔اکٹھے اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے تھے۔کسی پادری نے ان کے سامنے توحید و رسالت کا اور قیامت کا مسئلہ پیش کیا۔اس وقت وہ پادری دین حق پر تھا۔ابھی آنحضرت ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔پادری نے ان کو اچھی طرح سمجھایا کہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ پڑھو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔نوجوان بڑے صاف دل تھے تفسیروں میں ان کے نام بھی بتلائے گئے ہیں۔ایک کا نام یملیخا، دوسرے کا نام مکسل مینا، تیسرے کا نام مَشلینا، چوتھے کا نام مرنوش، پانچویں کا نام برنوش، چھٹے کا نام شاذنوش رحمہم اللہ۔

بادشاہ کو جب ان کے توحید اور کلمے کا علم ہوا تو ان کو عدالت میں طلب کیا اور پوچھا کہ معلوم ہوا ہے کہ تم نے اپنا دین بدل لیا ہے؟ ان نوجوانوں نے بڑی ہمت، جرأت اور بہادری کیساتھ حق گوئی سے کام لیتے ہوئے اپنا عقیدہ بتلایا کہ ہم صرف رب کے پجاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں ہے اور یہ جو عدالت میں تماشائی بیٹھے ہیں اور وکیل ہیں یہ اپنے شرک پر کوئی دلیل پیش کریں۔انہوں نے کھل کر باتیں کیں تاریخ بتلاتی ہے کہ وہ شادی شدہ تھے اور ان کے ماں باپ بھی زندہ تھے۔عدالت نے یہ سمجھا کہ نوجوان ہیں جذبات میں آ کر باتیں کر رہے ہیں ان کو تنبیہ کر دینی کافی ہے قید نہ کریں اور سوچنے کا موقع دیں۔چنانچہ ان کو کہا کہ اتنے دنوں میں تم نے اپنا عقیدہ چھوڑ دینا ہے اگر نہ چھوڑا تو ہم تمہیں سنگسار کریں گے یعنی پتھر مار مار کر ختم کر دیں گے۔عدالت نے ان کو یہ دھمکی دے کر چھوڑ دیا۔ان نوجوانوں نے رات کو مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اگر ہم اپنے ایمان اور عقیدے کو چھوڑتے ہیں تو ہماری آخرت برباد ہو جائے گی اور اگر ہم جھوٹ بولیں

کہ ان کو کہیں کہ ہم نے عقیدہ بدل لیا ہے اور حقیقت میں نہ بدلیں تو یہ بات بھی غلط ہے۔ لٰہذا ایسا کرتے ہیں کہ علاقہ بڑا وسیع ہے اور پہاڑی علاقہ تھا، بڑے بڑے پہاڑ تھے، کسی غار میں جا کر وقت گذارو اور حالات کا جائزہ لو۔ یہ بات طے کرنے کے بعد تقریباً سورج طلوع ہونے کے ایک گھنٹہ بعد اپنے شہر جس کا نام افسوس تھا کو چھوڑ کر چل پڑے۔ آج کل کے جغرافیہ میں اس شہر کا نام طرطوس ہے۔ جب کچھ سفر کر چکے تو راستے میں ان کو بھیڑ بکریاں چرانے والا ملا جس کا نام کفش طیطوس تھا۔ اس نے ان جوانوں سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو اور کیوں جا رہے ہو؟ انہوں نے اس کو سارا واقعہ سنایا کہ ہمیں حکومت نے دھمکی دی ہے کہ اگر تم نے عقیدہ نہ چھوڑا تو تمہیں رجم کر دیں گے۔ اس لئے ہم شہر چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل آئے ہیں تا کہ ہمارا ایمان بچ جائے اور کہیں غار میں رہ کر زندگی گزاریں۔ اس چرواہے نے کہا کہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے جو تمہارا ہے لٰہذا میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس نے بھیڑ بکریاں چھوڑیں، ماں باپ اور بیوی بچے چھوڑے اور ان کیساتھ چل پڑا۔ اس کا ایک وفادار کتا تھا جس کا نام قطمیر تھا وہ بھی ساتھ چل پڑا۔ تو یہ سات آدمی اور آٹھواں ساتھ کتا ہو گیا۔ ان کو خدشہ ہوا کہ دوسرے کتے اس کتے کو دیکھیں گے تو لازمی بات ہے کہ وہ بھونکیں گے تو لوگ دیکھیں گے اور ہم پکڑ لئے جائیں گے لٰہذا کتے کو ہٹا دینا چاہئے۔ انہوں نے کتے کو پتھر مارے کہ ہمارے ساتھ مت چلو کتے نے پیچھا نہ چھوڑا۔ پھر پتھر مارے تو اللہ تعالیٰ نے کتے کو زبان عطا فرمائی اس نے ان سے پوچھا کہ مجھے کیوں مارتے ہو جس رب کے تم پجاری ہو میں بھی اسی کی عبادت کرتا ہوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا تم جہاں سوئے ہو گے میں وہاں پہرہ دونگا مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔

۱۳ قسم کے جانور جنت میں جائیں گے :

فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ تیرہ (۱۳) قسم کے جانور ہیں جو جنت میں جائیں گے ان میں سے ایک یہ کتا بھی ہے جو بلعم بن باعورا کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ بلعم بن باعورا بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھا بعد میں لالچ کی وجہ سے اس کی بزرگی زائل ہوگئی تھی۔ یہ بڑا خوبصورت عبادت گذار آدمی تھا اور اس کے ہاتھ پر بڑی کرامات ظاہر ہوتی تھیں مگر دنیا کے لالچ میں آکر ذلیل ہوگیا۔ وہ اس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بڑا تنگ کیا ہوا ہے ہر وقت ہمیں ایک ہی بات سناتا رہتا ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور تم مقبول الدعا ہو موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بدعا کرو یہ تباہ ہو جائے۔ اس نے انکار کیا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تم میرا مقابلہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کیساتھ کراتے ہو۔ چونکہ وہ اس کو جانتے تھے کہ لالچی آدمی ہے۔ دوسری مرتبہ کچھ تحفے تحائف لے آئے پھر بھی اس نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ سونا، چاندی، ہیرے، جواہر بڑی تعداد میں لے کر آئے۔ اس کے سامنے ڈھیر لگا دیا۔ اور کہا کہ یہ تمہارے لئے ہدیہ ہے موسیٰ علیہ السلام کیخلاف بدعا کرو، لالچ میں آگیا، ہاتھ اٹھائے بس اتنے لفظ منہ سے نکالے اے اللہ! موسیٰ...... آگے کہنا چاہتا تھا کہ تباہ و برباد کر زبان ناف تک نیچے لٹک گئی اور ہلکے (باؤلے) کتے کی طرح پھرنے لگ گیا اور پھر ہلکے کتے کی طرح پھرتا رہتا تھا تو اصحاب کہف کے کتے کو بلعم بن باعورا کی شکل میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ گلستان میں لکھتے ہیں...

پسر نوح بابداں بہ نشست خاندان نبوتش گم شد

''نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کی صحبت میں رہا اس کی نبوت کا خاندان ختم ہوگیا

سگ اصحاب کہف چند روزے پئے نیکاں گرفت مردم شد

اصحاب کہف کے کتے نے چند دن نیکوں کی پیروی کی آدمی ہوگیا۔‘‘

؎ صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

’’اچھے کی صحبت تجھے اچھا کرے گی اور برے کی صحبت تجھے برا بنا دے گی۔‘‘ اور آدمی کی صحبت اس کے اچھے اور برے ہونے کی پہچان ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کسی سے نہ پوچھو کہ نیک ہے یا بد فَلْيَنْظُرْ مَنْ يُّخَالِلْ یہ دیکھو کہ کن لوگوں کیساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے فَاِنَّ الْمَرْءَ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ بیشک آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ جو نظریہ اس کے ساتھی کا ہوگا اس کا بھی وہی ہوگا۔

بہر حال وہ نوجوان دو سو پچاس عیسوی میں اس غار کے اندر داخل ہوئے اور تین سو نو سال تک اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کھانے پینے کے زندہ رکھا اور آنحضرت ﷺ کی ولادت سے بیس سال پہلے بیدار ہوئے۔ آگے قصہ آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ غار ایشیاء کوچک میں افسوس نامی شہر سے نو میل کے فاصلے پر ہے۔ اور یہ علاقہ ترکی والوں کے پاس ہے دمشق شہر سے متصل ایک پہاڑ ہے جس کا نام قاسیون ہے۔ دمشق شہر اس پہاڑ کے دامن میں ہے۔ وہاں بھی کچھ ملنگوں نے ایک مصنوعی غار بنایا ہوا ہے وہ غار میں نے دیکھا ہے اور اس کے اندر بھی داخل ہوا ہوں۔ اس میں تین چار بڑی بڑی قبریں تھیں اور ایک چھوٹی سی قبر تھی۔ میں نے پوچھا یہ چھوٹی قبر کس کی ہے؟ تو مجاور کہنے لگا کہ ھذا القبر لکلب یہ کتے کی قبر ہے۔ میں ہنس پڑا۔ چونکہ میں جانتا تھا کہ یہ سب کچھ بناوٹی ہے مگر ان سے کیا الجھنا ہے چھوڑو۔ تو وہ غار دمشق میں نہیں ہے وہ ایشیاء

کوچک میں افسوس نامی شہر سے نومیل کے فاصلے پر ہے۔اور آج کل اس شہر کا نام طرطوس ہے۔

اس کا ذکر ہے اَمْ حَسِبْتَ کیا آپ خیال کرتے ہیں اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ کہ بیشک کہف والے وَالرَّقِیْمِ اور جن کے نام لکھے ہوئے تھے ان کے نام لکھ کر حکومت نے تھانوں میں پہنچا دیئے تھے جس طرح آج کل مفروروں کا نام حلیہ تھانوں میں پہنچا دیا جاتا ہے کہ ہمیں یہ آدمی مطلوب ہیں اسی طرح ان کے نام بھی لکھے ہوئے تھے کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا تھے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر۔کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ یہ ہماری نشانیوں میں سے بڑی عجیب ہے۔ بیشک یہ بھی عجیب ہے لیکن آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور خود انسان کا اپنا وجود کہ رب تعالیٰ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا ہے یہ زیادہ عجیب ہے۔

اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ جس وقت ٹھکانہ لیا چند نوجوانوں نے اِلَی الْکَهْفِ غار میں فَقَالُوْا پس انہوں نے کہا رَبَّنَآ اے ہمارے رب اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً دے ہمیں اپنی طرف سے رحمت وَّهَیِّئْ لَنَا اور تیار کر دے ہمارے لئے مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ہمارے معاملے میں بھلائی۔اس کام میں ہمارے لئے بھلائی ہو فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ پس ہم نے تھپکی ماری ان کے کانوں پر غار میں۔نیند مسلط کر دی ان پر غار میں سِنِیْنَ عَدَدًا سال گنتی کے۔جن کا ذکر آگے آ رہا ہے تین سو نو سال ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ پھر ہم نے ان کو کھڑا کیا لِنَعْلَمَ تاکہ ہم ظاہر کریں اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے جو وہ ٹھہرے ہیں مدت کے لحاظ سے۔ان دونوں گروہوں کا ذکر آگے آ رہا ہے وہ انہی میں سے تھے۔ایک گروہ نے کہا اتنا

عرصہ ٹھہریں ہیں اور دوسرے نے کہا اتنا عرصہ ٹھہرے ہیں۔

اصحابِ کہف نے اپنا موقف پیش کیا :

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ ہم بیان کرتے ہیں آپ پر نَبَاَهُمْ اصحاب کہف کی خبر بِالْحَقِّ حق کیساتھ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ بیشک وہ چند نوجوان تھے اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ جو ایمان لائے اپنے رب پر وَزِدْنٰهُمْ هُدًى اور ہم نے زیادہ دی ان کو ہدایت وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور ہم نے مضبوط کیے ان کے دل اِذْ قَامُوْا جب وہ کھڑے ہوئے عدالت میں فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہمارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اس کے سوا کسی اور کو الٰہ۔ عدالت میں کھڑے ہو کر انہوں نے واشگاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں سمجھتے نہ اس کے سوا کسی کی عبادت کریں گے۔ لَقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا البتہ تحقیق ہم کہیں گے اس وقت بات زیادتی والی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود بنائیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھیں، فریادرس سمجھیں تو ہم نے تو بڑی زیادتی کی۔

هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا یہ عدالت میں ہماری قوم ہے اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً انہوں نے بنا لئے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے ورے اور معبود جن کو یہ حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہیں لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ کیوں نہیں لاتے ان معبودوں کے بارے میں کوئی کھلی دلیل۔ ہماری دلیل تو واضح ہے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے، آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔ یہ حاضرین تماشائی بتلائیں کہ ان کے خداؤں نے کیا کیا ہے؟ ان کے اختیار میں کیا ہے کہ جس کی وجہ سے یہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں اور پھر یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اختیار دیئے اور یہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو افترا باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔

عدالت نے دیکھا کہ یہ نوجوان جذبات میں ہیں ان کو فوری طور پر سزا نہیں دینی چاہیے بلکہ سوچنے کا موقع دینا چاہیے اور ان کو تنبیہ تو ہو ہی گئی ہے کہ ان کے عقیدہ پر بادشاہ ناراض ہے اور یہ عقیدہ پوری قوم کے خلاف ہے۔ چنانچہ عدالت نے ان کو چھوڑ دیا مہلت دے دی کہ اپنے متعلق کچھ سوچو اور غور وفکر کرو۔ اب انہوں نے آپس میں مشورہ کیا وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ اور اے ساتھیو! جب تم الگ ہو گئے ہو ان سے وَمَا يَعْبُدُوْنَ اور ان سے بھی جن کی یہ عبادت کرتے ہیں اِلَّا اللّٰهَ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تو ایسا کرو فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ پس ٹھکانا بناؤ کسی غار میں بڑے پہاڑ کی اور فی الحال وقت گذارو اور حالات کا جائزہ لو يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ بکھیرے گا تمہارے لئے تمہارا رب مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اپنی رحمت سے وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا۔ اور تیار کرے گا تمہارے لئے تمہارے معاملے میں نرمی۔ تمہارے لئے سہولت پیدا کرے گا۔

چنانچہ عدالت سے باہر آ کر یہ مشورہ کر کے گھروں میں چلے گئے یہ ان کے ایمان کی مضبوطی کی دلیل تھی۔ آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ایمان کیلئے بیوی بچوں کو چھوڑنا، ماں باپ کو چھوڑنا، گھر بار چھوڑنا، پھر اس چرواہے کو دیکھو بھیڑ بکریاں چھوڑیں، ماں باپ گھر بار چھوڑا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کا ایمان بڑا مضبوط تھا اور کتنے پختہ لوگ تھے آج ہم تصور کر سکتے ہیں دین کیلئے بیوی بچے گھر بار ماں باپ چھوڑنے کا، عزیز رشتہ داروں کو چھوڑنے کا اصل وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایمان موروثی طور پر مفت میں ملا ہے کہ ہمارے باپ دادا مسلمان

تھے ہم بھی مسلمان پیدا ہو گئے ہمیں اس کیلئے کوئی قربانی نہیں دینی پڑی۔ اس لئے اس کی قدر نہیں ہے۔

۞ ۞ ۞

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا
طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۗ مَنْ
يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا
مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُودٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ
الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ
لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ
لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا
لَبِثْتُمْ ۖ فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ
اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ
بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ
فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٢٠﴾

وَتَرَی اور آپ دیکھیں گے اَلشَّمْسَ سورج کو اِذَا طَلَعَتْ جس وقت وہ
طلوع ہوتا ہے تَزٰوَرُ کترا جاتا ہے عَنْ كَهْفِهِمْ ان کے غار سے ذَاتَ الْيَمِيْنِ
دائیں طرف وَاِذَا غَرَبَتْ اور جس وقت غروب ہوتا ہے تَقْرِضُهُمْ مائل ہو جاتا
ہے ان سے ذَاتَ الشِّمَالِ بائیں طرف وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ اور وہ ایک کھلی

جگہ میں ہیں ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے فَھُوَ الْمُھْتَدِ پس وہی ہدایت یافتہ ہے وَمَنْ یُّضْلِلْ اور جس کو بہکائے فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ پس ہرگز نہیں پائیں گے آپ اس کیلئے وَلِیًّا حمایتی مُّرْشِدًا راہنمائی کرنیوالا وَتَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا اور آپ خیال کرتے ہیں اصحاب کہف کو بیدار وَّھُمْ رُقُوْدٌ حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں وَّنُقَلِّبُھُمْ اور ہم ان کو پلٹتے ہیں ذَاتَ الْیَمِیْنِ دائیں طرف وَذَاتَ الشِّمَالِ اور بائیں طرف وَکَلْبُھُمْ اور ان کا کتا بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ اپنے دونوں بازوں کو پھیلائے ہوئے ہے بِالْوَصِیْدِ چوکھٹ پر لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْھِمْ اگر تو جھانک کر دیکھے ان کو لَوَلَّیْتَ مِنْھُمْ فِرَارًا البتہ تو پھر جائے ان سے بھاگتے ہوئے وَّلَمُلِئْتَ اور بھر جائے گا تو مِنْھُمْ رُعْبًا ان سے رعب میں وَکَذٰلِکَ اور اسی طرح بَعَثْنٰھُمْ ہم نے جگایا ان کو لِیَتَسَآءَلُوْا تاکہ وہ سوال کریں بَیْنَھُمْ آپس میں قَالَ قَآئِلٌ مِّنْھُمْ ایک کہنے والے نے کہا ان میں سے کَمْ لَبِثْتُمْ تم کتنی دیر تک ٹھہرے ہو قَالُوْا انہوں نے کہا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ہم ٹھہرے ہیں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ قَالُوْا انہوں نے کہا رَبُّکُمْ اَعْلَمُ تمہارا رب خوب جانتا ہے بِمَا لَبِثْتُمْ جتنا تم ٹھہرے ہو فَابْعَثُوْٓا پس بھیجو تم اَحَدَکُمْ اپنے میں سے ایک کو بِوَرِقِکُمْ ھٰذِہٖٓ یہ چاندی کے سکے دے کر اِلَی الْمَدِیْنَۃِ شہر کی طرف فَلْیَنْظُرْ پس چاہئے کہ وہ دیکھے اَیُّھَآ اَزْکٰی طَعَامًا کون سا کھانا پاکیزہ ہے

فَلْيَأْتِكُمْ پس وہ لے آئے تمہارے پاس بِرِزْقٍ مِّنْهُ رزق اس میں سے وَلْيَتَلَطَّفْ اور چاہئے کہ نرمی کرے وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا اور نہ بتلائے تمہارے بارے میں کسی کو اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا بیشک وہ اگر مطلع ہو جائیں عَلَيْكُمْ تم پر يَرْجُمُوْكُمْ وہ تمہیں سنگسار کر دیں گے اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ یا تمہیں لوٹا دیں گے فِيْ مِلَّتِهِمْ اپنے دین میں وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اور تم ہرگز نہیں فلاح پاؤ گے اِذًا اس وقت اَبَدًا کبھی بھی۔

کل کے سبق میں تم سن چکے ہو کہ ایشیاء کوچک کے علاقہ میں افسوس نامی شہر تھا جس کی آبادی کافی تھی۔ وہاں کا بادشاہ دقیانوس بڑا ظالم اور جابر اور بڑا مشرک تھا۔ وہاں چھ نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمائی۔ اس وقت کا جو کلمہ تھا انہوں نے پڑھا اور توحید کے قائل ہو گئے۔ چونکہ سارا علاقہ کفر و شرک سے بھرا ہوا تھا انہوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ چند نوجوانوں نے عقیدہ بدل لیا ہے ہو سکتا ہے چند اور اس کیساتھ مل جائیں تو ملک میں افراتفری پیدا ہو جائے گی۔ بادشاہ نے ان کو عدالت میں طلب کیا کہ تمہارے متعلق عوام نے شکایت کی ہے کہ تم نے آباؤ اجداد کا عقیدہ مذہب چھوڑ دیا ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ ان نوجوانوں نے عدالت میں کھڑے ہو کر صاف لفظوں میں توحید کا اقرار کیا اور اپنی قوم کے عقیدے کی تردید کی کہ ان کا عقیدہ غلط ہے۔ عدالت نے سمجھا کہ نوجوان جذبات میں آئے ہوئے ہیں ذرا ان کو تنبیہ کر دو تا کہ یہ باز آ جائیں۔ چنانچہ عدالت نے دھمکی دی کہ اگر تم اس عقیدے سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے حکومت چند دن کی تمہیں مہلت دیتی ہے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے طے کیا کہ ہمیں یہاں نہیں رہنا چاہئے فی الحال کسی اور جگہ چلے جاؤ اور دیکھو کیا بنتا ہے۔ یہ نوجوان صبح

سورج چڑھنے کے بعد گھر سے چل پڑے راستے میں ایک چرواہا بھی مل گیا اس کیساتھ کتا بھی تھا۔شہر سے نومیل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَتَرَى الشَّمْسَ اور اے مخاطب! آپ دیکھیں گے سورج کو اِذَا طَلَعَتْ جس وقت وہ طلوع ہوتا ہے تَزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ کترا جاتا ہے ان کے غار سے ذَاتَ الْيَمِيْنِ دائیں طرف وَاِذَا غَرَبَتْ اور جس وقت غروب ہوتا ہے تَّقْرِضُهُمْ مائل ہوجاتا ہے ان سے ذَاتَ الشِّمَالِ بائیں طرف۔یعنی اس غار کا رخ نہ تو مشرق کی طرف ہے تا کہ صبح کے وقت سورج ان کو تکلیف پہنچائے ، نہ اس کا رخ مغرب کی طرف ہے کہ پچھلے پہر سورج ان پر پڑے اور اس سے ان کو تکلیف ہو۔اس غار کا منہ شمال کی طرف ہے کہ نہ پہلے پہر سورج چڑھنے سے ان کو تکلیف ہو نہ پچھلے پہر سورج کے ڈھلنے سے ان کو کوئی تکلیف ہو وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ اور وہ ایک کھلی جگہ میں ہیں غار میں۔

اللہ تعالیٰ نہ کسی کو جبراً ہدایت دیتا ہے اور نہ گمراہ کرتا ہے :

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے فَهُوَ الْمُهْتَدِ پس وہی ہدایت یافتہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہدایت اس کو دیتا ہے جو ہدایت کا طالب ہو۔غیر طالب کو جبراً ہدایت نہیں دیتا وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا اور جس کو رب بہکائے گمراہ کرے پس آپ ہر گز نہیں پائیں گے اس کیلئے حمایتی راہنمائی کرنیوالا۔رب تعالیٰ گمراہ اس کو کرتا ہے جو گمراہی پر ڈٹ جائے اور اپنی ساری قوت گمراہی کیلئے صرف کردے، جبراً کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔متعدد مرتبہ تم یہ بات سن چکے ہو اور اگلے رکوع میں بھی یہ بات آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور گمراہی اختیار کرنے میں بندے کو اختیار دیا ہے۔نہ زبردستی کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ

زبردستی کسی کو گمراہ کرتا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ''پس جو شخص چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔'' اللہ تعالیٰ نے اس کو قدرت اور طاقت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں راستے بھی بتا دیئے ہیں اور ان پر چلنے کی قوت بھی دی ہے اس میں انسان کی مرضی اور ارادے کا بڑا دخل ہے۔ جو شخص غلط راستے پر چلنے کا ارادہ کریگا رب اس کو اس طرف چلا دے گا اور جو ہدایت کے راستے پر چلنے کا ارادہ کرے گا رب اسکو اس طرف چلا دے گا اور جس کو وہ گمراہ کر دے گا تو آپ اس کیلئے حمایتی اور راہنمائی کرنے والا نہیں پائیں گے۔ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا اور اے مخاطب آپ خیال کرتے ہیں ان اصحاب کہف کو بیدار جاگتے ہیں یعنی اگر آپ ان کو غار میں جا کر دیکھیں تو آپ خیال کریں گے کہ وہ جاگتے ہیں اَيْقَاظٌ يَقِظٌ کی جمع ہے بمعنی بیدار آنکھیں کھلی ہیں وَّهُمْ رُقُوْدٌ حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ آج بھی بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور آنکھیں کھلی ہوتی ہیں۔ مفسرین کرامؒ اس کی یہ حکمت بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی آنکھیں اس لئے کھلی چھوڑیں تاکہ آنکھوں کو تازہ ہوا پہنچتی رہے اور آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے۔ تین سو نو سال کا طویل عرصہ آنکھیں بند رہیں تو متاثر بھی ہو سکتی ہیں۔ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ اور ہم ان کو پلٹتے ہیں دائیں طرف اور بائیں طرف۔ نیند کی حالت میں کبھی اللہ تعالیٰ ان کو دائیں طرف پلٹ دیتے ہیں اور کبھی بائیں طرف پہلو بدلتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف پر لیٹے رہیں تو وہ پہلو آفت زدہ ہو جائے ماؤف ہو جائے۔ یہ رب تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے انسان کی حفاظت کیلئے ایسا کیا ہے۔ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ اور ان کا کتا اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلائے ہوئے ہے چوکھٹ پر۔ جسطرح وہ اندر سوئے رہے کتا اس حالت میں غار کے

منہ پر سویا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ اے مخاطب! اگر تو جھانک کر دیکھے ان کو لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا البتہ تو پھر جائے ان سے بھاگتے ہوئے وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا اور بھر جائے گا تو ان سے رعب میں۔ وہ صحت مند بڑے بڑے قد والے تھے آنکھیں کھلی تھیں رب تعالیٰ نے ایسا رعب طاری فرمایا کہ اے مخاطب اگر تو ان کو دیکھے تو مرعوب ہو جائے اور ڈر کے وہاں سے بھاگ جائے وَکَذٰلِکَ بَعَثْنٰهُمْ اور اسی طرح ہم نے ان کو جگایا جس طرح ان پر نیند طاری کی لِیَتَسَآءَلُوْا بَیْنَهُمْ تاکہ وہ سوال کریں آپس میں قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ ایک کہنے والے نے کہا ان میں سے کَمْ لَبِثْتُمْ کتنی دیر تم ٹھہرے ہو سوئے ہو قَالُوْا دوسروں نے کہا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ہم ٹھہرے ہیں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ سوئے ہیں جس وقت وہ غار میں داخل ہوئے تھے تو ہمارے ٹائم کے مطابق موٹا تخمینہ تقریباً آٹھ بجے تھے اور جس وقت وہ بیدار ہوئے تو ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا انہوں نے خیال کیا کہ اگر وہی دن ہے تو دن کا کچھ حصہ گذرا ہے اور کچھ باقی ہے پورا دن بھی نہیں ہوا اور اگر وہ دن گزر چکا ہے تو پھر ایک دن پورا ہو گیا ہے اور دوسرے دن کا بھی کچھ حصہ باقی ہے اور کچھ گذر چکا ہے۔ قَالُوْا کہنے لگے اس فضول بحث میں نہ پڑو رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ہو۔

اللہ تعالیٰ کو تین چیزیں ناپسند ہیں :

حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کَرِہَ اللّٰہُ لَکُمْ ثَلَاثًا ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرمائی ہیں۔“ ایک قیل قال، یعنی بلا ضرورت کسی چیز کے بارے میں بحث کرنا۔ اور وقت ضائع کرنا، اس پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر تم کسی کے اسلام کی خوبی دیکھنا چاہو تو دیکھو تَرْکُہٗ مَالَا

یَعْنِیْہِ غیر مقصود کاموں میں تو الجھا ہوا نہیں ہے۔ اگر وہ غیر مقصودی باتوں میں الجھا ہوا نہیں ہے تو سمجھو اچھا مسلمان ہے۔ مقصودی اور غیر مقصودی کے فرق کا کس طرح پتہ چلے گا؟ تو یاد رکھنا! وہ باتیں جن کا تعلق دین کیساتھ ہے وہ ساری مقصودی ہیں اور دنیا کی جائز باتیں جن کے ساتھ اس کا تعلق ہے وہ تو ٹھیک ہیں اور جن باتوں کیساتھ اس کا تعلق نہیں ہے ان کے پیچھے پڑنا اسلام کی خوبی میں سے نہیں ہے۔ بھئی تیرا ان چیزوں کیساتھ تعلق نہیں کیوں خواہ مخواہ ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ تو پہلی بات یہ بتلائی کہ غیر متعلق باتوں میں پڑنا، مغز کھانا اور فضول گپیں مارنے کو رب تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو پسند نہیں کرتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کو پسند نہیں کرتے تھے فوراً سو جاتے تھے تاکہ سحری کے وقت آسانی سے اُٹھ سکیں۔ ہاں اگر مہمان آئے ہوئے ہوتے تھے یا کوئی مسئلہ پوچھتا تھا تو وہ الگ بات ہے۔

دوسری چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے **اضاعۃ المال** ہے۔ مال کو ضائع کرنا۔ مال کو جائز کام میں لگاؤ، جائز جگہ پر خرچ کرو اور وہ بھی اتنا جتنے کی شریعت اجازت دیتی ہے۔ اور جہاں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے وہاں خرچ نہ کرو قیامت والے دن پوچھ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بے جا خرچ کرنے سے منع فرمایا ہے اور بے جا خرچ کرنے والوں کو شیطانوں کا بھائی فرمایا ہے۔ دیکھو آج لوگ منگنیوں اور شادیوں میں فضول کاموں پر مال خرچ کرتے ہیں، مرچیں لگاتے ہیں، ضرورت سے زائد بجلی خرچ ہوتی ہے قیامت والے دن سب چیزوں کا حساب ہوگا۔

اور تیسری چیز فرمایا **عقوق الامّھات** ماؤں کو تنگ کرنا۔ ماں کی قید اس لئے لگائی کہ عموماً بچوں کا واسطہ ماں سے پڑتا ہے۔ باپ بیچارے ...... کوئی ملازم ہوگا، کوئی

دوکاندار ہوگا، کوئی کارخانہ دار ہوگا اور اپنے اپنے کام پر چلے جائیں گے۔ پھر ماں کا رعب بھی بنسبت باپ کے کم ہوتا ہے۔ بچے ماں کو زیادہ ستاتے اور تنگ کرتے ہیں۔ تو ماں کو تنگ کرنا بھی بڑے گناہوں میں سے ہے۔ (اور ایک روایت میں تیسری چیز فرمایا کثرۃ السوال بہت زیادہ سوالات کرنا۔ اس کو بھی ناپسند فرمایا ہے۔)

تو اصحاب کہف نے کہا فضول بحث کو چھوڑو تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے ہو۔ ایسا کرو فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ پس بھیجو تم اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی کے سکے دے کر۔ اس وقت چاندی کے سکے رائج تھے اِلَى الْمَدِيْنَةِ شہر کی طرف۔ ان کے قریب شہر افسوس ہی تھا جہاں سے آئے تھے فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا پس چاہئے کہ وہ دیکھے کون سا کھانا پاکیزہ ہے مردار حرام نہ ہو فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ پس وہ لے آئے تمہارے پاس رزق اس میں سے خوراک تمہارے لئے لے آئے وَلْيَتَلَطَّفْ اور چاہئے کہ نرمی کرے باریک بینی سے کام لے۔ ایسے طریقے سے جائے کہ کسی کو پتہ نہ چلے اور گفتگو اس انداز سے کرے کوئی محسوس نہ کرے وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا اور نہ بتلائے تمہارے بارے میں کسی کو۔ ان میں سے یملیخا رحمۃ اللہ علیہ ذہین، سمجھدار اور پھرتیلا نوجوان تھا۔ اس کو انہوں نے چاندی کا وہ سکہ دے کر بھیجا جس پر دقیانوس کی تصویر اور دوسری طرف حکومت کی مہر تھی۔ نو میل کا فی سفر تھا یہ بیچارہ دائیں بائیں دیکھتا ہوا بڑی احتیاط کیساتھ گیا۔ آگے ذکر آئے گا کہ ہوٹل پر پہنچا، روٹیوں کا بھاؤ پوچھا، سالن کا بھاؤ پوچھا، طرفین راضی ہو گئے روٹیاں سالن پکڑ لیا پیسے دیئے تو تین سو نو سال پہلے کا سکہ دیا۔ دوکان دار نے کہا بھئی جی یہ کھوٹا سکہ ہے۔ اس نے اور نکال دیئے وہ بھی پرانا سکہ تھا۔ دیکھو! آج کل سکہ کاغذوں کی شکل میں ہے انگریز کے زمانہ میں چاندی کا سکہ ہوتا تھا اس کو

لوگ کھڑکا کر لیتے ، وہ بجتا تھا۔ اگر نہ بجتا تو کھوٹا ہوتا تھا اب تو وہ سکے کے طور پر استعمال نہیں ہوسکتا اب وہ چاندی کے طور پر استعمال ہوگا۔ تو انہوں نے کہ یہ تو پرانا سکہ ہے۔ اردگرد کے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ باقی واقعہ آگے آئیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تو انہوں نے کہا کہ بڑی احتیاط کیساتھ دیکھ کر پاکیزہ کھانا لائے اور کسی کو بتلائے بھی نہ۔ اِنَّھُمْ اِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ بیشک وہ اگر تم پر مطلع ہوگئے ان کو خبر ہوگئی تو یَرْجُمُوْکُمْ وہ تمہیں سنگسار کردیں گے پتھر مار مار کر تمہیں ہلاک کردیں گے اَوْ یُعِیْدُوْکُمْ فِیْ مِلَّتِھِمْ یا تمہیں لوٹا دیں گے اپنے دین میں۔ جیسے ہم پہلے کافر تھے اسی طرح پھر کافر ہوجائیں گے۔ دو ہی صورتیں ہیں یا جان جائے گی یا ایمان جائے گا وَلَنْ تُفْلِحُوْآ اِذًا اَبَدًا اور تم ہرگز نہیں فلاح پاؤ گے اس وقت کبھی بھی۔ لہٰذا احتیاط سے کام لو اور جاؤ۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ

لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ۙ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّ لَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ ع

وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ ہم نے اطلاع دی اصحاب کہف کے بارے میں لوگوں کو لِيَعْلَمُوْۤا تا کہ وہ جان لیں اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے وَّاَنَّ السَّاعَةَ اور بیشک قیامت لَا رَيْبَ فِيْهَا کوئی شک نہیں ہے اس میں اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ جس وقت انہوں نے جھگڑا کیا بَيْنَهُمْ آپس میں اَمْرَهُمْ اپنے معاملے میں فَقَالُوْا پس انہوں نے کہا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا بناؤ ان کے اوپر ایک عمارت رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ان کا رب خوب جانتا ہے ان کو قَالَ الَّذِيْنَ کہا ان لوگوں نے غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ جو غالب رہے اپنے معاملے میں لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا البتہ ہم ضرور بنائیں گے ان کے قریب ایک مسجد سَيَقُوْلُوْنَ عنقریب کہیں گے ثَلٰثَةٌ تین تھے رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ چوتھا ان کا کتا تھا

وَیَقُوْلُوْنَ اور بعض کہیں گے خَمْسَةٌ پانچ تھے سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ چھٹا ان کا کتا تھا رَجْمًا بِالْغَيْبِ تیراندازی کرتے ہیں بن دیکھے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہنے والے کہیں گے سَبْعَةٌ سات تھے وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ اور آٹھواں ان کا کتا تھا قُلْ رَّبِّيْٓ آپ کہہ دیں میرا رب اَعْلَمُ خوب جانتا ہے بِعِدَّتِهِمْ ان کی گنتی کو مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ نہیں جانتے اس کو مگر بہت تھوڑے فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ پس آپ نہ جھگڑا کریں ان کے بارے میں اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا مگر سرسری جھگڑا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ اور آپ نہ پوچھیں ان کے بارے میں مِّنْهُمْ ان میں سے اَحَدًا کسی ایک سے۔

اصحاب کہف کا ذکر چلا آرہا ہے کہ ظالم بادشاہ، ظالم عدالت اور ظالم عوام سے جان بچانے کیلئے وہ نوجوان اپنا شہر چھوڑ کر پہاڑ کی غار میں جا چھپے۔ اور اگلے رکوع میں آئے گا کہ تین سو نو سال تک کھانے پینے کے بغیر وہاں سوئے رہے۔ حالانکہ عادتاً انسان اتنی دیر تک بغیر کھانے پینے کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ تین سو نو سال کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے۔

تمام بشری تقاضے انبیاء کرام علیہم السلام کیساتھ تھے :

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کو ایسا بنایا ہے کہ عالم اسباب میں یہ خوراک کا محتاج ہے حتی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ [سورۃ الانبیاء:۸] ''اور ہم نے رسولوں کو بھی ایسے جسم نہیں دیئے جو کھانا نہ کھاتے ہوں۔'' پیغمبروں کو بھوک پیاس بھی لگتی تھی، گرمی سردی بھی لگتی تھی، بیمار بھی ہوتے تھے، تکلیفیں بھی آتی تھیں، تمام بشری تقاضے ان کیساتھ تھے۔

لیکن اصحاب کہف اور ان کے کتے کا بغیر کھانے پینے کے تین سو نو سال تک زندہ رہنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ کل کے درس میں تم نے سنا ہے کہ جب وہ بیدار ہوئے تو آپس میں یہ بات چھڑی کہ ہم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے؟ بعضوں نے کہا ایک دن اور بعضوں نے کہا دن کا کچھ حصہ۔ پھر کہنے لگے فضول بحث کو چھوڑو اپنے میں سے ایک کو بھیجو جو صاف ستھرا کھانا لے کر آئے اور بڑی احتیاط کیساتھ جائے اور تمہارے متعلق کسی کو اطلاع نہ دے۔ کیونکہ اگر ان کو پتہ چل گیا تو وہ ہمیں پتھر مار مار کے ختم کر دیں گے یا کافر بنا دیں گے۔ یملیخا رحمۃ اللہ علیہ ہلکے پھلکے جسم کا پھرتیلا نوجوان تھا اس کو بھیجا۔ جب روٹی سالن لے لیا اور پیسے دیئے تو دوکاندار نے کہا کہ یہ سکہ تو نہیں چلتا، اور نکال کر دیئے تو وہ بھی نہیں چلتے، اور نکال کر دیئے دوکاندار نے کہا یہ بھی نہیں چلتے کیونکہ اس وقت نیا سکہ رائج تھا وہ اس کو دکھایا کہ اب تو یہ سکہ چلتا ہے تم تین سو نو سال پہلے کی بات کرتے ہو۔ جس وقت اس نے سنا کہ تین سو سال گذر گئے ہیں تو اس کو اطمینان ہوا کہ الحمد للہ! دقیانوس سے تو ہماری جان چھوٹ گئی ہے۔ دقیانوس اور عدالت کا ڈر تو جاتا رہا مگر دوکاندار پیچھے پڑ گیا۔ تو اس نے بتایا کہ ہم چند ساتھی غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ دوکاندار کو بھی تاریخی طور پر ان کے متعلق کچھ معلومات تھیں کہ کسی زمانے میں چند نوجوان گم ہو گئے تھے جن کا کوئی اتا پتہ نہیں ملتا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ چنانچہ اس دوران کافی لوگ جمع ہو گئے پولیس بھی آ گئی یملیخا رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ سارے غار کی طرف چل پڑے روٹی سالن بھی ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ وہ انتظار کر رہے تھے انہوں نے جب ان کو آتے ہوئے دیکھا ڈر گئے کہ لوگوں کی فوج اور پولیس ساتھ ہے لگتا ہے ہمارا پتہ چل گیا ہے یہ ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے۔

طبعی خوف ایمان کیخلاف نہیں :

اور طبعاً موذی چیز سے ڈرنا ایمان کیخلاف نہیں ہے۔ دیکھو! قرآن پاک میں تصریح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کے بعد پہلا معجزہ عطا کیا گیا رات کا وقت تھا کوہ طور کے قریب وادی مقدس کا علاقہ تھا لیکن روشنی خوب تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی تجلی ڈالی تھی۔ فرمایا اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى [طٰہٰ:۱۹] ''اس لاٹھی کو ڈالو اے موسیٰ علیہ السلام۔'' جب انہوں نے لاٹھی ڈالی تو وہ سانپ بن کر ادھر ادھر بھاگنے لگا تو موسیٰ علیہ السلام وَلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ''پیٹھ پھیری اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔'' موسیٰ علیہ السلام نے خیال کیا کہ سانپ موذی چیز ہے اس سے ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ خوف نہ کریں اس سانپ کو آپ پکڑیں سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى [طٰہٰ:۲۱] ''ہم اس کو پلٹ دیں گے پہلی حالت پر۔'' تو معلوم ہوا کہ طبعی ڈر سے ایمان پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ تو اصحاب کہف لوگوں کو دیکھ کر ڈرے کہ ہم گرفتار ہو جائیں گے۔ یملیخا رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو کہا کہ پہلے میں جا کر اپنے ساتھیوں کو اطلاع کرتا ہوں کہ دقیانوس کا زمانہ ختم ہو گیا ہے ہمیں یہاں تین سو سال ہو گئے ہیں یہ لوگ تمہاری ملاقات کیلئے آ رہے ہیں، تمہارے دیدار کیلئے آ رہے ہیں خطرے والی بات کوئی نہیں۔ پھر یہ لوگ ان کو بڑی عقیدت کیساتھ ملے۔ آگے پھر تفسیروں میں روایات مختلف ہیں کہ اصحاب کہف کا پھر کیا بنا؟ اکثر تو فرماتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں اپنا کشف بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ان پر نیند مسلط کر دی جب مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے تو وہ اس زمانے میں بیدار ہوں گے اور مہدی علیہ السلام کا ساتھ دیں گے ان کیساتھ تعاون کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ اور اسی طرح ہم نے اطلاع دی

اصحاب کہف کے بارے میں لوگوں کو لِیَعْلَمُوْٓا تا کہ وہ لوگ جان لیں اَنَّ وَعْدَاللّٰہِ حَقٌّ کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَّاَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیْبَ فِیْھَا اور بیشک قیامت کوئی شک نہیں ہے اس میں۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں اس علاقے میں قیامت کا مسئلہ خوب زوروں پر تھا۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ قیامت آئے گی دوسرا کہتا تھا نہیں آئے گی۔ جو لوگ قیامت کے قائل تھے ان کی تائید اس واقعہ سے ہوئی کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنے عرصہ کے بعد جگایا ہے جو رب یہ کر سکتا ہے اس کیلئے دوبارہ کائنات کا زندہ کرنا کون سا مشکل ہے۔ وہ تمام انسانوں اور حیوانوں کو زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بطور دلیل کے پیش کیا کہ لوگ اس کو دیکھ کر سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت آئے گی اور اس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور قیامت کا آنا عقلی طور پر بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ دنیا میں ایسے مجرم بھی ہیں جن کو ان کے جرم کی سزا نہیں ملی اور ایسے نیک متقی پرہیز گار بھی ہیں کہ ان کو نیکی کا صلہ نہیں ملا تو اگر قیامت نہ آئے اور مجرموں کو سزا نہ ملے اور نیکوں کو جزا نہ ملے تو معاذ اللہ تعالیٰ پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین نہیں ہے اور اس کے ہاں کوئی عدل وانصاف نہیں ہے۔

فرمایا اِذْ یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَھُمْ جس وقت انہوں نے جھگڑا کیا آپس میں اَمْرَھُمْ اپنے معاملے میں فَقَالُوا پس کچھ لوگوں نے کہا ابْنُوْا عَلَیْھِمْ بُنْیَانًا بناؤ ان کے اوپر ایک عمارت یادگار کے طور پر کہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو کہ اصحاب کہف یہاں رہے ہیں۔ کسی نے کہا یہاں لائبریری بنادو، کسی نے کہا یہاں مینار بنادو، کسی نے کہا یہاں کوئی عمارت بنادو۔ اہل حق کا اس وقت غلبہ تھا وہ عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر چلنے والے تھے اگرچہ دوسرے پیغمبروں کے دین پر چلنے والے بھی تھے مگر غلبہ ان کا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے کہ وہ کس انداز کے لوگ تھے قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ کہا ان لوگوں نے جو غالب رہے اپنے معاملے میں۔ کیا کہا انہوں نے؟ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا البتہ ہم ضرور بنائیں گے ان کے قریب ایک مسجد۔ کیونکہ یہ برگزیدہ لوگ تھے جنہوں نے اپنا ایمان بچانے کیلئے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا اشرف بخشا ہے کہ تین سو سال کے بعد ان کو بیدار کر کے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہے لہٰذا ان کی شایان شان یہ ہے کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے جہاں پر لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا فریضہ سرانجام دیا کریں اور انہیں پتا ہے کہ ایمان بہت بڑی حقیقت ہے اور اسی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ اصحاب کہف کی تعداد کے متعلق بھی اختلاف رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ عنقریب کچھ لوگ کہیں گے تین تھے رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ چوتھا ان کا کتا تھا وَيَقُوْلُوْنَ اور کچھ کہنے والے کہیں گے خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں قول بیان کر کے فرمایا رَجْمًا بِالْغَيْبِ تیر اندازی کرتے ہیں بن دیکھے۔ بن دیکھے تیر چلانے کا مطلب یہ ہے کہ آگے کوئی نشان نظر نہ آئے اور آدمی اندھا بن کر تیر چلاتا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قولوں کی تردید فرمادی۔

وَيَقُوْلُوْنَ اور کچھ کہنے والے کہیں گے سَبْعَةٌ سات تھے وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ اور آٹھواں ان کا کتا تھا اس قول کی رب تعالیٰ نے تردید نہیں فرمائی۔ فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی کو مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ نہیں جانتے اصحاب کہف کو مگر بہت تھوڑے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما دوسرے نمبر کے مفسر قرآن ہیں۔ پہلے نمبر کے مفسر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اَنَـا مِنَ الْـقَلِيْلِ ''میں ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں جو اصحاب کہف کی گنتی کو جانتے ہیں۔'' شاگردوں نے پوچھا حضرت کتنے تھے؟ فرمایا سات تھے آٹھواں کتا تھا۔ شاگردوں نے کہا حضرت اس کی کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دونوں قول نقل کر کے کہ کچھ لوگ کہیں گے اصحاب کہف تین تھے اور چوتھا کتا تھا اور کچھ لوگ کہیں گے پانچ تھے اور چھٹا کتا تھا رَجْـمًا بِـالْـغَيْبِ فرما کر رد کر دیئے کہ یہ بن دیکھے تیر چلاتے ہیں۔ اور تیسرا قول رب تعالیٰ نے فرمایا کہ سات تھے اور آٹھواں کتا تھا، اس کی تردید نہیں فرمائی۔ اس لئے اصحاب کہف سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ چھ نوجوان آپس میں دوست تھے ساتواں چرواہا ساتھ شریک ہوا اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ کتا بدستور ان کیساتھ رہا اور پھر جس طرح وہ مر گئے اسی طرح کتا بھی مر گیا اور یہ بات بھی تم سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ جن جانوروں کو جنت میں داخل کرے گا ان میں ایک یہ کتا بھی ہوگا۔ اور ایک حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی بھی ہوگی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہدہد بھی ہوگا اور بھی کئی جانور ہونگے جن کے نام تفسیروں میں آتے ہیں اور اس کتے کو اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے ایک صوفی بزرگ بلعم بن باعورا کی شکل دے کر جنت میں داخل کرے گا۔ یہ بلعم بن باعورا بزرگی سے نکل گیا تھا کتے نے نیکوں کا ساتھ دیا اللہ تعالیٰ نے کتے کو ان کا ساتھی بنا دیا اور نوح علیہ السلام کے بیٹے نے کافروں کا ساتھ دیا ایمان کی دولت سے محروم ہو گیا۔

فرمایا فَلَا تُـمَارِ فِيْهِمْ پس آپ اے مخاطب نہ جھگڑا کریں ان کے بارے میں کوئی بحث نہ کریں اِلَّا مِـرَآءً ظَـاهِرًا مگر سرسری جھگڑا۔ بس جو ہم نے بتلا دیا ہے یہی کافی ہے وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا اور آپ نہ پوچھیں ان کے بارے میں ان میں سے کسی

ایک سے۔یعنی اصحاب کہف کے بارے میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ ہم نے بتلادیا ہے اس پر یقین رکھیں۔اصحاب کہف کا کچھ ذکر آگے آئے گا۔ان شاءاللہ تعالیٰ

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ

فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ؗ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ الثلاثۃ

وَلَا تَقُوْلَنَّ اور ہرگز نہ کہیں آپ لِشَایْءٍ کسی چیز کے بارے میں اِنِّیْ بیشک میں فَاعِلٌ ذٰلِکَ کرنے والا ہوں اس کو غَدًا کل اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اور یاد کریں اپنے پروردگار کو اِذَا نَسِیْتَ جب آپ بھول جائیں وَقُلْ اور آپ کہیں عَسٰۤی قریب ہے اَنْ یَّهْدِیَنِ یہ کہ راہنمائی کرے میری رَبِّیْ میرا رب لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا اس سے زیادہ قریب رَشَدًا بھلائی میں وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ اور وہ ٹھہرے اپنی غار میں

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ تین سو سال وَازْدَادُوْا تِسْعًا اور زیادہ کیے انہوں نے نو قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے بِمَا لَبِثُوْا جتنا عرصہ وہ ٹھہرے لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ اسی کیلئے ہے غیب آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا اَبْصِرْ بِهٖ کیسا ہی دیکھنے والا ہے وَاَسْمِعْ اور کیسا ہی سننے والا ہے مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ نہیں ہے ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا مِنْ وَّلِیٍّ کوئی حمایتی وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖ اور نہیں شریک ٹھہراتا اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں اَحَدًا کسی ایک کو وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اور آپ تلاوت کریں اس کی جو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ آپ کے رب کی کتاب لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ اور کوئی نہیں تبدیل کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ اور آپ ہرگز نہیں پائیں گے اللہ تعالیٰ سے ورے مُلْتَحَدًا کوئی جائے پناہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ اور آپ روکیں رکھیں اپنے آپ کو مَعَ الَّذِیْنَ ان لوگوں کیساتھ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو بِالْغَدٰوةِ پہلے پہر وَالْعَشِیِّ اور پچھلے پہر یُرِیْدُوْنَ چاہتے ہیں وَجْهَهٗ اللہ تعالیٰ کی رضا وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا تاکہ آپ ارادہ کریں دنیا کی زندگی کی زیب وزینت وَلَا تُطِعْ اور آپ اطاعت نہ کریں مَنْ اس کی اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ کہ غافل کر دیا ہم نے اس کے دل کو عَنْ ذِكْرِنَا اپنی یاد سے وَاتَّبَعَ هَوٰهُ اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا اور ہے اس کا معاملہ حد

سے بڑھا ہوا۔

تفصیل بیان ہو چکی ہے کہ مدینہ طیبہ میں یہودیوں میں سے بعض نے آنحضرت ﷺ سے تین سوال کیے کہ اگر آپ نبی ہیں، پیغمبر ہیں تو ہمارے ان تین سوالوں کا جواب دیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ جو جاندار کے جسم میں ہو تو حیات ہے اور نکل گئی تو موت ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ کوئی ہوا ہے، جسم ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ اصحاب کہف کون تھے اور ان کا کیا کردار تھا؟ اور تیسرا سوال یہ ہے کہ ذوالقرنین کون تھا اور اس کے کارنامے کیا تھے؟

ان شاء اللہ تعالیٰ کہنے کی تاکید :

روح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کہہ دیں وہ میرے رب کا حکم ہے تم اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اصحاب کہف کا قصہ تم نے کافی تفصیل کیساتھ سنا ہے ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اس سورت کے آخر میں آئے گا جس وقت یہودیوں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل بتاؤں گا زبان سے ان شاء اللہ نہ کہہ سکے خیال تھا کہ معمولی معمولی باتوں پر وحی نازل ہوتی رہتی ہے اور یہ تو یہودیوں کے اہم سوال ہیں ضرور وحی نازل ہوگی۔ کل کا دن ہوا تو یہودی آگئے کہ ہم نے آپ سے تین سوال کیے تھے ان کا جواب دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی کوئی وحی نہیں آئی وحی آئے گی تو بتلا دوں گا۔ دو دن گذرے، چار دن گذرے وحی نہ آئی۔ اس پر یہود نے بڑا ادھم مچایا بڑی باتیں کیں کہ نبی بنا پھرتا ہے اور سارے لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کرتا ہے ہمارے علمی سوالوں کا جواب نہیں دے سکا معلوم نہیں اس کا کل کب آئے گا۔

تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں ہے فَتَاَخَّرَ الْوَحْیُ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا ''پورے پندرہ دن وحی نازل نہ ہوئی۔'' اور یہودیوں نے تنگ کر کے رکھ دیا اور جگہ جگہ باتیں کرتے کہ پتہ نہیں اس کی وحی کب آنی ہے؟ پندرہ دن کے بعد یہ وحی نازل ہوئی وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اور ہرگز نہ کہیں آپ کسی چیز کے بارے میں اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا کہ بیشک میں کرنے والا ہوں اس کو کل اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، مرضی تو رب کی ہوگی۔ ان شاءاللہ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا آئندہ کے بارے میں جب بھی کوئی بات کرو تو ساتھ ان شاءاللہ کہو۔

اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو نسیان ہوتا ہے :

وَاذْكُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ اور یاد کریں اپنے پروردگار کو اگر آپ بھول جائیں۔ جب بھول جاؤ تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو بات یاد آ جائے گی۔ آپ ﷺ پر نسیان بھی طاری ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ظہر کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکل گئے حضرت ابوبکر ؓ بھی موجود تھے اور حضرت عمر ؓ بھی ہیبت زدہ ہوگئے پوچھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ ایک صحابی تھے خرباق ان کا نام تھا ان کو ذوالیدین بھی کہتے تھے اور ذوالشمالین بھی کہتے تھے۔ انہوں نے کہا حضرت! اب نماز کم ہوگئی ہے یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟ فرمایا کیسے؟ عرض کیا حضرت آپ نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں تو پوری پڑھی ہے۔ عرض کیا نہیں حضرت پوری نہیں دو پڑھی ہیں۔ آپ ﷺ نے دوسرے نمازیوں سے پوچھا کہ ذوالیدین سچ کہتا ہے۔ کہنے لگے حضرت ٹھیک کہتا ہے۔ اس وقت نماز میں گفتگو جائز تھی اگر کوئی سلام کرتا تو نماز پڑھنے والا جواب دے دیتا تھا۔ آنے والا پوچھ لیتا کہ تم کونسی رکعت میں ہو اور یہ بتلا دیتا کہ دوسری

میں ہیں یا تیسری میں ہیں۔تو آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور پڑھیں اور سجدہ سہو کیا پھر فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَذَکِّرُوْنِیْ ''بیشک میں بشر ہوں بھول جاتا ہوں جسطرح تم بھول جاتے ہو جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرادیا کرو۔'' حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا [طٰہٰ:۱۱۵] ''پس وہ بھول گئے اور نہ پائی ہم نے اس کیلئے پختگی۔'' اسی پارے میں آگے آرہا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو کہا لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ ''نہ پکڑنا مجھے اس چیز پر جو میں بھول جاؤں۔'' تو نسیان شروع سے چلا آرہا ہے نہ بھولنے والی ذات صرف پروردگار کی ہے وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا [مریم:۶۴] ''اور نہیں ہے تیرا پروردگا د بھولنے والا۔'' تو پھر اپنے رب کو یاد کریں جب بھول جائیں۔

وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا اور آپ کہیں کہ قریب ہے کہ راہنمائی کرے میرا رب اس سے زیادہ قریب بھلائی میں یعنی جس طرح اس نے اصحاب کہف کا قصہ بتلا کر میری تائید کی ہے اس سے مزید معجزات بھی رب تعالیٰ صادر فرمائیں تاکہ لوگوں کے شکوک وشبہات دور ہوں اور ہوئے بھی لیکن ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔اور اس میں اس طرف اشارہ بھی تھا کہ ایک دن تم بھی دشمنوں کے شر سے بچنے کیلئے غار میں چھپو گے۔ چنانچہ جبل ثور کی چوٹی پر غار ثور میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق ﷛ تین دن تین راتیں چھپے رہے۔فرمایا وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ اور وہ ٹھہرے رہے اپنے غار میں ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ تین سو سال وَازْدَادُوْا تِسْعًا اور زیادہ کیے انہوں نے نو سال۔ یہ مدت قمری تھی کیونکہ چاند کے لحاظ سے دس دن چھوٹا ہوتا ہے اور پینتیس چھتیس سال کے بعد ایک سال کا فرق پڑ جاتا ہے شمسی اعتبار سے۔ اسی لئے شریعت کا حکم

ہے کہ زکوٰۃ چاند کے حساب سے دو سورج کے حساب سے نہ دو کیونکہ سورج کے لحاظ سے فرق آ جاتا ہے۔ دیکھو! ایسے آدمی بھی موجود ہیں جن کی عمریں ساٹھ ستر سال ہیں اور ماشاء اللہ وہ زکوٰۃ بھی باقاعدگی کیساتھ دیتے ہیں اگر وہ چاند کے حساب سے دیں گے تو حساب پورا نکلے گا اور اگر سورج کے حساب سے دیں گے تو فرق آئے گا۔ ستر سال والے کی دو سال کی زکوٰۃ رہ جائے گی وہ اس کے ذمہ رہے گی۔ ہماری شریعت میں کچھ احکام کا تعلق چاند کیساتھ اور کچھ کا سورج کیساتھ ہے۔ نمازوں کے اوقات سورج کیساتھ وابستہ ہیں سورج کے لحاظ سے وقت بدلتا ہے اور روزوں کا تعلق چاند کیساتھ ہے زکوٰۃ بھی چاند کے لحاظ سے ہے۔ سورۃ رحمٰن میں ہے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ''سورج اور چاند تمہارے حساب کیلئے بنائے ہیں۔''

تو اصحاب کہف غار میں تین سو نو سال قمری لحاظ سے ٹھہرے۔ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جتنا عرصہ وہ ٹھہرے لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا ہاں غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے بتلائی ہیں وہ غیب کی خبریں جانتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۴ میں ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ''یہ غیب کی خبریں ہیں ہم ان کی وحی کرتے ہیں آپ کی طرف۔'' اور سورۃ ہود آیت نمبر ۴۹ میں ہے تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ''یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کو وحی کے ذریعے بتلاتے ہیں نہیں تھے آپ ان کو جانتے اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی۔ اس سے پہلے تو غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بتلائی ہیں اور سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کو بتلائی

ہے لیکن علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اَبۡصِرۡ بِهٖ کیسا ہی دیکھنے والا ہے وَاَسۡمِعۡ اور کیسا ہی سننے والا ہے۔ اور تیرھواں پارہ سورت رعد آیت نمبر ۱۰ میں تم پڑھ چکے ہو کہ تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے تو اس کو بھی جانتا ہے اور ظاہری طور پر کرے تو اس کو بھی جانتا ہے اور جو رات کو چھپنے والا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو دن کو چلنے والا ہے اس کو بھی جانتا ہے۔ مَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِيٍّ نہیں ہے ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی۔ کوئی کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَّلَا يُشۡرِكُ فِىۡ حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا اور نہیں شریک ٹھہراتا اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی ایک کو۔ تشریعی حکم ہو یا تکوینی رب تعالیٰ کیساتھ ہے قطعاً اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ [الانعام: ۵۷] اور سورۃ الاعراف میں آیت نمبر ۵۴ میں ہے. اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ "خبردار مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کی ہے اور حکم بھی اللہ تعالیٰ کا ہے۔" اس نے اپنے حکم میں قطعاً کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔

غریب مومن اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں :

آگے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ تفسیروں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کا ایک وفد آیا جس میں ہر ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی شریک تھا۔ ان کو دیکھ کر آپ بڑے خوش ہوئے اور حیران بھی ہوئے کہ یہ کیوں آئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بلال ؓ، حضرت یاسر ؓ حضرت ابوفکیہہ ؓ جیسے غریب صحابہ بیٹھے ہوتے تھے۔ وفد والے بھی آپ ﷺ کے پاس آکر بیٹھ گئے اور ان کے نمائندے نے آپ ﷺ کیساتھ گفتگو کی کہ آپ کی قوم کا نمائندہ وفد آپ کے پاس آیا ہے اور آپ ہم سب کو جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں سب کو جانتا ہوں۔ کہنے لگا ہم آپ کی بات سننے کیلئے آئے ہیں لیکن ہماری شرط یہ ہے کہ ان غریبوں کو مجلس سے اٹھا دو ہم سردار لوگ ہیں ان کو اپنی مجلس میں

اٹھانا پسند نہیں کرتے۔ اسی مضمون کا بیان ساتویں پارے میں بھی گذرا ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۲ آنحضرت ﷺ نے خیال فرمایا کہ تھوڑے سے وقت کیلئے میں ان ساتھیوں کو مجلس سے اٹھادوں تاکہ یہ لوگ توحید اور قیامت کی حقانیت کے دلائل سن لیں قرآن کی حقانیت سن لیں۔ اور یہ فقہی طور پر بھی جائز تھا اور ہے کہ استاد اپنے شاگرد کو مجلس سے اٹھا دے، باپ کو حق ہے کہ بیٹے کو اٹھادے، پیر مرید کو مجلس سے اٹھادے یہ ان کے حقوق ہیں اور ان کے حقوق آنحضرت ﷺ کے مقابلے میں صفر ہیں آپ ﷺ کا امتیوں پر حق بہت زیادہ ہے اور سب سے زیادہ ہے۔ آپ ﷺ کے حق کے سامنے نہ باپ کی دال گلتی ہے نہ استاد کی نہ پیر کی۔ اور آپ ﷺ کی نیت بھی اچھی تھی اور یہ تو تصور میں ہی نہیں تھا کہ حقیر سمجھ کر ان کو اٹھا رہے ہوں بس یہ خیال تھا کہ یہ سردار ہیں ان کو موقع دیتا ہوں تاکہ یہ لوگ حق کو سن لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں پارے میں فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ''اور آپ باہر نہ نکالیں اپنی مجلس سے ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام۔'' آخر میں فرمایا فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ''پس آپ ان کو نکالیں گے تو ہو جائیں گے ناانصافوں میں سے۔'' یقین جانو! اگر ایسا ہو جاتا تو غریبوں کیلئے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا لوگ کہتے یہ سنت ہے کہ غریبوں کو مجلس سے اٹھادو، امیروں کو موقع دو۔

امیر غریب کے فرق نے دنیا کو پریشان کیا ہوا ہے :

اور اس وقت اسی خبط نے مغربی دنیا کو پریشان کیا ہوا ہے۔ گوروں کے عبادت خانے علیحدہ اور کالوں کے عبادت خانے علیحدہ ہیں۔ وہ بھی عیسائی اور وہ بھی عیسائی لیکن مجال ہے کہ کالا کسی گورے کے گرجے میں داخل ہو جائے۔ ان کے ہسپتال علیحدہ اُن کے ہسپتال علیحدہ، ان کے اسکول کالج علیحدہ اور اُن کے علیحدہ۔ اور جب مسلمان کالے

گورے اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا ہوا۔

آج سے کئی سال پہلے کی بات ہے یہ بات اخبارات میں آئی تھی کہ ایک گوری عورت کو تکلیف ہوئی وہ بیمار ہوئی ڈاکٹروں نے تجویز کیا کہ اس کو فوراً خون کی بوتل لگاؤ۔ اتفاق کی بات ہے کہ وہاں جتنی گوری عورتیں تھیں ان کے خون کا گروپ نمبر اس کے خون کیساتھ نہ ملا ایک کالی عورت کے خون کا گروپ نمبر مل گیا۔ اس کو ڈاکٹروں نے کہا کہ بی بی تیرے خون کا گروپ نمبر اس کے ساتھ ملتا ہے اور ایک جان بچانی ہے آپ ایک بوتل خون کی دے دیں۔ اس نے قربانی دی اور خون دے دیا۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ خون دینا ٹیکہ لگانا ضرورت کے موقع پر شرعی طور پر جائز ہے۔ جس وقت گوری کے پاس کالی عورت کے خون کی بوتل گئی اور اس کو بتلایا گیا کہ اور کسی کا خون تیرے خون کیساتھ نہیں ملا مگر ایک کالی عورت کا۔ تو وہ گوری کہنے لگی مجھے موت منظور ہے مگر کالی کا خون میرے بدن میں ہو یہ منظور نہیں۔ اس نے جان دیدی مگر کالی کا خون نہیں لگوایا۔ اندازہ لگاؤ نفرت کا اور کالوں اور گوروں کے بُعد کا۔ اور اسلام ان سب چیزوں کو مٹاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ اے نبی کریم ﷺ! آپ تلاوت کریں اس کی جو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ آپ کے رب کی کتاب لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ اور کوئی نہیں تبدیل کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا اور آپ ہرگز نہیں پائیں گے اللہ تعالیٰ سے ورے کوئی جائے پناہ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ اور آپ روکیں رکھیں اپنے آپ کو مَعَ الَّذِیْنَ ان لوگوں کیساتھ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو بِالْغَدٰوۃِ پہلے پہر وَالْعَشِیِّ اور پچھلے پہر بھی، انہی میں رہو یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ چاہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ

عَنۡهُمۡ اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے، اپنی آنکھوں کو ان سے دور نہ کریں تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا تاکہ آپ ارادہ کریں دنیا کی زندگی کی زیب و زینت کہ کھانے پینے والے بڑے لوگ آ گئے ہیں سردار آ گئے ہیں مجلس کی رونق بڑھ جائے گی وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا اور آپ اطاعت نہ کریں اس کی کہ ہم نے غافل کر دیا قَلۡبَهٗ اس کے دل کو عَنۡ ذِكۡرِنَا اپنی یاد سے وَاتَّبَعَ هَوٰهُ اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی کہ وہ کہتے ہیں کہ ان غریبوں کو مجلس سے اٹھا دو یہ بات ان کی نہیں ماننی اور ان غریبوں کو نہیں نکالنا وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا اور ہے اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا اس کے کہنے میں نہ آنا۔ مزید بات آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ ع ۱۶

وَ قُلِ اور آپ کہہ دیں اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ حق تمہارے رب کی طرف سے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ پس جو شخص چاہے ایمان لے آئے وَّمَنْ شَآءَ اور جو شخص چاہے فَلْيَكْفُرْ کفر اختیار کرے اِنَّآ اَعْتَدْنَا بیشک ہم نے تیار کی ہے لِلظّٰلِمِيْنَ ظالموں کیلئے نَارًا آگ اَحَاطَ بِهِمْ گھیر لیں گے ان کو سُرَادِقُهَا اس آگ کے ے وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا اور اگر وہ مدد طلب کریں گے تو يُغَاثُوْا بِمَآءٍ ان کی مدد کی جائے گی پانی کیساتھ كَالْمُهْلِ جو تلچھٹ کی طرح ہوگا يَشْوِى الْوُجُوْهَ وہ بھون دے گا ان کے چہروں کو بِئْسَ الشَّرَابُ برا ہے پانی وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا اور برا ہوگا آرام اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے اِنَّا لَا نُضِيْعُ بیشک ہم ضائع نہیں کریں

گے اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلاً اس کا اجر جس نے اچھا عمل کیا اُولٰٓئِکَ وہ لوگ ہیں لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ ان کیلئے باغ ہونگے ہمیشگی کے تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں یُحَلَّوْنَ فِیْهَا پہنائے جائیں گے ان باغوں میں مِنْ اَسَاوِرَ کنگن مِنْ ذَهَبٍ سونے کے وَّیَلْبَسُوْنَ اور پہنیں گے ثِیَابًا کپڑے خُضْرًا سبز رنگ کے مِّنْ سُنْدُسٍ باریک ریشم کے وَّاِسْتَبْرَقٍ اور موٹے ریشم کے مُّتَّکِئِیْنَ فِیْهَا تکیے لگائے ہوئے ہوں گے ان باغوں میں عَلَی الْاَرَآئِکِ آرام دہ کرسیوں پر نِعْمَ الثَّوَابُ بہت اچھا بدلہ ہے وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا اور اچھا ہے آرام۔

قریش مکہ کے کچھ سردار عیینہ بن حصن کی نمائندگی میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ عیینہ بڑے اثر ورسوغ والا اور بڑا باتونی آدمی تھا گفتگو ایسے انداز میں کرتا تھا کہ خواہ مخواہ آدمی اس کی باتیں سننے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ قد و قامت، شکل وصورت بھی تھی اور اچھی وضع قطع رکھتا تھا۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ! آج ہم سارے کام چھوڑ کر آپ کی گفتگو سننے کیلئے آئے ہیں کہ آپ کیا کہتے ہیں لیکن ہماری شرط یہ ہے کہ آپ مجلس میں جو یہ غرباء بیٹھے ہیں ان کو یہاں سے اٹھا دیں ان کمزوروں کیساتھ بیٹھنا ہم گوارہ نہیں کرتے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ ''اے پیغمبر ﷺ! آپ روکے رکھیں اپنے آپ کو ان لوگوں کیساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام۔'' انہی کیساتھ رہنا ہے جو پہلے پہر بھی رب تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور پچھلے پہر بھی رب تعالیٰ کو پکارتے ہیں ان سے اپنی نظر نہ ہٹائیں وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا اور نہ اطاعت کریں اس کی جس کے دل کو ہم نے غافل کر دیا اپنے ذکر

سے وَاتَّبَعَ هَوَاهُ اور جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔کافروں کی بات مان کر ان غریبوں کو اپنی مجلس سے نہ اٹھانا۔وَ قُلْ اور آپ کہہ دیں الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ پس جو شخص چاہے ایمان لے آئے وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اور جو شخص چاہے کفر اختیار کرے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اختیار دیا ہے کہ اپنی مرضی اور اختیار سے ایمان لانا چاہیں تو ایمان لے آئیں اور اگر کفر اختیار کرنا چاہتے ہیں تو کفر اختیار کریں لہٰذا ان غریبوں کو مجلس سے نہیں اٹھانا۔ جی چاہتا ہے تو ان کے ہوتے ہوئے اللہ کے نبی کی بات سنیں ورنہ ان کی مرضی ہے۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ ان کو مجلس سے مصلحت کی بنا پر اٹھا دینے کا اختیار رکھتے تھے جیسا کہ باپ کو بیٹے پر حق، استاد کو شاگرد پر حق ہے، پیر کو مرید پر حق ہے۔ان کے حقوق میں ان سب سے زیادہ حق آنحضرت ﷺ کو ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حق استعمال نہیں کرنے دیا اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ آپ ﷺ ان غریبوں کو مجلس سے اٹھا دیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو جاتا تو غریبوں کیلئے کوئی ٹھکانہ نہ رہتا۔لوگ اس کو سنت کے طور پر پیش کرتے کہ سنت ہے کہ امیروں کی مجلس اور ہو اور غریبوں کی مجلس اور ہو۔ پھر امیروں کی مسجدیں الگ ہوتیں اور غریبوں کی مسجدیں الگ ہوتیں۔

اسلام نے غریب امیر کی تفریق ختم کر دی ہے :

لیکن اسلام نے اس تفریق کو مٹایا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ [حجرات:۱۰] ''پختہ بات ہے سب مومن بھائی بھائی ہیں۔'' حضرت ابو سعید خدری ؓ کی روایت ہے لَا فَخْرَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ كُلُّكُمْ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ او کما قال ﷺ ''کسی عربی کو محض عربی ہونے کی وجہ سے غیر عربی پر کوئی فخر

نہیں ہے اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فخر نہیں ہے تم سارے آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، کالے بھی اور گورے بھی ، اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' ہاں! اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ [حجرات:۱۳] ''بیشک تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔'' یہاں ذات اور نسل کا کوئی سوال نہیں ہے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہندوستان بہت بڑے درجے کے عالم اور مفتی تھے ذات کے نائی (حجام) شاہجہان پور کے رہنے والے تھے اور ہم نے دیکھا ہے کہ سیدان کے جوتے سیدھے کرتے تھے۔ بات تو تقویٰ اور نیکی کی ہے۔ پیشہ کوئی بھی ہو مگر ہو جائز ، اگر کوئی حجام ہے سر مونڈتا ہے، لبیں کاٹتا ہے، ناخن تراشتا ہے اور اس کی اجرت لیتا ہے تو جائز ہے کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر داڑھی صاف کرتا ہے اور بودا بنا کر اجرت لیتا ہے تو یہ کمائی حرام ہے فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کوئی مسلمان حجام کسی غیر مسلم عیسائی وغیرہ کی داڑھی مونڈ کر اجرت لے گا تو بھی حرام ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام ترکھانوں کا کام کرتے تھے ، موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائی ہیں خود آنحضرت ﷺ نے عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ ٹکے ٹکے پر اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں۔ حضرت طالوت رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر دوسرے پارے کے آخر میں ہے مزدوروں کا کام کرتے تھے، کبھی کپڑے رنگتے تھے کبھی ماشکیوں کا کام کرتے تھے لوگوں کا پانی بھرتے تھے کبھی لوگوں کے جانور چراتے تھے جو کام ملا، کرلیا۔ جائز پیشہ کوئی بھی ہو اس پر کوئی قدغن کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اصل چیز ہے ایمان، اخلاص، عمل صالح، اتباع سنت۔

فرمایا آپ ان سے کہہ دیں حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔ نہ

ایمان لانے میں کوئی مجبور ہے اور نہ کفر کرنے میں کوئی مجبور ہے اور نہ کوئی نیکی اور بدی میں مجبور ہے۔رب تعالیٰ نے اختیار دیا ہے جو کرنا ہے اپنی مرضی سے کرنا ہے اِنَّـا اَعْتَـدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا بیشک ہم نے تیار کی ہے ظالموں کیلئے آگ جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔اور دنیا کی آگ میں لوہے تک ہر چیز پگھل جاتی ہے اگر مارنا مقصود ہو تو اُس آگ کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن وہاں تو لَا یَمُوْتُ فِیْهَـا وَلَا یَحْیٰ ''نہ کوئی مرے گا اور نہ جیے گا۔'' اَحَـاطَ بِهِـمْ سُرَادِقُهَـا گھیر لیں گے ان کو اس آگ کے پردے، قناتیں۔ مجرموں کے ارداگرد آگ ہی آگ ہوگی، چھت آگ کی، کنارے آگ کے۔جیسے خیمہ ہوتا ہے اور اس کے ارداگرد قناتیں ہوتی ہیں۔ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا اور اگر وہ مدد طلب کریں گے پیاسے ہوکر یُغَاثُوْا بِمَآءٍ ان کی مدد کی جائے گی ایسے پانی کیساتھ کَـا لْمُهْلِ جو تلچھٹ کی طرح ہوگا۔تیل کے نیچے جو گندمند ہوتا ہے جس کو آدمی دیکھنا پسند نہیں کرتا اس کو تلچھٹ کہتے ہیں تو وہ پانی تلچھٹ کی طرح ہوگا۔اور مُهْـــل کا معنیٰ پگھلا ہوا تانبا بھی کرتے ہیں اس میں حرارت تیز ہوتی ہے وہ پلایا جائے گا یَشْـوِی الْـوُجُـوْهَ وہ بھون دے گا ان کے چہروں کو ہونٹوں کیساتھ لگے ہونٹ جل جائیں گے وہ پی بھی نہیں سکیں گے۔سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۱۷ میں ہے یَتَجَرَّعُهٗ گھونٹ گھونٹ کر کے اتارے گا دوزخی۔جیسے گرم چائے وغیرہ کو تھوڑا تھوڑا کر کے پیتے ہیں۔ان کو پیاس اتنی شدید ہوگی کہ پینے پر مجبور ہونگے وہ پیاس کا عذاب ہوگا۔جس وقت چند قطرے اندر چلے گئے تو سورۃ محمد آیت نمبر ۱۵ میں ہے فَقَطَّعَ اَمْعَآءَ هُمْ ''پس وہ کاٹ ڈالے گا ان کی آنتوں کو'' ریزہ ریزہ کر دے گا اور وہ انتڑیاں پاخانے کے راستے سے نکل آئیں گی پھر وہ منہ کے راستے ڈالی جائیں گی۔یہ صرف پیاس کی تکلیف ہوگی اور رہی بھوک، ایسی شدید تکلیف سے بھوک بجھانے کیلئے کیا

ملے گا؟ زَقُّوْم [واقعہ:۵۲] ضَرِیْع کانٹے دار جھاڑیاں [غاشیہ:۶] اور غِسْلِیْن زخموں کے دھوون [الحاقہ:۳۶] یہ تین چیزیں قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ چیزیں اتنی کڑوی ہیں کہ ایک قطرہ سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر کڑوا ہو جائے اور اتنی بدبودار کہ ایک قطرہ بدبو کا چھوڑا جائے تو اس کی بدبو سے تمام جاندار چیزیں ختم ہو جائیں، یہ دوزخیوں کو کھانا ملے گا۔ تو فرمایا کہ اگر پانی کے سلسلے میں مدد طلب کریں گے تو ان کی امداد کی جائے گی ایسے پانی کیساتھ جیسے تلچھٹ ہے یا پگھلا ہوا تانبا جو ان کے چہروں کو بھون دے گا بِئْسَ الشَّرَابُ برا ہے وہ پانی وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا اور برا ہوگا آرام۔ مُرْتَفَقًا مصدر بھی ہے جس کا معنٰی ہے آرام۔ اور آرام کیا ہونا ہے یہ تو ان پر طنز ہے۔ مُرْتَفَقًا اور ظرف کا صیغہ بھی ہے پھر معنٰی ہوگا اور بری ہے آرام کی جگہ، یہ تو کافروں کیلئے ہوگا۔

جنت کا نقشہ :

آگے ایمان والوں کے متعلق فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور خالی ایمان ہی نہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے، عمل کا بڑا دخل ہے اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا بیشک ہم ضائع نہیں کریں گے اس شخص کا اجر جس نے اچھا عمل کیا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ وہ لوگ ہیں ان کیلئے باغات ہونگے ہمیشگی کے۔ دنیا کے باغ وقتی ہیں اور ان کے پھل موسمی ہیں یعنی موسم ہوگا تو پھل ہوگا۔ جنت کے باغوں کی یہ خصوصیت ہے کہ اُکُلُھَا دَآئِمٌ ان کے پھل ہمیشہ ہونگے لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ [واقعہ:۳۳] ''نہ ختم ہونگے اور نہ روکے جائیں گے۔'' دانہ توڑا دیکھتے ہی دوسرا لگ جائے گا کبھی ختم نہیں ہونگے جس جگہ سے کوئی پھل کھانا چاہے گا کوئی

رکاوٹ نہیں ہوگی۔ بڑے بڑے وسیع باغ ہونگے اوراوپر چڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ [الحاقہ:۲۳] اس کے پھل قریب ہونگے ارادہ کرے گا کہ یہ دانہ کھانا ہے وہ ٹہنی خود بخود جھک جائے گی۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت کیا ہوگی؟ چھوٹی خدائی ہوگی لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا [ق:۳۵] ''ان کیلئے ہوگا جو وہ چاہیں گے اس میں۔'' تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ پہنائے جائیں گے ان باغوں میں کنگن سونے کے۔ اَسَاوِرَ اَسْوِرَةٌ کی جمع ہے اس کا معنٰی ہے کنگن۔ پہلے زمانے میں رواج تھا کہ بادشاہ اور رئیس سونے کے کنگن پہنتے تھے۔ جیسے آج کل آپ لوگوں نے گھڑیاں پہنی ہوئی ہیں۔ یہاں سونے کے لفظ آئے ہیں اور سورہ دہر آیت نمبر ۲۱ میں ہے وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ''اوران کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔'' تو وہ جو چاہیں گے پہنائے جائیں گے، سونے کے چاہیں گے یا چاندی کے یا ہیرے کے ان میں کوئی عار اور شرم نہیں ہوگی۔ جیسے تم نے گھڑیوں کے چین پہن رکھے ہیں اور مسئلہ یاد رکھنا! کہ لوہے اور سٹیل کے جو چین ہیں یہ مکروہ ہیں چمڑے کا جائز ہے۔ ایک اور کوئی چیز آئی ہے جینز کہتے ہیں اچھی طرح معلوم نہیں ہے کیا کہتے ہیں وہ جائز ہے۔ البتہ لوہے اور سٹیل کے چین میں نماز تو ہو جائے گی۔ بعض حضرات غلو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی، نماز ہو جاتی ہے بس پہننا مکروہ ہے۔

ابوداؤد شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے بازو میں لوہے کا کڑا دیکھا فرمایا'' یہ دوزخیوں کی علامت ہے۔'' اور عورتوں کیلئے سونے چاندی کے زیور بھی درست ہیں اور چین بھی درست ہیں۔ اور مردوں کیلئے جنت میں ہونگے جنت کا مسئلہ

علیحدہ ہے۔ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ اور پہنے گے کپڑے سبز رنگ کے باریک ریشم کے وَّاِسْتَبْرَقٍ اور موٹے ریشم کے۔ سرزمین عرب میں دوتین چیزوں کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ ایک پانی کی، چونکہ پانی کی وہاں بڑی قلت تھی ایسے واقعات بھی ہیں کہ چوبیس چوبیس گھنٹوں کا سفر طے کر کے پانی لاتے تھے لہٰذا جہاں پانی دیکھتے تھے وہاں ڈیرہ لگا دیتے تھے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جہاد کے سفر میں تھے اور آپ ﷺ کیساتھ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی عثمان ابن مظعون ؓ بھی تھے۔ ایک جگہ دیکھی کہ پانی ہے بڑے درخت ہیں اور سبزہ ہے دل بڑا خوش ہوا کیونکہ خشک علاقہ تھا سبزہ دیکھ کر بڑے خوش ہوتے تھے خیال کیا کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر میں یہیں ڈیرہ لگا لوں۔ آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ حضرت بڑی عمدہ جگہ ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہاں ٹھہر جاؤں۔

تبتل ممنوع ہے :

آنحضرت ﷺ نے نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ تبتل سے منع فرمایا کہ شریعت اس زندگی کو پسند نہیں کرتی کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دو بہن بھائیوں کو چھوڑ دو عزیز رشتہ داروں سے الگ تھلگ ہو جاؤ اپنی تن آسانی کیلئے یہ کوئی زندگی نہیں ہے۔ زندگی وہ ہے کہ دوسروں کی خدمت کرو، ماں باپ کی خدمت کرو، بیوی بچوں کی خدمت کرو، مہمانوں کی خدمت کرو، آنے جانے والوں کی خدمت کرو۔ یہ خدمت نفلی نماز اور نفلی روزوں سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ وہ عورتیں جن کا عقیدہ صحیح ہے اور نماز روزے کی پابند ہیں یہ جو گھر میں خدمت کرتی ہیں بچوں کا پیشاب پاخانہ صاف کرتی ہیں ہنڈیا پکاتی ہیں گھر میں جھاڑو پھیرتی ہیں اس کا ثواب ان کو نفلی عبادت سے زیادہ ملتا ہے اور یہ نفلی عبادت سے بڑی عبادت ہے۔ تو فرمایا وہ

کپڑے پہنیں گے سبز رنگ کے باریک ریشم کے اور موٹے ریشم کے مُتَّکِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِکِ. اَرَآئِک اَرِیْکَةٌ کی جمع ہے اور اَرِیْکَةٌ کا معنٰی ہے آرام دہ کرسی، ادھر ادھر پھرنے والی۔ وہ تکیہ لگائے ہوئے ہونگے آرام دہ کرسیوں پر نِعْمَ الثَّوَابُ بہت اچھا بدلہ ہے وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا اور کیا اچھا ہے آرام۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات مسلمین مسلمات کو نصیب فرمائے اور جنتی والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا
لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا
بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّ
فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ
اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ
قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّ
لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ
وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٣٨﴾

وَاضْرِبْ لَهُمْ اور آپ بیان کریں ان کیلئے مَّثَلًا مثال رَّجُلَيْنِ دو آدمیوں کی جَعَلْنَا بنائے ہم نے لِأَحَدِهِمَا ان میں سے ایک کیلئے جَنَّتَيْنِ دو باغ مِنْ اَعْنَابٍ انگوروں کے وَّحَفَفْنٰهُمَا اور ہم نے گھیر لیا ان دونوں باغوں کو بِنَخْلٍ کھجوروں کیساتھ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا اور بنائی ہم نے ان دونوں کے درمیان زَرْعًا کھیتی كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ دونوں باغ اٰتَتْ لاتے تھے اُكُلَهَا اپنا پھل وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا اور نہ کمی کرتے تھے اس پھل میں سے کسی چیز کی وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا اور ہم نے چلائی ان دونوں کے درمیان نہر وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ اور اس شخص کیلئے اور بھی پھل تھے فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ پس کہا اس نے اپنے

ساتھی کو وَھُوَ یُحَاوِرُہٗ اور وہ اس کیساتھ گفتگو کر رہا تھا اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا میں زیادہ ہوں تجھ سے مال میں وَّ اَعَزُّ نَفَرًا اور زیادہ ہوں تعداد میں وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ اور وہ داخل ہوا اپنے باغ میں وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والا تھا اپنے نفس پر قَالَ اس نے کہا مَآ اَظُنُّ میں نہیں خیال کرتا اَنْ تَبِیْدَ ھٰذِہٖٓ اَبَدًا کہ یہ باغ ہلاک ہوگا کبھی بھی وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَۃَ اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قَآئِمَۃً قائم ہونے والی ہے وَّ لَئِنْ رُّدِدْتُّ اور اگر میں لوٹایا گیا اِلٰی رَبِّیْ اپنے رب کی طرف لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْھَا البتہ میں ضرور پاؤں گا ان باغات سے بہتر مُنْقَلَبًا لوٹنے کی جگہ قَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ کہا اس کو اس کے ساتھی نے وَھُوَ یُحَاوِرُہٗٓ اور وہ اس کیساتھ گفتگو کر رہا تھا اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ کیا تو انکار کرتا ہے اس ذات کا خَلَقَکَ جس نے تجھے پیدا کیا ہے مِنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ پھر نطفے سے ثُمَّ سَوّٰکَ رَجُلًا پھر تجھے برابر کر دیا ایک مرد لٰکِنَّا۠ ھُوَ لیکن میں کہتا ہوں وہ اللّٰہُ رَبِّیْ اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے وَلَآ اُشْرِکُ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا اور میں شریک نہیں ٹھہراتا اپنے رب کیساتھ کسی ایک کو۔

اس سے پہلے رکوع میں تم پڑھ چکے ہو کہ کفار قریش کا نمائندہ وفد جو ان کے سرداروں اور وڈیروں پر مشتمل تھا آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی باتیں ٹھنڈے دل کیساتھ سننے کیلئے تیار ہیں مگر اس شرط کیساتھ کہ ان غریب اور کمزور لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دو ہم گوارہ نہیں کرتے کہ ہم سرداروں کی مجلس میں کمزور لوگ بیٹھیں۔ ان کمزور لوگوں کیساتھ بیٹھنا ہماری توہین ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے

فرمایا آپ ان سے کہہ دیں اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ''حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔'' رب تعالیٰ نہ کسی کو کفر پر مجبور کرتا ہے اور نہ ایمان پر مجبور کرتا ہے۔ سرداروں کو اپنے مال دولت پر گھمنڈ تھا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ناپائیداری کا ذکر فرمایا ہے اور اس سلسلے میں پورے رکوع میں ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔

مشہور تفسیر ''درمنثور'' وغیرہ میں لکھا ہے کہ شام کے علاقہ میں رملہ شہر تھا اس کے پاس نہر تھی اور نہر کے پاس ایک مالدار آدمی رہتا تھا اس کے علاوہ اور بھی کافی لوگ وہاں آباد تھے۔ اس امیر آدمی کے دو انگوروں کے باغ تھے اور اس کے ارد گرد کھجوروں کی باڑ لگائی ہوئی تھی اور انگوروں اور کھجوروں کے علاوہ جو پھل اس علاقے میں ہو سکتے تھے وہ بھی وہاں موجود تھے۔ اس علاقہ کو شام بھی کہتے تھے، ارض مقدس اور کنعان بھی کہتے تھے۔ اردن، لبنان، فلسطین اور جو علاقہ اسرائیل کے پاس ہے یہ سارا ایک ملک تھا۔ وہاں بے شمار پیغمبروں کی قبریں ہیں اور بڑا زرخیز علاقہ ہے ٹھنڈا پانی ہے برطانیہ خبیث نے ۱۹۱۷ء میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اب شام علیحدہ ہے اردن علیحدہ ہے لبنان علیحدہ ہے اور جو علاقہ یہودیوں کے پاس ہے وہ علیحدہ ہے اور ان کی ایسی ذہن سازی کی ہے کہ باوجود مسلمان ہونے کے ایک دوسرے کو ملنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور سارے یہودیوں سے مار کھا رہے ہیں۔ برطانیہ کے بعد اب امریکہ کی چودھراہٹ ہے سعودیہ سمیت سارے امریکہ کے بیٹے بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں......

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اور آپ بیان کریں ان دولت مندوں کیلئے ایک مثال رَّجُلَيْنِ دو آدمیوں کی جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ بنائے ہم نے ان دو میں سے ایک کیلئے

دو باغ مِنْ اَعْنَابٍ انگوروں کے وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ اور ہم نے گھیر لیا ان انگوروں کے دونوں باغوں کو کھجوروں کیساتھ۔ ان کے کناروں پر کھجوریں تھیں تاکہ دیواروں کا کام بھی دیں اور پھل بھی لائیں وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا اور بنائی ہم نے ان دونوں کے درمیان کھیتی كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ دونوں باغ اٰتَتْ اُكُلَهَا لاتے تھے اپنا پھل وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا اور نہ کمی کرتے تھے اس پھل میں سے کسی چیز کی یعنی عادت کے مطابق جتنا پھل ہونا چاہیے تھا دونوں باغ اتنا پھل لاتے اور ان باغوں کا محل وقوع ایسا تھا کہ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا اور ہم نے چلائی ان دونوں کے درمیان نہر ان کے درمیان سے نہر گذرتی تھی اور صرف یہی نہیں کہ انگور اور کھجوریں تھیں وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ اور اس شخص کیلئے اور بھی پھل تھے۔ قرآن پاک میں انگور اور کھجور کا ذکر بکثرت آتا ہے یہ دونوں پھل دیر تک رہتے ہیں اور سالہا سال تک خراب نہیں ہوتے۔ انگور کو خشک کر کے منقیٰ بنایا جاتا ہے اور کشمش بنائی جاتی ہے۔ باقی پھل موسمی ہیں اب سائنس کی ترقی کی وجہ سے ان پھلوں کی حفاظت کیلئے بھی کولڈ سٹور بنائے ہوئے ہیں لیکن جو مزا اور لذت تازہ پھل میں ہوتی ہے وہ سٹور والے میں نہیں ہوتی بس لوگ اس کو پھل سمجھ کر کھاتے ہیں حالانکہ بسا اوقات مضر صحت بھی ہوتے ہیں۔ تو خیر ان باغوں کا جو مالک تھا وہ کافر مشرک تھا اس کا ایک دوست تھا جو کہ مومن موحد تھا لیکن مالی طور پر کمزور تھا۔ موحد اس کو سمجھاتا رہتا تھا کہ دیکھ بھئی! رب تعالیٰ نے تجھے بہت کچھ دیا ہے اس کو اس طرح مان جس طرح ماننے کا حق ہے اس کیساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ قیامت کا اقرار کر کلمہ پڑھ لے جو اس زمانے میں تھا آنحضرت ﷺ سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ کے دین صحیح کو قبول کر تیری دنیا بھی باقی رہے گی اور آخرت بھی بن جائے گی۔ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ پس کہا اس کافر مشرک نے جو باغ کا مالک تھا اپنے ساتھی کو جو موحد

تھا وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اور وہ اس کیساتھ گفتگو کر رہا تھا مُحَاوَرَة کے معنٰی گفتگو کے ہیں۔ کہنے لگا کہ تم مجھے روزانہ کوستے رہتے ہو کہ میں کافر ہوں مشرک ہوں دیکھتے نہیں ہو اَنَـا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا میں زیادہ ہوں تجھ سے مال میں وَّ اَعَزُّ نَفَرًا اور زیادہ ہوں تعداد میں، بیٹے ہیں غلام ہیں نوکر چاکر ہیں مال و دولت ہے۔ اگر رب میرے اوپر ناراض ہوتا تو یہ چیزیں مجھے دیتا؟ بلکہ رب تجھ سے ناراض ہے کہ تجھے کھانے کیلئے وافر نہیں دیا۔ مثل مشہور ہے کہ دشمن کبھی دشمن کو نوازتا نہیں ہے۔ اگر رب میرے ساتھ دشمنی کرتا تو مال دولت کیوں دیتا اور مشرکوں نے ہر دور میں اس بات کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔

مال و دولت اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی دلیل نہیں :

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر ان کی اس بات کا رد فرمایا ہے کہ مال کا دینے نہ دینے کا سلسلہ اور ہے اور رضا، عدم رضا کا سلسلہ اور ہے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ راضی پیغمبروں پر ہے اور پھر تمام پیغمبروں کے امام اور سردار خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ راضی ہے۔ لیکن آپ کی مالی حیثیت یہ تھی کہ چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس میں چراغ بھی نہیں تھا اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دو دو ماہ ہمارے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی کہ پکانے کیلئے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ پھر وقت کیسے گذرتا تھا؟ تو فرماتی ہیں کہ ردی قسم کی کھجوریں ہوتی تھیں جن کو لوگ خوش ہو کر نہیں کھاتے تھے وہ کبھی ہمیں مل جاتی تھیں اور کچھ دودھ انصار تحفے کے طور پر دے جاتے تھے جس سے گذارہ ہو جاتا تھا۔ تو اگر مال خوشی اور ناراضگی کا معیار ہوتا تو آپ ﷺ کی مالی پوزیشن یہ نہ ہوتی کہ فاقہ پہ فاقہ آتا ہے اور آپ ﷺ اپنا جوتا مبارک اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے تھے۔ ایک عورت خود کپڑے بُنتی

تھی کھڈی پر اس بی بی نے آپ ﷺ کی تہبند دیکھی کہ بہت پرانی ہے ایک لنگی بُن کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی کہ حضرت آپ یہ استعمال کریں۔ آپ ﷺ نے بدل لی نئی پہن کر آئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ نے کہا کہ حضرت یہ مجھے دے دو۔ سارے لوگ ان کے پیچھے پڑ گئے کہ تم نے آپ ﷺ سے لنگی کیوں مانگی ہے؟ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ پرانی لنگی بدل کر یہ پہن کر تشریف لائے ہیں تمہیں مانگتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ سے لنگی استعمال کرنے کیلئے نہیں مانگی بلکہ اس لئے مانگی ہے کہ یہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کیساتھ لگی ہے اس کو میں اپنے کفن کیلئے رکھوں گا۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ اس روایت کی بنا پر فقہاء کرام ﷭ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اپنا کفن اپنے پاس رکھے تو جائز ہے مگر اپنی قبر کھود کر رکھے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ معلوم نہیں کہاں مرنا ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ [لقمان:۳۴] ''اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کس زمین پر مرے گا کیونکہ یہ غیب کا علم ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کا معیار مال و دولت نہیں ہے بلکہ دین اور ایمان ہے اِنَّ اللّٰہَ یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّا یُحِبُّ ''بیشک اللہ تعالیٰ دیتا ہے دنیا اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے اور اس کو بھی جس کیساتھ محبت نہیں کرتا۔'' قارون جیسے باغی اور سرکش کو بھی دنیا دی۔ آج بھی دنیا میں اکثر مالدار وہی لوگ ہیں وَلَا یُعْطِی الْاِیْمَانَ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ ''اور ایمان نہیں دیتا مگر اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے۔'' ایمان صرف ان کو دیتا ہے جن کیساتھ رب تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ اور ایک روایت میں ہے کہ رب دین صرف اس کو دیتا ہے جس کیساتھ رب کی محبت ہوتی ہے۔'' تو جس کو ایمان کی دولت نصیب ہے وہ سمجھے کہ رب تعالیٰ اس سے

راضی ہے۔

تو کافر مشرک نے اپنے مومن ساتھی سے کہا جب وہ اس کیساتھ گفتگو کر رہا تھا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور گنتی اور افراد کے لحاظ سے بھی زیادہ ہوں وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ اور وہ ظالم مشرک داخل ہوا اپنے باغ میں وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والا تھا اپنے نفس پر کفر اور شرک کی وجہ سے قَالَ اس نے کہا مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ ہلاک ہوگا کبھی بھی۔ کیونکہ باغ کے ہلاک ہونے اور اجڑنے کی ظاہری صورتیں یہ ہیں کہ اس کو پانی نہ ملے تو درخت خشک ہو جاتے ہیں اور ان میں نہریں چل رہی ہیں یا باغ کی دیکھ بال کرنے کیلئے مالی نہ ہوں وَاَعَزُّ نَفَرًا اور میرے پاس بڑے آدمی ہیں۔ تو یہ دونوں چیزیں میسر ہیں لہٰذا یہ کبھی تباہ نہیں ہونگے اور جس قیامت کا تم مجھے بار بار کہتے ہو وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے خواہ مخواہ تم مجھے قیامت سے ڈراتے ہو اول تو قیامت آئے گی نہیں وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ اور اگر بالفرض میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف قیامت آ گئی لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا البتہ میں ضرور پاؤں گا ان باغات سے بہتر لوٹنے کی جگہ۔ جس رب نے مجھے یہاں دیا ہے وہاں مجھے کیوں نہیں دے گا۔ کافر مشرک نے یہ سمجھا کہ رب مجھ سے راضی ہے تبھی تو مجھے یہاں دیا ہے لہٰذا قیامت ہوئی تو وہاں بھی مجھے دے گا قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ کہا اس کو اس کے مومن ساتھی نے وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اور وہ مومن اپنے اس مشرک ساتھی سے گفتگو کر رہا تھا اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ کیا تو انکار کرتا ہے اس ذات کا جس نے تجھے پیدا کیا ہے مٹی سے کہ آدم علیہ السلام کو خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ پیدا کیا مٹی سے۔ پھر آگے نسل انسانی چلی اور دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اب

بھی مٹی سے پیدا ہوتا ہے وہ اس طرح کہ مادہ تولید جس خون سے پیدا ہوتا ہے وہ خون اناج، پھل اور سبزیوں سے بنتا ہے جو انسان کی خوراک ہیں اور یہ تمام چیزیں مٹی سے پیدا ہوتی ہیں تو گویا انسان مٹی سے ہی پیدا ہوا۔ رب تعالیٰ نے اس کو مٹی سے ہی پیدا کیا ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر حقیر قطرے نطفے سے رب تعالیٰ نے پیدا کیا ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا پھر تجھے برابر کر دیا ایک مرد، اس رب کے احکام کا تم انکار کرتے ہو لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ لیکن میں تو کہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے اس کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا اور میں شریک نہیں ٹھہراتا اپنے رب کیساتھ کسی ایک کو۔ نہ فرشتوں میں اس کا کوئی شریک ہے، نہ پیغمبروں میں سے کوئی اس کا شریک ہے، نہ اولیاء میں سے اس کا کوئی شریک ہے، نہ شہیدوں میں سے کوئی اس کا شریک ہے وہ ذات میں بھی وحدہ لاشریک ہے اور صفات میں بھی وحدہ لاشریک ہے وہ اپنے کاموں میں بھی وحدہ لاشریک ہے۔ باقی واقعہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۞ ۞ ۞

وَلَوْلَآ

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۳۹﴾ ۚ فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ یُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ ۙ اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَ اُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا وَ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ مَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ ؕ هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ ع ۱۷

وَلَوْ لَآ اور تو نے ایسا کیوں نہ کیا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں قُلْتَ تو کہتا مَا شَآءَ اللّٰهُ جو چاہے اللہ تعالیٰ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نہیں قوت مگر اللہ تعالیٰ کیساتھ اِنْ تَرَنِ اگر تو دیکھتا ہے مجھے اَنَا اَقَلَّ مِنْکَ مَالاً میں بہت کم ہوں تجھ سے مال میں وَّ وَلَدًا اور اولاد میں فَعَسٰی رَبِّیْ پس قریب ہے کہ میرا رب اَنْ یُّؤْتِیَنِ یہ کہ دیدے مجھے خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِکَ بہتر تیرے باغ سے وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا اور بھیجے اس باغ پر حُسْبَانًا بجلی مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے فَتُصْبِحَ پس ہو جائے وہ باغ صَعِیْدًا میدان زَلَقًا صاف اَوْیُصْبِحَ مَآؤُهَا یا ہو جائے اس باغ کا پانی غَوْرًا بہت گہرا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ

طَلَبًا پس ہرگز نہیں طاقت رکھے گا تو اس کے طلب کی وَاُحِیْطَ بِثَمَرِہٖ اور احاطہ کرلیا گیا اس کے پھلوں کا فَاَصْبَحَ پس ہوگیا یُقَلِّبُ کَفَّیْهِ ملتا تھا اپنے ہاتھ عَلٰی مَا اَنْفَقَ اس چیز پر جو اس نے خرچ کیا فِیْهَا اس میں وَهِیَ خَاوِیَةٌ اور وہ گرا ہوا تھا عَلٰی عُرُوْشِهَا اپنے چھپروں پر وَیَقُوْلُ اور اس نے کہا یٰلَیْتَنِیْ کاش کہ میں لَمْ اُشْرِکْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا نہ شریک ٹھہراتا اپنے رب کیساتھ کسی کو وَلَمْ تَکُنْ لَّهٗ فِئَةٌ اور نہیں تھی اس شخص کیلئے کوئی جماعت یَّنْصُرُوْنَهٗ جو اس کی مدد کرتی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے وَمَا کَانَ مُنْتَصِرًا اور نہ وہ خود انتقام لے سکتا تھا هُنَالِکَ الْوَلَایَةُ یہاں پر سارے اختیارات لِلّٰهِ الْحَقِّ اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سچا ہے هُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وہ بہتر ہے بدلہ دینے کے اعتبار سے وَّخَیْرٌ عُقْبًا اور بہتر ہے انجام کے اعتبار سے۔

رکوع کے پہلے حصے میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ ملک شام میں رملہ شہر کے پاس ایک نہر چلتی تھی اور اب بھی ہے۔ اس نہر کے قریب دو دوست رہتے تھے۔ ایک پکا موحد تھا اور دوسرا پکا کافر مشرک تھا مشرک کے پاس بڑے وسیع رقبے میں دو انگوروں کے باغ تھے اور ان کی باڑ کھجوروں کی تھی اور اس کے علاوہ اور پھل بھی تھے اور زراعت بھی تھی۔ افرادی اعتبار سے بھی اس کو کثرت حاصل تھی۔ اور جو موحد تھا وہ غریب تھا بیچارے کو کبھی کھانے کو ملتا تھا اور کبھی نہیں ملتا تھا اولاد بھی تھوڑی تھی۔ فطرت اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ غریب آدمی کا کوئی ساتھ نہیں دیتا برادری میں جو امیر اور مالدار ہو جائے تو سارے اپنا رشتہ اس کیساتھ جوڑتے ہیں یہ ہمارا ہے۔ اور اگر مالی لحاظ سے گر جائے تو آنکھیں چرا لیتے

ہیں۔ کمزور کا کوئی نہیں ہے اور طاقت ور کے سب ہیں۔ یہ موحد مشرک دوست کو سمجھا تا رہتا تھا کہ تو اپنا عقیدہ درست کر لے اور آخرت سنوار لے۔ ایک دن اس مشرک نے طعنہ دیا کہ تم مجھے کہتے ہو کہ میں رب کا نافرمان ہوں مشرک ہوں اور رب میرے اوپر راضی نہیں ہے اگر رب مجھ پر راضی نہیں ہے تو اس نے مجھے باغ اور اولاد کیوں دی ہے یہ میرے نوکر چاکر افرادی قوت کیوں دی ہے؟ اور تیرے اوپر اچھا راضی ہے کہ تجھے سیر ہو کر کھانا بھی نہیں ملتا اور نہ تجھے زیادہ اولاد دی ہے نہ تمہارے آگے پیچھے نوکر پھرتے ہیں۔ موحد نے کہا دیکھو! مال و دولت کا معاملہ الگ ہے یہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر راضی ہوتا ہے اس کو دیتا ہے اور جس پر راضی نہیں ہوتا اس کو نہیں دیتا۔ تم مال، دولت، اولاد پر گھمنڈ نہ کرو اور اپنے پیدا کرنے والے کی ناشکری نہ کرو۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے اس کے سوا اور کوئی میرا رب نہیں ہے۔ وہ مشرک جب باغ میں داخل ہوا تو بڑے متکبرانہ انداز میں داخل ہوا اپنے ساتھی کو نیچا دکھانے کیلئے کہ یہ میرا باغ ہے اور تم بھوکے مرتے ہو اور مجھے کہتے ہو کہ تو مشرک ہے اس پر اس اللہ کے بندے موحد نے کہا وَلَوْ لَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ اور تو نے ایسا کیوں نہ کیا اور ایسا کیوں نہ ہوا جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں قُلْتَ تو کہتا مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ جو چاہے اللہ تعالیٰ وہی ہوتا ہے نہیں قوت مگر اللہ تعالیٰ کیساتھ۔ قوت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

نظر بد سے بچنے کا وظیفہ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نظر بد سے بچنے کیلئے یہ دعا اور وظیفہ ہے مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اور نظر لگ جاتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ وَلَھَا رُقْیَۃٌ ’’نظر لگنا بھی حق ہے اور اس کا دم بھی ہے۔‘‘ نظر کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی کو دیکھ

کر اس کی خوبصورتی پر تعجب کرے کہ کیسا خوبصورت ہے کیسا سوہنا ہے تو جب یہ اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس میں عیب پیدا کر دیتا ہے کہ میں حسن دینے پر قادر ہوں تو عیب دار بنانے پر بھی قادر ہوں۔ اسی طرح کسی کی صحت پر تعجب کا اظہار کرتا ہے کہ اتنا صحت مند ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بیمار کر دیتا ہے اور اگر کسی کے مال پر تعجب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مال میں کمی کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ کرنے والا رب ہے نظر لگانے والے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اس کا کام صرف تعجب کرنا ہے حیران ہونا ہے۔ اگر دیکھنے والا یہ دم پڑھے مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو پھر نظر بد نہیں لگتی کیونکہ اب ہر شے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگئی ہے اور یہ قرآنی دم ہے۔ اور ایک حدیث میں بھی آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھ کر پھونک دیئے جائیں تو اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچا دیتے ہیں۔

تو اس موحد نے کہا اِنْ تَرَنِ اگر تو دیکھتا ہے مجھے اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا میں بہت کم ہوں تجھ سے مال میں اَقَلَّ اسم تفضیل کا صیغہ ہے معنٰی ہوگا بہت ہی کم وَّوَلَدًا اور اولاد کے لحاظ سے بھی تیرے سے بہت ہی کم ہوں۔ فرمایا اے ساتھی فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ پس قریب ہے ممکن ہے کہ میرا رب یہ کہ دیدے مجھے بہتر تیرے باغ سے دنیا میں کہ وہ قادر مطلق ہے اس کی قدرت سے کوئی بعید نہیں ہے اور آخرت میں تو ہمیشہ کے باغوں کا وعدہ ہے نیکوں کیساتھ۔ اور اے میرے ساتھی مشرک دولت پر گھمنڈ کرنے والے اور باغات پر ناز کرنے والے ہوسکتا ہے وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ اور بھیجے تیرے اس باغ پر بجلی آسمان سے۔ آسمان سے بجلی گرتی ہے جس سے بندے بھی مرتے ہیں، جانور بھی مرتے ہیں اور مکان بھی تباہ ہوتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ اللہ

تعالیٰ تیرے باغات کو بجلی سے تباہ کردے فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا پس ہو جائے میدان صاف پھسلنے کے قابل۔ اس وقت تو اس میں پھول دار اور پھل دار درخت ہیں ہر طرح کے میوؤں کے درخت ہیں یہ سب درخت ختم ہو جائیں اور یہ باغ والی جگہ صاف میدان ہو جائے اور میدان بھی ایسا کہ وہاں سے پھسلنا شروع کردے اس قادر مطلق کیلئے کوئی کام مشکل نہیں ہے اَوْيُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا یا ہو جائے اس باغ کا پانی بہت گہرا نیچے چلا جائے فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا پس ہرگز طاقت نہیں رکھے گا تو اس پانی کے طلب کی کہ اتنا گہرا ہو جائے کہ تم پانی نکال ہی نہ سکو اور ظاہر بات ہے کہ کھیتی کو جب پانی نہ لگے تو وہ پرورش نہیں پاسکتی۔ اب دیکھو! علاقے ایسے ہیں کہ اتنی خشک سالی ہے کہ لوگ وہاں سے نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں ہیں۔ اور احادیث میں آتا ہے کہ دجال لعین کے خروج سے پہلے خشک سالی اور قحط ہونگے ، لڑائیاں ہونگی ، قتل وغارت بھی ہوگی ، ہر برائی ہوگی ، حکمران پرلے درجے کے کمینے اور بد دیانت ہونگے اور آپ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا وہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ اور احاطہ کر لیا گیا اس کے پھلوں کا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بجلی گری سب باغات ختم ہو گئے۔ باغات پر کیا ہوا خرچ کھاد گوڈی وغیرہ کی مزدوری بھی سب ضائع ہو گئی ، رب تعالیٰ کے عذاب میں آ گئے فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ پس ہو گیا ملتا تھا اپنے ہاتھ عَلٰى مَا اَنْفَقَ فِيْهَا اس چیز پر جو اس نے خرچ کیا کف افسوس ملنے لگا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا اور وہ باغ گرا ہوا تھا اپنے چھپروں پر۔ انگوروں کے باغ ستونوں پر کھڑے کر کے چھپر بنائے جاتے ہیں اور ان پر انگوروں کی بیلیں چڑھاتے ہیں۔ تو پہلے ستون گرے پھر چھتیں گریں بیلوں کیساتھ اور سب پھل ختم ہو گئے وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ اور کہا اس مشرک

نے اس وقت کاش میں لَمْ اُشْرِکْ بِرَبِّیْ اَحَدًا نہ شریک ٹھہراتا اپنے رب کیساتھ کسی کو۔لیکن ایسے ہی موقع پر کہا گیا ہے......

؎ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اب تکبر اور گھمنڈ کا مزا چکھو۔موحد کیساتھ جو استہزاء اور مسخرہ تم نے کیا اب اس کا مزا تم نے چکھ لیا وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ فِئَۃٌ اور نہیں تھی اس شخص کیلئے کوئی جماعت یَّنْصُرُوْنَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ جو اس کی مدد کرتی اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔حالانکہ وہ فخر یہ کہتا تھا اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً میں مال میں تجھ سے زیادہ ہوں وَّاَعَزُّ نَفَرًا اور زیادہ ہوں تعداد میں۔میرے افراد خانہ نوکر چاکر بہت زیادہ ہیں لیکن اب کوئی بھی کام نہ آیا اور رب تعالیٰ کی گرفت سے نہ اہل خانہ بچا سکے نہ نوکر چاکر نہ ساتھی نہ جھوٹے معبود اور کف افسوس ملتا رہا۔ وَمَا کَانَ مُنْتَصِرًا اور نہ وہ خود انتقام لے سکتا تھا۔انتقام تو وہ لے سکتا ہے جو سخت اور قوت والا ہو اور رب تعالیٰ کی ذات سے زیادہ سخت اور قوت والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ اَلْقَوِیُّ قوت والا ہے۔سورہ انعام میں ہے بَلْ ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وہ اپنی ساری مخلوق پر غالب ہے اس سے بدلہ کس نے لینا ہے ھُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ یہاں پر سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سچا ہے وَلَایَۃُ واو کے فتح کیساتھ معنیٰ ہے اختیار۔

سارے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں :

سب کے سب اختیار اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کائنات کا اختیار کسی کو نہیں دیا۔بعض اہل بدعت کہتے ہیں مُخْتَارُ مُلْکِ اللّٰہِ آنحضرت کو سارے ملک کا اختیار ہے حَاشَا وَکَلَّا اللہ تعالیٰ نے خدائی اختیارات میں سے ایک رتی اختیار بھی کسی کو نہیں دیا۔اسی لئے آنحضرت ﷺ سے اعلان کروایا قُلْ لَّا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا

اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ [یونس:۴۹] ''اے پیغمبر علیہ السلام! آپ کہہ دیں اعلان کر دیں کہ میں مالک نہیں ہوں اپنی جان کیلئے نقصان کا نہ نفع کا مگر جو رب چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اور سورت جن میں ہے اِنِّی لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ''اور بیشک میں مالک نہیں ہوں تمہارے نقصان اور نفع کا۔'' جب آپ ﷺ مالک نہیں ہیں تو اور کسی کی کیا حیثیت ہے کہ وہ مالک ہو جب آپ ﷺ کو اختیارات حاصل نہیں ہیں تو پھر اور کس کو اختیارات حاصل ہیں؟ تو فرمایا یہاں سارے اختیارات اللہ سچے کیلئے ہیں ھُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وہ بہتر ہے بدلہ دینے کے اعتبار سے وَّخَیْرٌ عُقْبًا اور بہتر ہے انجام کے اعتبار سے۔ سب کا بدلہ بھی اس کے پاس ہے اور سب کا انجام بھی اسی کے پاس ہے اسی پر اعتماد کرو اور اسی کے دروازے پر جھکو۔

❁ ❁ ❁

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ
اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا
تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ
زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا
وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّ
حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ
لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ
لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا
فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا
كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ
اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع

وَاضْرِبْ لَهُمْ اورآپ بیان کریں ان کیلئے مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کی مثال كَمَآءٍ جیسے پانی اَنْزَلْنٰهُ اتارا ہم نے اس کو مِنَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف سے فَاخْتَلَطَ بِهٖ پس مل گیا اس پانی کیساتھ نَبَاتُ الْاَرْضِ زمین کا سبزہ فَاَصْبَحَ پھر ہو گیا وہ هَشِيْمًا چورا چورا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ اڑاتی پھرتی ہیں اس کو ہوائیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ مال اور بیٹے زِيْنَةُ

الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی کی زینت ہیں وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں خَیْرٌ بہتر ہیں عِنْدَ رَبِّکَ تیرے رب کے ہاں ثَوَابًا بدلے کے لحاظ سے وَّخَیْرٌ اَمَلًا اور بہتر ہیں امید کے لحاظ سے وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو وَتَرَی الْاَرْضَ اور دیکھے گا تو زمین کو بَارِزَۃً کھلی وَّحَشَرْنٰھُمْ اور ہم ان کو اکٹھا کریں گے فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا پس ہم نہیں چھوڑیں گے ان میں سے کسی ایک کو وَعُرِضُوْا اور پیش کئے جائیں گے عَلٰی رَبِّکَ آپ کے رب کے سامنے صَفًّا صف در صف لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا البتہ تحقیق تم لائے ہو ہمارے پاس کَمَا خَلَقْنٰکُمْ جیسا کہ ہم نے تم کو پیدا کیا تھا اَوَّلَ مَرَّۃٍ پہلی دفعہ بَلْ زَعَمْتُمْ بلکہ تم نے خیال کیا اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ یہ کہ ہم نہیں کریں گے تمہارے لئے مَّوْعِدًا کوئی وعدے کا وقت وَوُضِعَ الْکِتٰبُ اور رکھے جائیں گے دفتر فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ پس دیکھے گا تو مجرموں کو مُشْفِقِیْنَ خوفزدہ ہونگے مِمَّا فِیْهِ اس چیز سے جو اس کے اندر ہے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہیں گے یٰوَیْلَتَنَا ہائے افسوس ہم پر مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ کیا ہے اس کتاب کو لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو وَّلَا کَبِیْرَۃً اور نہ بڑی چیز کو اِلَّآ اَحْصٰھَا مگر اس نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے وَوَجَدُوْا اور وہ پائیں گے مَا عَمِلُوْا جو انہوں نے عمل کیا حَاضِرًا اپنے سامنے وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا اور نہیں ظلم کرتا آپ کا رب کسی پر بھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَاضْرِبْ لَھُمْ اور آپ بیان کریں ان کیلئے ان

کے سامنے مَثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی کی مثال دنیا کی زندگی کی ناپائیداری اور بے ثباتی کی مثال ایسے ہی ہے کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ جیسے پانی اتارا ہم نے اس کو آسمان کی طرف سے بارش نازل ہوتی ہے فَاخْتَلَطَ بِهٖ پس مل گیا اس بارش کیساتھ نَبَاتُ الْاَرْضِ زمین کا سبزہ۔ بارش ہوتی ہے سبزیاں اگتی ہیں مختلف قسموں کی اور عجیب و غریب قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں اور گندم، چاول، اناج وغیرہ پیدا ہوتے ہیں زمین ہری بھری ہوتی ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ خشک ہو جاتی ہے فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا پس ہو جاتی ہے چورا چورا، پھر اس کو کاٹتے ہیں اور دانے نکالتے ہیں تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ہوائیں اس کو اڑاتی ہیں تو جس طرح زمین میں یہ سبزہ اور فصلیں ہمیشہ نہیں رہتیں اسی طرح تمہاری زندگی بھی ہمیشہ کیلئے نہیں ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے، خوشی ہوتی ہے پھر وہ جوان ہوتا ہے پھر بابا بن جاتا ہے۔ ہل جل بھی نہیں سکتا پھر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں خواب کی تعبیر میں جو ماہر ہیں وہ بتلاتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی خواب میں پانی دیکھے تو اس سے مراد زندگی ہوگی صاف پانی دیکھے تو صاف زندگی ہوگی گدلا پانی دیکھے تو پریشانی والی زندگی ہوگی۔ اگر پانی زیادہ دیکھے تو زیادہ زندگی ہوگی۔ جس طرح دیکھے گا اسی طرح اس کے سامنے ہوگا۔ فرمایا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ مال اور بیٹے زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ لوگ ان پر فخر کرتے ہیں خوش ہوتے ہیں وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ بہتر ہیں تیرے رب کے ہاں ثَوَابًا بدلے کے لحاظ سے وَّخَیْرٌ اَمَلًا اور بہتر ہیں امید کے لحاظ سے بھی۔

باقیات صالحات سے کیا مراد ہے :

باقیات الصالحات سے کیا مراد ہے؟ تو تفسیروں میں بہت کچھ کہا گیا ہے مثلاً سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے گا تو اس کا نتیجہ اور پھل باقی رہے گا۔ کوئی ایک دفعہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ تو جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے ایک دفعہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو جنت میں ایک درخت لگ جائے گا ایک دفعہ اللہ اکبر کہا جنت میں ایک درخت لگ گیا۔

حدیث پاک میں آتا ہے معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ کی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اِقْرَأْ مِنِّیْ اُمَّتَکَ السَّلَامَ "میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا۔" عَلَیْهِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَالتَّسْلِیْمَاتُ. بڑی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی وساطت سے اپنا سلام اس امت تک پہنچایا اور فرمایا ان کو میرا پیغام دے دینا کہ جنت کی زمین بالکل سفید ہے اور بڑی زرخیز ہے اس میں جو درخت اور باغات ہیں وہ تمہارے عمل ہیں۔ ایک دفعہ سبحان اللہ کہو گے جنت میں درخت لگ جائے گا الحمد للہ کہو گے درخت لگ جائے لا الٰہ الا اللہ کہو گے درخت لگ جائے گا لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھو گے درخت لگ جائے گا۔ تو جو اچھی بات تم نے منہ سے نکالی وہ آخرت کی دولت بن کے باقی رہے گی تو یہ کلمات کثرت سے پڑھنے چاہئیں، درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے، توبہ استغفار کثرت سے کرو۔ اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ انسان کی جب وفات ہو جاتی ہے تو اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر نیک اولاد اور اس کی

اولاد آگے ان کی نیک اولاد جب تک رہے گی اور نیکیاں کرتی رہے گی اس کا ثواب اس مرنے والے کو ملتا رہے گا پہنچتا رہے گا۔ ایک آدمی فوت ہو گیا اس کے دینی شاگرد، شاگرد در شاگرد جب تک دینی تعلیم دیتے رہیں گے ثواب اس کو پہنچتا رہے گا۔ کسی نے مسجد بنا دی، مدرسہ بنا دیا جب تک یہ قائم ہیں اس کا ثواب اس کو بدستور پہنچتا رہے گا۔ اگر کہیں سڑک کی ضرورت ہے سڑک بنا دی، مسافر خانے کی ضرورت ہے مسافر خانہ بنوا دیا، ہسپتال کی ضرورت ہے ہسپتال بنوا دیا لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ یہ سب صدقہ جاریہ ہیں، باقیات صالحات ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس طرف کوئی دھیان ہی نہیں کرتا۔ لوگ شادیوں کے موقع پر بے تحاشا خرچ کرتے ہیں محض نام کیلئے اور جب کوئی نیکی کی بات آتی ہے اچھی جگہ خرچ کرنے کیلئے کہا جاتا ہے تو منہ بنا لیتے ہیں پیشانی پر بل ڈال لیتے ہیں الا ماشاء اللہ ہزار میں سے کوئی ایک دو نکلیں گے جو نیکی کے راستے میں خرچ کرنے والے ہونگے لہٰذا اپنی زندگی میں کوشش کرو کہ تمہارا کوئی نہ کوئی صدقہ جاری ہو مسجد کی شکل میں، مدرسہ کی شکل میں، کسی شکل میں ہوتا کہ وہ نیکی تمہاری باقی رہے دنیا میں کب تک رہنا ہے۔

فرمایا باقیات صالحات خَیْرٌ بہتر ہیں عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا آپ کے رب کے ہاں بدلے کے لحاظ سے اور بہتر ہیں امید کے لحاظ سے کہ امید رکھی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمارے لئے مفید بنائے گا۔ اور دو ساتھیوں کی گفتگو کے دوران مومن موحد نے قیامت کا حوالہ بھی دیا تھا کہ قیامت آئے گی اور کافر مشرک نے کہا تھا مَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت آئیگی۔ یہ جو منکرین قیامت ہیں وہ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ قیامت نام ہے توڑ پھوڑ کا تو یہ بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے ان کو کون برباد کرے

گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یاد رکھو! وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو۔ یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ ہو کر دُھنی ہوئی روئی کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ کیا چھوٹے اور کیا بڑے وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً اور دیکھے گا تو زمین کو بالکل کھلی۔ آج تو تمہیں زمین میں اونچ نیچ نظر آتی ہے ٹیلوں اور پہاڑوں کی وجہ سے۔ قیامت آئے گی پہاڑ ٹیلے ختم کر دیئے جائیں گے گڑھے مٹی سے بھر دیئے جائیں گے اور یہ زمین بالکل ہموار ہو جائے گی صَفْصَفًا لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا [طٰہٰ: ۱۰۶، ۱۰۷] ہموار زمین نہیں دیکھے گا تو اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلہ۔'' اگر مغرب کی طرف سے انڈا لڑھکایا جائے گا تو مشرق تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ تو جس ذات نے ان پہاڑوں کو قائم کیا ہے وہی ذات ان کو فنا کر دے گی۔ وَّحَشَرْنٰهُمْ اور ہم ان کو جمع کریں گے میدان محشر میں فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا پس ہم نہیں چھوڑیں گے ان میں سے کسی ایک کو۔ سارے کے سارے میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جمع ہونگے وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا اور پیش کئے جائیں گے آپ کے رب کے سامنے صف در صف۔ لائنیں لگی ہونگی اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ البتہ تحقیق آئے ہمارے پاس جیسا کہ ہم نے تم کو پیدا کیا تھا پہلی دفعہ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ عُرَاةً ننگے ہونگے غُرْلاً غیر مختون ہونگے حُفَاةً ننگے پاؤں ہونگے جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بس وہی کیفیت ہوگی پھر درجہ بدرجہ ان کو لباس پہنایا جائے گا۔ قیامت والے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا کیوں؟ اس لئے کہ جب ظالموں نے انکو آگ کے بھٹے میں ڈالا تھا جُرِّدَ عَنِ الثِّيَابِ ''کپڑے اتار کر ننگا کر کے ڈالا تھا۔'' تو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ سب

سے پہلے ان کو لباس پہنائیں گے۔ دوسرے نمبر پر حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لباس پہنایا جائے گا پھر درجہ بدرجہ دوسروں کو لباس پہنایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہمارے پاس آئے اس حالت میں جیسے ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ بَلْ زَعَمْتُمْ بلکہ تم نے خیال کیا اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا یہ کہ ہم نہیں کریں گے تمہارے لئے کوئی وعدے کا وقت، تم کہتے تھے قیامت نہیں ہے۔ پہلے تم پڑھ چکے ہو کہ ایک مشرک نے کہا تھا کہ مَا اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت آئے گی تو تم قیامت کا انکار کرتے تھے وَوُضِعَ الْکِتٰبُ اور رکھے جائیں گے دفتر۔ ہر آدمی کا الگ الگ ریکارڈ ہوگا وہ اعمال نامہ اس کے سامنے رکھا جائے گا۔ اور سورت بنی اسرائیل میں تم پڑھ چکے ہو کہ طٰٓئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ اس کا اعمال نامہ اس کی گردن میں لٹک رہا ہوگا پہلے پھر وہ کتابی شکل میں سامنے رکھا جائے گا فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ اے مخاطب! پس تو دیکھے گا مجرموں کو مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْہِ خوفزدہ ہونگے اس چیز سے جو اس کے اندر ہے۔ عمل کی کتاب میں جو کچھ ہوگا اس کو دیکھ کر خوفزدہ ہونگے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو پڑھنے کی قوت عطا فرمائے گا۔ آج جو لوگ خود نہیں پڑھ سکتے قیامت والے دن وہ بھی اپنی کتاب کو خود پڑھیں گے۔ حکم ہوگا اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا [بنی اسرائیل: ۱۴] ”پڑھ اپنی کتاب کافی ہے تیرا نفس تجھ پر آج کے دن محاسبہ کرنے والا۔“ تھوڑا سا پڑھے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ھَلْ ظَلَمَکَ کَتَبَتِیْ ”اے بندے بتا جو کچھ تو نے پڑھا ہے تیرے ہی اعمال ہیں میرے فرشتوں نے تم پر کوئی زیادتی تو نہیں کی۔“ قَالَ لَا کہے گا نہیں! جو کچھ میں نے کیا ہے، وہ ہے۔ اچھا اور پڑھو...... تھوڑا سا پڑھے گا...... پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو تم نے پڑھا ہے اس میں کوئی بات واقع کیخلاف تو نہیں ہے،

تیرے اوپر کوئی زیادتی ہوئی ہو؟ کہے گا نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور پڑھ۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان سارے اپنا نامہ اعمال خود پڑھیں گے اور آج تو ہم کچھ چیزیں کرنے کے باوجود بھول جاتے ہیں اور وہاں یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ [بنی اسرائیل: ۳۰] ''جس دن پائے گا ہر نفس جو اس نے عمل کیا ہے نیکی اپنے سامنے حاضر اور جو اس نے برائی کی ہے اس کو بھی اپنے سامنے حاضر پائے گا۔ حافظہ اتنا قوی کر دیا جائے گا کہ جو کچھ اس نے کیا ہے اس کو یاد ہوگا۔ تو فرمایا مجرم خوفزدہ ہونگے اس چیز سے جو کتاب میں درج ہوگی وَيَقُوْلُوْنَ اور وہ کہیں گے يٰوَيْلَتَنَا ہائے افسوس! ہم پر مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ یہ لام جارہ ہے اور ما استفہامیہ ہے۔ یہ مال نہ سمجھنا جس کی جمع اموال آتی ہے۔ معنٰی ہوگا کیا ہے اس کتاب کو لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو اور نہ بڑی چیز کو اِلَّآ اَحْصٰهَا مگر اس نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اگر کسی نے آنکھ سے اشارہ کیا ہے نیکی بدی کا تو وہ بھی درج ہوگا۔ ہاتھ کیساتھ اشارہ کیا ہے وہ بھی لکھا ہوا ہوگا زبان سے جو بات نکلی ہے چھوٹی بڑی صحیح غلط سب کچھ درج ہوگا۔ سورۃ ق آیت نمبر ۱۸ میں ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ''نہیں بولتا وہ کوئی لفظ مگر اس کے پاس ایک نگران ہوتا ہے تیار عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ایک دائیں طرف بیٹھا ہے اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہے'' کندھے پر مگر ہمیں محسوس نہیں ہوتا۔ دائیں طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہے اور بائیں طرف بدیاں لکھنے والا فرشتہ ہے، دائیں طرف افسر ہے اور بائیں طرف ماتحت ہے۔ جب کوئی آدمی اچھی بات کرتا ہے یا اچھا کام کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ جو افسر ہے فوراً درج کر لیتا ہے اور جب انسان بری بات کرتا ہے یا برا کام کرتا ہے اور بائیں طرف والا فرشتہ لکھنا چاہتا

ہے تو اس کو افسر حکم دیتا ہے مَهْلاً يَتُوْبَ اَوْ يَسْتَغْفِرُهٗ "ٹھہر جا شاید توبہ کر لے یا استغفار کر لے۔" کچھ وقفے کے بعد جب وہ بندہ توبہ نہیں کرتا، استغفار نہیں کرتا تو پھر حکم دیتا ہے کہ اب لکھ لو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آدمی جب مجلس سے اٹھے تو یہ کلمات پڑھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اگر مجلس میں اچھی باتیں ہوئی ہیں تو ان کلمات کے پڑھنے سے ان پر مہر لگ جائے گی اور اگر بری باتیں ہوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ لہٰذا جب کسی مجلس سے اٹھو تو یہ کلمات پڑھا کرو۔ مگر ہائے افسوس! کہ ہم بے فکرے لوگ ہیں۔ تو وہ مجرم کہیں گے ہائے افسوس! ہم پر اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی ہے اور نہ بڑی بات چھوڑی ہے مگر اس پر حاوی ہے اس کا احاطہ کرنے والی ہے۔ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا اور وہ پائیں گے جو انہوں نے کیا ہے اپنے سامنے نیکی بھی بدی بھی وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا آپ کا رب کسی پر رتی برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ جو کسی نے کیا ہے اس کا صلہ اس کو ضرور ملے گا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع ۱۹

وَاِذْ قُلْنَا اور جس وقت کہا ہم نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں کو اُسْجُدُوْا سجدہ کرو لِاٰدَمَ آدم علیہ السلام کو فَسَجَدُوْٓا پس انہوں نے سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے كَانَ مِنَ الْجِنِّ وہ جنات میں سے تھا فَفَسَقَ پس اس نے نافرمانی کی عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اپنے رب کے حکم سے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ کیا پس تم بناتے ہو اس کو وَذُرِّيَّتَهٗٓ اور اسکی اولاد کو اَوْلِيَآءَ دوست مِنْ دُوْنِيْ میرے علاوہ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا برا ہے ظالموں کیلئے بدلہ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ میں نے ان کو حاضر نہیں کیا خَلْقَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں کے بنانے کے وقت وَالْاَرْضِ اور زمین کے بنانے کے وقت وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ اور نہ خود ان کی جانوں کے پیدا کرنے کے وقت وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ اور نہیں ہوں میں بنانے والا گمراہ کرنے والوں کو عَضُدًا اپنا بازو

وَیَوْمَ یَقُوْلُ اور جس دن کہے گا نَادُوْا شُرَکَآءِ یَ پکارو میرے شریکوں کو الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ جن کے بارے میں تم خیال کرتے تھے فَدَعَوْهُمْ پس وہ ان کو پکاریں گے فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ پس وہ ان کی دعاؤں کو قبول نہیں کر سکیں گے وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا اور ہم کر دیں گے ان کے درمیان خندق وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ اور دیکھیں گے مجرم آگ کو فَظَنُّوْآ پس وہ یقین کر لیں گے اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا بیشک وہ اس آگ میں گرنے والے ہیں وَلَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا اور نہیں پائیں گے اس آگ سے مَصْرِفًا پھرنے کی کوئی جگہ۔

اس سے پہلے ذکر تھا مجرموں کا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ ''اور کتاب رکھی جائے گی پس آپ دیکھیں گے مجرموں کو ڈرنے والے ہونگے اس چیز سے جو اس اعمال نامہ میں ہوگی۔'' اور بڑے پریشان ہو کر کہیں گے یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ''ہائے افسوس ہم پر کیا ہو گیا اس کتاب کو نہیں چھوڑتی کوئی چھوٹی چیز اور نہ کوئی بڑی چیز مگر اس پر حاوی ہے اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔'' آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجرم وہ ہیں جو شیطان کے راستے پر چلتے ہیں اگر تم رحمٰن کے راستے پر چلو تو کبھی مجرم نہیں بنو گے اور نہ قبر حشر میں پریشان ہونگے مگر تم نے شیطان کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے اور شیطان اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ اس کا کام سن لو وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور جس وقت ہم نے کہا فرشتوں کو۔

فرشتوں کی تخلیق مخلوق نور سے ہوئی ہے :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خُلِقَتِ

اَلْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ نُّوْرٍ ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔'' لیکن اس نور سے نہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور ہے۔ وہ مراد نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ تو قدیم ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم اور ازلی ابدی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم اور ازلی ابدی ہیں اس نور سے نہیں پیدا کیے گئے بلکہ ایک مخلوق نور ہے۔ جس طرح پانی مخلوق ہے، آگ مخلوق ہے، ہوا مخلوق ہے، مٹی مخلوق ہے اسی طرح ایک نور مخلوق ہے اس مخلوق نور سے فرشتے پیدا کیے گئے ہیں اور جنات کے بارے میں سورۃ حجر آیت نمبر ۲۷ میں ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ''اور جنوں کو ہم نے پیدا کیا اس سے پہلے آگ کی لو سے۔ تو جنات کی پیدائش آگ سے ہے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہے خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنِ [آل عمران:۵۹] ''پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر فرمایا اس کو ہو جا بس وہ ہو گیا۔'' تو فرشتوں کی نوع الگ ہے انسان کی نوع الگ ہے۔ جنات ناری ہیں فرشتے نوری ہیں اور آدم علیہ السلام خاکی ہیں۔ فرمایا جس وقت کہا ہم نے فرشتوں سے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا عبادت کا سجدہ نہیں تھا۔ عبادت کا سجدہ صرف رب تعالیٰ کی ذات کیساتھ مختص ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سجدہ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ کے دور تک جائز تھا۔ آپ ﷺ کی شریعت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ فرمایا تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو فَسَجَدُوْٓا پس فرشتوں نے سجدہ کیا بغیر کسی قیل قال کے اِلَّآ اِبْلِیْسَ مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ سجدے کا حکم تو فرشتوں کو تھا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا تو ابلیس فرشتہ تو نہیں تھا پھر اس پر رب تعالیٰ کی ناراضگی کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو حکم تھا۔

دیکھو! سورہ اعراف آیت نمبر۱۲ قَالَ مَامَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَاِذْ اَمَرْتُکَ ''فرمایا رب تعالیٰ نے کس چیز نے روکا تجھ کو کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔'' قرآن پاک کا یہ صریح حکم ہے کہ جس طرح فرشتوں کو حکم تھا اسی طرح ابلیس کو بھی تھا قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ''ابلیس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں۔'' مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے آگ شعلہ ہے بلندی ہے اور خاک پاؤں کے نیچے روندی اور مسلی جاتی ہے۔ میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کروں۔ ابلیس نے سجدہ نہ کیا کَانَ مِنَ الْجِنِّ یہ ابلیس جنات میں سے تھا فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ پس اس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم سے اور یہ امر کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ رب نے اس کو بھی امر اور حکم دیا تھا اور اس نے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسانو! اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗ اَوْلِیَآءَ کیا پس تم بناتے ہو اس شیطان کو اور اسکی اولاد کو دوست مِنْ دُوْنِیْ میرے سوا مجھے چھوڑ کر وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ حالانکہ شیطان اور اسکی اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ دشمن کیساتھ تمہاری دوستی ہے اور رحمٰن مہربان کیساتھ دشمنی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ دشمن کو دشمن سمجھو کیونکہ اس سے کبھی بھی خیر کی توقع نہیں ہو سکتی۔

ابلیس کی ہمدردی بھی دشمنی ہے :

کئی دفعہ میں نے یہ مشہور کہاوت سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نیک بندہ تھا جو شیطان کے پھندے میں کبھی نہیں آتا تھا۔ گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت ایک دیوار کے سائے کے نیچے سویا ہوا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے مِنْ دَاْبِ الصّٰلِحِیْنَ اَلْقَیْلُوْلَةُ ''نیک آدمیوں کی عادت میں سے ہے دوپہر کے وقت تھوڑا سا سونا۔'' کیونکہ دوپہر کا سونا رات کو بیدار رہنے کی تمہید ہے۔ رات کو تہجد کیلئے آسانی سے اٹھے گا۔ تو بے

چارہ سویا ہوا تھا کسی نے آ کر اس کا پاؤں ہلایا اور کہا کہ جلدی سے یہاں سے اٹھ جاؤ کہ دیوار گرنے والی ہے۔ وہ وہاں سے ہٹا ہی تھا کہ سچ مچ دیوار گر گئی۔ اس اللہ کے بندے نے کہا کہ تو میرے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوا ہے تو ہے کون؟ اس نے کہا یہ بات نہ پوچھو بس تیری جان بچ گئی۔ لیکن بزرگ نے اصرار کیا کہ ضرور بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ اس بزرگ نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کہ ابلیس کو میرے ساتھ کیا ہمدردی ہے۔ ابلیس نے کہا نہ پوچھو بس تمہاری جان بچ گئی۔ بزرگ نے کہا بتلاؤ نکتہ کیا ہے راز کیا ہے؟ میں تو تیرا دشمن ہوں میرے ساتھ ہمدردی کا کیا مطلب ہے۔ ابلیس نے کہا میں نے تیرے ساتھ دشمنی کی ہے ہمدردی نہیں کی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص دیوار کے نیچے دب کر مر جائے وہ شہید ہے۔ اور تم میرے دشمن تھے میں تمہیں کیوں شہید ہونے دیتا؟ تو ابلیس کی ہمدردی میں بھی دشمنی ہے اور تم نے دشمنوں کو دوست بنایا ہوا ہے بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا برا ہے ظالموں کیلئے بدلہ۔ یہ تبدیلی ظالموں کیلئے بری ہے کہ رحمٰن کو چھوڑ کر شیطان کو تم نے دوست بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوستی نہیں چاہتے شیطان اور اس کے چیلوں کیساتھ دوستی ہے وہ تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں کہ میرے شریک ہیں۔ آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت فرمایا مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں نے ان کو حاضر نہیں کیا آسمانوں کے بنانے کے وقت اور زمین کے بنانے کے وقت کہ مجھے کوئی حاجت ہوتی کہ دیکھو میں نے آسمان پیدا کئے ہیں ان میں کوئی کجی کمی ہے زمین میں نے پیدا کی ہے اس کے متعلق کوئی مشورہ دو کوئی کمی رہ گئی ہو مجھے کیا ضرورت تھی؟ رب تعالیٰ سے زیادہ علیم خبیر کون ہے۔ اس نے آسمان بنائے ہیں ان میں کوئی تفاوت نہیں ہے، زمین بنائی ہے اس میں کوئی نقص نہیں نکال سکتا وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ اور نہ خود ان کی

جانوں کے پیدا کرنے کے وقت میں نے ان کو حاضر کیا کہ دیکھ لو میں تمہیں کیسے بناؤں۔ میری مرضی تھی جس طرح بناتا تھا میں نے بنادیا میں کسی کا محتاج نہیں ہوں وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا اور نہیں ہوں میں بنانے والا گمراہ کرنے والوں کو اپنا بازو۔ اول تو مجھے ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر بالفرض والمحال ضرورت ہوتی بھی تو کیا میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا بازو بناتا؟ یہ ابلیس اور اس کی اولاد مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بتلا دیا ہے کہ راستے دو ہی ہیں ایک راستہ رب والا اور ایک راستہ شیطان والا۔ رب تعالیٰ کے راستے کو چھوڑ کر ابلیس والے راستے پر چلو گے تو پھر قیامت والے دن کہنا پڑیگا يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً ''ہائے افسوس ہم پر کیا ہو گیا اس کتاب کو کہ نہیں چھوڑی کوئی چھوٹی بات اور نہ کوئی بڑی بات۔ وَيَوْمَ يَقُوْلُ اور جس دن رب تعالیٰ فرمائے گا میدان محشر میں ساری کائنات جمع ہوگی اس میں انسان بھی ہونگے، جنات بھی، حیوانات بھی، جیسے کوئی بڑا جلسہ ہو تو اس میں آدمی اپنے ساتھی کو تلاش نہیں کر سکتا یا جیسے رائیونڈ کا اجتماع لاکھوں کی تعداد میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے میرے شاگرد تھے مولانا حافظ خان محمد مرحوم وہیں میرے پاس گھر میں پڑھتے تھے۔ پاکستان بننے سے پہلے ہیڈ فقیریاں کے رہنے والے تھے اور اچھے خاصے زمیندار تھے آتے جاتے مجھے مل کر جاتے تھے۔ کہنے لگے کہ اجتماع پر میرے پاس سامان کی گٹھڑی تھی جس میں چادر لوٹا وغیرہ تھا میں اسے اپنے تکیے پر رکھ کر قضائے حاجت کیلئے چلا گیا کہ دعا سے پہلے وضو کر لوں کہ راستے میں دقت پیش آتی ہے۔ جب آگے گیا تو رش بڑا تھا میری باری بہت دیر سے آئی جب واپس آیا تو دعا ہو چکی تھی اپنی جگہ بھول گیا بڑی کوشش کی مگر جگہ نہ مل سکی۔ مخلوق زیادہ تھی اب میں نے یہ سوچا کہ یہی صورت ہو سکتی ہے کہ جب پنڈال خالی

ہو جائے گا تو پھر تلاش کرونگا۔ میری قسمت میں ہوئی تو مجھے مل جائے گی۔ جب پنڈال خالی ہوا اور صرف نگران رہ گئے تو دیکھا کہ میری دری، تکیہ اور گٹھڑی وہی پڑی تھی اس کو کسی نے نہیں چھیڑا۔ جب لوگوں کا ذہن ایسا ہو تو پھر پہریداروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

میں ۱۹۸۶ء میں انگلستان کے دورے پر تھا وہاں ساتھیوں نے بتایا کہ ڈیوز بری ایک مقام ہے وہاں ہمارا مرکز ہے ہم نے اعلان کیا کہ وہاں تبلیغی اجتماع ہوگا مقامی افسروں نے پوچھا کہ کتنے آدمی ہونگے ہم نے کہا کہ ستر اسّی ہزار کے قریب ہونگے انہوں نے کہا کہ کنٹرول کیلئے تمہیں کتنی پولیس چاہیے؟ ہم نے کہا کہ پولیس کی ضرورت نہیں ہے۔ انگریز افسر نے کہا کہ ستر اسّی ہزار افراد کے کنٹرول کیلئے پولیس کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟ اس کو بالکل سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ بار بار اصرار کرتا رہا۔ ہم نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھ لیں گے کہ ہمارا پروگرام پر امن ہو جائے گا۔ البتہ اگر تم قانون کے تقاضے پورے کرنا چاہو تو کرلو ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ستر اسّی ہزار کے مجمع میں مختلف علاقوں سے لوگ آئے ہوئے تھے کسی قسم کا کوئی حادثہ اور مسئلہ پیش نہ آیا اور اطمینان کیساتھ پروگرام ہو گیا اس پر وہ بڑے حیران ہوئے کہ اتنے زیادہ لوگ اکٹھے ہوں اور کوئی جھگڑا وغیرہ نہ ہو۔ تو اسلام امن والا مذہب ہے مگر نافذ ہو تو۔ اس وقت پوری دنیا کے مقابلے میں افغانستان میں کم جرائم ہیں یہاں طالبان کی حکومت ہے اور قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کا قانون نافذ ہے۔ اور مغربی دنیا کے سب سے بڑے بے ایمان ہاتھ دھو کے ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اسلامی حکومت کو ختم کرنے کیلئے حیلہ تلاش کرتے ہیں کبھی اسامہ بن لادن کا نام لے کر کبھی کوئی اور نام لے کر آنے کی راہ تلاش کر رہے ہیں دیکھو! روس اور امریکہ ایک دوسرے کے سخت دشمن ہیں اور اس مسئلہ پر آپس میں دوست بن گئے ہیں محض اس لئے کہ

افغانستان پر حملہ کرنے کیلئے ہمیں کوئی جواز مل جائے بڑی خبیث قومیں ہیں۔ تو جس دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے محشر والے دن نَادُوْا شُرَكَآءِیَ پکارو میرے شریکوں کو الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے۔ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ [یونس:۱۸] "یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔" ان کو ذرا بلاؤ فَدَعَوْهُمْ پس وہ ان کو پکاریں گے یَالَاتُ اَغِثْنِیْ یَا مَنَاتُ اَغِثْنِیْ یَا عُزّٰی اَغِثْنِیْ "اے لات، منات، عزیٰ، ہماری مدد کرو۔" فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ پس وہ ان کی دعاؤں کو قبول نہیں کر سکیں گے پس وہ ان کی پکار کو نہیں سنیں گے وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا اور ہم کر دیں گے ان کے درمیان خندق۔ یہ اس طرف ہونگے درمیان میں آگ کی خندق ہوگی۔ جرائم کے اعتبار سے عذاب کا تفاوت ضرور ہوگا وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ اور دیکھیں گے مجرم آگ کو۔ میدان محشر میں ہی وہ آگ نظر آئے گی فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا پس وہ یقین کرلیں گے کہ بیشک وہ اس آگ میں گرنے والے ہیں ہمیں آگ میں پھینکا جائے گا خوشی کیساتھ تو آگ میں کوئی نہیں جائے گا۔ سورہ رحمٰن میں ہے فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ "پس پکڑا جائے گا ان کو پیشانیوں اور پاؤں سے۔" فرشتے پکڑ کر جیسے قصاب دنبے کو پکڑ کر گراتا ہے اس طرح دوزخ میں پھینک دیں گے وَلَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا اور نہیں پائیں گے اس آگ سے پھرنے کی کوئی جگہ۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سارے واقعات جو ہونے والے ہیں دنیا میں بتا دیئے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ رحمٰن کا راستہ ہے اور وہ شیطان کا راستہ ہے، یہ حق ہے اور وہ باطل ہے، یہ سچ ہے اور وہ جھوٹ ہے، یہ توحید ہے اور وہ شرک ہے، یہ سنت ہے اور وہ بدعت ہے۔ فرق کو ملحوظ رکھو اور سوچ سمجھ کر چلو۔

وَلَقَدْ

صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ
شَیْءٍ جَدَلًا ۝۵۴ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی وَیَسْتَغْفِرُوْا
رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝۵۵
وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا
هُزُوًا ۝۵۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ
مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی فَلَنْ یَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ۝۵۷
وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ یُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ
الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝۵۸ وَتِلْكَ
الْقُرٰۤی اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝۵۹ ع

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں فِیْ هٰذَا
الْقُرْاٰنِ اس قرآن میں لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر طرح کی مثالیں
وَكَانَ الْاِنْسَانُ اور ہے انسان اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ہر شے سے زیادہ جھگڑالو
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اور نہیں روکا لوگوں کو اَنْ یُّؤْمِنُوْا اس سے کہ وہ ایمان لائیں
اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی جس وقت آ چکی ان کے پاس ہدایت وَیَسْتَغْفِرُوْا

رَبَّھُمْ اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگیں اِلَّآ مگر اَنْ تَاْتِیَھُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اس
بات نے کہ آئے ان کے پاس پہلے لوگوں کے طریقے اَوْ یَاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ یا
آئے ان کے پاس عذاب قُبُلًا بالکل سامنے وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اور ہم
نہیں بھیجتے رسولوں کو اِلَّا مگر مُبَشِّرِیْنَ خوشخبری سنانے والے وَمُنْذِرِیْنَ اور
ڈرانے والے وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ اور جھگڑتے ہیں وہ لوگ کَفَرُوْا جو کافر ہیں
بِالْبَاطِلِ باطل کے ہتھیار لے کر لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ تاکہ پھسلا دیں اس کے
ذریعے حق کو وَاتَّخَذُوْآ اور انہوں نے بنالیا ہے اٰیٰتِیْ میری آیتوں کو وَمَا اور اس
چیز کو اُنْذِرُوْا جس کے ذریعے ان کو ڈرایا گیا ھُزُوًا مسخرہ وَمَنْ اَظْلَمُ اور کون
ہے زیادہ ظالم مِمَّنْ اس شخص سے ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ جس کو یاددہانی کرائی گئی
اپنے رب کی آیات کیساتھ فَاَعْرَضَ عَنْھَا پس اس نے اعراض کیا ان آیات
سے وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ اور بھول گیا وہ برے اعمال جو اس کے ہاتھوں نے
آگے بھیجے ہیں اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَكِنَّةً بیشک ہم نے ڈال دیئے ہیں ان
کے دلوں پر پردے اَنْ یَّفْقَھُوْهُ اس بات سے کہ وہ قرآن کو سمجھیں وَفِیْٓ
اٰذَانِھِمْ وَقْرًا اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں وَاِنْ تَدْعُھُمْ اور اگر تم ان کو بلاؤ
اِلَی الْھُدٰی ہدایت کی طرف فَلَنْ یَّھْتَدُوْآ پس ہرگز نہیں ہدایت پائیں گے
اِذًا اس وقت اَبَدًا کبھی بھی وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ اور آپ کا رب بخشنے
والا ہے رحمت والا ہے لَوْ یُؤَاخِذُھُمْ اگر پکڑے ان کو بِمَا كَسَبُوْا ان کی کمائی

کی وجہ سے لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ البتہ جلدی کردے ان کیلئے عذاب بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ بلکہ ان کیلئے ایک وعدہ ہے لَّنْ يَّجِدُوْا ہرگز نہیں پائیں گے مِنْ دُوْنِهٖ اس کے علاوہ مَوْئِلًا کوئی پھرنے کی جگہ وَتِلْكَ الْقُرٰى اور یہ بستیاں ہیں اَهْلَكْنٰهُمْ ہلاک کیا ہم نے ان کو لَمَّا ظَلَمُوْا جب انہوں نے ظلم کیا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا اور ٹھہرایا ہم نے ان کی ہلاکت کیلئے ایک وعدہ۔

مثالیں بیان کرنے کی حکمت :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں احکام بیان فرمائے ہیں اور عبرت کیلئے قصے بھی بیان فرمائے ہیں اور احکامات سمجھانے کیلئے مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں کیونکہ مثال کے ذریعے آدمی بات کو جلد سمجھتا ہے۔ مثلاً بیسویں پارے کے آخر میں شرک کرنے والوں کی حقیقت کو مثال کیساتھ واضح کیا ہے کہ جو لوگ شرک کرتے ہیں كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ان کی مثال مکڑی کی طرح ہے۔ مکڑی نے جالا بنایا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ تمام گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہے۔ اب اس مثال میں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ بیان فرمایا اور سمجھایا ہے۔

۱)...... مکڑی جو جالا بنتی ہے وہ کسی مکان کے کونے میں یا کسی درخت کے نیچے۔ اس سے کوئی پوچھے کہ اتنا بڑا مکان تیرے لئے کافی نہیں ہے کہ اپنے لئے نیچے جالا بنایا ہے یہی حال مشرک کا ہے کہ رب تعالیٰ کی ذات کو سب پر قاہر، جابر، قادر مطلق مان کر اس سے نیچے اپنے لئے سوراخ تلاش کرتا ہے پناہ کیلئے چھوٹے چھوٹے خدا بناتا ہے۔

۲)...... یہ مکڑی کا جالا نہ اسے سردی سے بچا سکتا ہے اور نہ گرمی سے۔ یہی حال مشرکوں کا ہے کہ انہوں نے جو اللہ تعالیٰ کے اور الٰہ بنائے ہوئے ہیں وہ نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

۳)...... اور تیسری بات یہ ہے کہ مکڑی اپنے جالے کیلئے میٹریل باہر سے نہیں لاتی بلکہ اپنے پیٹ کے لعاب سے ہی تاریں بُنتی ہے۔ یہی حال مشرک کا ہے کہ اس کے پاس بھی شرک پر خارج سے کوئی دلیل نہیں ہے نہ نقلی اور نہ عقلی۔ جو کچھ نکلتا ہے مشرک کے پیٹ سے ہی نکلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں اس قرآن پاک میں لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ہر طرح کی مثالیں۔ تاکہ بات کو سمجھ لیں اور حقیقت ان کے سامنے کھل جائے وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا اور ہے انسان ہر شے سے زیادہ جھگڑالو۔ حق کی بات کو نہیں مانتا کوئی نہ کوئی کج بحثی اور حیلے بہانے تراشتا ہے۔ آگے ارشاد ہے وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اور نہیں روکا لوگوں کو اس سے کہ وہ ایمان لائیں اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی جس وقت آچکی ہدایت ان کے پاس اور اس بات سے وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اور یہ کہ وہ معافی مانگیں اپنے رب سے اِلَّآ مگر اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ یہ کہ آئے ان کے پاس پہلے لوگوں کا طریقہ پھر مانیں گے اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا یا آئے ان کے پاس عذاب بالکل سامنے پھر مانیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے بعض اوقات بے موقع فرمائشی معجزات مانگے اور فرمائشی چیزیں طلب کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہر کر دیا مگر پھر وہ نہ مانے تو عذاب میں آگئے۔ مثال کے طور پر قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے

معجزہ طلب کیا کہ ہم تب آپ کو رب کا نبی مانیں گے کہ جس چٹان پر ہم ہاتھ رکھیں وہ چٹان سب کے سامنے پھٹے اور اس میں سے اونٹنی نکلے۔ ان کے خیال میں تھا کہ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ پتھروں سے اونٹ نکلیں۔ مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اس کیلئے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔ جس چٹان پر انہوں نے ہاتھ رکھا وہ پھٹی اور اونٹنی نکل آئی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً [الاعراف:۷۳] ''یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔'' اب تو مان لو مگر وہ یہ بات کہہ کر ٹال گئے کہ یہ بڑا جادو ہے ہم جادو نہیں مانتے۔ اب اس ضد کا دنیا میں کوئی علاج ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر کوئی شخصیت نہیں ہے، نہ اس جہان میں اور نہ اگلے جہان میں، مگر نہ ماننے والوں نے آپ ﷺ کی بات بھی نہیں مانی۔ رات کا وقت تھا چودھویں رات کا چاند تھا مشرکین مکہ نے کہا کہ چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو ہم آپ کو مان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید فرمائی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ [سورۃ القمر] ''قریب آگئی ہے قیامت اور پھٹ گیا ہے چاند۔'' سب نے آنکھوں کیساتھ دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے بھئی تجھے بھی نظر آ رہا ہے؟ وہ کہتا ہاں بھئی مجھے بھی نظر آ رہا ہے، ہاں! نظر آ رہا ہے۔ دور دور جا کر دیکھتے دو ٹکڑے ہی نظر آتا۔ کہنے لگے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ''یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔'' اب اس ضد کا دنیا میں کوئی علاج ہے؟ تو فرمائشی معجزے آنے کے بعد جب ایمان نہ لائے تو عذاب میں مبتلا ہوئے۔ تو یہ بھی اسی انتظار میں ہیں اور یہی چیز ان کیلئے ایمان سے رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے والے جو نیک ہیں ان کو جنت کی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی

خوشخبری سناتے ہیں وَمُنْذِرِيْنَ اورڈرانے والے نافرمانوں کو۔رب کے عذاب سے ڈراتے ہیں کہ دنیامیں بھی آئے گااورمرنے کے بعدتو ہے ہی لیکن وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ اور جھگڑتے ہیں وہ لوگ جوکافرہیں باطل کے ہتھیارکیساتھ یعنی باطل کے شبہات پیش کرتے ہیں لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ تاکہ پھسلادیں اس کے ذریعے حق کو۔ مختلف قسم کی بحثیں کرتے ہیں اورصاف بات کوٹیڑھا بناتے ہیں تاکہ یہ لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے وَاتَّخَذُوْآ اٰيٰتِيْ وَمَا اُنْذِرُوْا هُزُوًا اورانہوں نے بنالیا ہے میری آیتوں کواوراس چیز کوجس کے ذریعے ان کوڈرایا جاتا ہے مسخرہ بناتے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ جادو ہے اگرہم چاہیں تواس طرح کی آیات ہم بھی بناسکتے ہیں۔نہ ماننے والوں کیلئے دنیا میں کچھ نہیں ہے۔رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ اورکون ہے زیادہ ظالم اس شخص سے جس کویاددہانی کرائی گئی اپنے رب کی آیات کیساتھ،نصیحت کی گئی رب کی آیات کیساتھ فَاَعْرَضَ عَنْهَا پس اس نے اعراض کیاان آیات سے۔اس سے بڑا ظالم کون ہے وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ اور بھول گیاوہ برے اعمال جواس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔اپنی غلطی اورقصورنہیں مانتا اپنے گناہوں کااقرارنہیں کرتا الٹارب تعالیٰ کی آیات پراعتراض کرتا ہے۔مثلاً ایک مقام پرمکھی کاذکر ہے،ایک جگہ مکڑی کاذکر ہے۔ کافروں نے کہا مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا [بقرۃ:۲۶] ''کیاارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس مثال کیساتھ۔'' یہ خدا کاکلام ہے اس میں مکھی کاذکر ہے،مکڑی کاذکر ہے،بلند ذات اورنکمی چیزوں کاذکر۔

کام کے آدمی بہت کم ہیں :

عوام بڑے سطحی ہوتے ہیں سمجھدارآدمی بہت کم ہیں جوگہرائی میں جائیں اورسمجھیں

کہ مثال سے مخاطب کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے اور مخاطب کو سامنے رکھ کر مثال دی جاتی ہے یا مقصود کو سامنے رکھ کر مثال دی جاتی ہے لیکن اکثریت سطحی قسم کے لوگوں کی ہوتی ہے۔
بخاری شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا سو اونٹ ہوں یا سو اونٹنیاں ہوں تو ان میں منزل تک پہنچانے والا ایک نکلے گا۔ اسی طرح سو آدمیوں میں سے آدمی ایک ہی نکلے گا باقی سب بھرتی ہے۔ جس بندے پر صحیح معنٰی میں اعتماد کیا جاسکے اور صحیح معنٰی میں رب کا بندہ ہو وہ سو میں سے ایک نکلے گا۔ باقی شکلیں انسانوں کی ہیں لیکن اندر انسانیت کا مادہ نہیں ہے۔ جب ان کیساتھ برتاؤ کرو گے تو اس وقت پتا چلے گا کہ یہ کیا ہے۔ بعض آدمیوں کو دیکھ کر خیال آتا ہے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہ خضر علیہ السلام ہیں یا ان کے بھائی ہیں اور جب ان کیساتھ برتاؤ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ یہ کیا چیز ہیں؟ انسانیت بڑی بلند چیز ہے کاش! کہ لوگوں میں انسانیت آجائے۔ بشریت اور آدمیت بڑی اونچی صفت ہے مگر کاش! کہ آجائے۔ علامہ بُوصِیرِیؒ قصیدہ بردہ والے کہتے ہیں......

؎ وَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَ اَنَّهٗ خَیْرُ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

''انتہائی علم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بشر ہیں اور سب مخلوق میں سے افضل ہیں۔'' ابن سینا بہت بڑا حکیم گذرا ہے وہ کہتا ہے کہ ''طبی نکتہ نظر سے بھی آنحضرت ﷺ کامل ترین انسان ہیں۔'' یعنی اوصاف اخلاق کے لحاظ سے تو اعلیٰ و افضل تھے ہی طبی لحاظ سے بھی رب تعالیٰ نے آپؐ میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ تو انسان بننا بڑی بلند بات ہے۔ انہوں نے قرآن سے اعراض کیا اور ان کے ہاتھوں نے جو کرتوت آگے بھیجے تھے وہ سب بھول گئے۔ پھر کیا ہوا؟ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً. اَکِنَّةٌ کِنَانٌ کی جمع ہے۔ بیشک ہم نے ان کے دلوں

پر پردے ڈال دیئے اَنْ يَّفْقَهُوْهُ اس بات سے کہ وہ قرآن کو سمجھیں وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اوران کے کانوں میں ڈاٹ ہیں۔اسی پارے میں یہ بحث گذر چکی ہے کہ جب رب تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اور کانوں میں ڈاٹے چڑھادیئے تو پھران کا کیا قصور ہے؟ قصورتو تب ہو معاذ اللہ تعالیٰ کہ ان کی قوت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہو اور وہ رب تعالیٰ کے پردوں کو اتار دیں اسکا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی مخلوق رب تعالیٰ سے زیادہ قوی اور طاقتور ہو۔تو کافی تفصیل کیساتھ میں نے عرض کی تھی کہ اللہ تعالیٰ پہلے دن پردے نہیں لٹکاتا بلکہ جب وہ لوگ گمراہی پر راضی ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ مہریں لگا دیتا ہے پردے ڈال دیتا ہے۔اور سورۃ حم سجدہ چوبیسویں پارے میں ہے کہ کافروں کے سامنے جب قرآن پیش کیا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ ”تو ان میں سے اکثر نے اعراض کیا فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پس وہ نہیں سنتے وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ اور کہا ان کافروں نے ہمارے دل پردوں میں ہیں اس چیز سے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے پس آپ اپنا کام کریں بیشک ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔“ جیسے کوئی شخص آنکھیں بند کر لے تو اُسے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔

؎ آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دلوں کو غلافوں میں محفوظ رکھا ہوا ہے آپ کی بات ہمارے دلوں تک پہنچتی ہے نہ پہنچنے دیتی ہے اور کوئی بات ہم نے کانوں تک بھی نہیں پہنچنے دینی۔کیونکہ

کانوں میں ہم نے ڈاٹ چڑھائے ہوئے ہیں۔ جب انہوں نے اپنے لئے یہ پردے تسلیم کر لئے اور اس پر فخر کیا اور اس کو اپنا عمل اور کسب بتلایا۔ ادھر رب تعالیٰ کا قاعدہ ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى "جدھر کوئی چلتا ہے رب اس کو ادھر چلا دیتا ہے۔" رب تعالیٰ کسی پر جبر نہیں کرتا کہ جبراً ہدایت دے یا جبراً گمراہ کرے۔ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے قادر مطلق ہے کہ انسانوں سے برائی کا مادہ سلب کر کے فرشتے بنا دے لیکن پھر انسان تو نہیں ہونگے فرشتے ہونگے۔ انسانوں اور جنات میں اللہ تعالیٰ نے خیر کی قوت بھی رکھی ہے اور شر کی قوت بھی رکھی ہے اور پھر اختیار دیا ہے کہ اپنے اختیار سے جو کام کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ جو کرو گے اس کا نتیجہ سامنے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں، عقل سلیم دی، اچھائی برائی سے آگاہ فرمایا ہے۔ سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ پھر اس کی مہربانی کہ نابالغی کا زمانہ اس میں شامل نہیں فرمایا۔ بالغ ہو گیا عقل پوری ہو گئی اب مکلف اور پابند ہے اگر پھر نہ مانے تو اس کا قصور ہوگا۔ فرمایا ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اور کانوں میں ڈاٹ چڑھا دیئے اس لئے کہ اس کو انہوں نے پسند کیا۔ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى اور اگر تم ان کو بلاؤ ہدایت کی طرف فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا پس ہرگز وہ ہدایت نہیں پائیں گے اس وقت کبھی بھی وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ اور آپ کا رب بخشنے والا ہے اور رحمت والا ہے۔ رحمت کا دروازہ کھلا ہے، توبہ کا دروازہ کھلا ہے جس دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس دن سے پہلے جس نے ایمان قبول نہیں کیا اس دن اگر ایمان لائے گا تو وہ ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس دن کے بعد جو نیکیاں شروع کرے گا ان کا کوئی اجر نہیں ملے گا ایسے ہی جیسے نزع کی حالت طاری ہونے سے پہلے کا ایمان معتبر ہے نیکی بھی معتبر ہے اور نزع کی حالت طاری ہونے کے بعد نہ

ایمان معتبر ہے نہ کوئی نیکی معتبر ہے بلکہ اس حالت میں توبہ کا بھی احتمال نہیں ہے۔ سورج جب مغرب سے طلوع کرے گا تو وہ جہان کی نزع کا وقت ہوگا اس سے پہلے پہلے جو کرنا ہے کرلو رب کی رحمت کا دروازہ کھلا ہے لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا اگر پکڑے ان کو ان کی کمائی کی وجہ سے ان کے کسب کی وجہ سے لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ البتہ جلدی کر دے گا اللہ تعالیٰ ان کیلئے عذاب۔ پکڑنا چاہے تو ایک آن میں پکڑ سکتا ہے۔ دیکھو! جس طرح دنیا میں کسی بھی محکمے کا ملازم غیر حاضر ہو ڈیوٹی نہ دے تو اس کو معطل کر دیتے ہیں، برخاست کر دیتے ہیں، نوکری سے نکال دیتے ہیں کہ تم محکمے میں رہنے کے قابل نہیں۔ تو بندہ سوچے کہ یہ محکمے رب تعالیٰ کے محکمے کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں رب تعالیٰ نے جس وقت پوچھا کہ اے بندے بتلاؤ یہ یہ عبادتیں تیرے ذمہ لگائی تھیں تو تم نے کتنی ڈیوٹی دی ہے؟ تو کیا جواب دو گے؟ اور پھر وہ ایسی عبادتیں نہیں ہیں کہ انسان کر نہ سکے بلکہ انسان کے بس میں ہیں۔ ہاں! اگر ایسا ہوتا کہ انسان کے بس میں نہ ہوتیں تو بات علیحدہ تھی۔ رب تعالیٰ نے بڑی سہولتیں دی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی کے پاس مال نہیں ہے تو رب تعالیٰ نے اس کو زکوٰۃ فطرانہ دینے کا پابند نہیں فرمایا زمین نہیں ہے عشر کا پابند نہیں کیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور قریب قریب پانی نہیں ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے رب تعالیٰ نے اس کا پابند نہیں فرمایا کہ میلوں تک پانی تلاش کرتا پھرے۔ روزے والا آدمی اچانک بیمار ہو گیا روزہ مکمل کرنے کی طاقت نہیں ہے تو روزہ توڑ دے۔ بڑی سہولتیں ہیں لیکن لوگ بے پرواہ ہیں رب تعالیٰ کے احکامات کو ٹھکرا رہے ہیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ ان کے کسب پر پکڑنا چاہے تو اللہ عذاب جلد کر دے بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ بلکہ ان کیلئے ایک وعدہ ہے لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ہرگز نہیں پائیں گے اس کے علاوہ کوئی پھرنے کی جگہ۔ جب وہ وقت آئے گا تو

ٹلے گا نہیں اور کوئی چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ وَتِلْکَ الْقُرٰی اور یہ بستیاں ہیں اَھْلَکْنٰھُمْ ہم نے ان کو ہلاک کیا ہے لَمَّا ظَلَمُوْا جس وقت وہاں کے باشندوں نے ظلم کیا وَجَعَلْنَا لِمَھْلِکِھِمْ مَّوْعِدًا اور ٹھہرایا ہے ہم نے ان کی ہلاکت کیلئے ایک وعدہ۔ ایک وقت مقرر کیا ہے۔ پہلے تفصیل ہو چکی ہے نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم کے واقعات بیان ہو چکے ہیں۔ رب تعالیٰ ان کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہ بستیاں ہم نے ہلاک کی ہیں۔ ان کی ہلاکت کا بھی ایک وقت مقرر تھا، تمہارا بھی ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے ہی اپنی اصلاح کرلو۔

وَاِذْ قَالَ

مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا۝۶۰ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا۝۶۱ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۝۶۲ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ٘ وَمَاۤ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ١ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ١ۖۗ عَجَبًا۝۶۳ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ١ۖۗ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًاۙ۝۶۴ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۝۶۵

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى اور جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِفَتٰىهُ اپنے نوجوان کو لَاۤ اَبْرَحُ میں نہیں ٹلوں گا حَتّٰۤى اَبْلُغَ یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا یا میں چلتا رہوں زمانہ بھر فَلَمَّا بَلَغَا پس جس وقت وہ دونوں پہنچے مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا ان دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ نَسِیَا حُوْتَهُمَا وہ دونوں بھول گئے اپنی مچھلی فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ پس بنا لیا اس مچھلی نے اپنا راستہ فِی الْبَحْرِ سمندر میں سَرَبًا سرنگ کے طور پر فَلَمَّا جَاوَزَا پس جس وقت وہ آگے بڑھے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِفَتٰىهُ اپنے نوجوان کو اٰتِنَا لاؤ ہمارے پاس غَدَآءَنَا ہمارا

ناشتہ لَقَدْ لَقِینَا البتہ تحقیق ہم ملے ہیں مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا اپنے اس سفر میں نَصَبًا مشقت کو قَالَ اس نے کہا اَرَءَیْتَ دیکھیں آپ اِذْ اَوَیْنَآ جب ہم نے ٹھکانا لیا اِلَى الصَّخْرَةِ چٹان کی طرف فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ پس بیشک میں بھول گیا مچھلی کو وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اور نہیں بھلائی مجھ کو وہ مچھلی اِلَّا الشَّیْطٰنُ مگر شیطان نے اَنْ اَذْكُرَهٗ کہ اس کو میں یاد رکھ سکوں وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ اور بنالیا اس مچھلی نے اپنا راستہ فِی الْبَحْرِ سمندر میں عَجَبًا عجیب طریقے سے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ یہ وہ جگہ تھی جس کو ہم تلاش کر رہے تھے فَارْتَدَّا پس دونوں لوٹے عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا اپنے پاؤں کے نشانات پر قَصَصًا تلاش کرتے ہوئے فَوَجَدَا پس پایا ان دونوں نے عَبْدًا ایک بندہ مِّنْ عِبَادِنَآ ہمارے بندوں میں سے اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً دی تھی ہم نے اس کو رحمت مِّنْ عِنْدِنَا اپنی طرف سے وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہم نے سکھایا تھا اس کو اپنی طرف سے ایک قسم کا علم۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ :

چند رکوع پہلے تم یہ بات پڑھ چکے ہو کہ قریش کے سرداروں کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ ہم آپ کیساتھ ملاقات کرنا چاہتے ہیں مگر اس شرط پر کہ آپ کے پاس یہ غریب غلام اور ادنی قسم کے لوگ بیٹھے ہیں ان کو مجلس سے اٹھائیں ان کیساتھ بیٹھنا ہم اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ اس کی تفصیل تو سن چکے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ غریبوں کیساتھ بیٹھ کر حق سننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور یہاں یہ قصہ ہے کہ اعلیٰ نے ادنی سے

کچھ علم حاصل کیا ہے اور عار محسوس نہیں کی۔ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر کی جو بڑی بلیغ اور مؤثر تھی۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا اے موسیٰ علیہ السلام! زمین میں آپ سے بڑا کوئی عالم ہے؟ قَالَ لَا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں! مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ ظاہری طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بات غلط نہیں تھی۔ پیغمبر ہیں اور پیغمبروں میں بھی تیسرے نمبر پر ہیں۔ پہلا نمبر آنحضرت ﷺ کا ہے، دوسرا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور تیسرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، اور وقت کے پیغمبر سے زیادہ علم کسی کو نہیں ہوتا۔ تو فرمایا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ بس اس جملے پر رب تعالیٰ ناراض ہوگئے کہ یہ کیوں نہیں فرمایا اَللّٰہُ اَعْلَمُ اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام مجمع البحرین کے مقام پر پہنچ کر ہمارے ایک بندے سے ملاقات کر کے ان سے کچھ معلومات حاصل کریں۔ وہ بندہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جن کا نام بلیا ابن ملکان تھا۔ بلیا ان کا نام تھا اور ملکان ان کے والد کا نام تھا۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ پیغمبر تھے۔ ان کا اصل دور ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے اور ذوالقرنین جس کا ذکر آگے آئے گا اس کے وزیر اعظم تھے اور جمہور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ دجال لعین جب نکلے گا تو خضر علیہ السلام اس کے سامنے آ کر کھڑے ہو جائیں گے دجال کہے گا تم مجھے رب نہیں مانتے؟ فرمائیں گے تو کانا دجال ہے میں تجھے رب کیوں مانوں؟ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تلوار کیساتھ خضر علیہ السلام کے دو ٹکڑے کر کے درمیان سے گذر جائے گا پھر جادو کے ذریعے زندہ کرے گا اور کہے گا اب تو مجھے مان لو خضر علیہ السلام فرمائیں گے کہ اب تو میں پہلے سے بھی زیادہ یقین پر ہو گیا ہوں کہ تو دجال ہے۔ دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا مگر کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ مجمع البحرین سے کون سی جگہ مراد ہے؟

بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہاں فارس اور روم کے دونوں دریا ملتے ہیں وہ جگہ مراد ہے۔علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں دجلہ اور فرات خلیج فارس میں آکر گرتے ہیں وہ جگہ مراد ہے۔فرمایا مجمع البحرین کے مقام پر آپ کو وہ ہمارا بندہ ملے گا۔بخاری اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کَیْفَ سَبِیْلُ اِلٰی لُقْیَہٖ ''اے پروردگار میری اس کیساتھ ملاقات کیسے ہوگی۔''فرمایا ایک مردہ مچھلی لے جاؤ نُوْنًا مَیْتَۃً جہاں یہ مچھلی زندہ ہو جائے وہاں پر وہ ہمارا بندہ ملے گا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ساتھ لیا جن کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا۔فرمایا یہ مچھلی جہاں زندہ ہو جائے مجھے بتلا دینا، یہ مچھلی جہاں زندہ ہو جائے مجھے بتلا دینا، بار بار فرمایا۔انہوں نے عرض کیا حضرت! بار بار کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ جہاں زندہ ہوگئی میں بتلا دونگا۔چنانچہ ٹوکری میں مچھلی ڈالی اور دونوں بزرگ چل پڑے چلتے چلتے مجمع البحرین پہنچ گئے۔وہاں پر ایک بہت بڑی چٹان تھی اس چٹان کے سائے میں دونوں بزرگ لیٹ گئے۔اس چٹان کے پاس آب حیات کا چشمہ تھا اس چشمے کے کچھ قطرے مچھلی پر پڑے وہ زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی کیونکہ قریب تھا۔موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے خادم اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھ رہا تھا کہ پانی تو پیچھے مل جاتا ہے مگر وہ پانی نہ ملا سرنگ بنی رہی پانی میں۔کتنی عجیب بات ہے کہ مردہ مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں داخل ہو جائے اور جدھر جائے پانی کی سرنگ بنتی جائے۔حضرت یوشع علیہ السلام کو بتلانا یاد نہ رہا۔موسیٰ علیہ السلام کے بار بار تاکید کرنے پر انہوں نے کہا تھا کہ بار بار کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں یاد کرا دونگا۔انانیت کو اللہ تعالیٰ کسی جگہ پسند نہیں کرتے۔موسیٰ علیہ السلام اٹھ کر چل پڑے سارا دن چلتے رہے اگلی رات بھی چلتے رہے صبح جس وقت ناشتے کا وقت ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بھوک لگی ہے

ناشتہ لاؤ۔ جب تھیلے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کہنے لگے حضرت ! اُہ۔۔ہو...... میں تو بڑی بات بھول گیا وہ کل جس چٹان کے پاس ہم نے آرام کیا تھا مچھلی تو وہاں زندہ ہو کر سمندر میں چھلانگ لگا گئی اور سمندر کا پانی پیچھے سے ملا نہیں سرنگ بنتی گئی۔ فرمایا ہماری تو منزل وہی تھی اس فالتو سفر کی وجہ سے ہمیں تھکاوٹ ہوئی ہے سڑک وغیرہ کا راستہ تو تھا نہیں اپنے پاؤں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس تشریف لائے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی چادر تان کر پانی کی سطح پر لیٹا ہوا ہے۔ بخاری شریف کے الفاظ ہیں عَلٰی کَبِدِ الْبَحْرِ موسیٰ علیہ السلام نے جا کر ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ فرمایا تم کون ہو؟ جواب دیا میں موسیٰ ہوں۔ کون سا موسیٰ ؟ فرمایا جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہے۔ فرمایا اچھا اچھا تو حضرت! آپ یہاں کیسے آئے ؟ جواب دیا میں آپ سے کچھ معلومات لینے کیلئے آیا ہوں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا میری اور آپ کی کوئی مناسبت نہیں ہے یہ ٹیڑھی کھیر ہے۔

لطیفہ :

(حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ ایک نابینے حافظ کو کسی نے کہا حافظ جی کھیر کھانی ہے۔ اس نے کہا وہ کیسی ہوتی ہے۔ اس نے جواباً کہا کہ بگلے کی طرح سفید ہوتی ہے۔ حافظ جی نے کہا کہ بگلا کیسا ہوتا ہے؟ تو اس نے ایک ہاتھ بگلے کی طرح بنایا اور دوسرے ہاتھ سے حافظ جی کا ہاتھ پکڑ کر اوپر پھیرا کہ بگلا ایسا ہوتا ہے تو حافظ جی نے کہا کہ ایسی ٹیڑھی کھیر میں نے نہیں کھانی۔" نواز بلوچ؛ مرتب۔)

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبر کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور آپ سے کچھ حاصل کروں گا۔ یہ اس واقعہ کا خلاصہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذْ قَالَ

مُوْسٰی اور جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِفَتٰهُ اپنے نوجوان اور خادم کو جن کا نام یوشع بن نون علیہ السلام تھا۔ جو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے بعد بنی اسرائیل کیلئے نبی بنائے گئے تھے۔ فرمایا لَآ اَبْرَحُ میں نہیں ٹلوں گا حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر۔ اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس مراد فارس اور روم کے دریا ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دجلہ اور فرات مراد ہیں کہ جس جگہ یہ دونوں مل کر سمندر میں گرتے ہیں اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا یا میں چلتا رہوں زمانہ بھر۔ حُقُبٌ کی جمع احقاب آتی ہے سورہ نبا میں احقاباً کا لفظ موجود ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَا پس جس وقت وہ دونوں بزرگ پہنچے مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا ان دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ نَسِیَا حُوْتَهُمَا دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ پس بنالیا اس مچھلی نے اپنا راستہ سمندر میں سَرَبًا سرنگ کے طور پر۔ پانی سیال ہے اس میں رقت ہے آپس میں مل جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت وہ پانی نہیں ملا غار کی غار بنا رہا۔ اور یہ جو میں نے روایت بتلائی ہے کہ آب حیات کا پانی مچھلی پر پڑا یہ بخاری اور مسلم شریف کی روایت کا خلاصہ ہے کہ آب حیات کا چشمہ قریب تھا اس کے پانی کا قطرہ مچھلی پر پڑا وہ زندہ ہو کر سمندر میں چھلانگ لگا گئی اور یہ دونوں بھول گئے۔ فَلَمَّا جَاوَزَا پس جب دونوں اس جگہ سے تجاوز کر گئے، آگے بڑھے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِفَتٰهُ اپنے نوجوان کو جو ان کا خادم تھا اٰتِنَا غَدَآءَنَا لاؤ ہمارے پاس ہمارا ناشتہ لَقَدْ لَقِیْنَا البتہ تحقیق ہم ملے ہیں مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا اپنے اس سفر میں تھکاوٹ کو۔ یہ جو کل سے اب تک کا سفر تھا اس میں مشقت تھی کیونکہ ضرورت سے زائد تھا اور قدرتی طور پر تھکاوٹ بھی ہوئی۔ قَالَ کہا خادم نے اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَآ اِلَی الصَّخْرَةِ حضرت آپ دیکھیں جب ہم نے ٹھکانا لیا

چٹان کی طرف فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ پس بیشک میں بھول گیا مچھلی کو وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اور نہیں بھلائی مجھ کو وہ مچھلی مگر شیطان نے اَنْ اَذْكُرَهٗ کہ اس کو میں یاد رکھ سکوں۔ حضرت اس کا قصہ یہ ہوا کہ وہ زندہ ہو کر وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ اور بنالیا اس مچھلی نے اپنا راستہ سمندر میں۔ وہ تو زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی ہے عَجَبًا عجیب طریقے سے کہ مچھلی زندہ ہو جائے نقل وحرکت کر کے پانی میں داخل ہو جائے اور پانی کی سرنگ بنتی جائے۔ خادم نے کہا تھا آپ فکر نہ کریں بار بار تاکید نہ کریں میں یاد کرادوں گا اس نے سمندر میں جاتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا مگر یاد نہ رہی کیونکہ رب انانیت کو پسند نہیں کرتا اپنے سوا کیلئے۔ انسان کبھی اپنی قابلیت پر فخر نہ کرے بلکہ اپنی کسی چیز پر فخر نہ کرے میں یہ ہوں اور میں وہ ہوں، انسان کچھ بھی نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے صرف اتنے لفظ کہے ہاں مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ اور ظاہراً جواب ٹھیک تھا کیونکہ پیغمبر سے بڑا عالم کون ہو سکتا ہے مگر رب نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ ایسے کیوں نہیں کہا اللّٰہ اعلم۔ رب تعالیٰ کو انانیت کسی کی بھی پسند نہیں ہے۔ قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ یہ وہ جگہ تھی جس کو ہم تلاش کر رہے تھے فَارْتَدَّا پس دونوں لوٹے عَلٰٓی اٰثَارِهِمَا اپنے پاؤں کے نشانات پر قَصَصًا تلاش کرتے ہوئے۔ چونکہ سڑک اور پختہ راستہ تو تھا نہیں قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس آگئے فَوَجَدَا پس دونوں نے پایا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جو حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ ان کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ خضر کا معنیٰ ہے سبزہ ہریالی، حضرت خضر علیہ السلام جہاں بیٹھتے تھے وہ جگہ فوری طور پر سبز ہو جاتی تھی اس لئے خضر ان کا لقب پڑ گیا اور نام ان کا بلیا ہے۔ وہ جمہور کے نزدیک پیغمبر ہیں اور اب تک موجود ہیں اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا دی تھی ہم نے

ان کو رحمت اپنی طرف سے، زندگی بھی لمبی دی اور تجربہ بھی وسیع دیا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہم نے سکھایا تھا اس کو ایک خاص قسم کا علم۔ اس علم کی کچھ شقیں آگے آرہی ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تکوینیات کا علم عطا فرمایا تھا۔ آگے ذکر آئے گا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى کہا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے هَلْ اَتَّبِعُكَ کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں عَلٰۤى اس شرط پر اَنْ تُعَلِّمَنِ کہ آپ سکھائیں مجھے مِمَّا عُلِّمْتَ اس میں جو سکھلائی گئی ہے آپ کو رُشْدًا بھلائی قَالَ اس نے کہا اِنَّكَ بیشک آپ لَنْ تَسْتَطِيْعَ ہرگز طاقت نہیں رکھ سکو گے مَعِيَ میرے ساتھ صَبْرًا صبر کرنے کی وَكَيْفَ تَصْبِرُ اور کیسے آپ صبر کریں گے عَلٰى مَا اس چیز پر لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا جس کی خبر کا آپ نے احاطہ نہیں کیا ہوا قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے سَتَجِدُنِيْۤ بتاکید آپ مجھے پائیں گے اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والا وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا اور میں نافرمانی نہیں کروں

گا آپ کے حکم کی قَالَ انہوں نے کہا فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِیۡ پس اگر آپ میری پیروی کرنا چاہتے ہیں فَلَا تَسۡـَٔلۡنِیۡ پس نہ سوال کرنا مجھ سے عَنۡ شَیۡءٍ کسی چیز کے بارے میں حَتّٰۤی اُحۡدِثَ لَکَ یہانتک کہ میں خود بیان کروں آپ کے سامنے مِنۡهُ ذِکۡرًا اس کا ذکر فَانۡطَلَقَا پس دونوں چلے حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا یہانتک کہ جب دونوں سوار ہوئے فِی السَّفِیۡنَةِ کشتی میں خَرَقَهَا خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ دیا قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اَخَرَقۡتَهَا کیا آپ نے کشتی کو پھاڑ دیا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا تاکہ آپ غرق کر دیں اس کی سواریوں کو لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا اِمۡرًا البتہ تحقیق آپ لائیں ہیں چیز بڑی نامناسب قَالَ اس نے کہا اَلَمۡ اَقُلۡ کیا میں نے نہیں کہا تھا اِنَّکَ بیشک آپ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا آپ ہرگز نہیں طاقت رکھیں گے میرے ساتھ صبر کرنے کی قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ آپ گرفت نہ کریں میری بِمَا نَسِیۡتُ اس چیز کی وجہ سے جو میں بھول گیا ہوں وَلَا تُرۡهِقۡنِیۡ اور نہ سختی کریں آپ مجھ پر مِنۡ اَمۡرِیۡ میرے معاملے میں عُسۡرًا تنگی کے لحاظ سے فَانۡطَلَقَا پس دونوں چلے حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا یہانتک کہ وہ ملے غُلٰمًا ایک بچے کو فَقَتَلَهٗ پس خضر علیہ السلام نے اس بچے کو قتل کر دیا قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا کیا تو نے قتل کر دیا ایک نفس کو زَکِیَّةً جو صاف ستھرا تھا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ بغیر کسی جان کے عوض لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا نُکۡرًا البتہ آپ لائیں ہیں ایسی چیز جو بہت ہی نامناسب ہے۔

پچھلے درس میں تم نے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع بن نون علیہ السلام

کے ہمراہ مجمع البحرین کے علاقے میں پہنچے۔ خضر علیہ السلام چادر تان کر سوئے ہوئے تھے۔ اِنہوں نے سلام کیا اُنہوں نے جواب دیا اور پوچھا کہ سلام کرنے والا کون ہے؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں (علیہ السلام)۔ کون سا موسیٰ؟ فرمایا وہ جن کو نبی بنا کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اچھا حضرت! آپ یہاں کیسے تشریف لائے؟ فرمایا آپ سے کچھ علم حاصل کرنے کیلئے آیا ہوں۔ کہنے لگے ٹیڑھی کھیر ہے۔

ٹیڑھی کھیر :

سمجھانے کیلئے لوگوں نے کہاوت بنائی ہوئی ہے۔ ایک بے چارہ نابینا حافظ تھا اس کو کہا کہ حافظ جی! کھیر کھانی ہے۔ اس نے کہا کھیر کس طرح کی ہوتی ہے۔ اس نے کہا سفید سفید ہوتی ہے۔ حافظ جی نے کہا سفید کس طرح کی ہوتی ہے؟ اس نے کہا جیسے بگلا سفید ہوتا ہے اس طرح سفید ہوتی ہے۔ حافظ جی نے کہا بگلا کیسا ہوتا ہے؟ اندھے بے چارے نے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ہاتھ ایسے ٹیڑھا کر کے بتلایا کہ ایسا ایک جانور ہوتا ہے گردن اس کی لمبی ہوتی ہے۔ حافظ جی نے کہا کہ میں نے ایسی ٹیڑھی کھیر نہیں کھانی۔

تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے۔ اس موقع پر خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اِنَّکَ عَلٰی عِلْمٍ عَلَّمَکَ اللّٰہُ تعالٰی ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسا علم دیا ہے جو مجھے نہیں دیا وَاَنَا عَلٰی عِلْمٍ عَلَّمَنِیَ اللّٰہُ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک علم دیا ہے جو آپ نہیں جانتے۔'' کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کا علم دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا علم شریعت کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔ قرآن پاک کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں تورات کا مقام بہت بلند ہے۔ اور مجھے تکوینیات کا علم ہے جو آپ نہیں جانتے۔ قَالَ لَہٗ مُوْسٰی کہا خضر علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام نے هَلْ

اَتَّبِعُکَ کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں عَلٰٓی اس شرط پر اَنْ تُعَلِّمَنِ کہ آپ مجھے سکھائیں تعلیم دیں مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا اس میں سے جو سکھلائی گئی ہے جو آپ کو تعلیم دی گئی ہے اچھی باتوں کی قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا اِنَّکَ بیشک آپ لَنْ تَسْتَطِیْعَ ہرگز طاقت نہیں رکھ سکو گے مَعِیَ صَبْرًا میرے ساتھ صبر کرنے کی۔ میری باتیں اوٹ پٹانگ ہونگی آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی وَ کَیْفَ تَصْبِرُ اور کیسے آپ صبر کریں گے عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ خُبْرًا اس چیز پر جس کی خبر کا آپ نے احاطہ نہیں کیا ہوا۔ جس چیز کی حقیقت آپ کو معلوم نہیں ہے اس پر آپ کیسے خاموش رہیں گے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا بتاکید آپ پائیں گے مجھے انشاءاللہ تعالیٰ صبر کرنے والا۔ آپ نے جو کرنا ہے کریں میں صبر کروں گا وَّ لَآ اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے حکم کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ بعض احکام عزیمت کے ہوتے ہیں اور بعض رخصت کے۔ عزیمت والے کام وہ ہوتے ہیں جو کرنے پڑتے ہیں اور رخصت وہ ہے جس کا جواز ہو کہ ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ تو شریعت میں دونوں حکم ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے سمجھا کہ کوئی رخصت والا کام کریں گے تو میں خاموش رہوں گا۔ قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ پس اگر آپ میری پیروی کرنا چاہتے ہیں میرے ساتھ چلتے ہیں فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ پس نہ سوال کرنا مجھ سے کسی شے کے بارے میں۔ جو میں کروں تم نے اس کے متعلق پوچھنا نہیں ہے حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَکَ مِنْہُ ذِکْرًا یہاں تک کہ میں خود بیان کروں آپ کے سامنے اس کا ذکر کہ یہ کام میں نے کیوں کیا ہے۔ جب بات طے ہوگئی تو چل پڑے۔

سفر میں موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کیساتھ یوشع بن نون علیہ السلام تھے یا نہیں :

آگے اس میں اختلاف ہے کہ سفر میں صرف موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام تھے یا یوشع ابن نون علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ تفسیروں میں دونوں باتیں لکھی ہیں۔ ایک یہ کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی خضر علیہ السلام کیساتھ ملاقات ہوگئی تو یوشع بن نون علیہ السلام کو چھٹی دیدی کہ آپ واپس چلے جائیں۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ بھی ساتھ تھے۔ خادم کا ذکر اس لئے نہیں ہوتا کہ جب اصل کا ذکر ہوگیا تو خادم بھی ساتھ ہی ہے۔ فَانۡطَلَقَا پس دونوں بزرگ چل پڑے حَتّٰیۤ اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیۡنَةِ یہاںتک کہ جب دونوں سوار ہوئے کشتی میں۔ جزیرہ اندلس کے قرطبہ شہر جانا چاہتے تھے وہ پرلے کنارے پر تھا۔ ادھر جب یہ کشتی کے پاس پہنچے۔ کشتی پر سوار ہونے والے کافی لوگ تھے۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان اور جانور بھی تھے۔ کشتی بہت بڑی تھی۔ بخاری شریف میں روایت آتی ہے ملاحوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا کہنے لگے عَبۡدٌ صَالِحٌ یہ نیک آدمی ہے۔ اس سے ہم نے کرایہ نہیں لینا اس کیساتھی سے بھی نہیں لینا۔ انہوں نے کرائے پر بڑا اصرار کیا لیکن انہوں نے کہا کہ بزرگوں سے ہم نے کرایہ نہیں لینا۔ حدیث شریف میں بِغَیۡرِ نَوۡلٍ کے لفظ آتے ہیں کہ بغیر کرایہ کے انہوں نے سوار کرلیا اور کشتی چل پڑی۔ کشتی میں کلہاڑی اور تیشہ بھی پڑا تھا جب اگلے کنارے کے قریب پہنچے تو خضر علیہ السلام نے کلہاڑی پکڑی اور کشتی کا تختہ توڑ دیا اور تختہ بھی جو پانی کی سطح کے اندر تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ پانی اندر نہیں آیا یہ ان کا معجزہ تھا پیغمبر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی مزاج تھے بول پڑے۔ فرمایا ان لوگوں

نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا نیکی کی اس احسان کا آپ نے بڑا اچھا بدلہ دیا کہ ان کی کشتی پھاڑ دی اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اس پر مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان کتنی سواریاں ہیں حیوان بھی ہیں سب ڈوب جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خَرَقَهَا خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ دیا کلہاڑی لے کر ایک تختہ نکال دیا قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَخَرَقْتَهَا کیا آپ نے کشتی کو پھاڑ دیا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا تاکہ آپ غرق کردیں اس کی سواریوں کو۔ کیونکہ عالم اسباب میں اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ کشتی میں پانی آجائیگا کشتی ڈوبے گی سواریاں ڈوب جائیں گے تو آپ نے یہ کام اچھا نہیں کیا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا البتہ تحقیق آپ لائیں ہیں چیز بڑی نامناسب۔ آپ نے برا کام کیا ہے۔ یہاں روایت میں کچھ اور لفظ بھی آتے ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت موجود ہے کہ ایک چڑیا آکر کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ خدا کی قدرت ہے سمندری جانور سمندر میں رہتے اور پلتے ہیں اور آگے ان کی نسلیں چلتی ہیں۔

میں بحری جہاز میں سوار تھا دیکھا کافی پرندے پانی کی سطح پر تیر رہے ہیں۔ جہاز ران سے پوچھا کہ کیا کنارہ قریب آگیا ہے کہ یہ پرندے آکر بیٹھ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کنارہ یہاں سے سو میل دور ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہ پرندے یہاں کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ یہیں رہتے ہیں یہیں ان کی نسلیں پیدا ہوتی ہیں اور پرورش پاتی ہیں۔ خدا کی قدرت ان کیلئے یہی جگہ ہے۔ سمندر کی سطح پر غول در غول تھے جن میں بڑے بھی تھے اور چھوٹے بھی تھے۔

تو ایک چڑیا آکر بیٹھی اور سمندر سے ایک قطرہ پانی کا چونچ میں لیا۔ خضر علیہ السلام نے استادانہ رنگ میں فرمایا يٰمُوْسٰى اِنَّ عِلْمِىْ وَعِلْمَكَ وَعِلْمَ جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ

''اے موسیٰ میرا علم اور آپ کا علم اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں ہے جتنا سمندر کے مقابلے میں چڑیا کی چونچ میں پانی ہے۔''

تو فرمایا تو نے کشتی پھاڑ دی ہے بڑا بُرا کام کیا ہے قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا اَلَمْ اَقُلْ کیا میں نے نہیں کہا تھا اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا آپ ہرگز نہیں طاقت رکھیں گے میرے ساتھ صبر کرنے کی قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ آپ گرفت نہ کریں اس چیز کی وجہ سے جو میں بھول گیا ہوں۔ مجھے شرط یاد نہیں رہی تھی بھول کر سوال کر بیٹھا ہوں وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا اور نہ آپ سختی کریں میرے معاملے میں تنگی کے لحاظ سے۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے معاف کر دیں۔ کشتی کنارے جا لگی سواریاں خیر و عافیت کیساتھ اتر گئیں۔ سمندر کے کنارے پر قرطبہ شہر تھا اور اس کے پاس بہت بڑا میدان تھا اس کے اطراف میں بڑے بھی کھیلتے تھے اور چھوٹے بچے بھی کھیلتے تھے۔ بڑا عجیب قسم کا منظر تھا یہ پہنچے سامنے بچے کھیل رہے تھے۔ فَانْطَلَقَا پس دونوں چلے حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا یہاں تک کہ وہ ملے ایک بچے کو جس کا نام جَیْسُون تھا اس کے والد کا نام کازیر تھا اور والدہ کا نام سہوی تھا، نابالغ بچہ تھا خضر علیہ السلام نے اس کو ٹانگوں سے پکڑا جیسے دھوبی کھیس کو پکڑ کر اٹھا کے مارتے ہیں اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ بیچارے کا سر پھٹ گیا بچہ تڑپنے لگا جان نہیں نکل رہی تھی پھر چھری لے کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اس بات پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ نابالغ بچے پر تو قانون نہیں لگتا۔ تنبیہ کرنا ادب سکھانا الگ بات ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے ثَلٰثَةٌ رُفِعَ عَنْهُ الْقَلَمُ ''تین قسم کے آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے یعنی ان پر قانون لاگو نہیں ہوتا عَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَحْتَلِمَ بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔'' تو نابالغ بچے کو کسی جرم پر سزا نہیں دی

جاسکتی۔شراب پی لے کوڑے نہیں لگیں گے، چوری کرلے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ہاں! تنبیہ کی جاسکتی ہے جیسے چھوٹے بچے نہ پڑھیں یا کوئی شرارت کریں تو ماں باپ کو مارنے کا حق ہے۔دوسرا عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ ''سونے والے پر قانون لاگو نہیں ہوتا یہاںتک کہ وہ بیدار ہوجائے۔''اور تیسرا عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یُفِیْقَ ''پاگل پر قانون جاری نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہوجائے۔'' تو پہلی بات یہ تھی کہ نابالغ بچہ تھا اور دوسری بات یہ تھی کہ اس نے کسی کو قتل بھی نہیں کیا تھا اور خضر علیہ السلام نے اس کو قتل کردیا فَقَتَلَهٗ پس اسکو خضر علیہ السلام نے قتل کردیا قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً کیا تو نے قتل کردیا ایک نفس کو جو صاف ستھرا تھا بِغَيْرِ نَفْسٍ بغیر کسی جان کے عوض لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا البتہ آپ لائیں ہیں ایسی چیز جو بہت ہی نامناسب ہے کہ چھوٹے بچے کو بلاوجہ قتل کردیا ہے۔مزید واقعہ آگے آئیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

الحمدللہ آج مورخہ ۱۶ شوال ۱۴۳۱ھ کو پندرہواں پارہ مکمل ہوا۔

محمد نواز بلوچ

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَىۡءٍۢ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِىۡ‌ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّىۡ عُذۡرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ‌حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهۡلَ قَرۡيَةِ اِۨسۡتَطۡعَمَاۤ اَهۡلَهَا فَاَبَوۡا اَنۡ يُّضَيِّفُوۡهُمَا فَوَجَدَا فِيۡهَا جِدَارًا يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّنۡقَضَّ فَاَقَامَهٗ‌ ؕ قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَيۡهِ اَجۡرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنِكَ‌ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاۡوِيۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيۡنَةُ فَكَانَتۡ لِمَسٰكِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ فِى الۡبَحۡرِ فَاَرَدْتُّ اَنۡ اَعِيۡبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمۡ مَّلِكٌ يَّاۡخُذُ كُلَّ سَفِيۡنَةٍ غَصۡبًا ﴿۷۹﴾

قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکَ کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا اِنَّکَ بیشک آپ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ ہرگز طاقت نہیں رکھیں گے مَعِیَ میرے ساتھ صَبۡرًا صبر کرنے کی قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنۡ سَاَلۡتُکَ عَنۡ شَیۡءٍ بَعۡدَھَا اگر میں نے سوال کیا آپ سے کسی شے کے بارے میں اس واقعہ کے بعد فَلَا تُصٰحِبۡنِیۡ پس آپ مجھے اپنی رفاقت میں نہ رکھنا قَدۡ بَلَغۡتَ تحقیق آپ پہنچ چکے مِنۡ لَّدُنِّیۡ میری طرف سے عُذۡرًا عذر کو فَانۡطَلَقَا پس دونوں چلے حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ یہاں تک کہ آئے دونوں اَھۡلَ قَرۡیَۃِ ایک بستی والوں کے پاس اسۡتَطۡعَمَاۤ اَھۡلَھَا دونوں نے کھانا طلب کیا اس کے باشندوں سے فَاَبَوۡا اَنۡ

یُضَیِّفُوْھُمَا پس ان لوگوں نے انکار کیا اس بات سے کہ ان کو اپنا مہمان بنائیں فَوَجَدَا فِیْھَا جِدَارًا پس پائی ان دونوں نے اس بستی میں ایک دیوار یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ جو ارادہ کر رہی تھی کہ گر پڑے فَاَقَامَهٗ پس خضر علیہ السلام نے اس کو ٹھیک کر دیا قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَوْ شِئْتَ اگر آپ چاہتے لَتَّخَذْتَ البتہ آپ لے لیتے عَلَیْهِ اَجْرًا اس پر کوئی معاوضہ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ کہا یہ جدائی کا وقت ہے میرے اور آپ کے درمیان سَاُنَبِّئُکَ بحقیق میں آپ کو بتلاؤں گا بِتَاْوِیْلِ حقیقت کا اس چیز کی مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا آپ طاقت نہیں رکھتے تھے صبر کرنے کی اَمَّا السَّفِیْنَةُ بہرحال کشتی فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ پس وہ تھی کچھ مسکینوں کی یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ جو کام کرتے تھے سمندر میں فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا پس میں نے ارادہ کیا کہ عیب دار کر دوں اس کشتی کو وَکَانَ وَرَآءَهُمْ اور تھا ان کے آگے مَّلِکٌ ایک بادشاہ یَّاْخُذُ پکڑ لیتا تھا کُلَّ سَفِیْنَةٍ ہر کشتی غَصْبًا چھین کر۔

یہ بات چلی آ رہی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں تقریر فرمائی، تقریر بڑی مدلل اور موثر تھی۔ اس سے متاثر ہو کر ایک شخص نے کہا کہ زمین میں آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے؟ فرمایا نہیں! یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئے کہ کہنا چاہیے تھا اَللّٰهُ اَعْلَمُ اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا ایک بندہ ہے جو ایک فن میں آپ سے زیادہ عالم ہے اس کے پاس جا کر آپ علم حاصل کریں۔ کہاں ملے گا؟ مجمع البحرین پر۔ نشانی کیا ہو گی؟ فرمایا بے جان مچھلی لے جاؤ جہاں مچھلی میں جان پڑ جائے وہاں ملے گا۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع ابن نون علیہ السلام کو لے کر چل پڑے۔ ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا میری اور آپ کی کوئی مناسبت نہیں ہے، میرے کام ایسے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبر کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ کو اس شرط پر ساتھ لے کر چلتا ہوں کہ جب تک میں خود کسی شے کی حقیقت بیان نہ کروں آپ نے مجھ سے کسی شے کے بارے میں سوال نہیں کرنا۔ وعدہ معاہدہ ہو گیا اور چل پڑے۔ آگے سمندری سفر تھا کشتی میں سوار ہو گئے کشتی والوں نے بغیر کرایہ کے سوار کیا خضر علیہ السلام نے کشتی کا پھٹہ توڑ کر سوراخ کر دیا موسیٰ علیہ السلام سے صبر نہ ہو سکا اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ ہمدردی کی ہے مفت میں سوار کیا آپ نے ان کی کشتی توڑ کر اچھا کام نہیں کیا۔ کشتی سے اترے تو آگے جزیرہ اندلس قرطبہ شہر تھا ساحل پر بچے کھیل رہے تھے۔ انہوں نے جیسور نامی بچے کو پکڑا کھوپڑی اتاری جان نہ نکلی پھر پاؤں سے پکڑ کر دیوار پر مارا جان نہ نکلی چھری لے کر ذبح کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ "کیا تو نے قتل کر دیا ایسے شخص کو جو صاف ستھرا تھا بغیر نفس کے عوض، برا اور نامناسب کام کیا ہے۔"

اس سلسلے میں قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا بیشک آپ ہرگز طاقت نہیں رکھیں گے میرے ساتھ صبر کرنے کی۔ تو وہی قصہ ہوا کہ آپ بار بار مجھ پر اعتراض کرتے ہیں قَالَ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا اگر میں آپ سے سوال کروں کسی شے کے بارے میں اس واقعہ کے بعد کہ دو دفعہ سوال کر چکا ہوں اب تیسری دفعہ مجھے موقع دیں۔ اگر کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی اور پھر اگر میں سوال کروں

فَلَا تُصٰحِبْنِیْ پس آپ مجھے اپنی رفاقت میں نہ رکھنا اپنا ساتھی نہ بنانا۔ واقعتاً میری اور آپ کی مناسبت نہیں ہے قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا تحقیق آپ پہنچ چکے ہیں میری طرف سے عذر کو۔ آپ فیصلہ کرنے میں معذور ہونگے آپ اپنی کاروائی کرتے رہیں میں سوال کرتا رہوں گا تنقید کرتا رہوں گا۔ چنانچہ اندلس کے جزیرے سے چلے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کتنے دنوں کے بعد اگلے شہر میں پہنچے فَانْطَلَقَا پس دونوں چلے حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ یہاں تک کہ جب دونوں پہنچے ایک بستی والوں کے پاس۔ اکثر تفسیروں میں اس کا نام انطاکیہ ہے۔ انطاکیہ شہر آج بھی مصر میں موجود ہے۔ دوپہر کا وقت تھا بھوک لگی ہوئی تھی دونوں کے پاس پیسے نہیں تھے اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا دونوں نے کھانا طلب کیا اس کے باشندوں سے۔ وہاں کے لوگوں سے کہا کہ بھئی! ہمیں بھوک لگی ہے ہمیں کھانا کھلاؤ۔ دونوں بڑی شان والے پیغمبر ہیں مگر بشری تقاضے ساتھ ہیں، بھوک بھی ہے، پیاس بھی ہے اور پاس پیسہ کوئی نہیں ہے مجبوری ہے ایسے موقع پر مانگنے کی اجازت ہے۔ فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا پس ان لوگوں نے انکار کر دیا اس بات سے کہ ان کو اپنا مہمان بنائیں۔ مفت کھانا کھلانے سے وہاں کے لوگوں نے انکار کر دیا۔

کھانا کھلانے سے انکار کی وجہ :

محققین اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کیساتھ دونوں بزرگوں کی صحت بڑی عمدہ تھی ہاتھ پاؤں ٹھیک تھے آنکھیں درست تھیں ان لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ سوال وہ کرے جو معذور ہو، نابینا ہو، لنگڑا ہو، اپاہج ہو اور یہ اچھے بھلے ہو کر سوال کرتے ہیں کما کر کیوں نہیں کھاتے۔ ان کو تو معلوم نہیں تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں کیونکہ غیب صرف پروردگار کے پاس ہے مخلوق غیب نہیں جانتی اور مسئلہ بھی یہی ہے کہ معذور سوال

کرے دوسرا سوال نہ کرے۔ حدیث پاک میں آتا ہے جو شخص مانگنے کو پیشہ بنالے قیامت والے دن اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی ہوگا۔ پیشے کے طور پر مانگنا یہ شریعت میں سخت ممنوع ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ عرفات کے میدان میں نویں ذوالحجہ کو ایک شخص مانگ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی اور وہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا تو اس کو بلایا اور فرمایا کیوں مانگتے ہو اور یہاں مانگتے ہو اور آج کے دن مانگتے ہو۔ رب سے نہیں مانگتا بندوں سے مانگتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں یہودی تھا مسلمان ہو گیا ہوں میرا خرچہ زیادہ ہے آمدن کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہاں چونکہ لوگ اکٹھے ہیں مجبوراً مانگ رہا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پتہ معلوم کیا اور منشی کو حکم دیا کہ اس کا نام پتہ نوٹ کرلو۔ جب حج سے فارغ ہونگے تو اس کا باقاعدہ وظیفہ مقرر کریں گے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی یہ شخص حاجت مند ہے۔ تو تندرست آدمی کا بغیر کسی مجبوری کے مانگنا شرعاً درست نہیں ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص تکثر یعنی مال بڑھانے کیلئے مانگتا ہے وہ دوزخ کی آگ کے شعلے اور انگارے کھاتا ہے۔ تو مانگنا اچھی چیز نہیں ہے مگر انسان ہے کسی وقت اچانک مجبور ہو جاتا ہے اور پیشہ ور نہیں ہے تو الگ بات ہے۔

دونوں پیغمبروں نے انطاکیہ بستی کے باشندوں سے کھانا مانگا مگر انہوں نے مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ اسی بھوک کی حالت میں جا رہے تھے کہ فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا پس پائی ان دونوں نے اس بستی میں ایک دیوار يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ جو ارادہ کر رہی تھی کہ گر پڑے فَاَقَامَهٗ پس خضر علیہ السلام نے اس کو ٹھیک کر دیا۔ ایک بہت بلند دیوار تھی وہ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی گری۔ دیوار کے ارادے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جھک گئی تھی گرنے کیلئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار ٹھیک کر دی۔ دیوار کیسے ٹھیک کر دی؟ اکثر روایات اور

احادیث میں آتا ہے کہ ایسے ہاتھ سے اشارہ کیا تو دیوار بالکل سیدھی ہوگئی کوئی زیادہ محنت کی ضرورت پیش نہیں آئی یہ انکا معجزہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آپ نے ان بے مروت لوگوں کیساتھ یہ احسان کیا ہے جنہوں نے ہمیں کھانا کھلانے سے انکار کیا ہے ہم کوئی پیشہ ور تو نہیں تھے بھوک نے ہمیں ستایا تھا ہم نے ان سے کھانا طلب کیا انہوں نے کورا جواب دیا ایسے لوگوں کیساتھ ہمدردی کا کیا معنیٰ ہے؟ قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا اگر آپ چاہتے البتہ آپ لے لیتے اس پر آپ کوئی معاوضہ تاکہ ہم کھانا کھا لیتے۔ آپ نے بغیر مزدوری کے دیوار ٹھیک کر دی یہ آپ نے اچھا کام نہیں کیا۔ یہ تین واقعات پیش آئے، کشتی کا پھاڑنا، بچے کا قتل کرنا اور تیسرا دیوار کا مفت ٹھیک کرنا۔ اس موقع پر حضرت خضر علیہ السلام نے قَالَ فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام مزید صبر کرتے تو ہمیں مزید عجیب عجیب واقعات معلوم ہوتے مگر موسیٰ صبر نہ کر سکے۔ تو خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے سَاُنَبِّئُكَ بتاکید میں آپ کو بتلاؤں گا بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا حقیقت اس چیز کی آپ طاقت نہیں رکھتے تھے صبر کرنے کی۔ اب میں بتلاتا ہوں کہ میں نے کیوں کیا۔

پہلا واقعہ کشتی کے پھاڑنے کا تھا کہ کشتی سے تختہ نکالا لیکن خدا کی قدرت کہ پانی اندر نہیں آیا یہ ان کا معجزہ تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا اعتراض بھی بجا تھا کہ ان لوگوں نے ہمیں مفت میں سوار کیا کشتی میں کافی سواریاں تھیں، مرد، عورتیں،، بچے، بوڑھے، جوان اور حیوانات بھی تھے آپ نے کشتی پھاڑ دی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کشتی غرق ہوگی اس وقت خضر

علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا لیکن یہ مشاہدہ ہوا کہ پانی کا ایک قطرہ بھی کشتی میں داخل نہیں ہوا جہاں تک کشتی جاتی تھی وہاں تک پہنچی اور اطمینان کیساتھ سواریاں نیچے اتر گئیں۔ اس کشتی کے متعلق خضر علیہ السلام فرماتے ہیں اَمَّا السَّفِیْنَۃُ فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ بہر حال کشتی وہ تھی کچھ مسکینوں کی۔ دس افراد پر مشتمل ایک خاندان تھا ان کا ذریعہ معاش کشتی کی آمدنی تھی اس پر وہ اپنا گذارہ کرتے تھے اور کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ جو کام کرتے تھے سمندر میں۔ سواریوں کو ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک پہنچاتے تھے اور اس کے کرائے کیساتھ اپنا وقت گذارتے تھے فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا پس میں نے ارادہ کیا کہ اس کشتی کو عیب دار کردوں۔ ایسا کیوں کیا؟ کہتے ہیں وَکَانَ وَرَآءَ ھُمْ مَّلِکٌ اور تھا ان کے آگے ایک بادشاہ قرطبہ کا۔ امام بخاریؒ اس کا نام بتلاتے ہیں ھُدَدْ بن بُدَدْ، اور عام تفسیروں والے اس کا نام جُلندی بن کرکر بتلاتے ہیں۔

بادشاہ ہمیشہ رعایا کو پریشان کرتے ہیں :

بڑا ظالم جابر قسم کا آدمی تھا جیسے حکمران ہوتے ہیں۔ ان کو کنبے کی ضرورت ہی نہیں ہے جب کسی کا جلسہ ہوتا ہے تو لوگوں کی گاڑیاں بسیں وغیرہ پکڑ لیتے ہیں دو چار دن بے چاروں کو تنگ کرتے ہیں، سواریاں اپنی جگہ پریشان ہوتی ہیں اور یہ اپنے نمبر بنانے کیلئے ظلم کرتے ہیں۔ کونسا ایسا ملک ہے جہاں ایسا نہیں ہوتا؟ کیا ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہوتا بسیں وغیرہ نہیں پکڑی جاتیں، مسافر پریشان نہیں ہوتے؟ صرف ایک شخص کی ظالمانہ تقریر کیلئے یہ سب کچھ ہوتا ہے اس ظلم کا انجام یقیناً سامنے آئے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے پھر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں ہے۔ اب اس حکومت نے ٹیکسوں کا نظام شروع کیا ہے اس کا نتیجہ بھی بہت برا نکلے گا۔ جو بھی آتا ہے

معاذ اللہ تعالیٰ وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے کہ خدا میں ہی ہوں۔ دن بدن تنگی آرہی ہے غریب لوگ رو رہے ہیں یہ سارے ظالمانہ قانون ہیں۔ کل کے اخبار میں یہ پڑھ کر تھوڑی سی خوشی ہوئی ہے کہ تاجروں نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان میں اسلامی شریعت نافذ کی جائے کیونکہ اسلامی نظام میں ٹیکس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ اب پشاور میں تاجروں کی کانفرنس ہو رہی ہے خدا کرے جو تاجر سوئے ہوئے ہیں وہ بھی جاگ جائیں اور جیسے افغانستان میں طالبان حکومت میں اسلامی قانون نافذ ہے اور کوئی ٹیکس ویکس نہیں ہے حالانکہ تمام ممالک سے غریب ملک افغانستان ہے لیکن وہ کسی ملک کا مقروض نہیں ہے کیونکہ ٹیکس نہ لیتے ہیں اور نہ دیتے ہیں بھوکے مر رہے ہیں لیکن کسی ملک کا ان پر قرضہ نہیں ہے اور ہمیں امریکہ خبیث نے قرضوں کے بوجھ کے نیچے دبایا ہوا ہے تاکہ یہ میرے شکنجے سے نکل نہ سکیں۔ یہ ظالمانہ ٹیکس شریعت کیخلاف ہیں اللہ کرے کہ تاجر اس بات پر ڈٹے رہیں کہ اس ملک میں شریعت نافذ ہو۔ ٹیکسوں سے ان کی جان چھوٹ جائے۔

تو وہ جو بادشاہ تھا ھُدَدْ بن بُدَدْ یا جلندی بن کرکر بڑا ظالم تھا اس کے کارندے ساحل پر گھومتے رہتے تھے جو کشتی صحیح ہوتی تھی اس کو پکڑ لیتے تھے بیگار کے طور پر، کسی کو مہینہ کسی کو دو مہینے اپنے سرکاری کاموں پر لگا لیتے تھے اور مالک بے چارے دیکھتے رہتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس کشتی کو اس لئے عیب ناک کیا کہ کارندے دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اس کو کون ٹھیک کرے گا اس کو نہیں لیتے اور یہ لوگ ایک آدھ دن میں تختہ لگا کر اپنا کام چلالیں گے چھ ماہ کی بیگار سے بچی رہے گی تو میں نے پھاڑ کر ان کی ہمدردی کی ہے تاکہ ان کا کام چلتا رہے۔ فرمایا آگے ان کا ایک بادشاہ تھا یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ غَصْبًا پکڑ لیتا تھا ہر صحیح سالم کشتی چھین کر۔ عوام سے ظالمانہ طور پر

تو میں نے ان کیساتھ دشمنی نہیں کی بلکہ ہمدردی کی ہے تاکہ ان کی کشتی بچی رہے اور ان مسکینوں کا کام چلتا رہے۔

❁❁❁

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖۗ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ ع

وَاَمَّا الْغُلٰمُ اور بہر حال وہ بچہ فَكَانَ پس تھے اَبَوٰهُ اس کے ماں باپ دونوں مُؤْمِنَيْنِ مومن فَخَشِيْنَاۤ پس ہمیں خوف ہوا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا کہ یہ بچہ چھا جائے گا ان دونوں پر طُغْيَانًا سرکشی میں وَّكُفْرًا اور کفر میں فَاَرَدْنَاۤ پس ہم نے ارادہ کیا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا یہ کہ بدل دے ان دونوں کیلئے رَبُّهُمَا ان دونوں کا رب خَيْرًا مِّنْهُ بہتر اس سے زَكٰوةً پاکیزگی میں وَّاَقْرَبَ رُحْمًا اور زیادہ قریب شفقت میں وَاَمَّا الْجِدَارُ اور بہر حال دیوار فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ پس وہ تھی دو بچوں کی يَتِيْمَيْنِ جو یتیم تھے فِي الْمَدِيْنَةِ شہر میں وَكَانَ تَحْتَهٗ اور تھا اس دیوار کے نیچے كَنْزٌ لَّهُمَا ان دونوں کا خزانہ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا اور تھا ان دونوں کا باپ نیک فَاَرَادَ رَبُّكَ پس ارادہ کیا آپ کے رب نے اَنْ يَّبْلُغَاۤ کہ پہنچیں وہ دونوں اَشُدَّهُمَا اپنی جوانی کو وَيَسْتَخْرِجَا اور نکالیں وہ دونوں كَنْزَهُمَا اپنے خزانے کو رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ یہ سب مہربانی ہے آپ کے رب کی طرف سے

وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ اورنہیں کی میں نے یہ کاروائی اپنی رائے سے ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ یہ حقیقت ہے مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا اس چیز کی کہ نہیں رکھتے تھے آپ طاقت اس پر صبر کرنے کی۔

خضر علیہ السلام کا اصل نام :

تفصیل کیساتھ سن چکے ہو کہ خضر علیہ السلام جن کا نام بلیا بن ملکان علیہ السلام تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں پیدا ہوئے اور ذوالقرنین کے وزیراعظم تھے جمہور مفسرین کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے اور اب بھی زندہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام ان سے کچھ تکوینی چیزیں سیکھنے کیلئے مجمع البحرین کے مقام پر ان کی خدمت میں پہنچے جہاں دجلہ اور فرات دونوں ملتے ہیں۔ کشتی پر سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے اس کا ایک تختہ پھاڑ دیا حالانکہ انہوں نے مفت میں سوار کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ ہمدردی کی بغیر کرائے کے سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی پھاڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ساری سواریاں غرق ہو جائیں گی۔ فرمایا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ کی اور میری مناسبت نہیں ہے۔ جس وقت کشتی سے اترے اندلس کا جزیرہ تھا ساحل پر بچے کھیل رہے تھے ایک نابالغ بچہ جس کا نام جیسور تھا پر حضرت خضر علیہ السلام نے ہاتھ ڈالا اور کھوپڑی اتار کر پھینک دی جان نہ نکلی تو اس کو پاؤں سے پکڑ کر زمین پر دے مارا جس طرح دھوبی کپڑے کو اٹھا کر مارتے ہیں پھر بھی جان نہ نکلی تو چھری لے کر اس کا گلہ کاٹ دیا۔ اب اس کاروائی پر موسیٰ علیہ السلام کس طرح خاموش رہ سکتے تھے پھر سوال کر دیا کہ آپ نے یہ بڑا غلط کام کیا ہے۔ آگے چلے مصر کے علاقہ میں انطاکیہ شہر پہنچے تو بھوک لگی ہوئی تھی کھانا طلب کیا تو انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا کہ تم صحت

منڈ آدمی ہو اندھے نہیں لولے لنگڑے نہیں کیوں مانگتے ہو؟ کماؤ اور کھاؤ۔ وہاں ایک دیوار گر رہی تھی خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ بے مروت لوگ جنہوں نے ہمارا شرعی حق ادا نہیں کیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ الضَّیْفَ ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق مہمان کی خدمت کرے۔'' یہ مہمان نوازی ایمان کا حصہ ہے تو انہوں نے کوئی ایمان کا ثبوت نہیں دیا آپ نے ان بے مروتوں کیساتھ نیکی کی ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے پہلے دن ہی کہہ دیا تھا کہ میری اور آپ کی کوئی مناسبت نہیں ہے۔ کل کے درس میں تم سن چکے ہو کہ خضر علیہ السلام نے کشتی پھاڑنے کی وضاحت فرمائی کہ قرطبہ کا بادشاہ بڑا جابر اور ظالم ہے اس کے کارندے صحیح سالم کشتیاں بیگار کے طور پر پکڑ لیتے ہیں اور دو مہینہ تین مہینے چھ چھ ماہ تک واپس نہیں کرتے اور کرایہ بھی نہیں دیتے جیسے ہمارے حکمران الیکشن کے موقع پر یا کسی بڑے کے جلسے کے موقع پر ویگنیں بسیں پکڑ لیتے ہیں۔ تو میں نے کشتی کو عیب ناک کر دیا تا کہ اس کے کارندے عیب دار سمجھ کر پکڑیں گے نہیں اور یہ ایک آدھ دن میں ٹھیک کر کے اپنا کام چلاتے رہیں گے اور جب وہ موسم نکل جائے گا تو پھر اس کے کارندے نہیں آئیں گے۔ باقی رہا بچے کا مسئلہ؟ تو فرمایا وَاَمَّا الْغُلٰمُ اور بہر حال وہ بچہ جس کا نام جیسون تھا والد کا نام کازیرا اور اس کی والدہ کا نام سہویٰ تھا۔ کازیرا رحمۃ اللہ علیہ بڑے نیک تھے سہویٰ رحمۃ اللہ علیہا بھی بڑی نیک عورت تھیں دونوں مومن تھے۔ مسلم شریف میں روایت ہے یہ بچہ طُبِعَ کَافِرًا پیدائشی طور پر کافر تھا۔ ویسے ضابطہ یہ ہے کہ ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ ''کہ ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔'' اسی لئے کافروں

کے بچوں کے متعلق اختلاف کرتے ہیں کہ آیا جنتی ہیں یا جہنمی؟ اور صحیح بات یہ ہے کہ کافروں کے جو نابالغ بچے فوت ہوئے ہیں وہ جنتی ہیں اَطْفَالُ اَھْلِ الْمُشْرِکِیْنَ خَدَمُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ صحیح حدیث ہے کہ کافروں کے جو نابالغ بچے فوت ہوئے ہیں وہ جنتیوں کی خدمت کریں گے۔ کیونکہ نابالغ پر کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا اور صحیح فطرت ان میں موجود ہے فَاَبَوٰہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ ماں باپ یہودی ہیں تو بچے کو یہودی بنا دیتے ہیں، عیسائی ہیں تو عیسائی بنا دیتے ہیں، مجوسی ہیں تو مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بچہ فطرتاً موحّد پیدا ہوتا ہے لیکن یہ بچہ فطرتاً کافر تھا اور بڑا خوبصورت تھا ماں باپ کو اس سے بڑی محبت تھی۔ تو فرمایا بہر حال وہ بچہ جو مارا گیا فَکَانَ اَبَوٰہُ مُؤْمِنَیْنِ پس تھے اس کے ماں باپ دونوں مومن فَخَشِیْنَآ پس ہم نے خوف کیا اَنْ یُّرْھِقَھُمَا کہ وہ بچہ چھا جائے گا ماں باپ دونوں پر طُغْیَانًا سرکشی میں وَّکُفْرًا اور کفر میں۔ خود تو کافر ہے ان کو بھی کافر بنائے گا اس لئے راستے سے پتھر کو ہٹانا تھا تاکہ ماں باپ کا ایمان بچ جائے۔ فَاَرَدْنَآ پس ہم نے ارادہ کیا اَنْ یُّبْدِلَھُمَا یہ کہ بدل دے ان دونوں کیلئے رَبُّھُمَا ان دونوں کا رب خَیْرًا مِّنْہُ اس سے بہتر بچہ زَکٰوۃً پاکیزگی میں اور ستھرا ہونے میں وَّاَقْرَبَ رُحْمًا اور زیادہ قریب شفقت میں۔

تمام تفسیروں میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کا نکاح ایک پیغمبر علیہ السلام کیساتھ ہوا اور اس کی اولاد در اولاد سے ستر (۷۰) پیغمبر پیدا ہوئے۔ تو بچے کو قتل کرنے کی وجہ بیان فرمائی کہ یہ بچہ فطرتاً کافر تھا اور خطرہ تھا کہ اس کے ماں باپ اس کی محبت کی وجہ سے کافر نہ ہو جائیں یہ ان کو کافر نہ بنا دے اس لئے اس پتھر کو راستے سے ہٹایا۔ یہ رب تعالیٰ نے مجھے بتایا وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ یہ کام میں نے اپنی رائے سے

نہیں کیا۔ وَ اَمَّا الْجِدَارُ اور بہرحال دیوار جو میں نے صحیح کی ہے فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ پس وہ تھی دولڑکوں کی جو یتیم تھے فِی الْمَدِیْنَۃِ شہر میں وَ کَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا اور تھا اس دیوار کے نیچے ان دونوں کا خزانہ وَ کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا اور تھا ان دونوں کا باپ نیک۔ اس نیک والد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے خزانے کی حفاظت فرمائی۔ اگر وہ دیوار گر جاتی تو بچے ابھی ناسمجھ تھے لوگ ان کا خزانہ لے جاتے۔ دیوار میں نے اس لئے ٹھیک کی ہے کہ جب بالغ اور جوان ہونگے اور مکان بنانا شروع کریں گے تو اپنا خزانہ نکال لیں گے۔ ایک بچے کا نام اَصْرَمْ تھا صادکیساتھ، دوسرے کا نام صَرِیْم تھا باپ کا نام کاشح تھا اور والدہ کا نام دنیا تھا رحمۃ اللہ علیہم۔ یہ سارا نیک خاندان تھا فَاَرَادَ رَبُّکَ پس ارادہ کیا آپ کے رب نے اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّھُمَا کہ پہنچیں وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَھُمَا اور نکالیں وہ دونوں اپنے خزانے کو۔ یہاں ایک بات سمجھ لیں وہ یہ کہ بچے کے قتل کرنے کے موقع پر فرمایا فَاَرَدْنَا ہم نے ارادہ کیا جمع کا صیغہ ہے۔ اور بچوں کے خزانے کے تحفظ کے موقع پر فرمایا فَاَرَادَ رَبُّکَ پس ارادہ کیا آپ کے رب نے۔ اور کشتی پھاڑنے کے بارے میں فرمایا فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا پس میں نے ارادہ کیا کہ اس کو عیب ناک بناؤں۔ یہ تَفَنُّنْ کیوں ہے؟ تو مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے عالم اسباب میں بندے کو اختیار دیا ہے اور ظاہراً اس کا کرنا اچھا بھی نہیں ہے تو اس مقام پر فَاَرَدْتُّ کہا نسبت اپنی طرف کی ہے پس میں نے ارادہ کیا اور جو کام بندہ تنہا نہیں کرسکتا کہ بچے کا قتل کرنا تنہا بندے کا کام نہیں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ روح نہ نکالے اس لئے وہاں اَرَدْنَا کہا کہ میرا ارادہ تو یہ ہوا اور رب تعالیٰ نے اس کی جان نکالی یعنی بظاہر میں نے مارا ہے لیکن حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے مارا ہے۔ اور جس چیز میں خیر ہی خیر تھی

اس کی نسبت رب تعالیٰ کی طرف فرمائی فَاَرَادَ رَبُّکَ آپ کے رب نے ارادہ کیا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں۔

خضر علیہ السلام کے تین واقعات کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت :

یہ تین عجیب قسم کے واقعات پیش آئے خضر علیہ السلام نے فرمایا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ یہ سب مہربانی ہے آپ کے رب کی طرف سے وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ اور نہیں کی میں نے یہ کاروائی اپنی رائے اور اپنی مرضی سے۔رب نے کروایا ہے تو میں نے کیا ہے۔ ان کے نبی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کیونکہ ولی معصوم نہیں ہوتا اور اس کا کشف اور الہام قطعی نہیں ہوتا کہ اپنے الہام کی وجہ سے کسی کو قتل کر دے یا خواب کی وجہ سے کسی کو قتل کر دے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں حکم دیا بچے کو ذبح کرنے کا تو انہوں نے گردن پر چھری رکھ کر اپنی طرف سے ذبح کر دیا کیونکہ معصوم پیغمبر تھے ان کا خواب حجت تھا۔یہ جو تین واقعات ہیں ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کیساتھ بھی تعلق ہے بلکہ ان واقعات کیساتھ ملتے جلتے واقعات خود موسیٰ علیہ السلام کیساتھ پیش آئے ان پر تعجب نہیں کیا اور ان پر اعتراض کیا۔

پہلا واقعہ کہ فرعون جس کا نام ولید ابن مصعب تھا کو نجومیوں نے بتلایا کہ دو تین سال میں بنی اسرائیل کے گھروں میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب بنے گا۔فرعون نے مرد عورتوں کی سپیشل پولیس بھرتی کی اور بنی اسرائیلوں کے گھروں پر پہرے بٹھا دیئے۔ جو بچہ پیدا ہوتا اس کو قتل کر دیا جاتا۔ بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بارہ ہزار بچہ قتل ہوا اور جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو الہام کیا سورۃ القصص آیت نمبر ۷ میں ہے وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ

اَرۡضِعِيۡهِ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَاَلۡقِيۡهِ فِى الۡيَمِّ ''اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف کہ اس بچے کو دودھ پلاتی رہو پھر جب تم خوف کھاؤ اس پر تو ڈال دو اس کو بحر قلزم میں اور نہ خوف کھاؤ اور نہ غمگین ہونا۔'' تو انہوں نے صندوق میں رکھ کر سمندر میں ڈال دیا۔ نہ کشتی ہے اور نہ کوئی ملاح ہے رب تعالیٰ نے اس صندوق کو محفوظ رکھا فرعون کے مچھیرے یا دھوبی اٹھا کر لے گئے پہلے سوچا کہ اس بچے کے بارے میں کیا کریں؟ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بڑی سخت تھیں انہوں نے کہا لَا تَقۡتُلُوۡهُ عَسٰۤى اَنۡ يَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ''اس کو قتل مت کرو شاید کہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔'' قتل نہ کرنے کا فیصلہ ہو گیا موسیٰ علیہ السلام نے کسی دائی کا دودھ نہ پیا اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ فرعون نے کہا بی بی! یہاں رہو تمہیں رہائش ملے گی وظیفہ ملے گا خوراک کا انتظام ہوگا۔ اس نے کہا میرے گھر بچے ہیں میں یہاں نہیں رہ سکتی وہ موسیٰ علیہ السلام کو گھر لے گئیں وظیفہ گھر ہی ملتا تھا۔ تو موسیٰ علیہ السلام صندوق میں زندہ رہے جو بحر قلزم میں ڈالا گیا نہ کشتی نہ ملاح ہے اس پر کوئی تعجب نہیں کیا۔

دوسرا واقعہ کہ دوپہر کے وقت جا رہے تھے سورۃ القصص آیت نمبر ۱۵ میں ہے دو آدمی جھگڑ رہے تھے ایک کا نام قاب تھا جو فرعون کے باورچی خانے کا افسر تھا وہ بازار سے سودا خریدتا اور کسی آدمی کو پکڑ لیتا کہ یہ سودا فرعون کے باورچی خانے میں پہنچاؤ۔ مزدوری نہیں دیتا تھا لوگ فرعون کے ظلم سے ڈرتے تھے وہاں پہنچا آتے تھے۔ ایک مزدور اَڑ گیا اور کہا کہ تمہیں وہاں سے سرکاری طور پر پیسے ملتے ہیں قُلی کے لئے وہ تم جیب میں ڈالتے ہو اور لوگوں پر ظلم کرتے ہو اور زبردستی بیگار لیتے ہو اور دوسری بات یہ ہے یہ گٹھڑی بھاری ہے مجھ سے نہیں اٹھائی جاتی۔ اس نے جب اس کے سارے کرتوت ظاہر کر دیئے تو اس کو غصہ

آیا اور اس کیساتھ الجھ پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام پاس سے گذر رہے تھے مزدور نے آواز دے کر کہا کہ اس کا اور میرا یہ جھگڑا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے کہ تجھے سرکاری خزانے سے قلی کے پیسے ملتے ہیں اس کو دو اور ساتھ لے جاؤ۔ وہ کہنے لگا آپ کے پیٹ کیلئے تو میں انتظام کرتا ہوں آپ بھی تو وہاں سے کھانا کھاتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ اتنے ظالمانہ طریقے سے تو کھانا پکا کر مجھے دیتا ہے اور تنبیہ کے طور پر اسے مکا مارا وہ ڈھیر ہو گیا۔ تو خود مکا مارا تو کوئی تعجب نہ کیا اور خضر علیہ السلام کے بچہ مارنے پر تعجب کیا۔

تیسرا واقعہ بھی سورۃ قصص میں ہے کہ جب مصر سے مدین پہنچے تو باہر کنواں تھا اس سے سارے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے دو بچیاں اپنی بکریوں کو روک کر پیچھے کھڑی تھیں بیری کا درخت تھا موسیٰ علیہ السلام اس کے نیچے بیٹھ کر دیکھ رہے تھے کہ ان عورتوں کی بکریاں آگے جاتی ہیں تو وہ ان کو پیچھے ہٹاتی ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ [سورۃ القصص] ''ہمارا باپ (حضرت شعیب علیہ السلام) بہت بوڑھا ہے۔'' وہ خود کچھ نہیں کر سکتے اور ہمارا بھائی بھی کوئی نہیں ہے یہ بکریاں اپنی گذر اوقات کیلئے رکھی ہوئی ہیں۔ یہ سارے لوگ جب اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تو بچا ہوا پانی ہم اپنے جانوروں کو پلاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلوان تو تھے ہی وہ تو مکے سے ہی معلوم ہو گیا کہ ایک مکا مارا اور بندہ ڈھیر ہو گیا کنویں سے پانی نکال کر پلایا اور فرمایا تم جاؤ۔ جب وہ وقت سے پہلے گھر آ گئیں والدین نے پوچھا کہ تم نے بھیڑ بکریوں کو پانی نہیں پلایا؟ جواب دیا پلایا ہے۔ وقت سے پہلے آ گئی ہو؟ انہوں نے بتلایا کہ ایک آدمی نے اس طرح ہمارے ساتھ ہمدردی کی ہے اور پانی پلا دیا ہے۔ تو خود مفت

پانی پلادیا اس پر تعجب نہیں کیا اور خضر علیہ السلام نے دیوار مفت میں سیدھی کی تو تعجب کیا اور اعتراض کیا۔ (حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ان واقعات کا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کیساتھ بھی تعلق ہے۔) تو خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ جو کچھ ہوا ہے آپ کے رب کی رحمت سے ہوا ہے وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ اور نہیں کی میں نے یہ کاروائی اپنے ارادے اور مرضی سے ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ یہ مآل اور حقیقت ہے مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا اس چیز کی کہ آپ طاقت نہیں رکھتے تھے اس پر صبر کرنے کی۔ اور میں نے پہلے کہا تھا کہ تم مجھ سے نہ پوچھنا میں خود بیان کروں گا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کاش موسیٰ علیہ السلام کچھ اور خاموش رہتے تو ایسے عجیب وغریب واقعات اور ہمارے علم میں آتے مگر صرف تین واقعات آئے اور آگے موسیٰ علیہ السلام صبر نہیں کر سکے۔

❁❁❁

وَيَسْئَلُونَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۙ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۟ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ؕ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾

وَيَسْئَلُوْنَكَ اورلوگ آپ سے سوال کرتے ہیں عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ذوالقرنین کے بارے میں قُلْ آپ کہہ دیں سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ بتاکید میں پڑھ کر سناتا ہوں تمہیں مِنْهُ اس کا ذِكْرًا ذکر اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ بیشک ہم نے قدرت دی اسکو فِى الْاَرْضِ زمین میں وَاٰتَيْنٰهُ اورہم نے دیا اسکو مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ہر قسم کا سامان فَاَتْبَعَ سَبَبًا پس وہ پیچھے لگا سامان کے حَتّٰى اِذَا بَلَغَ یہاں تک کہ جب وہ پہنچا مَغْرِبَ الشَّمْسِ سورج کے غروب ہونے کی جگہ وَجَدَهَا پایا اس نے سورج کو تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ غروب ہو رہا ہے ایسے چشمے میں

حَمِئَةٍ جوسیاہی مائل ہے وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا اوراس نے پایااس کے پاس ایک قوم کو قُلْنَا ہم نے کہا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اے ذوالقرنین اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ یاآپ ان کوخودسزادیں وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا اوریایہ کہ آپ بنائیں ان کیساتھ اچھاسلوک قَالَ فرمایا اَمَّا مَنْ ظَلَمَ بہرحال جس نے ظلم کیا فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ پس عنقریب ہم اس کوسزادیں گے ثُمَّ يُرَدُّ پھرلوٹایاجائے گا اِلٰى رَبِّهٖ اپنے رب کی طرف فَيُعَذِّبُهٗ پس وہ اس کوسزادے گا عَذَابًا نُّكْرًا نرالی سزا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ اور بہرحال جوایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اورعمل کیااچھا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى پس اس کیلئے بدلہ ہوگااچھائی کا وَسَنَقُوْلُ لَهٗ اور بتاکید ہم اس کوکہیں گے مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا اپنے معاملے میں آسانی کی بات ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا پھرپیچھے لگاسامان کے حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا بَلَغَ جب پہنچا مَطْلِعَ الشَّمْسِ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ وَجَدَهَا پایااس کو تَطْلُعُ کہ سورج طلوع کررہاہے عَلٰى قَوْمٍ ایسی قوم پر لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ ہم نے نہیں بنایاان کیلئے مِّنْ دُوْنِهَا سورج کے سامنے سِتْرًا کوئی پردہ كَذٰلِكَ یہ اسی طرح ہوا وَقَدْ اَحَطْنَا اورتحقیق ہم احاطہ کئے ہوئے ہیں بِمَا لَدَيْهِ جواس کے پاس تھی خُبْرًا خبر۔

آنحضرت ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو وہاں یہود کا غلبہ تھا۔تجارت زراعت پران کا کنٹرول تھا،قلعے تھے،زمینیں،باغات ان کے پاس تھے مدرسے کالج ان کے تھے ان چیزوں پران کوبڑاگھمنڈاورغرورتھاعلمی طورپرآنحضرت ﷺ کوچھیڑنااورتنگ کرناان کاکام تھا۔آپ ﷺ سے کبھی کوئی بات پوچھتے کبھی کوئی بات

پوچھتے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ کسی طرح جواب سے عاجز آجائیں اور لوگ ان سے بدظن ہو جائیں۔ ایک موقع پر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے تین سوال کئے کہ ہمیں یہ بتلاؤ روح کی حقیقت کیا ہے؟ جاندار چیزوں میں جب تک روح ہوتی ہے وہ زندہ ہوتی ہیں اور جب روح نکل گئی تو مرجاتی ہیں۔ یہ روح کیا ہے؟

اور دوسری چیز یہ بتلاؤ کہ اصحاب کہف کا کیا واقعہ ہے؟ یہ کون لوگ تھے، کہاں رہتے تھے، ان کا کارنامہ کیا ہے؟ اور تیسری بات یہ بتلاؤ کہ ذوالقرنین کون تھا اور اس کا قصہ کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل بتلاؤں گا اور زبان مبارک سے ان شاء اللہ نہ کہہ سکے۔ رب، رب ہے وہ کسی کا پابند نہیں ہے چاہے کتنی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو۔ کل کا دن آیا وحی نہ آئی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے فَتَاَخَّرَ الْوَحْیُ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا "پندرہ دن وحی مؤخر ہوگئی۔" یہودیوں کو موقع مل گیا بغلیں بجانے کا آپ کے خلاف تشہیر کرتے کہ معلوم نہیں ان کا کل کب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّی فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا [کہف:۲۳] "اور آپ کبھی نہ کہنا کسی شے کے بارے میں کہ میں کرنے والا ہوں اس کو کل اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔" یعنی ساتھ ان شاء اللہ ضرور کہیں پھر ان سوالات کے جواب دیئے۔ روح کے متعلق اور اصحاب کہف کا واقعہ تفصیل کیساتھ گذر چکا ہے۔

ذوالقرنین کا واقعہ :

اب ذوالقرنین کے متعلق فرمایا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ اور لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں ذوالقرنین کے بارے میں کہ یہ کون بزرگ تھے اور ان کے کارنامے کیا ہیں؟ تاریخ اور تفسیر کی کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ان کا نام سکندر اور والد

کا نام فیلفوس رحمہ اللہ تھا یونان کے شہر مقدونیہ کے باشندے تھے۔ جمہور یہی فرماتے ہیں کہ پیغمبر نہیں تھے۔ ابوداؤد شریف اور حدیث کی دیگر کتابوں میں بھی یہ حدیث آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَا اَدْرِیْ اَ ذِی الْقَرْنَیْنِ نَبِیٌّ کَانَ اَمْ لَا ''میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین نبی تھے یا نہیں تھے۔'' اور تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ نیک دل مومن بادشاہ تھے نبی نہیں تھے۔ ان کو ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ قرن کے معنٰی کنارے کے ہیں اور یہ زمین کے دونوں کناروں تک پہنچے ہیں۔ پہلے مغرب تک پھر مشرق تک۔ ان دونوں سفروں کا ذکر ان آیات میں ہے تیسرے سفر کا ذکر آگے آئے گا۔ تو ذوالقرنین یعنی زمین کے مشرقی اور مغربی کنارے تک پہنچنے والے، پوری دنیا پر ان کی حکومت تھی ان کے دور میں اور کوئی بادشاہ نہیں تھا اور ان کا دور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب قریب ہے۔ اور تفسیروں میں آتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اعظم تھے اسی مناسبت سے خضر علیہ السلام کے واقعے کے بعد ان کا ذکر آرہا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ صاحب علم اور صاحب عمل بھی تھے رب نے ان کو دونوں حصے عطا فرمائے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جذبہ جہاد بھی عطا فرمایا تھا۔ کافروں کے خلاف جہاد بھی مذکور ہے۔ تو فرمایا یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ بتاکید میں تلاوت کرتا ہوں پڑھ کر سناتا ہوں تمہیں مِّنْهُ اس ذوالقرنین کا ذِكْرًا کچھ تھوڑا سا ذکر۔ پوری تفصیل تو رب تعالیٰ جانتا ہے اور ساری تفصیل بتانے کی ضرورت بھی نہیں ہے اختصار کیساتھ جو رب تعالیٰ نے مجھے بتلایا ہے وہ میں تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ ہم نے قدرت دی طاقت دی زمین میں ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کو وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا اور ہم

نے دیا اس کو ہر قسم کا سامان اس دور میں جوان کی شان کے لائق تھا جو چیزیں بادشاہوں کی ضرورت ہوتی ہیں وہ سب ہم نے ان کو دیں۔اس کی حکومت ساری دنیا پر تھی۔اس نے ارادہ کیا کہ میں لوگوں کیساتھ براہ راست ملاقات کر کے ان کی ضروریات معلوم کروں۔ خلیفہ راشد کے فریضہ میں یہ بات داخل ہے کہ وہ لوگوں کے حالات سے بے خبر نہ رہے یہ تو ٹھیک ہے کہ وہ خود تو ہر جگہ نہیں جا سکتا لیکن اپنے نمائندے اور کارندے بھیج کر حالات سے آگاہی حاصل کرتا رہے تاکہ لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور لوگوں کے مال، جان، عزت کی طرف کوئی ٹیڑھی اور ترچھی نگاہ سے نہ دیکھے۔تو انہوں نے سفر کا ارادہ کیا فَاَتْبَعَ سَبَبًا پس وہ پیچھے لگا سامان کے جو سفر کیلئے ضروری تھا وہ اس نے مہیا کیا حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ یہاں تک کہ جب وہ پہنچا سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر یعنی زمین ختم ہو جاتی ہے اور آگے سمندر ہی سمندر ہے وَجَدَهَا پایا اس نے سورج کو تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ غروب ہو رہا ہے ایسے چشمے میں جو سیاہی مائل ہے۔سورج کسی چشمے میں نہیں ڈوبتا لیکن پانی گہرا تھا اس طرح محسوس ہوا کہ اس میں غروب ہو رہا ہے۔جن لوگوں نے بحری سفر کیا ہے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ سمندر میں غروب ہو رہا ہے حالانکہ سورج زمین سے کئی گنا بڑا ہے سمندر تو اس کا ایک حصہ ہے۔زمین کے سو حصوں میں سے اکہتر حصے زیر آب ہیں انتیس (۲۹) حصے خشک ہیں جن پر مختلف حکومتیں ہیں۔تو ایسے محسوس ہوا کہ سیاہ چشمے میں غروب ہو رہا ہے وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا اور اس نے پایا اس کے پاس ایک قوم کو قُلْنَا ہم نے کہا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اے ذوالقرنین! کچھ حضرات جو ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کے نبی ہونے کے قائل ہیں ان کے دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے قُلْنَا ہم نے کہا۔براہ راست اللہ تعالیٰ پیغمبروں کیساتھ خطاب کرتا

ہے تو معلوم ہوا کہ وہ پیغمبر ہے۔ اور جمہور فرماتے ہیں کہ وہ نبی نہیں تھے اور قُلْنَا کا مفہوم یہ ہے کہ اس وقت کے جو نبی تھے ان کے ذریعے رب نے ان کو حکم دیا یا کشف اور الہام کے ذریعے آگاہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو کشف بھی ہوتا ہے اور الہام بھی ہوتا ہے۔ تو مطلب یہ بنے گا کہ ہم نے ان کو الہام کے ذریعے خبر دی اے ذوالقرنین! اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ یا آپ ان کو خود سزا دیں وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا اور یا یہ کہ آپ بنائیں ان کیساتھ اچھا سلوک۔ آپ کو اختیار ہے کہ ان کو سزا دیں یا ان کیساتھ اچھا سلوک کریں۔

تبلیغ کے متعلق ضابطہ :

ان لوگوں کی اکثریت کافر مشرک تھی اور ضابطہ یہ ہے کہ کافروں کو ایمان کی دعوت دی جائے اگر وہ قبول کرلیں تو بہت اچھی بات ہے اگر قبول نہ کریں تو پھر ان کو کہو کہ جزیہ دیں اگر جزیہ دینے کیلئے تیار نہ ہوں تو پھر ان کیساتھ لڑائی ہوگی۔ اس وقت کفر کے ساتھ دنیا بھری پڑی ہے اکثر ممالک کافر ہیں مسلمان بھی کم نہیں ہیں چھپن (۵۶) ممالک مسلمانوں کے ہیں اور بہت سارے مادی اسباب مسلمانوں کے پاس ہیں مثلاً تیل ہر قسم کا سونا چاندی، غلہ اناج، فروٹ وغیرہ بہت اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے دنیا کی ہر نعمت ان کے پاس موجود ہے اگر نہیں ہے تو اتفاق نہیں ہے، ایمانی غیرت اور جذبہ نہیں ہے۔ انہی کافر قوموں نے ان کے درمیان تفریق پیدا کی ہوئی ہے اگر یہ متفق ہو کر بات کریں تو اس کا اثر ہو مگر ان کے ذہن ایسے بنا دیئے گئے ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ دشمن کے ایجنٹوں کے شکنجے میں آئے ہیں کہ صحیح بات بھی نہیں کرتے گونگے شیطان ہیں الا ماشاءاللہ۔ قَالَ حضرت ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَمَّا مَنْ ظَلَمَ بہرحال جس نے ظلم کیا۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔ لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے

فرمایا اے بیٹے! لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ نہ شریک ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ [لقمان:۱۳] ''بیشک شرک البتہ بہت بڑا ظلم ہے۔'' تو جس نے شرک کیا فَسَوْفَ نُعَذِّبُہٗ عنقریب ہم اس کو سزا دیں گے جو ہم سے ہو سکی اور ظلم کی باقی اقسام بھی مراد ہیں، کسی انسان پر ظلم نہ کرے، کسی حیوان پر ظلم نہ کرے، کسی کا حق نہ کھائے، نہ دبائے اگر ایسا کرے گا تو ہم اس کو سزا دیں گے ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّہٖ پھر لوٹایا جائے گا اپنے رب کی طرف مرنے کے بعد فَیُعَذِّبُہٗ عَذَابًا نُّکْرًا پس وہ اس کو سزا دے گا نرالی سزا۔ عجیب قسم کی سزا جس کا آج تصور بھی نہیں کیا جا سکتا دنیا کی آگ میں لوہا پگھل جاتا ہے، پیتل ،تانبا پگھل جاتا ہے، سب دھاتیں پگھل جاتی ہیں بعض پتھر جل کر خاک ہو جاتے ہیں اور دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے اگر اس میں مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰ ''دوزخی نہ مریں گے نہ جئیں گے۔'' وہ سب مل جل کر جہنم کے انچارج فرشتے مالک علیہ السلام کو کہیں گے یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ [سورۃ زخرف] ''اے مالک علیہ السلام چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر تیرا رب۔'' یعنی رب سے ہماری درخواست کرو کہ ہمیں مار کر ختم ہی کر دے۔ حضرت مالک علیہ السلام کہیں گے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نہیں آئے تھے کتابیں نہیں آئی تھیں فَادْعُوْا ''اب تم پکارتے رہو وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ [مومن:۵۰] اور نہیں ہے پکار کافروں کی مگر ناکامی میں۔'' موت کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔ اور سورۃ زخرف آیت نمبر ۷۷ میں ہے قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ ''مالک علیہ السلام کہیں گے بے شک تم رہنے والے ہو (اسی مقام پر)'' تو فرمایا رب تعالیٰ تمہیں عجیب قسم کا عذاب دے گا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ اور جو ایمان لائے گا وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرے گا اچھے فَلَہٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰی

پس اس کیلئے بدلہ ہوگا اچھائی کا۔ دنیا میں بھی راحت کی زندگی بسر کرے گا اور مرنے کے بعد قبر برزخ میں بھی اچھی زندگی ہوگی اور پھر آخرت کی زندگی تو آخرت کی زندگی ہوگی وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا اور بتاکید ہم اس کو کہیں گے اپنے معاملے میں آسانی کی بات۔ ہم اس کیساتھ نرمی کریں گے کوئی سختی نہیں کریں گے یہ پہلا سفر ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کا مغرب کی سمت تھا۔ اب دوسرا سفر شروع ہورہا ہے ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا پھر پیچھے لگا سامان کے دوسرے سفر کیلئے انہوں نے سامان مہیا کیا۔ یہ سفر مشرق کی طرف تھا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج کے طلوع ہونے کی جگہ۔ مشرق اقصیٰ کا جو حصہ تھا وَجَدَهَا پایا اس نے سورج کو تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا کہ سورج طلوع کر رہا ہے ایسی قوم پر کہ ہم نے نہیں بنایا ان کیلئے سورج کے سامنے کوئی پردہ یعنی سورج اور ان کے درمیان کوئی پردہ نہیں تھا جانگلی قسم کے لوگ تھے کھلی جگہ رہتے تھے مکان اور چھپر وغیرہ نہیں بنائے ہوئے تھے نہ ان میں مکان وغیرہ بنانے کا سلیقہ تھا سردی گرمی اور بارش ہوتی تو پہاڑوں کی غاروں میں داخل ہوجاتے اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ بالکل ننگے تھے جیسے پیدا ہوئے تھے حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے پیغام لوگوں کو پہنچائے ہیں اور انسانیت سکھائی ہے کہ انسان انسان ہے حیوان نہیں ہے كَذٰلِكَ یہ معاملہ اسی طرح ہوا جس طرح ہم بتلاتے ہیں وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا اور تحقیق ہم احاطہ کئے ہوئے ہیں جو اس کے پاس تھی خبر۔ ذوالقرنین کی پوری خبروں کا احاطہ تو رب تعالیٰ کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کی تفصیل کوئی نہیں جانتا۔ یہ موٹی موٹی باتیں بتلائی ہیں۔ پہلا سفر مغرب کا اور دوسرا سفر مشرق کا تھا۔ آگے تیسرے سفر کا ذکر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا پھر وہ پیچھے پڑ گئے سامان کے حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ یہاں تک کہ جب وہ پہنچا بَیْنَ السَّدَّیْنِ پہاڑوں کے دو کناروں کے درمیان وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا پایا اس نے ان دونوں کے اس طرف قَوْمًا ایک قوم کو لَّا یَكَادُوْنَ نہیں قریب تھا یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا کہ وہ بات سمجھتے قَالُوْا انہوں نے کہا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اے ذوالقرنین اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ بیشک یاجوج اور ماجوج مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فساد مچاتے ہیں زمین میں فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا پس کیا ہم بنائیں آپ کیلئے کوئی چندہ عَلٰۤى اس بات پر اَنْ تَجْعَلَ کہ

آپ بنائیں بَیۡنَنَا ہمارے درمیان وَبَیۡنَهُمۡ سَدًّا اوران کے درمیان رکاوٹ قَالَ فرمایا مَامَكَّنِّیۡ فِیۡهِ وہ چیز جس میں مجھے قدرت دی ہے رَبِّیۡ میرے رب نے خَیۡرٌ بہتر ہے فَاَعِیۡنُوۡنِیۡ پس تم تعاون کرو میرے ساتھ بِقُوَّةٍ قوت کیساتھ اَجۡعَلۡ بَیۡنَكُمۡ تاکہ میں بنادوں تمہارے درمیان وَبَیۡنَهُمۡ اوران کے درمیان رَدۡمًا دیوار اٰتُوۡنِیۡ لاؤ میرے پاس زُبَرَ الۡحَدِیۡدِ لوہے کی چادریں حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی یہاںتک کہ جب برابر کردیا بَیۡنَ الصَّدَفَیۡنِ دونوں کناروں کے درمیان قَالَ فرمایا انۡفُخُوۡا پھونکو تم آگ کو حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا یہاںتک کہ جب کر دیا ان چادروں کو آگ کی طرح سرخ قَالَ فرمایا اٰتُوۡنِیۡۤ لاؤ میرے پاس اُفۡرِغۡ عَلَیۡهِ قِطۡرًا ڈال دوں میں اس پر تانبا پگھلا ہوا فَمَا اسۡطَاعُوۡۤا پس نہ طاقت رکھی انہوں نے اَنۡ یَّظۡهَرُوۡهُ یہ کہ اس پر چڑھ سکیں وَمَا اسۡتَطَاعُوۡا لَهٗ نَقۡبًا اور نہ طاقت رکھی انہوں نے اس میں سوراخ کرنے کی قَالَ فرمایا هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ یہ رحمت ہے میرے رب کی طرف سے فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ پس جب آئے گا میرے رب کا وعدہ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ کردے گا اس کو ہموار وَكَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا اور ہے میرے رب کا وعدہ سچا۔

یہ بات پہلے سے چلی آرہی ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے تین سوال کئے تھے۔ ایک روح کے متعلق، دوسرا اصحاب کہف کے متعلق۔ ان دونوں سوالوں کے متعلق تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ تیسرا سوال ذوالقرنین کے متعلق تھا کہ وہ کون تھا اور اس کے کارنامے کیا ہیں۔ اس کے متعلق بھی کافی بحث گذر چکی ہے کہ ان کا نام اسکندر اور ان کے

والد کا نام فیلفوس تھا۔ یونان کے شہر مقدونیہ کے باشندے تھے بڑے متقی اور پرہیزگار مومن اور اللہ تعالیٰ کے ولی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پوری دنیا پر حکومت عطا فرمائی۔ پہلا سفر انہوں نے شہر مقدونیہ سے مغرب کی طرف اور دوسرا سفر مشرق کی طرف کیا۔ اب تیسرے سفر کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا پھر پیچھے پڑ گئے سامان کے۔ سفر کیلئے جو ضروری سامان تھا وہ انہوں نے مہیا کیا حَتّٰى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے دو کناروں کے درمیان۔ سَدٌّ کا معنٰی ہے پہاڑ کا کنارہ۔ بڑے اونچے اونچے پہاڑ تھے اِس طرف بھی اور اُس طرف بھی اور اِن پر برف جمی ہوئی تھی درمیان میں ایک درّہ تھا۔ درّے سے اس طرف رہنے والے سارے لوگ اکٹھے ہوئے کہ بادشاہ آیا ہے اس کے سامنے اپنی تکلیف رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے نمائندوں کا انتخاب کیا جو بادشاہ کے آگے اپنی فریاد کریں کہ ہمیں یہ تکلیف ہے۔ تکلیف یہ تھی کہ پہاڑوں کی دوسری طرف جو لوگ تھے وہ بڑے لڑاکے، شرارتی اور ضدی تھے۔ درّے کے اندر آ کر قتل و غارت کرتے، لوٹ مار کرتے اور عورتیں اغواء کر کے لے جاتے جو ظالم قومیں کرتی ہیں وہ سب کچھ کرتے تھے۔ ان کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ ان کا مقابلہ کر سکتے اور درّے کو بند کرنے کی طاقت بھی نہیں تھی۔ اگر درّہ بند ہو جاتا تو وہ لوگ پہاڑوں کے اوپر سے نہیں آ سکتے تھے۔ کیونکہ پہاڑ بہت بلند اور برفانی تھے یہ درّہ ہی ان کا راستہ تھا۔ تو اس طرف کے لوگوں نے ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی، اپیل کی اس کا ذکر ہے کہ جب وہ پہنچے دو پہاڑوں کے دو کناروں کے درمیان وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا پایا اس نے ان دونوں پہاڑوں کے اس طرف ایک قوم کو لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا نہیں قریب تھا کہ وہ

بات سمجھتے۔ اِن کی بولی اور تھی اور اُن کی بولی اور تھی تو ایسی صورت میں ترجمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو ترجمان کے ذریعے ان لوگوں نے درخواست کی قَالُوْا کہنے لگے یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اے ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ بیشک یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ اس درّے سے آکر قتل وغارت کرتے ہیں لوٹ مار اور عورتیں اغوا کر کے لے جاتے ہیں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ بادشاہ ہیں اس درّے کو بند کر دیں تو اِدھر آنے کا ان کے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے بلند اور برفانی پہاڑ ہیں ان کو وہ سر نہیں کر سکتے چوٹیوں پر برف جمی ہوئی ہے ان کے اوپر سے نہیں آسکتے۔ یاجوج ماجوج کے بارے میں تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے۔

یاجوج ماجوج کی حقیقت :

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اور حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنہایہ میں، یہ ان کی تاریخ کی کتاب ہے اور ان کے علاوہ دوسرے بزرگ لکھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج یہی چین، جاپان، منگولیا اور روس میں رہنے والی خبیث قومیں ہیں۔ ان کی علامتیں بتلاتی ہیں کہ یہ وہی ہیں چہرے چوڑے، ناک چپٹے ہوئے، باغی ہونگے۔ اس وقت دنیا میں جتنے آباد ملک ہیں ان میں سے چین پہلے نمبر پر ہے کہ اس کی آبادی ایک ارب چالیس کروڑ ہے۔ دوسرے نمبر پر ہندوستان ہے کہ اس کی آبادی ایک ارب کے قریب ہے جس میں تیس کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ سب سے زیادہ مسلمان ہندوستان میں ہیں ہندوستان کے بعد انڈونیشیا کا نمبر ہے۔ اس میں مسلمان زیادہ ہیں عیسائی بھی تھے انہوں نے تھوڑا سا شور مچایا تو ان کے چچے امریکہ نے ان کو علیحدہ علاقہ لے کر دے دیا اور کشمیری باون سال سے رو رہے ہیں ان کی بات کوئی سننے کیلئے تیار

نہیں ہے۔ جب اپنی باری آتی ہے تو یہ کافر فوری طور پر انصاف کے نام پر سب کچھ کر لیتے ہیں اور بے چارے مسلمانوں کی بات کوئی نہیں سنتا۔ تو یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں۔ تو فرمایا یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا پس کیا بنائیں ہم آپ کیلئے کوئی چندہ۔ ہم آپ کو چندہ اکٹھا کر کے دیں عَلٰٓى اس شرط پر اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا کہ آپ بنائیں ہمارے درمیان اور ان کے درمیان رکاوٹ۔ اس درے میں بلند دیوار کھڑی کر دیں کہ جس پر چڑھ کر وہ ادھر نہ آسکیں۔ قَالَ ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مَا مَكَّنِّیْ فِيْهِ رَبِّیْ خَيْرٌ وہ چیز جس میں مجھے قدرت دی ہے میرے رب نے بہتر ہے۔ یعنی مالی امداد میں تمہارے سے نہیں لونگا اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے چاندی جواہرات کے بڑے خزانے عطا فرمائے ہیں تمہارے چندے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! فَاَعِيْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ پس تم تعاون کرو گے میرے ساتھ بدنی قوت کیساتھ۔ چونکہ کافی مزدوروں کی ضرورت ہے وہ میں پیچھے سے نہیں بلا سکتا مالی بوجھ تم پر نہیں ڈالوں گا بدنی قوت تم استعمال کرو اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا تاکہ میں بنا دوں تمہارے اور ان کے درمیان دیوار حائل کر دوں گا۔

تفسیروں میں بھی ہے اور تاریخ کی کتابوں میں بھی ہے کہ انہوں نے دیوار اس طرح بنائی کہ نیچے لکڑیاں رکھیں ان کے اوپر کوئلے رکھے اور ان کے اوپر لوہے کی چادریں رکھیں پھر لکڑیاں رکھیں ان کے اوپر کوئلے پھر چادریں رکھیں اسی ترتیب سے آخر تک گئے جیسے ہماری دریاں بچھی ہوئی ہیں اسی طرح اوپر نیچے رکھتے ہوئے اوپر تک لے گئے ہیں۔ اور تفسیروں میں یوں بھی آتا ہے کہ لوہے کی چادریں کھڑی کیں ان کے اوپر کوئلے بھی رکھے اور لکڑیاں بھی رکھیں آخر تک اسی طرح رکھتے گئے جس وقت درمیان کا خلا

بھر دیا گیا تو فرمایا کہ آگ جلاؤ کیونکہ درمیان میں کوئلے اور لکڑیاں تھیں آگ خوب جلی تو لوہے کی چادریں سرخ ہوگئیں آگ کی طرح۔ فرمایا ان میں پگھلا ہوا تانبا ڈال دو کہ چادروں کے درمیان جو درزیں ہیں پُر ہو جائیں گی اور چادریں اور تانبا یک جان ہو جائے۔ اس دیوار کی لمبائی لوگ ایک سو دس میل بتلاتے ہیں۔ دیوار چین اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے ہم نے تو دیکھی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمت اور طاقت عطا فرمائی تھی کہ انہوں نے اتنا بڑا کام کیا ہے بادشاہوں کی یادگاریں ہم دیکھتے ہیں جیسے اہرام مصر ہیں لوگ ان کو دیکھ کر حیران ہو کر کہ لوگوں نے یہ کیسے تعمیر کی ہیں؟ جبکہ اسوقت مشینیں نہیں ہوتی تھیں نہ مشینی دور تھا۔ لوگ ان کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں۔ تو ذوالقرنین ؒ نے ان لوگوں کی اپیل پر دونوں پہاڑوں کے درمیان درے کو لوہے کی چادروں اور تانبے سے پر کر دیا۔ اس کا ذکر ہے اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ لاؤ میرے پاس لوہے کی چادریں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زُبَرٌ زُبَرَۃٌ کی جمع ہے اس کا معنیٰ ٹکڑا، مراد چادر ہے۔ اور اس کا مفرد زبور بھی آتا ہے اس کی جمع بھی زُبَرًا آتی ہے کتاب کے معنیٰ میں۔ لاؤ میرے پاس لوہے کی چادریں حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ یہاںتک کہ جب برابر کر دیا دونوں کناروں کے درمیان لوہے کی چادریں بچھا بچھا کر اور درمیان میں کوئلے اور لکڑیاں رکھ کر اوپر تک برابر کر دیا۔ ان لوگوں نے بدنی قوت کیساتھ پورا ساتھ دیا۔ قَالَ فرمایا اُنْفُخُوْا پھونکو تم آگ کو بہت خوب آگ جلائی حَتّٰٓی اِذَا جَعَلَہٗ نَارًا یہاںتک کہ جب کر دیا لوہے کی چادروں کو آگ کی طرح سرخ قَالَ فرمایا ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے اٰتُوْنِیْ لاؤ میرے پاس اُفْرِغْ عَلَیْہِ قِطْرًا۔ قِطْر کے معنیٰ ہیں پگھلا ہوا تانبا۔ ڈال دوں میں اس پر پگھلا ہوا تانبا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ پگھلا ہوا تانبا انہوں نے کس طرح اوپر ڈالا۔

بہر حال جب تانباڈالا تو درزیں پُر ہو گئیں اور وہ یک جان ہو گیا چونکہ دیواریں بہت اونچی تھیں فَمَا اسْطَاعُوْآ اَنْ یَّظْهَرُوْهُ پس نہ طاقت رکھی یاجوج ماجوج نے یہ کہ اس پر چڑھ سکیں وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا اور نہ طاقت رکھی اس میں سوراخ کرنے کی کہ لوہا اور تانبا یک جان ہو چکا تھا دیوار مضبوط بن چکی تھی۔ان کی مدد کرنے کے بعد قَالَ فرمایا هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ یہ رحمت ہے میرے رب کی طرف سے۔وہ لوگ ہر کام کی نسبت رب تعالیٰ کی طرف کرتے تھے اور آج ہم ہیں کہ میں میں کرتے ہیں۔میں نے یوں کیا، میں یوں کروں گا، ہم یہ کریں گے۔اس میں اور ہم نے ہمیں برباد کر دیا ہے۔فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ پس جب آئے گا وعدہ میرے رب کا جَعَلَهٗ دَكَّآءَ کر دے گا اس کو ہموار۔ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ وہ دیوار ہموار ہو جائے گی اور آمد و رفت کے اسباب پیدا ہو جائیں گے وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا اور ہے میرے رب کا وعدہ سچا۔

قیامت کی بڑی نشانیاں :

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے یاجوج ماجوج کا نکلنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا امام مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا اور تین علاقوں میں زمین کا دھنس جانا ایک مشرق اور ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔ان تین علاقوں کو زمین نگل جائے گی ویسے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ عرب میں کہاں سے زمین دھنسے گی لیکن ظن غالب یہ ہے کہ تبوک کا وہ مقام جہاں امریکی فوجیوں نے بدمعاشی، شراب نوشی اور زنا کا اڈا بنایا ہوا ہے امریکہ کی چالیس ہزار سے زائد فوج وہاں موجود ہے۔یہی علاقہ زمین میں دھنس جائے گا۔بڑے ظلم کی بات ہے کہ اس وقت تیرہ ہزار کے قریب علماء سعودیہ کی جیلوں میں بند ہیں صرف اس جرم کی پاداش میں کہ ان بے چاروں نے جمعہ کے خطبوں میں کہا تھا

کہ حکومت نے امریکی فوج یہاں بٹھا کر آنحضرت ﷺ کے فرمان کی مخالفت کی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے اَخْرِجُوْا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی عَنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ ''یہود ونصاریٰ کو عرب کے جزیرے سے نکال دو۔'' اور تم شہزادوں نے ان کو داخل کیا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے فرمان کی خلاف ورزی ہے۔ امریکہ نے ان شہزادوں کو ایسا ڈرایا ہے کہ اگر ہماری فوج یہاں نہ رہی تو تمہیں عراق کھا جائے گا، کویت کھا جائے گا، فلاں کھا جائے گا اور غضب کی بات یہ ہے کہ ان کی تنخواہیں بھی سعودیہ دیتا ہے کہ ہم تمہاری چوکیداری کر رہے ہیں اور ان کیلئے شراب وغیرہ بدمعاشی کا انتظام بھی کرتا ہے۔ کتنا بڑا ظلم ہے۔ یہی آواز اسامہ بن لادن نے بلند کی ہے کہ کیا حق ہے امریکہ کو عرب میں رہنے کا یہ سب امریکہ کی اولاد ہیں جو اس کے نیچے لگے ہوئے ہیں خدا ہمارے حکمرانوں کو سمجھ دے بے غیرت نہ بنیں مگر آج تک کوئی غیرت مند حکمران آیا نہیں ہے نہ ہم نے دیکھا ہے کہ جس میں اسلامی حمیت اور غیرت ہو۔ فرمایا جب رب کا وعدہ آئے گا یہ ہموار ہو جائے گی اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ باقی واقعہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

❁❁❁

وَتَرَكْنَا

بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْۤ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْۤا اٰيٰتِيْ وَ رُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾

وَتَرَكْنَا اور ہم نے چھوڑ دیا بَعْضَهُمْ ان کے بعض کو يَوْمَئِذٍ اس دن يَمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ گھس رہے ہونگے ایک دوسرے میں وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور پھونکی جائے گی بگل فَجَمَعْنٰهُمْ پس ہم ان کو اکٹھا کریں گے جَمْعًا اکٹھا کرنا وَّعَرَضْنَا اور ہم پیش کریں گے جَهَنَّمَ جہنم کو يَوْمَئِذٍ اس دن لِلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے سامنے عَرْضًا پیش کرنا الَّذِيْنَ کافروہ ہیں كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ ہیں ان کی آنکھیں فِيْ غِطَآءٍ پردے میں عَنْ ذِكْرِيْ میری یاد سے وَكَانُوْا لَا

یَسْتَطِیْعُوْنَ اور وہ طاقت نہیں رکھتے ہیں سَمْعًا حق سننے کی اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کیا پس خیال کیا ان لوگوں نے کَفَرُوْٓا جو کافر ہیں اَنْ یَّتَّخِذُوْا یہ کہ بنائیں عِبَادِیْ میرے بندوں کو مِنْ دُوْنِیْٓ میرے نیچے اَوْلِیَآءَ کارساز اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ بیشک ہم نے تیار کی ہے جہنم لِلْكٰفِرِیْنَ کافروں کیلئے نُزُلًا مہمانی قُلْ آپ کہہ دیں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ کیا ہم تمہیں خبر دیں بِالْاَخْسَرِیْنَ ان لوگوں کی جو سب سے زیادہ خسارے میں ہیں اَعْمَالًا اعمال کے لحاظ سے اَلَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں ضَلَّ سَعْیُهُمْ ضائع ہوگئی ان کی کوشش فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اور وہ خیال کرتے ہیں اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا کہ بیشک وہ اچھا کام کر رہے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یہ وہ لوگ ہیں كَفَرُوْا جنہوں نے انکار کیا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی آیتوں کا وَلِقَآئِهٖ اور اس کی ملاقات کا فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ پس ضائع ہو گئے ان کے اعمال فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ پس ہم نہیں قائم کریں گے ان کیلئے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن وَزْنًا کوئی وزن ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ یہ ان کا بدلہ ہوگا جَهَنَّمُ جہنم بِمَا كَفَرُوْا اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا وَاتَّخَذُوْٓا اور بنایا انہوں نے اٰیٰتِیْ میری آیتوں کو وَرُسُلِیْ اور میرے رسولوں کو هُزُوًا مسخرہ۔

یاجوج ماجوج کا ذکر چلا آرہا ہے۔ یہ جسم کے لحاظ سے مضبوط ہونگے اور اس سے مراد یہ چینی، جاپانی، منگولیا کے گاگ مگاگ اور روسی قومیں ہیں۔ یہ ساری قومیں یاجوج ماجوج ہیں اور یاجوج ماجوج کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے حق اور سچ ہے اسی

طرح ہوگا اور قیامت کی جو نشانیاں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں وہ پوری ہونگی تو قیامت آئے گی۔ ان قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اَلْمَلْحَمَۃُ الْکُبْریٰ ہے۔ یعنی بہت بڑی لڑائی ہوگی ساری دنیا اس لڑائی کی لپیٹ میں آجائے گی شاذ و نادر ہی کوئی ملک ہوگا جو اس سے الگ رہے گا اس لڑائی میں سو میں سے اٹھانوے مرد تباہ ہونگے صرف دو زندہ رہیں گے اور فرمایا اس وقت پچاس عورتوں کا ایک نگران اور محافظ ہوگا۔ یہ مراد نہیں ہے کہ سب بیوہ ہونگی بلکہ بہنیں، بیٹیاں، خالائیں، پھوپھیاں وغیرہ ہوں گی جن کا نگران صرف ایک ہوگا تو یہ مَلْحَمَۃُ الْکُبْریٰ سر پر کھڑی ہے۔

دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے نجات دی ہے :

اور یہ بھی حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے نجات دی ہے عِصَابَۃٌ تَغْزُوْ الْھِنْدَ ''ایک گروہ وہ ہے جو ہندوستان کیساتھ لڑائی کرے گا اور دوسرا گروہ ہوگا جو امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔'' ان دو گروہوں کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ یہ روایت نسائی شریف میں ہے جو صحاح ستہ میں تیسرے درجے کی کتاب ہے۔ دنیا کی لڑائیاں زور پر ہونگی مسلمانوں کا بادشاہ مرے گا اس کے بعد اختلاف ہوگا کہ اب خلیفہ کس کو بنائیں اس اختلاف کے موقع پر امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا وہ مدینہ منورہ کے باشندے ہونگے۔ ان کا نام محمد والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہونگے۔

چند دن ہوئے ہیں کسی مولوی صاحب نے ان روایات کو پیش نظر رکھ کر اس طرح کڑی ملائی ہے کہ شاہ فہد مرے گا اس کے بعد لوگ اس کے بھائی عبد اللہ کو بادشاہ بنائیں

گے عبداللہ امریکہ کا مخالف ہے اور فہد اس کا وفادار ہے اس کی ہاں میں ہاں ملانے والا ہے جو امریکہ کہتا ہے وہ کرتا ہے۔ (مولوی صاحب کی یہ کڑی اور تشریح حالات نے غلط ثابت کر دی ہے۔ نواز بلوچ) بہر حال حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت دنیا بڑی تنگ ہوگی ہر طبقے کے لوگ تنگ ہونگے مُلِئَتِ الْاَرْضُ ظُلْمًا وَّجَوْرًا ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ ''زمین ظلم اور جور کیساتھ بھری ہوگی۔'' ظلم کا معنیٰ ہے حقوق اللہ اور جور کا معنیٰ ہے حقوق العباد۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ضائع کئے جائیں گے نہ اللہ کا حق محفوظ ہوگا اور نہ بندوں کا حق محفوظ ہوگا لڑائیاں خوب زوروں پر ہونگی۔ اب یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ انڈیا کیساتھ لڑائی آج شروع ہوتی ہے یا کل بہر حال یہ لازماً ہو کر رہے گی۔

طالبان کا وجود امام مہدی کے ظہور کی علامت ہے :

اور یہ بات بھی احادیث سے ثابت ہے کہ جب مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو اس وقت افغانستان میں مسلمانوں کی کافی قوت ہوگی یہ طالبان کی قوت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پیش خیمہ بنائی ہے اور یہاں سے لوگ ان کی امداد اور اعانت کیلئے جائیں گے۔ اس وقت یہودی بھی بڑی قوت میں ہونگے تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ کے لفظ بھی آتے ہیں یہودی تمہارے ساتھ لڑیں گے تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ اور تم یہودیوں کیساتھ لڑو گے۔ غرضیکہ کافروں کیساتھ لڑائیاں ہونگی اور کوئی ملک لڑائی سے خالی نہیں ہوگا ساری دنیا میں لڑائیاں ہی لڑائیاں ہونگی، جھگڑے ہی جھگڑے ہونگے اس وقت مسلمانوں کی مدد کیلئے امام امہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ وہ لڑائی کیلئے لشکر ترتیب دے رہے ہونگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور اسی اثنا میں دجال کا خروج ہوگا اور وہ یہود میں سے ہوگا ایک آنکھ

سے کانا ہوگا اور دعویٰ کرے گا کہ میں خدا ہوں، میں رسول ہوں عجیب قسم کے جادو اور مسمریزم اس کے پاس ہونگے۔ بارش نہیں ہورہی ہوگی وہ بادلوں کو اشارہ کرے گا اکٹھے ہوجائیں گے اور برسنا شروع کردیں گے لوگ کہیں گے ہم بہت غریب ہیں زمین پر پاؤں مارے گا سونا چاندی اُگل دے گی۔ جو شخص دجال لعین کو رب اور رسول نہیں مانے گا دجال اس کے گھر کی طرف اشارہ کرے گا اس کے گھر کا سارا سامان دجال کے پیچھے چل پڑے گا۔ کیا ٹرنک، کیا پیٹیاں، کرسیوں اور پیڑیوں تک، مسلمان کے گھر کوئی چیز نہیں رہے گی سب دجال کے پیچھے چل پڑے گی۔ فرمایا اس وقت ایمان بچانا بہت مشکل ہوگا۔ فرمایا وَاَمَّا الطَّعَامُ فَلاَ اس وقت روٹی کا تو نام بھی نہیں ہوگا۔ خاندان میں بڑا بہادر نوجوان وہ ہوگا جو گھر کے افراد کو پانی تلاش کرکے لادے۔ عرض کیا حضرت! پھر وہ کیا کھائیں گے؟ فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ کا پڑھنا یہ ان کی خوراک ہوگی اور بعض ایسے ہونگے ان کی توجہ سبحان اللہ، الحمد للہ کی طرف نہیں ہوگی وہ زمین کی مٹی اور ریت کو پھکی بناکر کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ان کیلئے شکر بنادے گا۔ بڑا افراتفری کا زمانہ ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ جس وقت تمہاری ہندوستان کیساتھ لڑائی ہوگی تم ان کے کمانڈروں اور جرنیلوں کو قید کرکے لاؤ گے بس اسی اثناء میں امام مہدی علیہ السلام بھی آجائیں گے۔ اب یہ کڑیاں ملتی جارہی ہیں۔ دجال کا خروج پہلے ہوگا یاجوج ماجوج کا زور بعد میں ہوگا۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے۔ حضرت نواس بن سمعان کلابی ؓ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی جائے گی کہ اب وہ لوگ آرہے ہیں کہ ان کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکے گا۔ بحیرہ طبریہ بڑا سمندر ہے۔ فرمایا ان کا اگلا حصہ بحیرہ طبریہ سے گذرے گا تو وہ پئیں گے اور اپنے برتنوں میں ڈال لیں گے جب پچھلا حصہ پہنچے گا تو وہاں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوگا

وہ کہیں گے کہ سنتے تھے یہاں پانی ہوتا تھا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدعا کریں گے اور یاجوج ماجوج جہاں جہاں ہونگے مرجائیں گے۔

یہود کیساتھ مسلمانوں کی لڑائی :

آج سے تقریباً پینسٹھ سال پہلے جب ہم نے حضرت مولانا عبد القدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشکوٰۃ شریف پڑھی تو ہم نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت ! احادیث میں آتا ہے کہ تم یہودیوں کیساتھ لڑوگے اور یہودی تمہارے ساتھ لڑیں گے اس وقت یہودیوں کی آبادی چھ سات ہزار تھی اور چھپتے پھرتے تھے۔ ہم نے کہا کہ یہ یتیم بے چارے ہمارے ساتھ کیا لڑیں گے اور ہماری شان کے خلاف ہے کہ ہم ان کیساتھ لڑیں اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر یہود کیساتھ لڑیں یہ تو ان کی توہین ہے۔ حضرت نے فرمایا میاں ! (یہ ان کا تکیہ کلام تھا۔) جب چیونٹی مرنے پر آتی ہے تو اس کو پر لگ جاتے ہیں۔ یہود کی ہلاکت کا جب وقت آئے گا اس وقت یہ مضبوط قوت بن جائیں گے۔ اس وقت ہمیں یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی اور اب دنیا سے سارے یہودی وہاں اکٹھے ہورہے ہیں۔ اس وقت اسرائیل میں نوے لاکھ یہودی ہیں اور ایسی قوت ہے کہ ان کے اردگرد بارہ کروڑ سے زیادہ مسلمان حکومتوں کے افراد ہیں اور سب ان سے ڈرتے ہیں دنیا میں اسلحہ کے لحاظ سے یہودیوں کا تیسرا نمبر ہے لیکن جس وقت لڑائی شروع ہوگی تو یہ میدان میں کھڑے نہیں ہونگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم یہود کیساتھ لڑوگے تو یہ چھپتے پھریں گے درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپیں گے۔ پتھر آواز دے گا یَا عَبْدَ اللّٰہ خلفی یَھُوْدِیٌّ " اے غازی مجاہد، اے اللہ کے بندے میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّھَا مِنْ شَجَرَۃِ الْیَھُوْدُ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ غرقد ایک درخت ہے وہ نہیں بولے گا

اس کی یہودیوں کیساتھ کوئی مناسبت ہوگی۔'' یہ لڑائیاں ہونگی اور یاجوج ماجوج کا خروج بعد میں ہوگا۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ان کو تباہ و برباد کریگا۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ اور ہم نے چھوڑ دیا ان کے بعض کو اس دن جب ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے دیوار قائم کی يَمُوجُ فِي بَعْضٍ گھس رہے ہونگے وہ ایک دوسرے میں، حرکتیں کرتے ہیں فساد کرتے ہیں اور ادھر کے ادھر ہی رہے وَّنُفِخَ فِي الصُّورِ اور پھونکی جائے گی بگل جب ساری دنیا تباہ ہوجائے گی فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا پس ہم ان کو اکٹھا کریں گے اکٹھا کرنا وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ اور ہم پیش کریں گے جہنم يَوْمَئِذٍ اس دن لِّلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے سامنے عَرْضًا پیش کرنا۔ ابھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہی ہونگے وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ [شعراء:۹۱] ''اور ظاہر کردیا جائیگا دوزخ کو گمراہوں کیلئے۔'' اور مومنوں کے سامنے جنت پیش کی جائے گی ابھی اس میں داخل نہیں ہونگے اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں ہونگے اور وہاں سے جنت کا نظارہ کررہے ہوں گے۔ فرمایا کون سے کافر ہیں؟ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ کافر وہ ہیں کہ ان کی آنکھوں میں پردے ہیں میری یاد سے ان کو میری یاد نہیں میری توحید نہیں وحدانیت نہیں ہے وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا اور وہ طاقت نہیں رکھتے ہیں حق سننے کی یعنی اتنے بدفطرت اور بدمزاج ہیں کہ حق سننے کی ان میں طاقت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا کیا پس خیال کیا ان لوگوں نے جو کافر ہیں اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ یہ کہ بنائیں میرے بندوں کو میرے نیچے کارساز۔ کافروں کا خیال ہے کہ جو میرے بندے ہیں وہ میرے نیچے ان کے کارساز ہیں، مشکل کشا ہیں، حاجت روا، فریادرس، دستگیر بن جائیں گے۔ یہی نظریہ کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ

کومان کراس کے نیچے اوروں کو حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس سمجھنا اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا بیشک ہم نے تیار کی ہے جہنم کافروں کے لئے مہمانی۔ یہ تمسخر اور مذاق ہے۔ قُلْ آپ کہہ دیں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ کیا ہم تمہیں خبر دیں بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ان لوگوں کی جو سب سے زیادہ خسارے میں ہیں اعمال کے لحاظ سے۔ وہ کون سے لوگ ہیں؟ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ وہ لوگ ہیں ضائع ہوگئی ان کی کوشش فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کررہے ہیں یعنی دنیا کی ترقی کیلئے بہت کچھ کیا۔ دیکھو! کلاشنکوف ایک انگریز کا نام ہے جس نے کلاشنکوف ایجاد کی ہے اس وقت اس کی عمر اسی سال سے زیادہ ہے۔ میں اخبارات میں اس کا بیان پڑھ رہا تھا کہ اس نے کہا کہ کاش میں اس کی بجائے کوئی اور چیز ایجاد کرتا تو اچھا ہوتا۔ یہ لوگوں کی تباہی کا سامان ہے جو تم لئے پھرتے ہو۔ اس کا بانی اس کی ایجاد پر شرمندہ ہے۔ تو کافر جو کام دنیا میں کررہے ہیں اس پر وہ افسوس کریں گے کہ کاش! کہ اس کی بجائے کوئی اور کام کرتے تو اچھا تھا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکار کیا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی آیتوں کا وَلِقَآئِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا انکار کیا یعنی قیامت کے منکر ہیں فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ پس ضائع ہوگئے ان کے اعمال۔ آج اگر مجموعی حیثیت سے دیکھو تو کافر مسلمانوں سے زیادہ اچھے کام کرتے ہیں، سڑکیں بناتے ہیں، ہسپتال، کالج بناتے ہیں، رفاہِ عامہ کے بہت کام کرتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر کوئی نیکی نیکی نہیں ہے یہ سارے اعمال ان کے اکارت ہیں فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا پس ہم قائم نہیں کریں گے ان کیلئے قیامت والے دن کوئی وزن۔ چیز اس وقت تولی جاتی ہے جب اس کا تقابل ہو ان کا کچھ مقابلہ ہو، کفر کے مقابلے میں ایمان

توبے نہیں کیا تولا جائے لہٰذا ان کیلئے وزن قائم نہیں ہوگا ذٰلِکَ جَزَآؤُ هُمْ یہ ان کا بدلہ ہوگا جَهَنَّمُ جہنم بِمَا كَفَرُوْا اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ اور بنایا انہوں نے میری آیتوں کو وَرُسُلِیْ اور میرے رسولوں کو هُزُوًا مسخرہ۔ کیا دنیا کی ترقی پر فخر کیا اور اس پر نازاں ہوئے یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناکام اور بڑے گھاٹے میں ہونگے۔

۞۞۞

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ
عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ
قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا
بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ
رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اورانہوں نے عمل کیے اچھے كَانَتْ لَهُمْ ہوں گی ان کیلئے جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ ٹھنڈی چھاؤں والی جنتیں نُزُلًا مہمانی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان میں لَا يَبْغُوْنَ نہیں تلاش کریں گے عَنْهَا حِوَلًا ان سے منتقل ہونا قُلْ آپ کہہ دیں لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ اگر ہو جائے سمندر مِدَادًا سیاہی لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ میرے رب کے کلمات کیلئے لَنَفِدَ الْبَحْرُ البتہ ختم ہو جائے سمندر قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ پہلے اس سے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں وَلَوْ جِئْنَا اور اگرچہ ہم لائیں بِمِثْلِهٖ اس جیسی مَدَدًا اور سیاہی قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ پختہ بات ہے کہ میں بشر ہوں مِّثْلُكُمْ تمہاری طرح يُوْحٰۤى اِلَيَّ وحی کی جاتی ہے میری طرف اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا پس جو شخص امید رکھتا ہے لِقَآءَ رَبِّهٖ اپنے رب کی

ملاقات کی فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا پس اس کو چاہیے کہ کام کرے اچھے وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا اور نہ شریک ٹھہرائے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی۔

اس سے قبل کافروں کے انجام کا ذکر تھا جَزَاءُ هُمْ جَهَنَّمُ ان کا بدلہ جہنم ہے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔اب اس کے بالمقابل مومنوں کا ذکر ہے اور ان کے ٹھکانے کا ذکر ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ فِرْدَوْس کا معنیٰ ہے ٹھنڈی چھاؤں۔معنیٰ ہوگا ان کیلئے ٹھنڈی چھاؤں والی جنتیں ہیں۔عرب کا علاقہ بڑا گرم ہے وہاں درخت، پانی اور سایہ یہ چیزیں بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہیں اور ہمارے علاقے میں گرمی بنسبت اس علاقے کے کم ہے اور درخت پانی بھی وافر ہے۔اس لئے ہمیں ان چیزوں کی قدر بھی کم ہے ان لوگوں کو ان چیزوں کی بڑی قدر تھی۔ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں آتا ہے کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے ایک جگہ دیکھی کہ درخت ہیں، سبزہ ہے پانی کا چشمہ ہے۔ارادہ کرلیا کہ میں یہاں بیوی بچوں کو چھوڑ کر ڈیرہ لگالوں اور اللہ اللہ کرتا رہوں۔پھر خیال آیا کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھے بغیر مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ حضرت یہ جگہ مجھے بڑی عمدہ نظر آرہی ہے درخت اور سبزہ ہے پانی کا چشمہ ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہاں ڈیرہ لگالوں اور اللہ اللہ کرتا رہوں۔آنحضرت نے فرمایا لَا تَبَتُّلَ فِی الْاِسْلَامِ اسلام تَبَتُّل کی زندگی کو پسند نہیں کرتا۔اپنی تن آسانی کیلئے بیوی

بچوں کو چھوڑنا، برادری کو خیر باد کہہ دینا، ملنا جلنا چھوڑ دینا اسلام کی رو سے بالکل حرام ہے۔ تو خیر ان لوگوں کیلئے ٹھنڈا سایہ، درخت، نہریں، بہت عمدہ چیزیں تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کیلئے ٹھنڈی چھاؤں والے باغ ہونگے نُــزُلاً مہمانی کی جگہ ہوگی۔ وہاں وہ ٹھہریں گے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ وہ ہمیشہ کی زندگی آج ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتی کیونکہ ہم نے محدود قسم کا زمانہ دیکھا ہے اسی کو سمجھتے ہیں اور وہ سو سال نہیں، ہزار سال نہیں، لاکھ سال نہیں، کروڑ سال نہیں، ارب اور کھرب سال بھی نہیں، سوچ سوچ کر دماغ فیل ہو جاتا ہے کہ اس کی حد ہی نہیں ہے۔

محدود گناہ کی لمبی سزا کیوں ؟

اس پر بعض ملحدوں نے اعتراض کیا ہے کہ آدمی کفر، شرک اور گناہ تو کرتا ہے محدود وقت میں دس سال، بیس سال، پچاس سال، سو سال، ہزار سال، تو یہ محدود زمانہ ہے اور اس کو سزا ملے غیر محدود کہ ہمیشہ ہمیشہ وہ دوزخ میں رہیں گے یہ تو انصاف کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علماء کرام کو جنہوں نے دین کی خدمت کی ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کی چوری ہوگی اسی طرح کی سزا ہوگی۔ اگر کوئی معمولی چیز چوری کرتا ہے تو اس کی سزا بھی معمولی ہوگی اگر کوئی مال غیر محفوظ کو چوری کرتا ہے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اور اگر کوئی قیمتی شی محفوظ کو چوری کرتا ہے تو اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے تو غرضیکہ جس طرح کی چوری ہوگی اس طرح کی سزا ہوگی۔ مشرک رب تعالیٰ کی صفات پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور رب تعالیٰ کی صفات غیر محدود اور غیر متناہی ہیں مشرک نے ان پر ڈاکہ ڈالا ہے لہٰذا اس کی سزا بھی لامحدود اور ختم نہ ہونے والی ہوگی۔ اس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگی۔ پھر ملحد ٹولے نے یہ بھی کہا کہ مومن جنت میں

ہمیشہ ہمیشہ کیوں رہیں گے؟

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونے کا سبب عمل ہے اور علت رب تعالیٰ کی رحمت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی اس کے شامل حال نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا حضرت! ہمارے عمل جو ہیں سو ہیں وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ آپ بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جاسکو گے فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی ھَامَتِہٖ وَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ اَوْ کَمَا قَالَ رسول اللّٰہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر پر رکھا اور فرمایا اور میں بھی اپنے عمل کے زور پر جنت میں نہیں جاسکتا مگر یہ کہ ڈھانپ لے گا مجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل میں تو جنت میں داخلے کا سبب عمل ہے اور علت رب تعالیٰ کی رحمت ہے اور اس کی رحمت چونکہ غیر متناہی ہے یعنی جس کی کوئی انتہا نہیں ہے اس لئے اس کا بدلہ بھی غیر متناہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا نہیں تلاش کریں گے اس سے منتقل ہونا، بدلنا۔ دنیا میں کوئی جگہ تکلیف دہ ہوتی ہے بندہ وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے جنت میں چونکہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی اس لئے وہاں سے دوسری جگہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔

آگے پھر اللہ کی رحمت کا ذکر ہے جو بے انتہا ہے۔ فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں لَوْ کَانَ الْبَحْرُ اگر ہوجائے سمندر مِدَادًا سیاہی لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ میرے رب کے کلمات کیلئے، اس کی صفات اور کمالات کیلئے، اس کی خوبیاں لکھنے کیلئے سارا سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے کمالات اور خوبیاں لکھی جائیں لَنَفِدَ الْبَحْرُ البتہ ختم ہوجائے سمندر قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ

كَلِمٰتُ رَبِّىْ پہلے اس سے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں، اس کی خوبیاں ختم ہوں، رب کی صفت میں سے کوئی صفت ختم نہ ہوگی اور یہ سمندر ختم ہو جائے گا وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اور اگرچہ ہم لائیں اس جیسی اور سیاہی پھر بھی رب تعالیٰ کی صفات اور خوبیاں ختم نہیں ہوسکتیں۔ یہاں یہ فرمایا اور سورت لقمان آیت نمبر ۲۷ میں ہے وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ اور اگر ہو جائیں جو زمین درخت ہیں قلمیں وَالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ اور سمندر اس کی سیاہی بن جائیں مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ اس کے بعد سات سمندر اور سیاہی بن جائیں مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ نہیں ختم ہونگے اللہ تعالیٰ کے کلمات۔ اندازہ لگاؤ اللہ تعالیٰ کی خوبیوں اور کمالات کا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اور جب تک رہے گی مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک جتنے درخت ہیں، تھے اور ہونگے سب کے سب قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے۔ جغرافیہ والے بتاتے ہیں کہ زمین کے اکہتر حصے زیر آب ہیں۔ یہ سارا سمندر سیاہی بن جائے اور اس جیسے سات سمندر اور سیاہی بن جائیں اور تمام انسان، تمام جنات اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کی خوبیان اور کمالات لکھنا شروع کر دیں یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور رب تعالیٰ کی تعریف کا الف بھی مکمل نہیں ہوگا۔ اس کی صفات اور کمالات غیر محدود ہیں۔ اسی لئے مشرک بڑا مجرم ہے کہ اس رب سے ورے ورے اوروں کو خدا بنائے پھرتا ہے اور رب کا دروازہ چھوڑ کر دوسروں سے مانگتا پھرتا ہے۔ نسائی شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ "جو رب سے نہیں مانگتا رب اس پر ناراض ہوتا ہے۔" رب کو اس پر غصہ آتا ہے کہ میرا بندہ ہو کر مجھ سے کیوں نہیں مانگتا۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ ہمارے گھروں میں بچے بچیاں ہیں، عورتیں ہیں ان کو اگر کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو

گھر کے سربراہ سے مانگتے ہیں کہ مجھے کپڑے چاہئیں، مجھے جوتا چاہیے، مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ۔اگر ہمارے گھر کے افراد میں سے کوئی بھی محلے کے لوگوں سے مانگے کہ مجھے سلیٹ لے کردو، مجھے کرتا لے کردو، مجھے جوتا لے کردو، غیرت مند بندہ گوارہ نہیں کرے گا کہ میری بیٹی، میری بیوی، میری بہن کسی سے جا کر دوپٹہ مانگے، کپڑے مانگے، جوتا کنگھی مانگے تو رب کی غیرت کب برداشت کرتی ہے کہ میرا بندہ میرے سوا کسی غیر سے مانگے۔اکبرالہ آبادیؒ نے کہا ہے......

؎ اسی سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اکبر

یہی وہ در ہے جہاں ذلت نہیں سوال کے بعد

تو اس کے دروازے کو چھوڑ کر کسی اور سے مانگنا رب تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہے اور رب تعالیٰ کی خوبیاں اور کمالات غیر محدود ہیں۔

آنحضرت ﷺ بشر تھے :

آگے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ اعلان کر دیں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پختہ بات ہے کہ میں بشر ہوں تمہاری طرح۔آپ ﷺ انسان ہیں اور رب تعالیٰ کی مخلوق میں درجے کے لحاظ سے سب سے بلند ہیں نہ اس جہان میں آپ ﷺ کے درجے اور شان کا کوئی ہے نہ اگلے جہان میں ہوگا مگر ہیں بشر۔بعض جاہل قسم کے لوگ ایسے مغالطہ دیتے ہیں کہ یا تو آپ ﷺ نے خود اپنے آپ کو بشر کہا ہے یا رب نے کہا ہے یا کافروں نے آپ ﷺ کو بشر کہا ہے، ہمیں تمہیں نہیں کہنا چاہیے۔ان کے یہ بات بالکل غلط ہے۔شمائل ترمذی، ترمذی شریف، مسند احمد اور دیگر احادیث کی کتابوں میں یہ روایت ہے کہ صحابہ کرام ﷡ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا کہ اے ام المومنین!

آپ ﷺ کی گھر سے باہر کی زندگی تو ہمارے سامنے ہے، میدان کی بھی، مسجد کی بھی، سفر کی بھی، لیکن آپ رضی اللہ عنہا یہ بتلائیں کہ آپ ﷺ گھر میں آ کر کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَخْصِبُ نَعْلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَكْنِسُ بَيْتَهٗ ''آپ بشر تھے، انسان تھے جو کام انسان کرتے ہیں آپ بھی کرتے تھے اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑوں سے جوئیں تلاش کرتے تھے، بکری کا دودھ بھی دوھ لیتے تھے، جھاڑو بھی پھیر لیتے تھے، جوتا بھی گانٹھ لیتے تھے۔'' سب کام کرتے تھے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ بشر تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی ساری باتیں لکھ لیتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ احادیث کسی کو معلوم نہیں ہیں ہاں! عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو زیادہ معلوم ہیں فَاِنَّهٗ يَكْتُبُ وَلَا اَكْتُبُ کیونکہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) روایات مروی ہیں۔ ابوداؤد، مسند احمد اور دیگر احادیث کی کتابوں میں ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو روکا کہ برخوردار! تم سب کچھ لکھ لیتے ہو ورسول اللہ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ ابوداؤد شریف میں یہ لفظ ہیں کہ آپ ﷺ بشر ہیں کبھی غصے میں بات کرتے ہیں کبھی راضی ہوتے ہیں، کبھی دل لگی کی بات بھی کرتے ہیں ہر بات نہ لکھا کرو۔ جس میں کوئی حکم ہو وہ لکھا کرو۔ انہوں نے لکھنا چھوڑ دیا آپ ﷺ کی مجلس برخاست ہوئی تو عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے عرض کیا حضرت! میں آپ کی تمام باتیں لکھ لیتا تھا لیکن انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں کبھی آپ ﷺ غصے میں بات کرتے ہیں اور کبھی راضی ہونے کی حالت میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اُكْتُبْ لکھا کر وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا میری زبان

سے جس حالت میں بھی بات نکلے حق ہی ہوتی ہے۔ دیکھو! یہ تمام صحابہ ﷺ آپ ﷺ کو بشر کہتے ہیں لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ کو بشر بشر کہتے پھرو۔ ادب احترام بڑی چیز ہے مثلاً ایک آدمی کا نام عبداللہ ہے لیکن وہ قابل قدر اور قابل احترام ہے تو لوگ اس کو عبداللہ کی بجائے قاری صاحب، حافظ صاحب، مولوی عبداللہ کہتے ہیں محض نام وہ لے گا تو اس سے بڑا ہوگا یا اس کا ہم عمر اور ساتھی ہوگا۔ تو چھوٹے تو ادب سے نام لیں گے۔ آنحضرت ﷺ بشر ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ کو درجہ دیا ہے اس سے آپ ﷺ کے پلہ کا کوئی نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی بشریت کا منکر کافر ہے :

باقی آپ کی بشریت کا انکار تو دور کی بات ہے میں نے عرض کیا تھا کہ ''روح المعانی'' تفسیر کی کتاب ہے اور ''فتاویٰ ہندیہ'' جس کو ''فتاویٰ عالمگیری'' کہتے ہیں اس میں بھی یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے اور اس کے علاوہ فقہ کی دیگر کتابوں میں بھی موجود ہے کہ اگر کسی شخص سے یہ پوچھا جائے کہ یہ بتلاؤ کہ آنحضرت ﷺ کس جنس میں سے تھے، کس نوع میں سے تھے، کس ملک میں تشریف لائے تھے فَقَالَ لَا اَدْرِیْ اور اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا یَکْفُرُ ایسا شخص کافر ہے۔ کیوں کافر ہے؟ اس لئے کہ ضروریات دین میں سے ہے یہ جاننا کہ آپ ﷺ بشر ہیں اور عربی ہیں یہ کیوں کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے؟ تو آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرنے والا بھلا کس طرح مسلمان رہے گا؟

تو فرمایا آپ کہہ دیں میں بشر ہوں تمہارے جیسا یُوْحٰی اِلَیَّ وحی کی جاتی ہے میری طرف۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے رتبے کے ساتھ مجھے نوازا ہے یاد رکھو! اَنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔ حاجت روا، مشکل کشا، فریاد

رس، دستگیر، مقنن، قانون ساز، دینے لینے والا صرف ایک رب ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے، اس کا قیامت پر یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا مجھے رب تعالیٰ کی سچی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور مجھ سے میری زندگی کے متعلق پوچھا جائے گا فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا پس اس کو چاہیے کہ کام کرے اچھے۔ دوسری بات وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا اور نہ شریک ٹھہرائے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی۔ عبادت وہی قبول ہوگی جو شرک سے پاک ہوگی اگر ایک رائی برابر بھی شرک ہوا تو عبادت اور نیک عمل اس کے منہ پر مار دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید اور سنت پر قائم رکھے اور شرک و بدعت اور رسومات، رواج اور گناہوں سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

آج بروز بدھ ۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو

سورۃ کہف کی تفسیر مکمل ہوئی۔

والحمد للّٰہ علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم : مدرسہ ریحان المدارس جناح روڈ گوجرانوالہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

(مکمل)

جلد............۱۲

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾

كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی ہے اِذْ نَادٰى جس وقت پکارا اس نے رَبَّهٗ اپنے رب کو نِدَآءً خَفِيًّا پکارنا مخفی طریقے سے قَالَ عرض کیا زکریا علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اِنِّيْ بیشک میں وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ کمزور ہو چکی ہیں ہڈیاں میری وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ اور بھڑک اٹھا ہے سر شَيْبًا بڑھاپے کی وجہ سے وَّلَمْ اَكُنْ اور نہیں ہوں میں بِدُعَآئِكَ آپ کو پکارنے کی وجہ سے رَبِّ اے میرے رب شَقِيًّا محروم وَاِنِّيْ خِفْتُ اور بیشک میں خوف کرتا ہوں الْمَوَالِيَ اپنے بھائی بندوں سے مِنْ وَّرَآءِيْ اپنے بعد وَكَانَتِ

امۡرَاَتِیۡ اور ہے میری بیوی عَـاقِرًا بانجھ فَهَـبۡ لِیۡ پس آپ دیں مجھ کو مِنۡ لَّدُنۡکَ اپنی طرف سے وَلِیًّا جانشین یَّـرِثُنِیۡ جو وارث بنے میرا وَیَرِثُ اور وارث بنے مِـنۡ اٰلِ یَـعۡقُوۡبَ یعقوب علیہ السلام کے خاندان کا وَاجۡعَلۡـهُ اور آپ کردیں اس کو رَبِّ اے میرے رب رَضِیًّا پسندیدہ یٰـزَکَرِیَّـآ اے زکریا علیہ السلام اِنَّـا نُبَشِّرُکَ بیشک ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں بِـغُلٰمِ ایک لڑکے کی اِسۡـمُهٗ یَحۡیٰی نام اس کا یحییٰ ہوگا لَـمۡ نَـجۡعَلۡ لَّهٗ نہیں بنایا ہم نے اس کیلئے مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا اس سے پہلے کوئی ہم نام قَالَ عرض کیا زکریا علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اَنّٰـی یَـکُـوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ کیسے ہوگا میرے لئے لڑکا وَّکَـانَتِ امۡـرَاَتِیۡ عَاقِرًا اور ہے میری بیوی بانجھ وَّقَـدۡ بَلَغۡتُ اور تحقیق میں پہنچ چکا ہوں مِنَ الۡکِبَرِ بڑھاپے سے عِتِیًّا میری کمر سوکھ گئی ہے۔

تاریخ مسجد اقصیٰ :

حضرت زکریا علیہ السلام کے ہم زلف تھے عمران ابن ماثان رحمۃ اللہ علیہ ۔ یہ اپنے دور کے ولی تھے اور مسجد اقصیٰ کے امام تھے۔ مسجد اقصیٰ کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی تھی اور اس میں توسیع حضرت داؤد علیہ السلام نے کی تھی ۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر شاہی ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ کرائی۔ مسجد اقصیٰ بیت المقدس شہر میں واقع ہے۔ یہ شہر صِیۡهُوۡن بروزن بِـرۡزُوۡن پہاڑ پر واقع ہے جو سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے جیسے ہمارے ہاں مری ہے۔ ۱۹۶۷ء کی لڑائی میں یہود نے اس علاقہ پر قبضہ کرلیا تھا اور آج تک وہ اس پر قابض ہیں جب چاہیں مسجد اقصیٰ میں

نماز پڑھنے دیتے ہیں اور جب چاہیں نہیں پڑھنے دیتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا نام عشاعہ بنت فاقوذ تھا اور عمران بن ماثان کی بیوی کا نام حَنَّۃُ بنت فاقوذ رحمہا اللہ تھا۔ یہ دونوں بہنیں تھیں حضرت عمران بن ماثان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک لڑکا تھا جس کا نام ہارون تھا۔ اسی سورت میں آگے اس کا نام اور ذکر آئے گا، یہ بھی بڑا نیک اور پارسا لڑکا تھا اور جوانی میں فوت ہو گیا حَنَّۃُ بنت فاقوذ بڑی پریشان تھیں کہ میرا خاوند بہت بوڑھا اور کمزور ہے اس کی گدی (بیٹ) کو کون سنبھالے گا؟ دعا کی اے پروردگار! مجھے کوئی اولاد عطا فرمائیں اسے تیری رضا کیلئے وقف کر دونگی۔ تیسرے پارے میں اس کا ذکر ہے خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا کی جس کا نام مریم رکھا علیہا السلام۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مریم کا معنیٰ ہے عابدہ۔ یہ مریم عبرانی زبان کا لفظ ہے والدین بچپن میں ہی فوت ہو گئے تربیت کے سلسلہ میں اختلاف ہوا ہر ایک کا خیال تھا کہ میں تربیت کروں۔ تیسرے پارے میں اس کا ذکر ہے۔ قرعہ اندازی ہوئی قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا (مریم علیہا السلام) ان کی تحویل میں دیدی گئیں۔ آگے تفصیل آ رہی ہے کہ جب وہ جوان ہوئیں اور غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہنے تو ایک صحت مند نوجوان ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا، یہ گھبرا گئیں کہ اس کا ارادہ اچھا نہیں ہے۔ اس نے کہا بی بی! گھبرائیں نہیں میں تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں آپ کو لڑکے کی خوشخبری دینے کیلئے آیا ہوں۔ فرمانے لگیں میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا لَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا ''نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے نکاح کیساتھ اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔'' کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے بچہ دے گا چونکہ اس سورۃ میں تفصیلاً حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر آ رہا ہے اس لئے اس سورت کا نام مریم ہے یعنی وہ سورت جس میں مریم علیہا السلام کا ذکر ہے۔

حروف مقطعات کی بحث :

یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اس سے پہلے تینتالیس (۴۳) سورتیں نازل ہوچکی تھیں اس کے چھ رکوع اور اٹھانوے (۹۸) آیات ہیں۔ پہلی آیت کریمہ کھیعص ہے۔ قرآن کریم میں انتیس (۲۹) سورتیں ہیں جن کے شروع میں ایسے حروف ہیں، حم، یٰسین، طٰہ، الر، الم، جیسا کہ تفسیر مظہری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں سِرٌّ فِیْمَا بَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ بَیْنَ رَسُوْلِہٖ ﷺ۔ "یہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں۔" یعنی ان کا مطلب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور آنحضرت ﷺ جانتے ہیں اور کسی کو ان کا مطلب معلوم نہیں ہے۔ اور اکثر مفسرین کرامؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِذٰلِکَ "ان الفاظ کی مراد رب ہی بہتر جانتا ہے۔" ہمیں معلوم نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ھِیَ مِنْ اسماء اللّٰہ تعالٰی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں اس پر اعتراض ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام تو ننانوے ہیں ان میں تو یہ نام نہیں آتے؟ تو اسکے دو جواب علماء کرام نے دیئے ہیں۔

پہلا یہ کہ ننانوے ناموں میں حصر نہیں ہے یہ مشہور نام ہیں۔ تفسیر کبیر، ابن کثیر، ابوسعود وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہیں جو نازل ہوئے ہیں لہٰذا ہوسکتا ہے کہ ان پانچ ہزار ناموں میں ہوں۔ دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ ایک ایک حرف ایک ایک نام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مستدرک حاکم حدیث کی کتاب ہے اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر منقول ہے کہ کاف سے مراد کَافٍ ہے، کفایت کرنے والا۔ سورہ زمر میں آتا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ "کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کافی اپنے بندے کو۔" یعنی کفایت کرنے والا صرف رب ہے۔ اور 'ھا' سے مراد ہادی ہے۔ سورہ نور میں

ہے وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ''اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔'' 'یا' سے مراد یامین ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے 'عٓ' سے مراد عزیز ہے اس کا معنیٰ ہے غالب، قرآن پاک میں آتا ہے عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔اور 'صٓ' سے مراد صادق ہے، سورۃ النسآء میں ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلاً [آیت:۱۲۲] ''اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کے اعتبار سے۔''

بلند آواز سے دعا وذکر مکروہ ہے :

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا یہ ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی ہے اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو پکارنا مخفی طریقے سے۔سلف صالحین اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ دعا بھی آہستہ ہو اور ذکر بھی آہستہ ہو اور اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت سخت ہیں۔البحر الرائق، عمدۃ القاری اور کبیر وغیرہ میں تصریح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَيَكْرَهُ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالدُّعَآءِ وَالذِّكْرِ مُخَالِفًا لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفِىْ قَوْلٍ بِدْعَةٌ ''بلند آواز سے دعا کرنا اور ذکر کرنا مکروہ ہے اور ایک قول میں ہے کہ بدعت ہے۔'' اور رب تعالیٰ کے قول اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً [اعراف:۵۵] کے مخالف ہے۔''پکارو اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔'' ہاں! جہاں شریعت نے جہر کیساتھ ذکر بتلایا ہے وہاں جہر کیساتھ ٹھیک ہے۔مثلاً آذان بلند آواز سے ہوگی، تکبیر بلند آواز سے ہوگی، تلبیہ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ﷺ بلند آواز سے ہوگا، بڑی عید کے موقع پر نویں تاریخ سے لے کر تیرھویں تاریخ کی عصر تک بلند آواز سے تکبیر پڑھنی ہے۔تو جہاں شریعت نے بلند آواز سے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے وہاں بلند آواز سے پڑھنی ہے اور جہاں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم نہیں ہے وہاں

بلند آواز سے پڑھنا مکروہ بھی ہے اور بدعت بھی ہے۔ موارد الظمان وغیرہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خَیۡرُ الذِّکۡرِ الۡخَفِیُّ ''بہترین ذکر آہستہ ہے۔'' صرف اپنے کان سنیں لوگوں کے کان نہ کھائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آہستہ ذکر کرنا بلند آواز سے ذکر کرنے سے ستر گنا زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ تو حضرت زکریا علیہ السلام نے مخفی طریقہ سے اپنے رب کو پکارا قَالَ عرض کیا رَبِّ اِنِّیۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ اے میرے رب! یہ رَبِّ کا لفظ جہاں بھی آئے گا اصل میں یَا رَبِّیۡ ہے۔ تخفیفاً حرف ندا 'یا' کو حذف کر دیتے ہیں اور آخر میں 'ی' متکلم کو بھی حذف کر دیتے ہیں۔ اے میرے رب بیشک میں بڑھاپے کی وجہ سے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا اور بھڑک اٹھا ہے میرا سر بڑھاپے کی وجہ سے، ہڈیاں کمزور ہیں سر کے بال سفید ہیں۔ تفسیروں میں آتا ہے اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ اور اے میرے رب! وَّلَمۡ اَکُنۡۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا اور نہیں ہوں میں آپ کو پکارنے کی وجہ سے اے میرے رب محروم۔ اے پروردگار! آپ کو پکارنے کی وجہ سے میں کبھی نامراد نہیں رہا جب بھی آپ سے سوال کیا آپ نے میری مراد پوری کی۔ اے پروردگار! اب میرا سوال یہ ہے کہ وَاِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مَوَالِیَ مَوۡلٰی کی جمع ہے اس کا معنٰی ہے وارث، رشتہ دار، خاندان کے لوگ۔ میں اپنے خاندان کے لوگوں سے خوف کرتا ہوں مِنۡ وَّرَآءِیۡ اپنے بعد۔ دین کی حفاظت کا خوف تھا کہ میرے بعد دین کی حفاظت نہیں کریں گے وَکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا اور ہے میری بیوی بانجھ۔ عیشاعہ اس کا نام تھا بنت فاقوذ رحمہا اللہ۔

وراثت سے مراد علمی وراثت ہے انبیاءؑ کا مالی وارث کوئی نہیں ہوتا :

تفسیروں میں آتا ہے کہ ان کی اس وقت عمر ۹۹ سال تھی فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا پس آپ دیں مجھ کو اپنی طرف سے جانشین وارث يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب کے خاندان کا وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا اور آپ کردیں اس کو اے میرے رب پسندیدہ۔ یہاں وراثت سے مراد کس چیز کی وراثت ہے؟ تو یاد رکھنا! تمام اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبروں کی مال میں وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ بخاری و مسلم اور تمام صحاح میں یہ روایت ہے نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ "فرمایا آنحضرت ﷺ نے ہم جو پیغمبروں کی جماعت ہیں ہماری مالی وراثت نہیں ہوتی جو مال ہمارے پاس ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے "قُرَّةُ الْعَيْنَيْن فِيْ تفضيل شيخين" کتاب لکھی ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ انہی فضائل سے سڑ جل کر نجف خان دھلوی نے جو شیعہ تھا حضرت شاہ صاحب کی انگلیاں کاٹ دی تھیں۔ اس کتاب میں شاہ صاحبؒ یہ روایت نقل کرتے ہیں لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ "نہ ہم وارث ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔" ہماری وراثت آگے تقسیم نہیں ہوتی۔ لَا نَرِثُ کے الفاظ مجھے اور کسی کتاب میں نہیں ملے لَا نُوْرَثُ کے الفاظ تو کثرت کیساتھ ہیں شیعوں اور قادیانیوں کا دعویٰ باطل ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبروں کی وراثت تقسیم ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی وراثت بھی تقسیم ہوئی ہے۔ شیعہ روافض کا اصل مقصد یہ ہے کہ وراثت کے مسئلے پر زور دیں گے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا ظالم ہونا ثابت ہو جائے گا کہ انہوں نے پیغمبر کی وراثت تقسیم نہیں کی۔ چنانچہ خمینی نے اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں لکھا ہے کہ

قرآن کا پہلا باغی ابوبکر تھا (ﷺ) کیونکہ یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ میں وراثت کا مسئلہ بیان ہوا ہے اور ابوبکر ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کا حصہ نہیں دیا لہٰذا قرآن کا پہلا باغی اور منکر ابوبکر ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) اور دوسرا منکر اور زندیق عمر ہے ﷺ اس نے بھی نہیں دیا۔ تو ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ وراثت کے مسئلے پر زور لگا کر ان کا ظالم ہونا ثابت کریں۔ اہل حق نے قادیانیوں کو کہا کہ تم کہتے ہو کہ غلام احمد قادیانی معاذ اللہ تعالیٰ پیغمبر ہے اس کے والد کا نام مرتضیٰ تھا اور وہ انگریز کا ٹاؤٹ، اس کی وراثت مرزے قادیانی نے کیوں لی؟ اور پھر مرزے قادیانی کی وراثت کیوں چلی پیغمبروں کی وراثت تو نہیں چلتی؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پیغمبروں کی وراثت چلتی ہے اور ان آیات سے دھوکہ دیتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا اے پروردگار! مجھے کوئی وارث دے جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی وراثت چلتی ہے لیکن ان کا اس آیت سے استدلال بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اول تو پیغمبر کی نگاہ میں دنیا کے مال کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی تو پھر یہ کیسے مان لیں کہ زکریا علیہ السلام کو اپنے مال کی اتنی فکر تھی کہ اس کیلئے دعائیں کر رہے تھے کہ اے میرے رب مجھے وارث دے کہ میرا مال کہیں برادری نہ کھا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کے پاس مال تھا کتنا؟ کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کَانَ عَبْدًا نَجَّارًا وہ بڑھئی تھے۔ لکڑی کا کام کرتے تھے مشینی دور ہوتا تو پھر بھی سمجھ لیتے بڑا کچھ کمایا ہوگا۔ مشینی دور تو تھا نہیں، تبلیغ بھی کرتے تھے، نماز بھی پڑھتے تھے پھر تیشہ آری چلا کر کتنی دولت اکٹھی کر لی ہوگی کہ جس کیلئے فکر مند تھے کہ اے میرے اللہ! مجھے اولاد دے تاکہ میرا مال کوئی اور نہ کھا جائے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو مال کی وراثت کا

کوئی فکر نہیں تھا ان کو فکر تھا نبوت کی وراثت کا، علم کی وراثت کا، دین کی وراثت کا۔ آیت کریمہ سے دین کی وراثت مراد ہے کہ اے پروردگار! مجھے خاندان میں ایسا کوئی آدمی نظر نہیں آرہا جو میرے اس دین کے کام کو سنبھالے لہٰذا مجھے بیٹا عطا فرما جو میرے دین کے کام کا وارث بنے۔ اسی طرح سورہ نمل کی آیت نمبر ۱۶ سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ اس میں ہے وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ "اور وارث ہوئے سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے۔" دیکھو! باپ بھی پیغمبر تھا اور بیٹا بھی پیغمبر ہے۔ اس وراثت سے مراد بھی نبوت کی وراثت ہے۔ میری کتاب ہے "ارشاد الشیعہ" اس میں میں نے بڑی تفصیل کیساتھ اس مسئلے کو بیان کیا ہے۔ اتنی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں کسی اور کتاب میں نہیں ملے گی۔ اس آیت کریمہ سے استدلال کرنا اس لئے بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اٹھارہ بھائی اور تھے اور مالی وراثت مراد ہوتی تو آیت اس طرح ہوتی وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ وَاِخْوَتُهٗ "حضرت سلیمان علیہ السلام اور اس کے بھائی داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔" مالی وراثت ہوتی تو سب کو ملتی صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو وراثت ملی۔ تو یہ نبوت کی وراثت تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملی اور کسی بھائی کو نہیں ملی اور آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے اَلْاَنْبِيَآءُ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَ لَا دِرْهَمًا "انبیاء علیہم السلام درہم اور دینار کا وارث نہیں بناتے اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ پیغمبر علم کی وراثت دیتے ہیں جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ لیا۔" سورہ فاطر آیت نمبر ۳۲ میں ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا "پھر ہم نے وارث بنایا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے منتخب کیا اپنے بندوں میں سے۔" تو ان آیات میں جس وراثت کا ذکر ہے وہ نبوت کی وراثت ہے، رسالت کی وراثت ہے، مال کی وراثت قطعاً مراد نہیں ہے۔

عرض کیا وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا اور آپ کردیں اس کو اے میرے رب پسندیدہ۔
فرمایا يٰزَكَرِيَّا اے زکریا علیہ السلام اِنَّا نُبَشِّرُكَ بیشک ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں
بِغُلٰمِ نِاسْمُهٗ يَحْيٰى ایک لڑکے کی اس کا نام یحیٰ ہوگا علیہ السلام لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ
سَمِيًّا نہیں بنایا ہم نے اس کیلئے اس سے پہلے کوئی ہم نام، اس نام کا پہلے کوئی لڑکا نہیں۔
اکثر مفسرین یہی معنٰی کرتے ہیں اور بعض نے یہ بھی معنٰی کیا ہے کہ اگرچہ اس نام کا کوئی ہو
لیکن اتنی صفات اور خوبیاں جو ان میں تھیں اس دور میں وہ کسی اور میں نہیں تھیں۔ قَالَ
زکریا علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ اے میرے پروردگار اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ کیسے ہوگا
میرے لئے لڑکا وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا اور ہے میری بیوی بانجھ۔ ننانوے سال کی ہو
چکی ہے کوئی بچہ نہیں ہوا اب بچہ جننے کے قابل نہیں ہے وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا۔
عِتِيٌّ کے دو معنٰی آتے ہیں۔ ایک معنٰی ہے کمر کبڑی ہو جائے، آدمی بوڑھا ہو جائے تو کبڑا
ہو جاتا ہے۔ اور اکثر معنٰی کرتے ہیں کمر جھک گئی ہے۔ جس وقت رطوبات خشک ہو جاتی
ہیں تو درد شروع ہو جاتے ہیں۔ تو کمر میری جھک گئی ہے اس حالت میں مجھے بچہ کیسے ملے
گا؟ باقی ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۞۞۞

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝١١ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝١٢ۙ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۝١٣ۙ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝١٤ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝١٥ؑ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝١٦ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝١٧

ع ۱۵ — وقف لازم

قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے كَذٰلِكَ اسی طرح قَالَ رَبُّكَ فرمایا آپ کے رب نے هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ یہ مجھ پر آسان ہے وَّقَدْ خَلَقْتُكَ اور تحقیق میں نے پیدا کیا آپ کو مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا اور آپ نہیں تھے کوئی چیز قَالَ عرض کیا زکریا علیہ السلام نے رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً اے میرے رب بنادیں آپ میرے لئے کوئی نشانی قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اٰيَتُكَ آپ کی نشانی یہ ہے اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ کہ آپ کلام نہیں کرسکیں گے لوگوں کیساتھ ثَلٰثَ لَيَالٍ تین راتیں سَوِيًّا آپ ٹھیک ٹھاک ہوں گے فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ پس وہ

نکلے اپنی قوم پر مِنَ الْمِحْرَابِ اپنے حجرے سے فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ پس اشارہ کیا ان کی طرف زکریا علیہ السلام نے اَنْ سَبِّحُوْا کہ تسبیح بیان کرو بُكْرَةً پہلے پہر وَّعَشِيًّا اور پچھلے پہر یٰیَحْیٰی اے یحییٰ علیہ السلام خُذِ الْكِتٰبَ پکڑیں آپ کتاب کو بِقُوَّةٍ مضبوطی کیساتھ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ اور دیا ہم نے ان کو حکم صَبِيًّا جبکہ وہ بچے تھے وَّحَنَانًا اور شفقت دی مِّنْ لَّدُنَّا اپنی طرف سے وَزَكٰوةً اور پاکیزگی وَكَانَ تَقِيًّا اور تھے وہ پرہیزگار وَّبَرًّا بِۢوَالِدَيْهِ اور اچھا سلوک کرنے والے تھے اپنے والدین کیساتھ وَلَمْ يَكُنْ اور نہیں تھے جَبَّارًا جبر کرنے والے عَصِيًّا نافرمان وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ اور سلامتی ہے اس پر يَوْمَ وُلِدَ جس دن پیدا ہوئے وَيَوْمَ يَمُوْتُ اور جس دن وفات پائیں گے وَيَوْمَ يُبْعَثُ اور جس دن کھڑے کیے جائیں گے حَيًّا زندہ ہو کر وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اور ذکر کریں آپ کتاب میں مریم علیہا السلام کا اِذِ انْتَبَذَتْ جس وقت وہ الگ ہوئیں مِنْ اَهْلِهَا اپنے گھر کے افراد سے مَكَانًا شَرْقِيًّا مکان کے مشرق کی طرف فَاتَّخَذَتْ پس بنایا اس نے مِنْ دُوْنِهِمْ ان سے ورے حِجَابًا پردہ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا پس ہم نے بھیجا ان کی طرف رُوْحَنَا اپنے روح القدس فرشتے کو فَتَمَثَّلَ لَهَا پس اس نے شکل اختیار کی اس کے سامنے بَشَرًا بشر کی سَوِيًّا جو بالکل ٹھیک ٹھاک ہو۔

حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے۔ قوم کو سمجھاتے، تبلیغ کرتے عمر زیادہ ہوگئی، بیوی عشاعہ بنت فاقوذ بانجھ ہوگئی وہ بھی بڑی نیک پارسا بیوی تھی، دعائیں

کرتی تھی اے پروردگار! یہ تبلیغ کا سلسلہ چلتا رہے ختم نہ ہو۔ زکریا علیہ السلام بھی بوڑھے ہو گئے ہیں کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت ''موت کا ذائقہ سب نے چکھنا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کیلئے خلود نہیں ہے وَ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلاَلِ وَالْاِکْرَامِ [سورہ رحمٰن] ''اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بزرگی اور عظمت والا ہے۔'' باقی سب پر فنا آئے گی۔ اس سلسلے میں زکریا علیہ السلام بھی بڑے پریشان تھے۔ خاندان بڑا وسیع تھا ان میں اچھے لوگ بھی تھے لیکن بُرے ہمیشہ زیادہ رہے ہیں۔ ان سے خوف تھا اب تو ان پر تھوڑا بہت خوف ہے میرے مرنے کے بعد وہ بھی جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے کوئی وارث عطا فرما جو میری نبوت کے سلسلے میں وارث بنے۔ تیسرے پارے میں ہے فَنَادَتْهُ الْمَلٰئِکَةُ وَهُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّی فِی الْمِحْرَابِ [آل عمران: ۳۹] ''پس آواز دی زکریا علیہ السلام کو فرشتوں نے جبکہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کمرے میں۔'' نماز کی حالت میں گفتگو شروع کر دی۔ فرشتوں کیساتھ گفتگو کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرو نماز کی حالت میں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے نماز میں اللہ تعالیٰ کیساتھ تعلق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اللہ تعالیٰ کا سفیر ہوتا ہے۔ سفیر کیساتھ بات کرنا رب تعالیٰ کیساتھ بات کرنا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں اور اس کا نام یحییٰ علیہ السلام ہوگا۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑے تعجب اور جرأت سے فرمانے لگے کہ مجھے لڑکا کیسے حاصل ہوگا بیوی میری بانجھ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے میری کمر دوہری ہوگئی ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال تھی اور ننانوے سال بیوی کی عمر تھی۔ اس کا ذکر ہے.....

قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا کَذٰلِکَ اسی طرح ہوگا قَالَ رَبُّکَ آپ کے رب نے فرمایا ہے اے مخاطب هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ یہ میرے لئے آسان ہے۔اس بڑھاپے میں ہمارے لئے اولاد دینا کوئی مشکل چیز نہیں ہے۔مشکل مخلوق کیلئے ہوگی اے زکریا علیہ السلام وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ اور تحقیق میں نے آپ کو پیدا کیا اس سے پہلے وَلَمْ تَکُ شَیْئًا اور نہیں تھے آپ کوئی چیز۔آپ کا وجود بھی نہیں تھا اور میں قادر مطلق نے جس طرح تجھے پیدا کیا ایسے ہی تجھ کو لڑکا بھی دونگا۔ قَالَ زکریا علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَۃً اے میرے رب بنا دیں آپ میرے لئے کوئی نشانی جس سے میں سمجھوں کہ میری بیوی امید سے ہے۔

نبی کو ما فی الارحام کا علم نہیں تو ولی کو کیسے ہوسکتا ہے ؟

دیکھو! آج کل بعض غالی قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ ولی نہیں ہوسکتا جب تک مَا فِی الْاَرْحَام کو نہ جانے یعنی جو کچھ رحموں میں ہے اس کا علم نہ ہو تو ولی نہیں ہوسکتا،لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔اللہ تعالیٰ بچائے اس بُرے عقیدے سے۔یاد رکھنا! اَرْحَام کی کیفیت صرف رب جانتا ہے۔ہاں وحی کے ذریعے، کشف کے ذریعے اور الہام کے ذریعے کسی کو رب تعالیٰ دو چار واقعات بتا دے اور اس کو معلوم ہو جائے تو یہ الگ بات ہے اور غیب نہیں ہے یہ تو رب تعالیٰ بتلاتے ہیں۔اگر مَا فِی الْاَرْحَام کا علم نبی ولی کو ہوتا تو حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے نشانی کیوں مانگتے کہ میرے لئے کوئی نشانی مقرر کرو تا کہ میں سمجھ جاؤں کہ میری بیوی با امید ہوگئی ہے۔ قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا اٰیَتُکَ آپ کی نشانی یہ ہے اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا کہ آپ کلام نہیں کر سکیں گے لوگوں کیساتھ تین راتیں۔ٹھیک ٹھاک ہوں گے لوگوں کیساتھ بات کرنا چاہیں گے تو

زبان نہیں چلے گی ۔ ذکر و تسبیح کیلئے چلے گی ، نماز کیلئے چلے گی لیکن جب کسی آدمی کیساتھ بات کرنا چاہو گے تو زبان ساتھ نہیں دے گی ۔ اس مقام پر تین راتوں کا ذکر ہے اور تیسرے پارے میں ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ [آل عمران:۴۱] ''تین دن'' دونوں آیتوں کو ملا کر مفہوم بنے گا کہ تین دن اور تین راتیں جب آپ لوگوں کیساتھ بات کرنا چاہو گے تو بات نہیں کر سکو گے اور ہو گے بھی ٹھیک ٹھاک زبان پر چھالے نہیں ہونگے ، زخم نہیں ہونگے جب یہ کیفیت ہو تو سمجھ جانا کہ آپ کی بیوی باامید ہے ۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ محراب کا معنیٰ کمرہ پس وہ نکلے اپنی قوم پر اپنے خاص کمرے سے فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ پس اشارہ کیا ان لوگوں کی طرف زکریا علیہ السلام نے اَنْ سَبِّحُوْا کہ تسبیح بیان کرو اللہ تعالیٰ کی بُكْرَةً وَّعَشِيًّا صبح اور شام ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ یہ فرشتوں کی تسبیح ہے ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو پیدا کیا ابھی بچے تھے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ اے یحییٰ علیہ السلام آپ کتاب کو مضبوطی کیساتھ پکڑو ۔ تمام مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد تورات ہے قرآن کریم کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں تورات کا مقام بہت بلند ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انجیل عطا فرمائی اس میں کچھ احکام جدید تھے اور زیادہ تر اخلاق ہیں قانون زندگی تورات میں ہی ہے ۔ تو فرمایا اس کتاب کو مضبوطی کیساتھ پکڑو ۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا اور دیا ہم نے ان کو حکم جبکہ وہ بچے تھے ۔ تین سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی آگے ذکر آئے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بچپن میں نبوت ملی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا اور شفقت دی اپنی طرف سے ، بڑی شفقت اور نرمی کرنے والے تھے وَزَكٰوةً اور پاکیزگی

دی، پاکیزہ خصلت والے اور بڑی نظافت والے تھے۔

تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں منقول ہے کہ بچپن میں محلے کے بچوں نے کہا اے یحییٰ علیہ السلام آؤ کھیلیں۔فرمانے لگے لَمْ نُخْلَقْ لِلَّعِبْ ''ہم کھیل کیلئے پیدا نہیں کیے گئے۔'' حالانکہ بچوں کو کھیل بڑی پیاری لگتی ہے۔تو یہ بچپن میں بڑے اخلاق کے مالک تھے وَكَانَ تَقِيًّا اور تھے وہ پرہیزگار وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ اور اچھا سلوک کرنے والے تھے والدین کیساتھ۔

والدین کیساتھ حسن سلوک :

حقوق العباد میں والدین کیساتھ حسن وسلوک کی بڑی تاکید ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے لَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا [بنی اسرائیل:۲۳] ''اور اے مخاطب نہ کہو والدین کو اف اور بات کرو ان کے سامنے ادب کے ساتھ۔'' اُف کا معنیٰ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں ''ہوں ہاں'' لوگ کسی کو بلاتے ہیں اور وہ کہتا ہے جواب میں ہاں کہ میں نے تمہاری بات سن لی ہے اور بعض علاقوں میں ہوں کہتے ہیں۔تو اگر ماں باپ بلائیں تو ہوں ہاں بھی نہیں کہہ سکتے۔کیوں؟ اگرچہ اس میں ان کی بات کا جواب ہے مگر لفظ بڑے سخت اور کرخت ہیں ادب کا پہلو اس میں نہیں ہے۔جی بول کر کہو۔رئیس التابعین حضرت سعید ابن مسیتب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے ایسے انداز سے گفتگو کرے جیسے سخت آقا کے سامنے کمزور غلام بولتا ہے مگر آج تو قصہ ہی اور ہے آج کی نافرمانی الامان لوگوں کے ذہن بدل گئے ہیں، حالات بدل گئے ہیں، ہزار میں سے کوئی ایک آدھ ہوگا خوش قسمت جسکو اولاد سے سکھ ملا ہوگا۔فرمایا وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا اور نہیں تھے

جبر کرنے والے۔ جبر کا معنیٰ قہر کرنا، ظلم اور زیادتی کرنا عَصِیًّا نافرمان بھی نہیں تھے۔ والدین کے فرمانبردار تھے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَسَلٰمٌ عَلَیۡهِ اور سلامتی ہو یحییٰ علیہ السلام پر یَوۡمَ وُلِدَ جس دن پیدا ہوئے وَ یَوۡمَ یَمُوۡتُ اور جس دن وفات پائیں گے وَ یَوۡمَ یُبۡعَثُ حَیًّا اور جس دن کھڑے کئے جائیں گے زندہ کر کے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کی وجہ :

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف میں حَصُوۡرًا کے لفظ بھی آئے ہیں تیسرے پارے میں۔ انہوں نے شادی نہیں کی تھی سارا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہی گزارتے تھے۔ اس علاقہ کا جو بادشاہ تھا اس کے گھر کافی عورتیں تھیں، لونڈیاں تھیں۔ اس کی ایک سگی بھانجی بڑی خوبصورت تھی۔ اس ظالم بادشاہ نے کہا کہ میں نے اس بھانجی کیساتھ نکاح کرنا ہے۔ لوگوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ وہ اپنی بھانجی کیساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام بڑے پریشان ہوئے کہ تورات کو ماننے والا ہے، کلمہ پڑھنے والا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا ہے اور یہ کیا کر رہا ہے۔ اپنا فریضہ ادا کرنے کیلئے دو چار ساتھی لے کر اس کے پاس گئے۔ بادشاہ سے کہا کہ میں نے یہ بات سنی ہے کہ آپ اپنی بھانجی کیساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں بادشاہ بڑے کرخت اور سخت لہجے میں بولا تجھے کیا ہے؟ اپنا کام کرو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا فریضہ ہے جہاں کہیں برائی ہو اس کو روکنا اور مسئلہ بتلانا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہمارے فریضہ میں شامل ہے اس کے پاس دوست اور لفنگے قسم کے لوگ کافی سارے بیٹھے تھے۔ اس نے اپنی سخت توہین سمجھی کہ میرے ساتھیوں اور دوستوں میں آ کر مجھے ایسا کہا ہے یہ کون ہوتا ہے ایسا کہنے والا؟ اس ظالم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ دمشق شہر میں جامع اموی مسجد ہے

عبدالملک بن مروان نے ۱۲۸ھ میں بنوائی تھی۔اس مسجد میں یحییٰ علیہ السلام کی قبر ہے میں نے خود دیکھی ہے اور صلاۃ وسلام بھی پیش کر کے آیا ہوں۔سوق حمیری وہاں مشہور بازار ہے اور مسجد اموی سوق حمیدیہ میں ہے۔اس مسجد کے مشرقی طرف سفید اونچا مینارہ ہے اس مینارہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے۔حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر ہوئی تھی اسی لئے ان کا ذکر ہوا۔آگے حضرت مریم علیہ السلام کا ذکر ہے اوران کی ولادت کا ذکر تیسرے پارے میں بڑی تفصیل کیساتھ ہوا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اور ذکر کریں آپ کتاب میں مریم علیہ السلام کا۔قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام کے سوا اور کسی عورت کے نام کا ذکر نہیں ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کے جوڑے کا ذکر ہے زَوْجُكَ الْجَنَّةَ لیکن حضرت حوا علیہا السلام کا نام نہیں ہے۔نوح علیہ السلام کی بیوی کا ذکر ہے اِمْرَاَةَ نُوحٍ نام نہیں ہے۔لوط علیہ السلام کی بیوی کا ذکر ہے اِمْرَاَةَ لُوطٍ لیکن نام نہیں ہے۔حضرت مریم علیہا السلام کا نام قرآن پاک میں تیس دفعہ آیا ہے۔اوسطاً گویا فی پارہ ایک دفعہ ان کا نام آیا ہے۔مریم کے لفظی معنیٰ ہیں عابدہ عبادت کرنے والی۔یہ عبرانی لفظ ہے اور عابدہ عربی لفظ ہے۔حضرت مریم علیہا السلام جوان ہوئیں۔اپنی خالہ کے گھر رہتی تھیں۔سادہ زمانہ ہوتا تھا بیرونی دیوار کے دو کونوں کیساتھ انہوں نے ایک ٹاٹ لٹکایا ہوا تھا جس نے غسل کرنا ہوتا تھا پردہ آگے کر کے غسل کر لیتا تھا۔آج جو سہولتیں لوگوں کو حاصل ہیں یہ ان کے تصور میں بھی نہیں تھیں۔

چنانچہ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا جس وقت مریم علیہا السلام الگ ہوئیں اپنے گھر کے افراد سے مَكَانًا شَرْقِيًّا مشرقی کونے میں۔وہاں پر ان کا غسل خانہ تھا دو دیواروں

کے درمیان ٹاٹ لٹکایا ہوا تھا وہاں غسل کر لیتے تھے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا پس بنایا حضرت مریم علیہا السلام نے ان سے ورے یعنی افراد خانہ کے سامنے پردہ تاکہ وہ غسل کرلیں۔ جب وہ غسل سے فارغ ہوئیں کپڑے پہن لئے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا پس ہم نے بھیجا ان کی طرف اپنے روح القدس فرشتے کو، جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا پس اس نے شکل اختیار کی اس کے سامنے ایسے انسان کی جو بالکل ٹھیک ٹھاک ہو صحت مند خوبصورت نوجوان۔ حضرت مریم علیہا السلام نے دیکھا کہ میں غسل کر کے کپڑے پہن کے فارغ ہوئی ہوں اور یہ موٹا تازہ نوجوان آ گیا ہے اس کی نیت اچھی نہیں ہے گھبرا گئیں۔ آگے بیان آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اگر زندگی رہی تو۔

قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ
اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ
وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ
عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا
مَّقْضِیًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِیًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا
الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا
وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ
رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ
رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ
الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ
الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾ ۚ

قَالَتْ کہا مریم علیہا السلام نے اِنِّیْ بیشک میں اَعُوْذُ پناہ لیتی ہوں بِالرَّحْمٰنِ رحمٰن کیساتھ مِنْکَ تجھ سے اِنْ کُنْتَ اگر ہے تو تَقِیًّا پرہیزگار قَالَ اس نے کہا اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ بیشک میں قاصد ہوں آپ کے رب کا لِاَهَبَ لَکِ تاکہ میں دیدوں آپ کو غُلٰمًا لڑکا زَکِیًّا پاکیزہ قَالَتْ وہ کہنے لگی اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ کیسے ہوگا میرے ہاں لڑکا وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ اور نہیں چھوا مجھے کسی انسان نے وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا اور نہیں ہوں بدکار قَالَ اس نے کہا کَذٰلِکِ اسی طرح ہوگا قَالَ رَبُّکِ فرمایا ہے آپ کے رب نے هُوَ

عَلَیَّ هَیِّنٌ وہ میرے لئے آسان ہے وَلِنَجْعَلَهٗۤ اور تاکہ کریں ہم اس کو اٰیَةً لِّلنَّاسِ نشانی لوگوں کیلئے وَرَحْمَةً مِّنَّا اور رحمت اپنی طرف سے وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا اور ہے معاملہ طے شدہ فَحَمَلَتْهُ پس اس نے اٹھایا اس کو اپنے پیٹ میں فَانْتَبَذَتْ بِهٖ پس الگ ہوئیں وہ اس کو لے کر مَكَانًا قَصِیًّا دور مکان میں فَاَجَآءَهَا پس اس کو مجبور کر دیا الْمَخَاضُ دردِ زہ نے اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ کھجور کے تنے کی طرف قَالَتْ کہنے لگی یٰلَیْتَنِیْ کاش کہ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا مر چکی ہوتی اس سے پہلے وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا اور میں ہوتی بھولی بسری فَنَادٰىهَا پس اس نے آواز دی اس کو مِنْ تَحْتِهَاۤ اس درخت کے نیچے سے اَلَّا تَحْزَنِیْ یہ کہ آپ غم نہ کریں قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تحقیق بنایا ہے آپ کے رب نے تَحْتَكِ سَرِیًّا آپ کے نیچے چشمہ وَهُزِّیْۤ اِلَیْكِ اور حرکت دیں اپنی طرف بِجِذْعِ النَّخْلَةِ کھجور کے تنے کو تُسٰقِطْ گرائے گا عَلَیْكِ آپ پر رُطَبًا جَنِیًّا تازہ کھجوریں فَكُلِیْ پس کھائیں آپ وَاشْرَبِیْ اور پئیں وَقَرِّیْ عَیْنًا اور ٹھنڈی کریں آنکھ کو فَاِمَّا تَرَیِنَّ پس اگر آپ دیکھیں مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا انسانوں میں سے کسی کو فَقُوْلِیْۤ پس کہیں آپ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا بیشک میں نے نذر مانی ہے رحمان کیلئے خاموش رہنے کی فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا پس ہرگز میں کلام نہیں کروں گی آج کے دن کسی انسان سے۔

پچھلے درس میں تم نے پڑھا کہ حضرت مریم علیہا السلام جب غسل کر کے کپڑے

پہن کر فارغ ہوئیں تو ایک صحیح سالم انسان، صحت مند، تندرست سامنے آگیا اس کو دیکھ کر گھبرا گئیں کہ اس شخص کی نیت اچھی نہیں ہے۔ اس وقت قَالَتْ کہا مریم علیہا السلام نے اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بیشک میں پناہ لیتی ہوں بِالرَّحْمٰنِ رحمٰن کیساتھ مِنْکَ تجھ سے۔ میں رحمٰن کا تجھ کو واسطہ دیتی ہوں، رحمٰن سے مدد حاصل کرتی ہوں اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا اگر ہے تو پرہیز گار تو چلے جاؤ۔ کیونکہ ایسے موقع پر ایسا ہی خیال پیدا ہوسکتا ہے قَالَ اس آنے والے نے کہا اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ بیشک میں قاصد ہوں آپ کے رب کا۔ رسول کا معنٰی ہے پیغام پہنچانے والا۔ میں نے تو آپ کو رب کا پیغام پہنچانا ہے لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا تاکہ میں دیدوں آپ کو لڑکا پاکیزہ۔

بیٹے بیٹیاں صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے :

دینے کا مطلب تیسرے پارے میں آتا ہے اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَةٍ مِّنْهُ [آل عمران:۴۵] ''جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو خوشخبری دیتا ہے ایک کلمے کی اپنی طرف سے نام اس کا مسیح ابن مریم ہوگا۔'' تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں آپ کو رب کی طرف سے ایک بچے کی خوشخبری دینے آیا ہوں کہ رب آپ کو بچہ دے گا۔ بعض جاہل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو اگر فرشتہ بیٹا دے سکتا ہے تو ولی کیوں نہیں دے سکتے۔ بھئی! وہ بیچارہ تو آواز دے رہا ہے اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ بیشک میں آپ کے رب کا بھیجا ہوا ہوں، قاصد ہوں، ڈاکیا ہوں، ڈاکیے کا کام خط دینا ہے لکھنا نہیں ہے۔ قَالَتْ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ کیسے ہوگا میرے ہاں لڑکا وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ اور نہیں چھوا مجھے کسی انسان نے جائز طریقے سے کہ میرا کسی کے ساتھ نکاح ہوا ہو وَّلَمْ اَکُ

بَغِیًّا اور نہیں ہوں میں بدکار۔ عادتاً بچہ دو طریقوں سے ہی ملتا ہے یا حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے اور یہاں دونوں باتیں نہیں ہیں بچہ کیسے ہوگا؟ قَالَ فرشتے نے کہا کَذٰلِکِ اسی طرح ہوگا۔ کیوں؟ قَالَ رَبُّکِ فرمایا ہے آپ کے رب نے ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وہ میرے لئے آسان ہے۔ رب تعالیٰ نے دینا ہے میں نے تو نہیں دینا اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ [آلعمران:۵۹] ''آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا اس کو ہو جا پس وہ ہو گیا۔'' اور حضرت حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا تو کتنے صریح اور صاف لفظ ہیں ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وہ میرے لئے آسان ہے۔ بغیر باپ کے بیٹا ہوا ہے بغیر خاوند کے بیٹا ملا ہے۔

مرزا قادیانی بدزبان تھا:

اب مرزا قادیانی کی لاف سنو! مرزا غلام احمد قادیانی دجال نے اپنی کتاب ''کشتی نوح'' صفحہ ۱۴ میں لکھا ہے میرے پاس پرانا نسخہ طبع قادیان ہے اب نئے نسخے کا صفحہ اور ہو گا۔ اس میں پہلے تو مولویوں کو گالیاں دی ہیں۔ 'الف' سے شروع کر کے 'یا' تک۔ اسی طرح الو مولوی، بلی مولوی کہ مولوی برے ہیں۔ بھئی! برے کیوں نہ ہوں کہ انہوں نے تیری اس جھوٹی نبوت سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے اور جھوٹی نبوت کا دروازہ بند کیا ہے۔ اگر لوگوں کو نہ بتلایا جاتا تو لوگ دھڑا دھڑ تیرے پیچھے لگ جاتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے عالم اسباب میں لوگوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی ہے۔ علماء حق نے آواز بلند کی یہاں ان پر پابندی ہے۔ جھوٹی نبوت کی تبلیغ کھلے بندوں نہیں کر سکتے اور جہاں پابندی نہیں ہے وہاں آج بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔ میں نے کل کے اخبار میں پڑھا ہے کہ انڈونیشیا میں کتنے سو آدمی

قادیانی ہوگئے ہیں ان کی کوشش کیساتھ۔ چونکہ وہاں ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ آزاد کشمیر میں بھی ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ لوگوں کو ویزے کا لالچ دے کر، رشتوں اور نوکریوں کا لالچ دے کر قادیانی بناتے ہیں۔ آزاد کشمیر میر پور کے علاقے میں کافی قادیانی ہیں۔

قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی :

تو خیر پہلے تو علماء کو گالیاں دیں پھر کہتا ہے کہ یہ بد ذات مولوی کہتے ہیں کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی عزت نہیں کرتا مجھے سے زیادہ عزت کرنے والا کون ہوگا۔ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتا ہوں ان کی ماں مریم کی عزت کرتا ہوں، ان کے چھ بہن بھائیوں کی عزت کرتا ہوں، میں عیسیٰ علیہ السلام کے باپ یوسف نجار کی عزت کرتا ہوں۔ اس بے ایمان سے کوئی پوچھے کہ یوسف نجار حضرت مریم کا خاوند کہاں سے آگیا ہے؟ اور بہن بھائی کہاں سے آگئے؟ حضرت مریم علیہا السلام تو فرماتی ہیں اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ میرے لیے بچہ کیسے ہوگا وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ اور مجھے کسی بشر نے چھوا نہیں ہے ہاتھ نہیں لگایا وَلَمْ اَکُ بَغِیًّا اور میں بدکارہ بھی نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ کہتا ہے کَذٰلِکِ اسی طرح ہوگا۔ رب تعالیٰ آپ کو دے گا آپ کا رب کہتا ہے یہ میرے لئے آسان ہے۔ بھئی! اس سے بڑھ کر عیسیٰ علیہ السلام کی کیا توہین ہوگی کہ یوسف نجار ترکھان کو عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بنا دیا اور پھر آگے جو کچھ لکھا ہے نقل کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے اور کفر کا ڈر بھی لگتا ہے۔ نقل کفر کفر نہ باشد کے تحت نقل کرتے ہیں۔ لکھتا ہے پہلے ان کے آپس میں ناجائز تعلقات تھے پھر جب حمل ہو گیا تو نکاح ہوا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور اس کی ایک کتاب ہے ''تریاق القلوب'' اس میں لکھتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے کم ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تو تین دادیاں نانیاں زنا کار اور کسبی

عورتیں تھیں۔ بھئی! سوال یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی دادیاں کہاں سے آگئیں؟ تو اس میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ مرزا دجال بے ایمان اور کافر ہے اس کو نبی مجتہد ماننے والے بھی کافر اور بے ایمان ہیں مگر جب لوگوں کی عقل ماری جائے تو اس کا کیا علاج ہے کہ ویزوں کے پیچھے پڑ جائیں، نوکریوں کے پیچھے پڑ جائیں، شادیوں کے پیچھے پڑ کر ایمان برباد کر لیتے ہیں۔ قادیانی بیرون ملک ملازمت کیلئے بھیجتے ہیں اور یہ ان کو لکھ دیتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں ان کا فارم پُر کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو دھوکہ دے دیا ہے۔ دھوکہ نہیں دیا بلکہ تم کافر ہو گئے ہو اور تمہارے بھیجنے والے ماں باپ بھی کافر ہو گئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کیسے ہوئی :

تو حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا مجھے کسی بشر نے چھوا نہیں جائز طریقے سے اور نہ میں بدکارہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے کہا اسی حالت میں آپ کو ملے گا آپ کے رب نے فرمایا ہے میرے لئے آسان ہے۔ وَلِنَجْعَلَهُ اٰيَةً لِّلنَّاسِ اور تاکہ ہم اس کو بنائیں اپنی قدرت کی نشانی لوگوں کیلئے کہ رب تعالیٰ قادر مطلق ہے بغیر باپ کے بیٹا دے سکتا ہے وَرَحْمَةً مِّنَّا اور رحمت بنائیں اس کو اپنی طرف سے۔ اور فرمایا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا اور ہے معاملہ طے شدہ۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماری اس کا اثر ہوا کہ ان کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود بن گیا۔ آگے پھر روایات مختلف ہیں کہ پیدائش کتنے عرصہ کے بعد ہوئی۔ بعض تین دن لکھتے ہیں، بعض نے تین مہینے لکھے ہیں اور بعض نے نو مہینے بھی لکھے ہیں۔ بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود حضرت مریم علیہا السلام کے رحم

میں بن گیا فَحَمَلَتْهُ پس اس نے اٹھایا اس کو پھر جب محسوس کیا کہ بچہ پیدا ہونے والا ہے فَانْتَبَذَتْ بِهٖ پس وہ الگ ہوئیں اس پیٹ کے بچے کو لے کر مَكَانًا قَصِيًّا دور مکان میں یعنی ایسی جگہ جو گھر سے دور ہٹی ہوئی تھی پریشان تھیں کہ لوگوں کی تسلی کس طرح ہوگی۔ عمران بن ماثان جیسے ولی کے گھر میں پیدا ہوئی ہوں ولی کامل میرا باپ ہے زکریا علیہ السلام کے گھر میری پرورش ہوئی ہے سب کو معلوم ہے کہ میری شادی نہیں ہوئی لوگوں کو کس طرح مطمئن کروں گی؟ پریشان تھیں دور کی جگہ میں چلی گئیں۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ پیدائش کے وقت جو درد ہوتا ہے اس کو مخاض کہتے ہیں معنٰی ہوگا پس اس کو مجبور کر دیا درد زِہ نے اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ کھجور کے تنے کی طرف۔ وہاں کھجور کا ایک درخت تھا اس کے ساتھ انہوں نے تکیہ لگایا نہ وہاں کوئی کھانے پینے کی کوئی چیز نہ کوئی دائی۔ قَالَتْ کہنے لگی يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا ارشادکہ میں مرچکی ہوتی اس سے پہلے وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا اور میں ہوتی بھولی بسری۔ میرا نام تک بھی نہ ہوتا کہ نہ کھانے پینے کی کوئی چیز ہے اور نہ مدد کیلئے کوئی دایہ۔ ہے ا ر رنا د علیحدہ ہے۔ اپنی جگہ مطمئن تھیں لیکن لوگوں کا منہ بند کرنا بڑا مشکل ہے فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ پس اس نے آواز دی اس کو اس درخت کے نیچے سے، خوشخبری دینے والا فرشتہ بہاں وہ تھیں ٹیلے پر اس سے چند قدم نیچے آ کے کھڑا ہو گیا اور آواز دی اَلَّا تَحْزَنِيْ اے مریم علیہا السلام غم نہ کر، پریشان نہ ہو کیونکہ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا تحقیق بنایا ہے آپ کے رب نے آپ کے نیچے چشمہ۔ آپ کے پاؤں کے نیچے رب تعالیٰ نے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے پینے کیلئے وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ اور حرکت دیں ہلائیں اپنی طرف کھجور کے تنے کو تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا گریں گی آپ پر تازہ کھجوریں۔ کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو۔ تفسیروں میں یہ آتا

ہے کہ تنا خشک تھا خشک تنے پر اللہ تعالیٰ نے کھجوریں لگائیں۔طبی نقطہ نظر سے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو عموماً عورتوں کو گرم چیزیں دیتے ہیں ٹھنڈی نہیں دیتے اور کھجور گرم بھی ہے اور مقوی اعصاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ خاصیت بھی رکھی ہے کہ بدن کے فاسد مادے اس کے ذریعے پاخانے کے راستے نکل جاتے ہیں۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی اثر رکھا ہے۔فرمایا فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ تازہ کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو وَقَرِّىْ عَيْنًا اور ٹھنڈی کریں آنکھ کو بچے کو دیکھ کر۔

عالم اسباب میں اسباب کو کام میں لاؤ :

اب یہاں غور کرو بڑی عجیب بات ہے اور ہمارے تمہارے لئے اس میں سبق ہے کہ رب تعالیٰ کے فرشتے نے کہا کہ کھجور کو اپنی طرف ہلائیں تازہ کھجوریں گریں گی آپ کی طرف۔دیکھو! یہ حکم اس عورت کو دیا جا رہا ہے جس نے بچہ جنا ہے اس حالت میں تو عورت خود نہیں ہل سکتی اس کو کھجور کے تنے کو ہلانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔جس کو گوگا پہلوان گوجرانوالہ رستم پاکستان بھی نہیں ہلا سکتا۔پھر دیکھو جو رب خشک کھجور پر پھل لگا سکتا ہے اور وہ بھی بغیر موسم کے تو وہ اوپر سے گرا نہیں سکتا؟ وہ لگا بھی سکتا ہے اور گرا بھی سکتا ہے لیکن ہمارے لئے اس میں سبق ہے کہ حرکت میں برکت ہے۔تم بھی کچھ کرو فارغ نہ بیٹھو۔ہلانا کیا تھا اشارہ ہی کرنا تھا اللہ تعالیٰ نے کھجوریں گرا دیں یہ عالم اسباب ہے سبق دیا کہ اس میں محنت مشقت کرنی ہے فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا پس اگر آپ دیکھیں انسانوں میں سے کسی ایک کو فَقُوْلِىْٓ پس ان کو کہہ دینا اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا بیشک میں نے نذر مانی ہے رحمان کیلئے خاموش رہنے کی میں نے بات نہیں کرنی فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا پس ہرگز میں کلام نہیں کروں گی آج کے دن کسی انسان سے۔ان کی شریعت میں

خاموش رہنے کی نذر و منت جائز تھی ہماری شریعت میں خاموش رہنے کی نذر جائز نہیں ہے بعض معتکفین پر جہالت کا غلبہ ہوتا ہے مسائل سے واقف نہیں ہوتے دلہن کی طرح گھونگھٹ نکال لیتے ہیں اور کسی سے بات نہیں کرتے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ بری بات ہے پھر خصوصاً رمضان شریف میں پھر مسجد میں۔ البتہ جائز باتیں کرنی ہیں دین کی باتیں سیکھو سکھاؤ، پڑھو پڑھاؤ، بولو، خاموش رہنے کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے حضرت ابو بکر ﷺ نے حج کے موقع پر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ کسی سے بات نہیں کرتی اشاروں سے بات کرتی تھی۔ پوچھا اس عورت کو کیا مسئلہ ہے؟ بتایا گیا اس نے نذر مانی ہے کہ میں حج کے دوران احرام کی حالت میں کسی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ ابو بکر ﷺ نے فرمایا کہ بی بی! ہماری شریعت میں جائز نہیں ہے۔ کہنے لگی تم کون ہے؟ فرمایا میرا نام ابو بکر ﷺ ہے۔ کون ابو بکر ﷺ؟ فرمایا جو مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔ کہنے لگی خلیفہ کیا ہوتا ہے۔ جو مسلمانوں کا سربراہ ہے۔ آگے اس نے اور سوالات شروع کر دیئے۔ فرمایا پہلے تو بولتی نہیں تھی اور اب خاموش نہیں ہوتی۔ مشہور مقولہ ہے "مردہ نہ بولے، بولے تو کفن پھاڑ کے بولے۔" شعر ہے......

سنے جاتے نہ تھے تم سے میرے دن رات کے شکوے

کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

تو فرمایا میں نے آج کے دن خاموش رہنا ہے۔ باقی قصہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

❁ ❁ ❁

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ۝۲۷ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ۝۲۸ۖۚ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ۝۲۹ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝۳۰ لا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝۳۱ لا وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝۳۲ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝۳۳ ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ۝۳۴ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ لا سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝۳۵ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۳۶

فَاَتَتْ بِهٖ پس لے آئیں وہ اس کو قَوْمَهَا اپنی قوم کے پاس تَحْمِلُهٗ اٹھا رہی تھی اس کو قَالُوْا کہا قوم نے یٰمَرْیَمُ اے مریم لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا البتہ تحقیق لائی ہے تو ایک چیز اوپری یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ اے ہارون کی بہن مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ نہیں تھا آپ کا باپ بُرا آدمی وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا اور نہیں تھی آپ کی والدہ بدکار فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ پس اس نے اشارہ کیا بچے کی طرف قَالُوْا کہنے لگے كَیْفَ نُكَلِّمُ ہم کس طرح کلام کریں مَنْ اس سے كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا جو ہے گود میں بچہ قَالَ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ

بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ اس نے مجھے کتاب دی ہے وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے اَیْنَ مَا کُنْتُ میں جہاں بھی ہوں وَاَوْصٰنِیْ اور اس نے مجھے تاکید کی ہے بِالصَّلٰوۃِ نماز کی وَالزَّکٰوۃِ اور زکٰوۃ دینے کی مَا دُمْتُ حَیًّا جب تک میں زندہ رہوں وَّبَرًّا اور اچھا سلوک کروں بِوَالِدَتِیْ اپنی والدہ کے ساتھ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا اور نہیں بنایا مجھے جبر کرنے والا شَقِیًّا نامراد وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ اور سلام ہے مجھ پر یَوْمَ وُلِدْتُّ جس دن میں پیدا ہوا وَیَوْمَ اَمُوْتُ اور جس دن میں مرونگا وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اور جس دن میں کھڑا کیا جاؤں گا زندہ ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم قَوْلَ الْحَقِّ سچی بات ہے الَّذِیْ فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ جس میں یہ شک کرتے ہیں مَا کَانَ لِلّٰہِ نہیں ہے لائق اللہ تعالیٰ کے اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ کہ ٹھہرائے اپنے لئے اولاد سُبْحٰنَہٗ اس کی ذات پاک ہے اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا جس وقت طے کرتا ہے کسی چیز کو فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ پس پختہ بات ہے اس کو کہتا ہے کُنْ ہو جا فَیَکُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے وَرَبُّکُمْ اور تمہارا رب ہے فَاعْبُدُوْہُ پس تم اس کی عبادت کرو ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ یہی سیدھا راستہ ہے۔

پچھلی آیات میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت مریم علیہا السلام گھر سے باہر ایک بلند ٹیلے پر تشریف لے گئیں جس پر

درخت تھے، ایک کھجور کے خشک تنے کیساتھ ٹیک لگالی۔ وہاں پر نہ تو کوئی عورت خدمت کیلئے تھی اور نہ کھانے پینے کا کوئی انتظام تھا حالانکہ اس موقع پر ان چیزوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اکیلی تھیں ایک تو یہ پریشانی تھی اور دوسری پریشانی یہ تھی کہ لوگوں کو میں کس طرح مطمئن کروں گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے جبرائیل علیہ السلام نے چند قدم نیچے کھڑے ہوکر آواز دی کہ آپ پریشان نہ ہوں رب تعالیٰ نے تمہارے پاؤں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے اس سے پیو اور جس درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہو اس کو اپنی طرف ہلاؤ اس خشک درخت سے بغیر موسم کے کھجوریں گریں گی ان سے کھاؤ اور اپنے بچے کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو اور اگر کسی انسان کو دیکھو تو کہہ دینا اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا ''بیشک میں نے نذر مانی ہے رحمٰن کیلئے چپ رہنے کی۔'' آج میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ پہلا دن وہیں گذرا دوسرے دن وہاں سے چلیں رہائش کی طرف۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا پس حضرت مریم علیہا السلام لے آئیں اس بچے کو اپنی قوم کے پاس تَحْمِلُهٗ اٹھا رہی تھیں اس بچے کو گود میں۔ لوگوں نے دیکھا تو تعجب میں مبتلا ہوئے قَالُوْا کہنے لگے یٰمَرْیَمُ اے مریم لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا البتہ تحقیق لائی ہے تو ایک چیز اوپری۔ یہ تو نے بڑا برا کام کیا ہے شادی تمہاری ہوئی نہیں ہے بچہ کہاں سے آگیا؟ ایسے موقع پر اس کے علاوہ اور کیا تصور ہوسکتا ہے کہ بچہ حلالی نہیں ہے۔ بہت بُرا کام کیا ہے تو نے یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ اے ہارون کی بہن۔ یہ ہارون حضرت عمران بن ماثان کے بیٹے تھے حضرت مریم علیہا السلام کے بڑے بھائی تھے۔ بڑے نیک، پارسا اور صالح آدمی تھے بچہ بچہ ان کی نیکی اور پارسائی کو جانتا تھا۔ آپ ایسے نیک بھائی کی بہن ہیں یہ کیا حرکت کی ہے مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ نہیں تھا آپ کا باپ بُرا آدمی۔ مسجد

اقصیٰ کا امام، خطیب، روحانی پیشوا، لوگوں کا مرجع تھا، تم نے یہ کیا کیا ہے وَمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا اور نہیں تھی آپ کی والدہ حَنّہ بنت فاقوذ بدکار۔ آپ کا سارا خاندان نیکوں کا ہے......

؎ این خانہ ہمہ آفتاب است

ایسے نیک گھرانے میں یہ حرکت کہ تم بغیر شادی کے بچہ اٹھائے پھرتی ہو۔ دیکھو! ظاہری طور پر تو لوگوں کا شبہ بے جا نہ تھا۔ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ پس حضرت مریم علیہا السلام نے اشارہ کیا بچے کی طرف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو تم کون ہو کہاں سے آئے ہو یہ قصہ کیا ہے؟ قَالُوْا لوگ کہنے لگے كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ہم کیسے گفتگو کریں اس سے جو گود میں بچہ ہے۔ کیا یہ ہمارے سوالات کا جواب دے گا۔ عام حالات یہی ہیں کہ بچہ جوابات نہیں دے سکتا نہیں بولتا لیکن یہ تو نظام ہی سارے ضابطے سے ہٹ کر تھا۔

جن بچوں نے بچپن میں کلام کیا :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جن بچوں نے بچپن میں کلام کیا ہے ان میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ایک وہ بچہ ہے جس نے یوسف علیہ السلام کی صفائی بیان کی تھی جب زلیخا نے ان پر الزام لگایا تھا کہ اس نے مجھے چھیڑا ہے۔ ابن عَمِّهَا کے لفظ آتے ہیں۔ اسی کے چچا کے بیٹے نے صفائی دی تھی اور ابن خالتھا کے لفظ بھی آتے ہیں اسکی خالہ کا دودھ پیتا بچہ تھا۔ اس کی والدہ سودا لینے کیلئے بازار چلی گئی تھی اور بچے کو اس کے پاس چھوڑ گئی تھی جب یہ معاملہ ہوا تو بچہ بولا اٹھا۔ اور تیسرا بچہ وہ تھا جس نے حضرت جریجؒ کی صفائی بیان کی تھی۔ جریج ایک پادری تھا جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گذرا ہے۔ آپ ﷺ

ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے تھے۔اس وقت وہ مذہب حق تھا۔جریج جنگل میں رہتا اللہ اللہ کرتا تھا ایک عورت بکریاں چرانے والی ان کے پاس آئی کہنے لگی میری خواہش پوری کروانہوں نے کہا توبہ توبہ میں اپنی بیوی کو چھوڑ کر جنگل میں اللہ اللہ کرنے آیا ہوں میں یہ حرام کام نہیں کرتا۔اس عورت نے کسی چرواہے کیساتھ رابطہ کیا بدکاری کی حاملہ ہوگئی اس سے پوچھا گیا کہ تیری شادی نہیں ہوئی یہ بچہ کس کا ہے؟ کہنے لگی جریج کا ہے۔لوگ آئے اس کو مارا پیٹا اور اس کی جھونپڑی بھی گرادی ہوش آئی تو انہوں نے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ مجھے کیوں مارا ہے؟ کہنے لگے تو نیک بنتا پھرتا ہے اور عورتوں کو حاملہ کرتا ہے یہ سارا تو نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔اس نے کہا بتلاؤ تو سہی بات کیا ہے؟ کہنے لگے فلاں عورت نے بچہ جنا ہے اور کہتی ہے کہ وہ بچہ جریج کا ہے۔فرمایا مجھے وہاں لے جاؤ بچے کے پاس جا کر فرمایا بچے بتلا من ابوک اے کاکے! بتلاؤ تمہارا باپ کون ہے؟ اس دو تین دن کے بچے نے بول کر بتلایا کہ فلاں چرواہا ہے۔اب لگے معافیاں مانگنے کہ ہم آپ کو سونے کا محل بنا دیں گے۔ اس نے کہا نہیں بس تم میری جھونپڑی بنا دو۔باقی جو تم نے میری مرمت کی ہے یہی کافی ہے۔تو گود میں بولنے والے بچوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس سے کس طرح بات کریں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے قَالَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔بولتے ہی عیسائیت پر کاری ضرب لگائی۔عیسائیوں کا ایک فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہتا ہے۔اور ایک کہتا ہے کہ خدائی کا رکن ہیں اور ایک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان میں گڈمڈ ہو گیا ہے۔پہلی بات ہی یہ فرمائی کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور سب کی تردید فرما دی اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ اس نے مجھے کتاب دی ہے یعنی کتاب دینے کا میرے ساتھ

وعدہ فرمایا ہے، انجیل کا وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے۔ بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کردی تھی وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے برکت والا بنایا ہے اَیْنَ مَا كُنْتُ میں جہاں بھی ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں بھی ہوتے تھے لوگوں کی اخلاقی تربیت کرتے تھے، مسائل بتاتے تھے، بیمار آتے تھے ان کو دم کرتے تھے دعا کرتے تھے، اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے رب تعالیٰ ان کو ٹھیک کردیتا تھا، برص والوں کو ہاتھ پھیرتے تھے وہ ٹھیک ہوجاتے تھے، مٹی کی چڑیا بنا کر پھونک مارتے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑ جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چند مردے زندہ کیے۔ برکت ہی برکت تھے۔ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تاکید کی نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دو نمازیں تھیں اور جب تک وہ آسمان پر رہیں گے دو نمازیں ہی پڑھیں گے اور پڑھتے ہیں۔

قادیانیوں کے شوشے کا جواب :

قادیانیوں کا یہ شوشہ کہ وضو کہاں کرتے ہیں اور کس طرف چہرہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے شوشوں کیساتھ حق کو باطل نہیں کیا جاسکتا۔ وہاں جو بھی شکل وصورت ہے اور جو ان کے شان کے لائق ہے اس کے مطابق پڑھتے ہیں جب تشریف لائیں گے ان کے پاس مال ہوگا، زکوٰۃ بھی دیں گے اور نازل ہونے کے بعد پانچ نمازیں پڑھیں گے جو ہماری ہیں۔ پہلی نماز فجر کی ہوگی جو دمشق شہر میں جامع مسجد اموی میں پڑھیں گے۔ امامت مہدی علیہ السلام کرائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے اس کے بعد جہاں عیسیٰ علیہ السلام ہونگے وہ خود نماز پڑھائیں گے لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ اور مجھے رب نے تاکید کی ہے والدہ کیساتھ اچھا سلوک کرنے کی۔

دیکھو! پہلے تم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بیان میں پڑھا ہے وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ کہ مجھے رب تعالیٰ نے ماں باپ دونوں کیساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے اور یہاں فرمایا بِوَالِدَتِیْ والدہ کیساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ہوتا تو اس کا بھی ذکر ہوتا۔ فرمایا وَلَمْ يَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِيًّا اور نہیں بنایا مجھے جبر کرنے والا، ضدی نہیں بنایا کہ اپنی منواؤں اور کسی کی نہ سنوں اور نامراد بھی نہیں بنایا وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا وَيَوْمَ اَمُوْتُ اور جس دن میں مرونگا وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا اور جس دن میں کھڑا کیا جاؤں گا زندہ۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر :

صحیح احادیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر چالیس سال حکومت کریں گے اور فَجِّ روحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج اور عمرہ بھی کریں گے۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری قبر پر تشریف لائیں گے اور مجھے سلام کریں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا اور وہ اس جواب کو سنیں گے۔ آج مسئلہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دور سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے میرے پاس پہنچاتے ہیں اور جو میری قبر کے پاس پڑھتا ہے وہ میں خود سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں لیکن سلام کرنے والا اس جواب کو نہیں سنتا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب خود سنیں گے اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور آپ ﷺ کے روضہ اقدس میں مدفون ہونگے۔ تین قبریں اس وقت وہاں موجود ہیں۔ ایک آنحضرت ﷺ کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اور ایک قبر کی جگہ خالی ہے وہاں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کئے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذٰلِکَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم جن کی ولادت کا ذکر، والدہ کا ذکر اور بچپن میں بولنے کا ذکر ہوا ہے قَوۡلَ الۡحَقِّ سچی بات ہے الَّذِیۡ فِیۡہِ یَمۡتَرُوۡنَ جس میں یہ شک کرتے ہیں شک کرنے والے۔اتنی واضح بات کے بعد بھی یہودی آج تک اس بات پر مصر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حلال زادے نہیں ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۶ میں ہے وَقَوۡلِهِمۡ عَلٰی مَرۡیَمَ بُهۡتَانًا عَظِیۡمًا اور بوجہ ان کے کہنے کے حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم۔'' کہ اس کا بچہ حرام کا ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔اب اس ضد کا دنیا میں کوئی علاج ہے؟ مَا کَانَ لِلّٰهِ اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ نہیں ہے لائق اللہ تعالیٰ کے کہ ٹھہرائے اپنے لئے اولاد۔رب کی شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے۔اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے۔وہ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ہے۔نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے۔اللہ تعالیٰ کی نہ والدہ ہے، نہ والد ہے، نہ بیوی ہے، نہ بیٹا ہے، نہ بیٹی ہے۔ان تمام چیزوں سے رب تعالیٰ کی ذات پاک اور صاف ہے سُبۡحٰنَهٗ اس کی ذات پاک ہے اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا جس وقت طے کرتا ہے کسی چیز کو جب وہ کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ پس پختہ بات ہے اس کو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔رب تعالیٰ کیلئے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی بیان چلا آ رہا ہے۔فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیۡ وَرَبُّکُمۡ اور بیشک میرا رب اللہ ہے اور تمہارا رب اللہ ہے فَاعۡبُدُوۡهُ پس تم اس کی عبادت کرو۔یہ ساری تقریر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد کی ہے۔سب مردوں عورتوں نے سنی، بوڑھوں بچوں نے سنی کیونکہ لوگ اس وقت تواتر کیساتھ اکٹھے ہو گئے تھے مگر یہودی بے ایمان ابھی تک اسی پر مصر ہیں

وہ حلال زادے نہیں ہیں ۔تو فرمایا میرا رب بھی اللہ ہے اور تمہارا رب بھی اللہ ہے اسی کی عبادت کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہی سیدھا راستہ ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی پر چلو کسی اور راستے پر نہ چلو۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَیْهَا وَ اِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ پس اختلاف کیا گروہوں نے مِنْۢ بَیْنِهِمْ آپس میں فَوَیْلٌ پس خرابی ہے لِّلَّذِیْنَ ان لوگوں کیلئے كَفَرُوْا جنہوں نے انکار کیا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ بڑے دن کی حاضری کے وقت اَسْمِعْ بِهِمْ کیا ہی سننے والے ہونگے وَ اَبْصِرْ اور کیا ہی دیکھنے والے ہونگے یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا جس دن ہمارے پاس آئیں گے لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ لیکن ظالم الْیَوْمَ آج کے دن فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کھلی گمراہی میں ہیں وَ اَنْذِرْهُمْ اور آپ ڈرائیں ان کو یَوْمَ الْحَسْرَةِ حسرت والے دن سے اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ جس وقت طے کیا جائے گا معاملہ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ اور وہ غفلت میں ہیں وَّ هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ اور وہ ایمان نہیں لاتے اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ بیشک ہم وارث ہونگے زمین کے وَ مَنْ عَلَیْهَا اور جو کچھ اس پر ہے وَ اِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے۔

پہلے رکوع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ

السلام نے آ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مریم علیہا السلام کو بچے کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے تعجب سے کہا کہ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا نہ میری شادی ہوئی ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر :

فرمایا اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اسی حالت میں آپ کو بچہ دیں گے۔ گریبان میں پھونک ماری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود حضرت مریم کے پیٹ میں تیار ہوگیا۔ پیدائش کے وقت گھر سے دور ایک کھجور کے تنے کیساتھ ٹیک لگا کر بیٹھیں کھانے پینے کیلئے پاس کچھ نہیں ہے نہ کوئی سہارا دینے والا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو فرشتے نے چند قدم نیچے کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاؤں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے اس سے پانی پیو اور کھجور کے تنے کو ہلاؤ، کھجوریں گریں گی کھجوریں کھاؤ اور بچے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو اور جو کوئی تمہارے ساتھ بات کرنا چاہے تو کہنا کہ میں نے آج کے دن نہ بولنے کی نذر مانی ہے۔ دوسرا دن ہوا بچے کو اٹھا کر لے گئیں قوم دیکھ کر حیران ہوگئی کہ یہ کیا قصہ ہے کیونکہ سب کو علم تھا کہ حضرت مریم کا نکاح کسی کے ساتھ نہیں ہوا نیک، پرہیز خاندان کی عورت ہے اس نے کیا حرکت کی ہے؟ کہنے لگے مریم یہ تو نے کیا برا کام کیا ہے تمہارا بھائی نیک، والد نیک، والدہ نیک، نیک گھرانے میں تمہاری تربیت ہوئی ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام خدا کے پیغمبر ان کی بیوی تمہاری خالہ نیک خاتون آپ نے یہ کیا حرکت کی ہے۔ کہنے لگی اس سے پوچھو کہاں سے آیا ہے؟ لوگوں نے کہا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ”ہم اس سے کیسے بات کریں جو گود میں اٹھایا ہوا بچہ ہے۔“ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ

وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ''میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے میرے ساتھ نبوت دینے کا وعدہ کیا ہے اور کتاب دینے کا وعدہ کیا۔'' لمبی چوڑی تقریر فرمائی اور آخر میں فرمایا یاد رکھنا! اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ ''بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے'' اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ کی تفسیر :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہی رب تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ م بَیْنِھِمْ۔ اَحْزَاب حزب کی جمع ہے۔ حزب کا معنیٰ ہے گروہ۔ معنیٰ ہوگا پس اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں۔ ان گروہوں سے کون سے گروہ مراد ہیں؟ تو گروہوں کی تفسیر یہ کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں نے غلط نظریہ قائم کیا اور کہا کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ حلال زادے نہیں ہیں۔ چنانچہ چھٹا پارہ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۶ میں وَ قَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا عَظِیْمًا ''اور ان یہودیوں کے کہنے کی وجہ سے حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم۔'' یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے اور وہ اسی پر مصر ہیں کہ معاذ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حلال زادے نہیں ہیں اور عرب کے مشرکوں نے بھی مذاق اڑایا اور کہا ءَ اٰلِھَتُنَا خَیْرٌ اَمْ ھُوَ مَا ضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا [زخرف: ۵۸] ''کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ انہوں نے یہ مثال نہیں بیان کی آپ کے سامنے مگر جھگڑا کرنے کیلئے۔'' عربوں کے حافظے بڑے قوی ہوتے تھے کہتے تھے ہم اپنے الٰہوں کی ولدیت اور نسب نامہ سناتے ہیں تم سچے ہو تو عیسیٰ علیہ السلام کا سناؤ اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو رب بنایا، رب کا بیٹا بنایا، خدائی کا رکن بنایا۔ تو ایک تفسیر کے مطابق گروہوں سے مراد یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کے گروہ مراد ہیں۔

عیسائیوں کے گروہ :

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ احزاب سے عیسائیوں کے گروہ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بنے۔ایک ہے نسطوریہ جو یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدائی کا رکن ہیں ثَالِثُ ثَلٰثَه خدا تین ہیں۔جنکی قوت اور طاقت کیساتھ دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات، دوسرے عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے رکن کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں۔ایک گروہ کہتا ہے کہ تیسرا رکن روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور ایک گروہ کہتا ہے کہ تیسرا رکن حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔دوسرا فرقہ یعقوبیہ ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ میں گڈمڈ ہیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ [مائدہ:۱۷] ”البتہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا بیشک اللہ تعالیٰ بعینہٖ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔“ ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ذاتاً تو علیحدہ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات الگ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات الگ ہے مگر اب ایک ہو گئے ہیں۔جیسے لوہے کو آگ میں ڈال دو تو اس میں آگ کی تاثیر آجاتی ہے اور آگ کی طرح لوہا بھی جلتا ہے۔عیسیٰ علیہ السلام عبادت کرتے کرتے خدا میں گڈمڈ ہو گئے ہیں اب جو کام عیسیٰ علیہ السلام کرتے ہیں، مردوں کو زندہ کرنا، برص والوں کو باذن اللہ ٹھیک کرنا، مادرزاد اندھوں کو ٹھیک کرنا، یہ دراصل اللہ تعالیٰ کرتا تھا جو عیسیٰ علیہ السلام کے اندر حلول کئے ہوئے تھے۔ میری کتاب ہے ”عیسائیت کا پس منظر“ اس میں مَیں نے اس فرقے سے سوال کیا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ ایک ہیں تو سوال یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

بقول تمہارے جیسا کہ چاروں انجیلوں میں موجود ہے کہ سولی پر لٹکایا گیا معاذ اللہ تعالیٰ، کیا اس وقت اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے اندر تھا یا نہیں تھا؟ اگر تھا تو پھر تو دونوں سولی پر لٹک گئے پھر تو خدا بھی ساتھ ہی ختم ہو گیا معاذ اللہ تعالیٰ۔ اور اگر اس وقت اللہ تعالیٰ اندر سے نکل گیا تھا تو پھر ایک تو نہ ہوئے بلکہ علیحدہ علیحدہ ہوئے۔ بات سمجھ میں آ رہی ہے نا؟ اور چاروں انجیلوں میں یہ بھی موجود ہے بقول تمہارے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکانے لگے تو انہوں نے فریاد کی اِیلِیْ اِیلِیْ لِمَا سَبَقْتَنِیْ ۔ اِیل رب کو کہتے ہیں۔ اے میرے رب، اے میرے رب! آپ نے مجھے ان میں کیوں پھنسا دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام میں خدائی اختیارات تھے اور آج تم دنیا میں تبلیغ کر رہے ہو کہ یسوع مُنجِی ہیں ہمارے نجات دہندہ ہیں تو ان کو خدا کے سامنے فریاد کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر بقول تمہارے وہ سولی پر لٹکا دیئے گئے تو وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے تو جو اپنے آپ کو نہ بچا سکے وہ دوسروں کو کیا نجات دیں گے۔ الحمد للہ! ہمارا عقیدہ بالکل کھرا، صاف اور صحیح ہے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ "نہ انہوں نے ان کو قتل کیا ہے اور نہ سولی پر لٹکایا ہے۔ اور فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا اور انہوں نے نہیں قتل کیا عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا اپنی طرف روح اور جسم کیساتھ۔" [سورۃ النساء: ۱۵۷] اور قیامت سے پہلے نازل ہونگے۔ تو اس تفسیر کے مطابق احزاب سے عیسائیوں کے تین فرقے مراد ہیں۔ تیسرا فرقہ ملکائیہ کا ہے۔ جو کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ تو ایک فرقہ یعقوبیہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کیا ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ نسطوریہ ہے جو کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدائی کا تیسرا رکن ہیں اور تیسرا فرقہ ملکائیہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا پس خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے کفر کیا حق کا انکار کیا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ بڑے دن کی حاضری کے وقت۔ مَشْهَدُ کو ظرف کا صیغہ بھی قرار دیا گیا ہے پھر ظرف زمان بھی اور ظرف مکان بھی بن سکتا ہے۔ظرف زمان ہو تو معنیٰ ہوگا بڑے دن کی حاضری کے زمانے میں۔اور ظرف مکان ہو تو معنیٰ ہوگا بڑے دن کی حاضری کی جگہ خرابی ہوگی جہاں سارے کافر ہونگے اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی اور مَشْهَدُ کو مصدر میمی بھی قرار دیا گیا ہے۔تو اس وقت معنیٰ ہوگا خرابی ہے ان کیلئے بڑے دن کے حاضر ہونے کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہوگی ، سچی عدالت میں حاضری ہوگی اس وقت ان کیلئے خرابی ہوگی۔ اَسْمِعْ بِهِمْ ۔یہ تعجب کا صیغہ ہے، کیا ہی سننے والے ہونگے وَاَبْصِرْ یہ بھی تعجب کا صیغہ ہے۔اور کیا ہی دیکھنے والے ہونگے یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے۔دنیا میں جو اندھے ہیں یا نگاہ کمزور ہے ان کی نگاہیں بھی ٹھیک کر دی جائیں گی ، بہروں کے کان ٹھیک کر دیئے جائیں گے ، بڑا دیکھیں گے ، بڑا سنیں گے اور جوان پڑھ ہیں مرد عورتیں سب کو اللہ تعالیٰ پڑھنے کی قوت عطا کریں گے۔ یہ اپنا پرچہ خود پڑھیں گے۔سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۴ میں ہے اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ”پڑھ اپنی کتاب کافی ہے تیرا نفس آج کے دن محاسبہ کرنے والا“ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے! اپنا اعمال نامہ خود پڑھ۔جب ایک دو صفحے پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے هَلْ ظَلَمَکَ کَتَبَتِیْ ”یہ بتلا میرے فرشتوں نے تجھ پر کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ کہے گا نہیں۔ اور پڑھو۔چند صفحے اور پڑھے گا پھر رب تعالیٰ پوچھیں گے میرے فرشتوں نے تجھ پر کوئی زیادتی تو نہیں کی جو جرم تم نے نہ کیا ہو وہ لکھ دیا ہو اور نیکی درج نہ کی ہو؟ کہے گا نہیں جو کچھ

میں نے کیا ہے وہی کچھ لکھا ہوا ہے۔ پھر مارے تعجب کے کہے گا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا [کہف:۴۹] ''کیا ہے اس کتاب کو نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو اور نہ بڑی چیز کو مگر اس نے اس کو سنبھال رکھا ہے۔'' تو فرمایا کیا ہی سننے والے ہونگے اور کیا ہی دیکھنے والے ہونگے جس دن ہمارے پاس آئیں گے لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ لیکن ظالم آج کے دن کھلی گمراہی میں ہیں وَاَنْذِرْهُمْ اور اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کو ڈرائیں يَوْمَ الْحَسْرَةِ افسوس والے دن سے۔ قیامت کا دن ہوگا يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ ''جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا کاش کہ میں نے فلانے کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔'' [فرقان:۲۸]

غلط یار بنانے والے افسوس کریں گے :

وہ حسرت اور افسوس والا دن ہوگا اور کہے گا يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا [فرقان] ''کاش کہ میں نے بنالیا ہوتا رسول کیساتھ راستہ۔'' تو فرمایا آپ ان کو اس دن سے ڈرائیں اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ جس وقت طے کیا جائے گا معاملہ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ اور وہ غفلت میں ہیں وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور وہ ایمان نہیں لاتے۔ یہ سب چیزیں ان کے سامنے آجائیں گی اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ بیشک ہم زمین کے وارث ہونگے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی مالک ہے لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [جاثیہ:۲۷] ''اللہ تعالیٰ کیلئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔'' ہمارے تو محض دعوے ہی دعوے ہیں کہ یہ میری زمین ہے، یہ میرا مکان ہے، یہ میرا کارخانہ ہے، یہ میری جائیداد ہے یہ تیری جائیداد ہے۔ یہ میری تیری کچھ بھی نہیں ہے حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، مجازی طور پر بندے ہیں۔ تو فرمایا ہم

زمین کے وارث ہونگے وَمَنْ عَلَيْهَا اور اس مخلوق کے بھی ہم وارث ہونگے جو زمین پر ہے وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے۔ سچی عدالت قائم ہو گی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ حق اور باطل کا فیصلہ ہوگا، سچ اور جھوٹ بالکل نکھر جائے گا، ایمان اور توحید کا فرق ہوگا، کفر اور اسلام کا فرق ہوگا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نیکوں کو کامیاب فرمائے گا۔

❁❁❁

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾

وَاذْكُرْ اورذکرکر فِي الْكِتٰبِ کتاب میں اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اِنَّهٗ بیشک وہ ابراہیم علیہ السلام كَانَ صِدِّيْقًا تھے وہ بڑے سچے نَّبِيًّا نبی اِذْ قَالَ جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے لِاَبِيْهِ اپنے والدکو يٰۤاَبَتِ اے میرے باپ لِمَ تَعْبُدُ کیوں تم عبادت کرتے ہو مَا اس چیز کی لَا يَسْمَعُ جونہیں سنتی وَلَا يُبْصِرُ اورنہیں دیکھتی وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا اوروہ نہیں کام آسکتی آپ کے کچھ بھی يٰۤاَبَتِ اے میرے اباجان اِنِّيْ بیشک میں قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ تحقیق آیا ہے میرے پاس علم سے مَا لَمْ يَاْتِكَ جوآپ کے پاس نہیں آیا فَاتَّبِعْنِيْۤ پس آپ میری پیروی کریں اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا میں راہنمائی کروں گا آپ کی

سیدھے راستے کی یٰۤاَبَتِ اے میرے باپ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ آپ نہ عبادت کریں شیطان کی اِنَّ الشَّیْطٰنَ بیشک شیطان کَانَ ہے لِلرَّحْمٰنِ رحمان کیلئے عَصِیًّا نافرمان یٰۤاَبَتِ اے میرے اباجان اِنِّیْۤ بیشک میں اَخَافُ خوف کرتا ہوں اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ کہ آپ کو پہنچے عذاب مِّنَ الرَّحْمٰنِ رحمان کی طرف سے فَتَکُوْنَ پس آپ ہوجائیں لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا شیطان کے ساتھی قَالَ کہا والد نے اَرَاغِبٌ کیا اعراض کرتے ہو اَنْتَ تم عَنْ اٰلِھَتِیْ میرے الہوں سے یٰۤاِبْرٰھِیْمُ اے ابراہیم لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ اگر تم باز نہ آئے لَاَرْجُمَنَّکَ البتہ میں آپ کو سنگسار کردوں گا وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا اور چھوڑ دے تو مجھے زمانہ بھر قَالَ کہا ابراہیم علیہ السلام نے سَلٰمٌ عَلَیْکَ سلام ہو تم پر سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ عنقریب میں تمہارے لئے بخشش مانگوں گا رَبِّیْ اپنے رب سے اِنَّهٗ بیشک وہ کَانَ ہے بِیْ حَفِیًّا مجھ پر بڑی شفقت کرنے والا۔

پہلے تم نے حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات بڑی تفصیل سے سنے۔ اب پیغمبروں میں سے چوتھا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علاقہ عراق تھا اور نمرود ابن کنعان بڑا ظالم اور جابر اور مشرک بادشاہ تھا کُوثٰی بروزن طُوبیٰ شہر کا نام تھا۔ آج کے جغرافیہ میں اس کا نام اُر ہے۔ اور اب وہ چھوٹا سا شہر ہے اس وقت بہت بڑا شہر اور دارالخلافہ ہوتا تھا۔

نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی درمیانی مدت :

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد سترہ سو نو (۱۷۰۹) سال گذر چکے تھے

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا جس کا ذکر سورۃ انعام آیت نمبر ۷۴ میں ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ ''اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد آزر کو۔'' یہ آزر اس وقت مذہبی ادارے کا انچارج تھا۔ بت خانے بنانا، بت بنانا، وہاں لوگوں کو مقرر کرنا اس کی ذمہ داری تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں دو طرح کا شرک تھا۔ ایک بتوں کی پوجا کرنا اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ''کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے۔'' دوسرا ستارہ پرستی۔ چاند سورج، ستاروں میں خدائی کرشمے مانتے تھے۔ دیکھو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج میں حرارت اور روشنی کی خاصیت رکھی ہے چاند اور ستاروں میں بھی خاصیات ہیں لیکن خدائی اختیارات ان میں سے کسی کے اندر نہیں ہیں۔ خدائی اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ نہ اس نے فرشتوں کو دیئے ہیں نہ انسانوں کو دیئے ہیں اور نہ جنوں کو۔ تو ان میں شرک کی دو قسمیں تھیں۔ کواکب پرستی اور اصنام پرستی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور ان کیلئے مبعوث فرمایا۔

اس کا ذکر ہے وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اور ذکر کر کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اِنَّهٗ كَانَ بیشک ابراہیم علیہ السلام تھے صِدِّيْقًا نَّبِيًّا بڑے سچے نبی۔ نبی کا معنٰی ہے لوگوں کو رب کے احکام کی خبر دینے والا۔ اور رسول کا معنٰی ہے پیغام پہنچانے والا، رب تعالیٰ کے احکام مخلوق تک پہنچانے والا اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ جب فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو جس کا نام آزر تھا يٰۤاَبَتِ اے میرے ابا جان لِمَ تَعْبُدُ کیوں تم عبادت کرتے ہو مَا اس چیز کی جو لَا يَسْمَعُ نہ وہ سنتی ہے وَلَا يُبْصِرُ اور نہ وہ دیکھتی ہے وَلَا يُغْنِىْ عَنْكَ شَيْئًا اور نہ وہ کفایت کر سکتی ہے آپ کو کسی شے کی۔ بت کیا سنیں گے اور کیا

دیکھیں گے سورج، چاند، ستاروں میں بیشک اللہ تعالیٰ نے روشنی رکھی ہے لیکن وہ لوگوں کی حاجات تو نہیں سن سکتے نہ پوری کر سکتے ہیں، نہ لوگوں کو دیکھ سکتے ہیں جو تاثیر رب تعالیٰ نے ان میں رکھی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ بلکہ اگر ذرا غور کیساتھ سوچا جائے تو باوجود اس کے کہ ان کے اجسام بہت بڑے ہیں لیکن وہ انسان جتنا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

مخلوقات میں سب سے زیادہ اختیارات اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں :

انسان کے پاس اختیارات ان سے زیادہ ہیں۔ وہ اس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کیلئے ایک لائن مقرر کی ہے اور ایک رفتار مقرر فرمائی ہے کیا مجال ہے کہ سورج اپنی لائن چھوڑ دے یا رفتار میں تیزی لے آئے یا کسی جگہ اڑ کر کھڑا ہو جائے کہ میں آگے نہیں جاؤں گا۔ ہرگز ہرگز نہیں ! بے بس ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اٹھنے بیٹھنے کا اختیار دیا ہے، چلنے پھرنے کا اختیار دیا ہے، دائیں بائیں طرف جانے کا اختیار دیا ہے، دوڑنے اور آہستہ چلنے کا اختیار دیا ہے، پیچھے مڑنے کا اختیار دیا ہے، اے انسان تجھے اللہ تعالیٰ نے چاند، سورج سے زیادہ اختیار دیا ہے وہ مجبور ہیں۔ لیکن جب عقل ماری جائے تو ہوش وحواس اڑ جاتے ہیں اور زیادہ اختیار والا انسان مجبور چاند، سورج، ستاروں کی پوجا کرنے لگ جاتا ہے۔ بھئی ! تیرے پاس اختیارات زیادہ ہیں تو ان کی پوجا کس لئے کرتا ہے اپنے ہاتھوں سے بت بنا کر ان کی پوجا کرتا ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے ابا جان ! ایسوں کی پوجا کیوں کرتا ہے جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ تیرے کوئی کام آسکتے ہیں۔ یٰۤاَبَتِ اے میرے باپ اِنِّیْ بیشک میں قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ تحقیق آچکا ہے میرے پاس علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مَا لَمْ یَاْتِکَ جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے

مجھے نبوت ورسالت کا علم دیا ہے ابا جان فَاتَّبِعْنِیْٓ پس آپ میری پیروی کریں۔ میری بات مان لیں اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا میں راہنمائی کروں گا آپ کی سیدھے راستے کی۔ دنیا میں بھی عذاب سے بچ جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذاب سے بچ جاؤ گے۔

براہِ راست شیطان کی پوجا کوئی نہیں کرتا :

یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اے میرے باپ آپ نہ عبادت کریں شیطان کی۔ براہ راست تو شیطان کی پوجا کوئی نہیں کرتا لیکن شیطان کی بات مان کر غیر اللہ کی پوجا کرنا گویا شیطان کی پوجا کرنا ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۱ میں ہے وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ ''اور بیشک شیاطین القا کرتے ہیں بری باتوں کا اپنے دوستوں کی طرف وَاِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْنَ اور اگر تم ان کی بات مانو گے تو بیشک تم بھی شرک کرنے والے بن جاؤ گے۔'' شیطان کی اطاعت کرنا بھی شرک ہے۔ رب تعالیٰ کا حکم چھوڑ کر شیطان کے حکم پر چلنے سے بڑا شرک کیا ہے؟ تو فرمایا ابا جان میری پیروی کر شیطان کی پوجا نہ کر اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا بیشک شیطان ہے رحمان کیلئے نافرمان۔ وہ تو رحمان کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا جب رب تعالیٰ نے فرشتوں کیساتھ اس کو بھی حکم دیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس مَا لَکَ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ''کیا ہے تجھ کو کہ تو سجدہ کرنے والوں کیساتھ نہ ہوا۔ کہنے لگا لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ [حجر:۳۳] ''میں نہیں ہوں کہ سجدہ کروں انسان کے سامنے جس کو پیدا کیا تو نے بجنے والی متغیر سڑے ہوئے گارے سے۔'' خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ [اعراف:۱۲] ''مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے۔'' آگ میں شعلہ ہے بلندی ہے مٹی پاؤں کے نیچے روندی جاتی

ہے اس میں کوئی روشنی تپش نہیں ہے۔ میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کرتا۔ پھر رب تعالیٰ کیساتھ مقابلہ شروع کر دیا اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ [بنی اسرائیل:۶۲]'' بھلا بتلائیں یہ شخص جس کو تو نے بزرگی بخشی ہے مجھ پر اگر آپ مجھے مہلت دیں گے قیامت تک تو میں قابو کروں گا اس کی اولاد کو مگر بہت تھوڑے۔'' تو شیطان تو رب کا بڑا نافرمان ہے اس کی پوجا نہ کریں۔

یٰۤاَبَتِ اے میرے باپ اِنِّیْۤ اَخَافُ بیشک میں خوف کرتا ہوں اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ کہ پہنچے آپ کو عذاب رحمان کی طرف سے، دنیا کا عذاب، قبر کا عذاب اور آخرت کا عذاب فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا پس آپ ہو جائیں گے شیطان کے ساتھی۔ کتنے پیارے انداز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو دعوت دی۔ یٰۤاَبَتِ یٰۤاَبَتِ یٰۤاَبَتِ اے میرے باپ! اے میرے باپ! اے میرے باپ! اب والد کا جواب سنو! قَالَ کہا ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر نے اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ کیا تم اعراض کرتے ہو میرے معبودوں سے یٰۤاِبْرٰھِیْمُ اے ابراہیم لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ اگر تم باز نہ آئے لَاَرْجُمَنَّکَ البتہ میں آپ کو پتھر مار مار کے سنگسار کر دوں گا۔ شادی شدہ مرد عورت سے بدکاری ثابت ہو جائے تو ان کی سزا رجم ہے، پتھروں کیساتھ مارنا۔ اور امام بخاریؒ وغیرہ لَاَرْجُمَنَّکَ کا ترجمہ کرتے ہیں کہ میں تجھے گالیاں دوں گا اور رجم کا معنیٰ گالیاں دینا بھی آتا ہے۔ وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا اور چھوڑ دے تو مجھے زمانہ بھر، عمر بھر۔ مَلِیًّا کا معنیٰ سارا زمانہ۔ یعنی آپ میرے ساتھ اس سلسلے میں کبھی گفتگو نہ کرنا کیونکہ تم میرے معبودوں کی توہین کرتے ہو قَالَ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سَلٰمٌ عَلَیْکَ ابا جان میری طرف سے آپ پر سلامتی ہو میں کچھ نہیں کہوں گا، نہ تمہیں پتھر ماروں گا، نہ گالیاں

دوں گا سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ عنقریب میں تمہارے لئے بخشش مانگوں گا اپنے رب سے اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِيًّا بیشک وہ ہے مجھ پر بڑی شفقت کرنے والا مہربان۔ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۸۶ میں ہے وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّالِّيْنَ ''اے میرے پروردگار! معاف کردے میرے باپ کو بیشک وہ ہے گمراہوں میں سے۔'' اب سوال یہ ہے کہ مشرک کیلئے تو مغفرت کی دعا جائز نہیں ہے؟ تو اس کے متعلق سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱۴ میں ہے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ''اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کیلئے مگر ایک وعدے کی بنا پر جو انہوں نے اس سے کیا تھا پس جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کیلئے کہ وہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔'' پھر دعا نہیں کی۔ پہلے جو دعا کی تھی اس کا معنٰی ہے کہ اس کو ہدایت دے، حق کی توفیق دے، اسلام قبول کرے، اسکو بخش دے اور جب بات واضح ہو گئی کہ کفر چھوڑنے والا نہیں ہے تو پھر ابراہیم علیہ السلام نے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ

وَاَعۡتَزِلُكُمۡ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَاَدۡعُوۡا رَبِّیۡ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾ ع

وَاَعۡتَزِلُكُمۡ اور میں کنارہ کشی کرتا ہوں تم سے وَمَا اوران سے بھی تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے وَاَدۡعُوۡا رَبِّیۡ اور میں پکارتا ہوں اپنے رب کو عَسٰۤی قریب ہے اَلَّاۤ اَكُوۡنَ کہ میں نہ ہوں بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا اپنے رب کو پکارنے کی وجہ سے نامراد فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ پس جس وقت وہ جدا ہوئے ان سے وَمَا اوران سے یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ جن کی وہ عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ عطا کیا ہم نے ان کو اسحاق علیہ السلام وَیَعۡقُوۡبَ اور یعقوب علیہ السلام وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِیًّا اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا وَوَهَبۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا اور دی ہم نے ان کو اپنی طرف سے رحمت وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اور بنائی ہم نے ان کیلئے لِسَانَ صِدۡقٍ شہرت سچائی کی عَلِیًّا بلند۔

ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود میں ڈالنے کا واقعہ :

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اس رکوع کی ابتداء میں کافی تفصیل کیساتھ بیان

ہو چکا ہے کہ ان کا علاقہ عراق تھا جس کا دارالخلافہ شہر کوثی بروزن طوبیٰ تھا۔ نمرود ابن کنعان بادشاہ تھا جو کہ جابر، ظالم اور کٹر قسم کا مشرک تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد آزر اس کا وزیر مذہبی امور تھا۔ آزر کی ڈیوٹی بت بنانا، بت خانے بنانا اور ان میں عملہ مقرر کرنا تھی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس نے بت گر کے گھر بت شکن پیدا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقابلہ وقت کے بادشاہ، باپ اور برادری کیساتھ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبوت ملنے کے بعد اسّی سال اس علاقے میں رہے۔ اتنے طویل عرصے میں بیوی سارہ کے علاوہ کوئی ساتھ دینے والا نہیں تھا۔ اور حضرت لوط علیہ السلام بن حاران بن آذر ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے۔ پیغمبر پیدائشی طور پر موحد ہوتا ہے۔ نبوت ملنے سے پہلے بھی ایک لمحہ کیلئے بھی شرک نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فطرتاً توحید ان میں رکھی ہوتی ہے۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کا بھٹہ تیار کیا اور اس میں بہت زیادہ ایندھن ڈالا۔ اس وقت کے انجینئر ھیزم نے ایک آلہ تیار کیا جس کا نام منجنیق تھا جو بغیر بارود کے چلتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ننگا کر کے جُرِّدَ عَنِ الثِّيَاب رسیوں کیساتھ خوب باندھ کر منجنیق کے ذریعے آگ کے درمیان میں ڈال دیا گیا اور مخلوق کیساتھ ظالم جابر بادشاہ نمرود ابن کنعان اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی تماشائی تھے۔ کنارے پر بیٹھے دیکھ رہے تھے، مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے اکٹھے تھے عجیب منظر تھا۔ جس وقت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا مشرک بتوں کے نعرے بلند کر رہے تھے ان کے دلوں میں بھڑاس تھی کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو توڑا تھا۔ اس انتظار میں ہیں کہ سر پھٹے، ٹھاہ! ہو، ہمارے کلیجے ٹھنڈے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار کر دیا۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۶۹ میں ہے قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا ''ہم نے کہا اے آگ ہو جا تو

ٹھنڈی اور سلامتی والی۔'' اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ آگ کا بھٹہ فوراً ٹھنڈا ہوگیا اور وہاں باغ بن گیا۔ آگ نے صرف وہ رسیاں جلائیں جن سے ابراہیم علیہ السلام کو باندھا گیا تھا۔ بدن تو کیا بال کو بھی نہیں چھیڑا۔ یہ کتنی بڑی بات تھی۔ جس وقت باہر نکلے تو باپ نے کہا نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّکَ یَاابْرَاهِیْمُ ''اے ابراہیم تیرا رب بہت عمدہ ہے۔'' لیکن دھڑا پھر بھی نہیں چھوڑا۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اتنا بڑا کرشمہ آنکھوں سے دیکھنے کے بعد کلمہ پڑھ لیتے مگر ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے کسی ایک نے کلمہ نہ پڑھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت والے دن جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ فرمایا دوسرے نمبر پر مجھے پہنایا جائے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کو پہلے اس لئے پہنایا جائے گا کہ ظالموں نے ان کو ننگا کر کے آگ میں ڈالا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت اور راستے میں پریشانی کا واقعہ :

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ اب حجت مکمل ہو چکی ہے لہٰذا اے ابراہیم علیہ السلام! آپ یہاں سے ہجرت کر جائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام اور بھتیجے لوط علیہ السلام یہ عراق سے شام کی طرف چل پڑے جو وہاں سے مغرب کی طرف تھا۔ راستے میں ایک ظالم جابر بادشاہ تھا جس نے اپنے کارندے مختلف راستوں پر مقرر کیے ہوئے تھے کہ یہاں سے کوئی خوبصورت عورت گذرے تو مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ ایک ملازم بھاگتا ہوا گیا کہ دو آدمی ہیں ساتھ ایک عورت ہے مِنْ اَجْمَلِ النِّسَآءِ ''میں نے ایسی خوبصورت عورت کبھی نہیں دیکھی۔'' بادشاہ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ ملازم نے ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ میں بادشاہ کا ملازم ہوں مجبور ہوں ایک گر کی بات تمہیں بتاتا ہوں تاکہ تم بچ جاؤ۔ یہ عورت بادشاہ کے پاس جائے گی جب بادشاہ

اس سے پوچھے گا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو کہہ دے کہ یہ میرا بھائی ہے اور تمہارے سے پوچھے تو تم بھی کہہ دینا کہ یہ میری بہن ہے اگر تم نے بیوی کہا تو وہ تمہیں قتل کر دے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس ظالم نے بلایا بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے پوچھا کہاں سے آئے ہو، کون ہو، تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرمایا میرے ساتھ میری بہن ہے۔ حضرت سارہ علیہا السلام کو بھی سمجھا دیا کہ اگر آپ سے پوچھے کہ تمہارے ساتھ کون ہے تو کہہ دینا کہ میرا بھائی ہے کیونکہ اَنْتِ اُخْتِیْ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ'' تم میری مذہبی بہن ہو۔'' سورہ حجرات آیت نمبر ۱۰ میں ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ''بیشک ایمان والے بھائی بھائی ہیں۔'' مومن بہن بھائی ہیں اور میرے اور آپ کے علاوہ اس جگہ اور کوئی مومن نہیں ہے لہٰذا مجھے بھائی کہنا اور دینی بھائی مراد لینا۔ اس پر شہوت کا بھوت سوار تھا۔ حضرت سارہ کو بلا کر چھیڑ خانی کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کا سانس رک گیا زمین پر گر پڑا۔ اٹھا چھیڑ خانی کا ارادہ کیا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ گھبرایا اور سمجھ گیا کہ میں اس کے قریب نہیں جا سکتا۔ کہنے لگا بی بی! میں تمہیں کچھ نہیں کہتا میرے لئے دعا کرو میں بچ جاؤں اور اس مصیبت سے چھوٹ جاؤں میں تمہیں خدمت کیلئے لونڈی بھی دونگا۔ حضرت سارہ علیہا السلام نے دعا کی اے پروردگار! اگر یہ بے ایمان مر گیا تو میرے ذمہ لگے گا اور ہمارے لئے پریشانی بن جائے گی اور ہم مسافر ہیں۔ چنانچہ حضرت سارہ علیہا السلام کی دعا سے اسکو نجات مل گئی۔ اس نے ہاجرہ علیہا السلام لا کر ان کو دے دی کہ یہ تمہاری خدمت کیا کرے گی۔ جس وقت واپس آئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کیا گذری؟ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ نے اس ظالم جابر کی نامرادی کو اس کے گلے میں ڈال دیا اور اس نے یہ لونڈی دی ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی نبوۃ کا تذکرہ :

حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم کے علاقہ میں چھوڑ دیا جس کو آج کل کے جغرافیہ میں بحر میت یعنی بحیرہ مردار کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس علاقے کی تبلیغ کیلئے لوط علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگے چل کر شام کے علاقہ میں ڈیرہ لگایا چونکہ لونڈی کی مالکہ حضرت سارہ علیہا السلام تھیں انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کر دی۔ اب ابراہیم علیہ السلام اس کے مالک بن گئے اس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا تھا کہ اگر تو باز نہیں آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور تو مجھے زمانہ بھر کیلئے چھوڑ دے۔ اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آپ پر سلامتی ہو میں اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگوں گا میرا رب میرے اوپر بڑا مہربان ہے۔ اور سورہ شعراء آیت نمبر ۸۶ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا رَبِّ اغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّالِّیْنَ ''اے میرے پروردگار! معاف کر دے میرے باپ کو وہ ہے گمراہوں میں سے۔'' اور سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۴ میں ہے فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ ''پس جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کو کہ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تَبَرَّاَ مِنْهُ تو اس سے بیزار ہو گئے۔'' پھر ان کیلئے مغفرت کی دعا نہیں مانگی۔ اور فرمایا وَاَعْتَزِلُكُمْ اور میں کنارہ کشی کرتا ہوں تم سے وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ان سے بھی کنارہ کشی کرتا ہوں جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے یعنی اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ ان کو تم حاجت روا سمجھتے ہو، مشکل کشا سمجھتے ہو، فریادرس اور دستگیر سمجھ کر پکارتے ہو وَاَدْعُوْا رَبِّیْ اور میں صرف رب کو پکارتا ہوں میرا وہی حاجت روا، مشکل کشا، وہی فریادرس اور دستگیر ہے عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ

شَقِیًّا قریب ہے کہ میں نہ ہوں اپنے رب کو پکارنے کی وجہ سے نامراد۔ اللہ تعالیٰ میری مرادیں پوری کرے گا وہی مرادیں پوری کرنے والا ہے۔ اکبر الہ آبادی مرحوم نے کہا ہے

؎ اسی سے مانگ جو کچھ مانگنا ہے اکبر
یہی وہ در ہے جہاں ذلت نہیں سوال کے بعد

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ پس جس وقت ابراہیم علیہ السلام ان سے الگ ہوئے وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اور ان سے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا۔

اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی ولادت کا ذکر :

وَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ عطا کیا ہم نے ان کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام۔ دوسری جگہ اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ہے عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہیں ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام ہیں اور اسحاق علیہ السلام کی والدہ سارہ علیہا السلام ہیں۔ اِسْمَعْ کا معنٰی ہے سن ایل کا معنٰی ہے اللہ تعالیٰ۔ معنٰی ہوگا اے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔ ایک سو بیس سال کے قریب عمر مبارک تھی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا کئے۔ پھر اس کے تیرا (۱۳) سال بعد سارہ علیہا السلام سے اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے۔ پھر اسحاق علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے پھر ان کے آگے بارہ بیٹے ہیں جن میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں اور یہ بنی اسرائیل کہلائے اور یہ بڑا خاندان تھا۔ تو فرمایا ہم نے ان کو عطا کیا اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جو حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا اور ہر ایک کو ہم نے بنایا نبی وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا اور دی ہم نے ان کو اپنی طرف سے رحمت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے دو کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق

علیہ السلام ۔ اور تین کا ذکر تاریخ اور تورات اور احادیث میں آتا ہے ۔ ایک کا نام مدین تھا، ایک کا نام مدائن تھا اور ایک کا نام قیدار تھا رحمۃ اللہ علیہم ۔ ان کے نام پر آگے شہر آباد ہوئے اور قومیں چلیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیٹی کوئی نہیں تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق سے ہجرت کر کے شام کے علاقے میں آباد ہوئے اور وہیں تبلیغ کی ۔ دوسو سال عمر تھی جب دنیا سے رخصت ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا اور بنائی ہم نے ان کیلئے شہرت سچائی کی بلند ۔ لسان کا لفظی معنٰی زبان ہے مگر یہاں مراد شہرت ہے ۔ زبان کیساتھ ہی شہرت ہوتی ہے اور بلند شہرت عطا فرمائی آج تک ابراہیم علیہ السلام کا نام عزت کیساتھ لیا جاتا ہے ۔ یعقوب علیہ السلام کا، اسحاق علیہ السلام کا، اسماعیل علیہ السلام کا نام بھی عزت سے لیا جاتا ہے ۔ بزرگان دین لکھتے ہیں کہ جب پیغمبر کا نام آئے تو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہو اور صحابی کا نام آئے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہو، کسی ولی کا نام آئے تو رحمہ اللہ تعالیٰ کہو ۔ تمام کا نام ادب واحترام کیساتھ لو ۔ اَلدِّیْنُ کُلُّهٗ اَدَبٌ دین سارے کا سارا ادب ہی ہے ۔ کسی پیغمبر، کسی صحابی، کسی ولی کا نام، کسی امام کا نام بے ادبی سے نہیں لینا ۔ ان کی بڑی دینی خدمات ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى

اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝٥١ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝٥٢ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝٥٣ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝٥٤ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝٥٥

وَاذْكُرْ اور آپ ذکر کریں فِي الْكِتٰبِ کتاب میں مُوْسٰى حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اِنَّهٗ بیشک وہ كَانَ تھے مُخْلَصًا چنے ہوئے وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور رسول تھے نبی تھے وَنَادَيْنٰهُ اور ہم نے ان کو پکارا مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ طور کے دائیں طرف سے وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا اور ہم نے قریب کیا ان کو سرگوشی کیلئے وَوَهَبْنَا لَهٗ اور ہم نے ان کو عطا کیا مِنْ رَّحْمَتِنَآ اپنی رحمت کی وجہ سے اَخَاهُ هٰرُوْنَ اس کا بھائی ہارون علیہ السلام نَبِيًّا جو نبی تھے وَاذْكُرْ اور ذکر کر فِي الْكِتٰبِ کتاب میں اِسْمٰعِيْلَ اسماعیل علیہ السلام کا اِنَّهٗ بیشک وہ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ سچے وعدے والا تھا وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور تھے رسول نبی وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ اور حکم کرتا تھا اپنے گھر کے افراد کو بِالصَّلٰوةِ نماز کی پابندی وَالزَّكٰوةِ اور زکوۃ کی ادائیگی کا وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا اور تھے اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ۔

مختلف پیغمبروں کے واقعات چلے آرہے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر ہوا اور اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا نام مجلس میں لیا جائے تو رب تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے زیادہ نیک کون ہوگا۔

پیدائش موسیٰ سے قبل بنی اسرائیلیوں کا ابتلاء اور حفاظتِ موسیٰ :

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اور آپ ذکر کریں کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا۔ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی بھی بڑی عجیب زندگی ہے۔ والد کا نام عمران رحمۃ اللہ علیہ تھا، والدہ کا نام یوکابدہ رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ مصر کے علاقے میں پیدا ہوئے، پیدائش سے پہلے ظالم فرعون کو کسی نجومی نے بتلایا تھا کہ ان تین سالوں کے اندر بنی اسرائیل کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب بنے گا۔ اقتدار کی چاٹ بہت بری ہے۔ فرعون نے بنی اسرائیل کے گھروں میں مردوں، عورتوں کے پہرے لگا دیے کہ جس عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیں۔ بچیوں کو کچھ نہیں کہتے تھے يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ [بقرۃ:۴۹] ''وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو۔'' شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ ان تین سالوں میں بارہ ہزار بچے قتل ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ان تین سالوں کے اندر ہی پیدا ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گھر دریائے نیل کے کنارے پر تھا جب یہ پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو القاء کیا فرشتے کے ذریعے وحی بھیجی۔ یہ وحی نبوت نہیں تھی یہ صرف ان کی ذات تک

محدود تھی کہ جس وقت بچہ پیدا ہو اس کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دینا اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ [قصص:۷] ''بیشک ہم لوٹا دیں گے اس بچے کو آپ کی طرف اور بنانے والے ہیں ہم اس کو رسولوں میں سے۔'' موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے والدہ نے ان کو صندوق میں ڈال کر بحرقلزم دریائے نیل میں ڈال دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی بہن کلثوم رحمۃ اللہ علیہا کو کہا کہ بیٹی تم صندوق کیساتھ ساتھ تھوڑے سے فاصلے پر رہنا کیونکہ کناروں پر کافی لوگ ہیں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے تماشائی ہوتے تھے دیکھنا یہ صندوق کہاں جاتا ہے۔ بچی بڑی سمجھدار تھی وہ بھی ساتھ ساتھ چلتی رہی کبھی صندوق کو دیکھتی کبھی دھیان اِدھر اُدھر کر لیتی۔ بحرِ نیل سے ایک نہر نکلتی تھی جو فرعون کے باغات کو سیراب کرتی تھی اس کی کوٹھیوں کی طرف جاتی تھی وہ صندوق اس طرف چل پڑا۔ وہاں کوئی مچھیرا یا دھوبی پہلے سے لنگوٹ باندھ کر کھڑا تھا اس نے صندوق کو کھینچ لیا۔ دیکھا تو اس میں خوبصورت بچہ تھا اٹھا کر فرعون کے آگے پیش کر دیا۔ فرعون نے کہا اس کو قتل کر دو۔ فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم رحمۃ اللہ علیہا جن کی قسمت میں ایمان تھا اڑ گئیں۔ کہنے لگیں لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا [قصص:۹] ''اس کو مت قتل کرو شاید کہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں'' کہ ہماری اولاد نہیں ہے۔ فرعون نے کہا تمہیں کوئی نفع محسوس ہوتا ہوگا مجھے کوئی نفع نظر نہیں آتا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اس بی بی کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ایمان کا نفع دیا اور جس کسی کو دین کا ایمان کا فائدہ ہو جائے، اسلام کا فائدہ ہو جائے تو یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔ چنانچہ فرعون کی بیوی ڈٹ گئی اور مصر میں عورتوں کا اثر زیادہ ہی تھا فرعون مجبور ہو گیا فیصلہ ہو گیا کہ قتل نہیں کرنا۔ وہاں جو عورتیں جمع تھیں ان کا دودھ پلایا موسیٰ علیہ السلام نے نہ

پیا۔ بکری، گائے، اونٹنی، بھینس کا پلایا نہ پیا۔ وہاں موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ بھی موجود تھی اس نے کہا ہمارے محلے میں ایک عورت ہے اس کا دودھ پلا کر دیکھو شاید پی لے۔ اس کو بلایا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کا دودھ پی لیا۔ بڑی خوشی ہوئی کہ بچے کے دودھ کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔ فرعون نے کہا بی بی! ہم تمہیں یہاں کمرہ بھی دیں گے خوراک اور وظیفہ بھی دیں گے تم یہاں رہ کر بچے کی تربیت کرو۔ اس نے کہا میرا گھر ہے، بچے ہیں میں ان کو نہیں چھوڑ سکتی اگر تمہیں ضرورت ہے تو میرے ساتھ بھیج دو ہفتہ پندرہ دن بعد معائنہ کر لیا کرنا کہ اس کی تربیت کیسی ہوئی ہے؟ وہ اس پر راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ نے گھر میں بی بی کا وظیفہ لگا دیا اور اپنا وعدہ پورا کر دیا اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ "ہم اس کو لوٹا دیں گے آپ کی طرف اور بنانے والے ہیں ہم اس کو رسولوں میں سے۔" اور اپنے وقت پر نبوت و رسالت بھی عطا فرمائی۔

اس کا ذکر ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اور ذکر کر کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کا اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا بیشک وہ رب کے چنے ہوئے تھے۔ بچپن سے لے کر آخر تک اللہ تعالیٰ نے ان کو چنا تھا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور تھے رسول نبی۔

لفظ نبی اور رسول کی وضاحت :

اس بات میں علماء عربیت اختلاف کرتے ہیں کہ رسول اور نبی میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ دونوں کا ایک معنیٰ ہے۔ رسول کا معنیٰ ہے رب تعالیٰ کا پیغام لوگوں کو پہنچانے والا اور نبی کا معنیٰ ہے رب تعالیٰ کے احکام کی خبر لوگوں کو دینے والا۔ اس اعتبار سے تو ٹھیک ہے رسول بھی تھے نبی بھی تھے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ فرق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اسے کہتے ہیں جس کے اوپر کتاب نازل ہوئی ہو اور صاحب

شریعت ہو اور نبی اسے کہتے ہیں کہ جس کو مستقل کتاب نہ ملی ہو اور نہ اس کی شریعت مستقل ہو۔ ان کی رائے پر اعتراض ہوگا کہ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کیلئے دو لفظ کیوں ذکر فرمائے ہیں کہ وہ رسول بھی تھے اور نبی بھی تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کو کتاب ملی تھی اور نہیں بھی ملی تھی، شریعت تھی بھی اور نہیں بھی۔ تو وہ حضرات اس کا جواب دیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے صرف نبوت ملی کتاب نہیں ملی تھی اور نہ شریعت ملی تھی۔ کتاب اور شریعت اس وقت ملی جب فرعون کا بیڑا غرق ہوا۔ یعنی تورات ملنے سے پہلے ان کا منصب نبی کا تھا اس کے بعد رسول بنے۔ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ اور ہم نے پکارا موسیٰ علیہ السلام کو طور کی دائیں طرف سے۔ آگے سورت القصص میں واقعہ آئے گا کہ موسیٰ علیہ السلام سے ایک قبطی مر گیا تھا جو کہ فرعون کے باورچی خانے کا افسر تھا جس کی وجہ سے یہ دوڑ کر مدین چلے گئے تھے جو کہ مصر سے مغرب کی طرف آٹھ دس دن کا سفر تھا وہاں پر حضرت شعیب علیہ السلام کی بڑی بیٹی حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا کیساتھ نکاح ہوا ان سے اولاد بھی ہوئی۔ دس سال کے بعد بیوی بچوں کو لے کر واپس مصر کی طرف چل پڑے کہ مصر کے حالات دیکھیں گے اگر میرے حق میں ہوئے تو ٹھیک ہے ورنہ بچوں کو وہاں چھوڑ کر کسی اور طرف نکل جاؤں گا۔ مدین سے مصر مشرق کی طرف ہے تو جب واپس آ رہے تھے تو موسیٰ علیہ السلام کا رخ مشرق کی طرف تھا اور طویٰ وادی مقدس، پاکیزہ وادی موسیٰ علیہ السلام سے دائیں طرف تھی تو وہاں سے آواز آئی۔ فرمایا وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا اور ہم نے ان کو قریب کیا سرگوشی کیلئے۔ اسی وادی مقدس وادی طویٰ میں موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی۔ سورۃ طٰہٰ میں ذکر آئے گا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! میری زبان میں لکنت ہے اسے کھول دے اور میرے بھائی ہیں ہارون علیہ السلام جو موسیٰ علیہ السلام سے تین

سال بڑے تھے هُوَ اَفْصَحُ مِنِّی لِسَانًا [قصص:۳۷] ''میری نسبت ان کی زبان بڑی صاف ستھری ہے۔'' پروردگار ان کو بھی نبی بنادے۔اور سورۃ طٰہٰ میں ہے قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی ''تحقیق دے دیا گیا ہے تجھے تیرا سوال۔'' جو چیز آپ نے مانگی ہے وہ ہم نے دے دی ہے۔تمہارے بھائی کو بھی اپنا نبی بنالیا ہے۔

اس کا ذکر ہے وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اور عطا کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رحمت کی وجہ سے اَخَاهُ اس کا بھائی هٰرُوْنَ نَبِيًّا ہارون نبی۔اس کو بھی ہم نے نبی بنایا علیہ السلام۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اور ذکر کر کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر :

کل بیان کیا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔سب سے بڑے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، دوسرے اسحاق علیہ السلام تھے، تیسرے حضرت مدین تھے، چوتھے حضرت مدائن اور پانچویں حضرت قیدار تھے رحمۃ اللہ علیہم۔اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ بیشک وہ سچے وعدے والا تھا۔بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم صَادِقَ الْوَعْدِ کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔انہوں نے یہ خواب اسماعیل علیہ السلام کے سامنے بیان کیا کہ بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی [صف:۱۰۲] ''دیکھو تمہاری کیا رائے ہے۔انہوں نے کہا يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ اے اباجان! آپ کو جو حکم ملا ہے کر ڈالیں سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ آپ پائیں گے مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ ہتھکڑیاں ڈالیں نہ بیڑیاں ڈالیں اور ان کو ذبح کرنے کیلئے لے گئے یہ نہ دوڑے نہ بھاگے۔جو وعدہ کیا تھا پورا کیا اور آخر دم

تک ساتھ رہے۔ اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک لمبے سفر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کیساتھ ایک ساتھی تھا راستے میں کچھ درخت آئے ایک درخت کے سائے کے نیچے بیٹھ گئے۔ گاؤں ذرا دور تھا اپنے ساتھی کو فرمایا اس دیہات سے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لاؤ۔ ساتھی نے کہا کہ حضرت آپ تشریف رکھیں میں جا کر لاتا ہوں۔ فرمایا میں تمہارے آنے تک یہیں رہوں گا۔ وہ قصبے میں گیا تو وہاں کچھ ایسا ماحول تھا کہ وہاں کی رونقوں میں کھو گیا اور بھول گیا کہ میں نے چیزیں لے کر واپس جانا ہے۔ وہ شخص پورا ایک سال اس قصبے میں رہا حضرت اسماعیل علیہ السلام پورا ایک سال وہاں ٹھہرے رہے۔ تو وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارے آنے تک یہاں رہوں گا اس کو پورا کیا۔ اس کو ایک سال بعد یاد آیا کہ میں اپنے ساتھی کو درخت کے نیچے بٹھا کر آیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ میں تمہارے آنے تک یہاں ٹھہروں گا تو واپس آیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام وہیں موجود تھے۔ بعض تفسیروں میں تین سال کا بھی ذکر آتا ہے۔ تو فرمایا سچے وعدے والا تھا۔ شروع میں آنحضرت ﷺ بھی خرید و فروخت کا کام کرتے تھے۔ نبوت ملنے سے پہلے کا واقعہ ہے ابو داؤد شریف جو صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں روایت ہے عبداللہ ابن ابی الحمساء نے آپ سے کوئی سامان خریدا اور کہا کہ اچھا آپ یہاں ٹھہریں میں آپ کو رقم لا کر دیتا ہوں۔ لیکن بھول گیا تین دن کے بعد واپس آیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا **لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ يَا عَبْدَ اللّٰهِ عَلٰى هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ** ''اے عبداللہ تو نے مجھے مشقت میں ڈالا تین دن تین رات سے میں یہاں کھڑا ہوں۔'' عبداللہ ابن ابی الحمساء بعد میں صحابی ہوئے رضی اللہ عنہ۔ اور انہوں نے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ آج ہمارے نزدیک تو وعدہ کوئی چیز ہی نہیں ہے بس یہ لفظی بات ہی ہے۔ تو فرمایا اسماعیل علیہ السلام سچے وعدے والے تھے **وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا** اور

تھے رسول نبی۔ قبیلہ بنوجرہم کی طرف جو مکہ مکرمہ میں آ کر آباد ہوا تھا وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ اور حکم کرتے تھے اپنے گھر کے افراد کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا۔ اھل سے مراد گھر کے افراد بھی ہیں اور جو ماتحت ہوتے ہیں وہ سب اہل ہوتے ہیں۔ جس وقت ہم یہ پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ علی مُحَمَّدٍ وعلی اٰلِ محمّدٍ تو آل سے مراد صرف آپ کی نسبی اولاد ہی مراد نہیں ہوتی بلکہ ہر مومن مرد عورت مراد ہیں جو قیامت تک پیدا ہونگے وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا اور تھے اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ۔ تمام پیغمبر اپنے رب کے ہاں بڑے پسندیدہ ہیں۔ نبوت اور رسالت سے اونچا عہدہ مخلوق کیلئے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ زندگی رہی تو باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ٣الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اور ذکر کر کتاب میں اِدْرِيْسَ ادریس علیہ السلام کا اِنَّهٗ بیشک وہ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا تھے سچے نبی وَّرَفَعْنٰهُ اور ہم نے ان کو بلند کیا مَكَانًا عَلِيًّا بہت اونچی جگہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ بزرگ وہ لوگ ہیں اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ جن پر انعام کیا اللہ تعالیٰ نے مِّنَ النَّبِيّٖنَ نبیوں میں سے مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے وَمِمَّنْ اور ان کی اولاد میں سے حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ جن کو ہم نے سوار کیا نوح علیہ السلام کیساتھ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اور

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے وَاِسۡرَآءِیۡلَ اور اسرائیل علیہ السلام کی اولاد میں سے وَ مِمَّنۡ اور ان کی اولاد میں سے هَدَيۡنَا جن کو ہم نے ہدایت دی وَاجۡتَبَيۡنَا اور جن کو ہم نے چنا اِذَا تُتۡلٰی عَلَيۡهِمۡ جس وقت پڑھی جاتی ہیں ان پر اٰيٰتُ الرَّحۡمٰنِ رحمان کی آیتیں خَرُّوۡا گر پڑتے ہیں سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے وَّبُكِيًّا اور روتے ہوئے فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ پھر خلیفہ بنے ان کے بعد خَلۡفٌ نااہل لوگ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ جنہوں نے ضائع کر دی نماز وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ اور پیروی کی انہوں نے خواہشات کی فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا پس عنقریب ملیں گے وہ ہلاکت کو اِلَّا مَنۡ تَابَ مگر وہ جنہوں نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لائے وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کئے اچھے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ ہیں يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ داخل ہونگے جنت میں وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا اور ان پر نہیں ظلم کیا جائے گا کچھ بھی جَنّٰتِ عَدۡنِ ہمیشگی کے باغات ہیں الَّتِیۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وہ جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے عِبَادَهٗ اپنے بندوں کیساتھ بِالۡغَيۡبِ بن دیکھے اِنَّهٗ بیشک شان یہ ہے کہ كَانَ وَعۡدُهٗ مَاۡتِيًّا ہے اس کا وعدہ آنے والا لَا يَسۡمَعُوۡنَ فِيۡهَا نہیں سنیں گے وہ اس جنت میں لَغۡوًا کوئی بے ہودہ چیز اِلَّا سَلٰمًا مگر سلامتی ہی سلامتی وَلَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ اور ان کیلئے رزق ہوگا فِيۡهَا ان جنتوں میں بُكۡرَةً پہلے پہر وَّعَشِيًّا اور پچھلے پہر تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِیۡ یہ جنت وہ ہے نُوۡرِثُ جس کا ہم وارث بنائیں گے مِنۡ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے

مَنْ كَانَ تَقِيًّا جو پرہیز گار ہونگے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر :

انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ کل آپ حضرات نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر سنا۔ آج ادریس علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اور آپ ذکر کریں کتاب میں ادریس علیہ السلام کا اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا بیشک وہ تھے سچے نبی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے دور میں مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ اختلاف کرتے ہیں کہ کس زمانے میں تھا جمہور اور اکثر محققین فرماتے ہیں کہ ان کا دور نوح علیہ السلام سے پہلے ہے۔ یہ نوح علیہ السلام کے والد کے دادا تھے اور نوح علیہ السلام کے پردادا تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف لوگوں نے بہت سی چیزوں کی نسبت کی ہے جن کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے۔ بعض کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں ہے اور بعض کا سیرت کی کتابوں میں۔ تفسیروں میں ہے مثلاً سب سے پہلے خط لکھنا انہوں نے شروع کیا۔ ان کو علم نجوم حاصل تھا اور اس قسم کے علوم کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ بہرحال قرآن کریم کی نص قطعی یہ کہتی ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا بیشک وہ سچے نبی تھے۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا اور ہم نے ان کو بلند کیا بہت اونچی جگہ۔ اس کی دو تفسیریں منقول ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا۔

چار پیغمبر اس وقت بھی زندہ ہیں :

عقائد کی مشہور کتاب ''خیالی'' میں لکھا ہے اَرْبَعَةٌ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ اَحْيَآءٌ ''چار پیغمبر اس وقت زندہ ہیں اِثْنَانِ فِي السَّمَآءِ وَاِثْنَانِ فِي الْاَرْضِ دو آسمانوں میں زندہ ہیں

اور دو زمین میں زندہ ہیں۔'' جو آسمانوں پر زندہ ہیں ایک ادریس علیہ السلام اور دوسرے عیسیٰ علیہ السلام اور جو زمین میں زندہ ہیں ایک الیاس علیہ السلام اور دوسرے خضر علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر قطعی دلائل موجود ہیں قرآن پاک کی نصوص بھی ہیں اور احادیث متواترہ بھی ہیں اور اجماع امت بھی۔ یہ تمام حوالے میں نے اپنی کتاب ''توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام'' میں نقل کر دیئے ہیں۔ تو حیات عیسیٰ علیہ السلام قطعی ہیں۔ ان کی حیات اور نزول کا منکر پکا کافر ہے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے اور باقیوں کی حیات قطعی دلائل سے ثابت نہیں ہے لکھتے ہیں کہ یہ بھی زندہ ہیں بڑی اونچی جگہ۔ چھٹے آسمان پر ہم نے ادریس علیہ السلام کو اٹھایا ابھی تک زندہ ہیں۔ دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف علم جفر، علم رمل، علم نجوم، علم سحر اور بہت کچھ منسوب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفائی بیان کی ہے کہ یہ غلط قسم کے علوم ان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے یہ علم ناپاک ہیں ان کی شان بہت ہی بلند ہے اور ہم نے ان کو اونچا مقام دیا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، ادریس علیہ السلام کے نام صریح الفاظ میں ذکر فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے مِّنَ النَّبِیّٖنَ نبیوں میں سے۔ یہ سب نبی ہیں مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ یہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اور ان لوگوں کی اولاد میں سے جن کو ہم نے سوار کیا نوح علیہ السلام کیساتھ کشتی میں۔ ان کے تین بیٹے حضرت حام، حضرت سام، حضرت یافث رحمۃ اللہ علیہم اور سورۃ صٰفّٰت آیت نمبر ۷۷ میں ہے وَجَعَلْنَا

ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ''اور کردیا ہم نے اس کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے ہیں۔''حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہی آگے چلی ہے اور جو کشتی میں سوار تھے ان میں سے کسی کی اولاد آگے نہیں چلی۔ وَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بھی ہیں وَاِسْرَآءِيْلَ اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے۔

لفظِ اسرائیل کا مطلب :

اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اسرا کا معنٰی عبد اور ئیل کا معنٰی اللہ۔ تو اسرائیل کا لفظی معنٰی عبداللہ بنتا ہے، اللہ کا بندہ۔ اسی طرح جبر کا معنٰی عبد اور ایل کا معنٰی اللہ۔ میکا کا معنٰی عبد اور ایل کا معنٰی اللہ۔ تو میکائیل کا معنٰی عبداللہ۔ اسراف کا معنٰی عبد اور ایل کا معنٰی اللہ۔ تو اسرافیل کا معنٰی عبداللہ۔ تو یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام سب نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں وَ مِمَّنْ هَدَيْنَا جن کو ہم نے ہدایت دی ان بزرگوں کی اولاد میں سے ہیں وَاجْتَبَيْنَا اور جن کو ہم نے چن لیا، نبوت دی، رسالت دی، ان پر کتابیں نازل کیں، صحیفے نازل ہوئے۔ یہ سب بزرگ پیغمبر اور ان کی جو نسلیں تھیں اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا جس وقت پڑھی جاتی ہیں ان پر رحمان کی آیتیں گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے سُجَّدًا ساجد کی جمع ہے اور روتے ہوئے۔ بُكِيًّا باکٍ کی جمع ہے۔ یہ آیت سجدہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے آیت سجدہ پڑھنے والے پر بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور سننے والے پر بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور سجدہ تلاوت کیلئے وہ تمام شرطیں ضروری ہیں جو نماز کیلئے ہیں کہ وضو ہو، کپڑے پاک ہوں، جگہ پاک ہو، قبلے کی طرف رخ

ہو، البتہ اس میں ہاتھ نہیں اٹھانے بس اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلا جانا ہے تین یا پانچ یا سات بار تسبیحات پڑھنی ہیں اور اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھالینا ہے۔ نہ اس میں التحیات ہے، نہ سلام ہے۔ اور سجدہ تلاوت چونکہ واجب ہے اس لئے صبح کی نماز سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی جائز ہے۔ طلوع آفتاب تک عصر کی نماز کے بعد بھی جائز ہے۔ ان اوقات میں نفلی نماز جائز نہیں ہے تو جن حضرات نے یہ آیت کریمہ سنی ہے ان پر سجدہ لازم ہوگیا ہے۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے کرلیں یا بعد میں کرلیں یا گھر جا کے کرلیں۔

نااہلوں کی نشانیاں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَخَلَفَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ پھر خلیفہ بنے ان کے بعد نااہل لوگ۔ خَلَفٌ لام کے فتح کیساتھ ہو تو اس کا معنٰی ہے صحیح اور اہل جانشین۔ صحیح معنٰی میں اس کے نقش قدم پر چلنے والا ہو جس کا جانشین بنا ہے۔ اور خَـــلْفٌ لام کے سکون کیساتھ ہو تو اس کا معنٰی ہے نااہل جانشین اور یہاں لام کے سکون کیساتھ ہے۔ تو معنٰی ہوگا پھر خلیفہ بنے ان کے بعد نااہل لوگ۔ ان کی نااہلی کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اَضَـــاعُـــوا الصَّلٰوةَ انہوں نے نماز ضائع کردی۔ بزرگوں کے جانشینوں کی پہلی دلیل رب تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ وہ نماز کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ نماز ایسی چیز ہے کہ سولی پر چڑھے ہوئے کو بھی معاف نہیں ہے۔ کسی ناپاک گندی جگہ میں قید ہو وضو نہ کرسکتا ہو، نہ تیمم کرسکتا ہو وہاں بھی نماز معاف نہیں ہے۔ لیکن ہم نے نماز کو کچھ نہیں سمجھا۔ معمولی سی تکلیف ہوتی ہے باقی سب کام چلتے رہتے ہیں نماز کیلئے کہیں تو کہتے ہیں بیمار ہوں۔ تو ساری زد بیچاری نماز پڑتی ہے۔

نااہلوں کی دوسری نشانی وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ اور پیروی کی انہوں نے خواہشات

کی۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں خواہشات بھی رکھی ہیں خواہشات سے کوئی خالی نہیں ہے اگر جائز طریقے سے خواہشات کو پورا کرتا ہے تو کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر غلط طریقے سے استعمال کرتا ہے تو اس میں شرک بھی لازم آئے گا۔ سورۃ الجاثیہ آیت نمبر ۲۳ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو الٰہ بنالیا ہے۔'' بندے کے دل میں جو آئے وہ کرے اور اس کیلئے شرعی ثبوت نہ ہو تو یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ یاد رکھنا! مشرک کے سینگ نہیں ہوتے بیلوں اور بھینسوں کی طرح بلکہ عام بندے ہی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے۔

فرمایا فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ غَيًّا کا معنیٰ ہلاکت بھی ہے غَيًّا کا معنیٰ گمراہی بھی ہے۔ اور غَیّ جہنم کے ایک طبقے کا نام بھی ہے۔ تو معنیٰ ہوگا پس عنقریب ملیں گے وہ ہلاکت کو گمراہی کو۔ جنہوں نے یہ کام کئے گمراہ ہونگے ان کیلئے ہلاکت ہوگی اور ملیں گے جہنم کے طبقے کو، دوزخ کے طبقے میں ان کو پھینکا جائے گا۔ ہاں اِلَّا مَنْ تَابَ مگر جس نے توبہ کی وہ بچ جائے گا۔

توبہ سے ہر گناہ معاف نہیں ہوتا :

لیکن یاد رکھنا! توبہ سے نماز معاف نہیں ہوتی نہ روزہ معاف ہوتا ہے نہ زکوٰۃ عشر معاف ہوتا ہے نہ کسی کا حق معاف ہوتا ہے۔ بہت سارے پڑھے لکھے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں کہ توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو یہ سب گناہوں کیلئے چورن ہے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں! اچھی طرح یاد رکھنا ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی معاف نہیں ہوتی جب تک ان کو باقاعدہ قضا نہیں کرو گے پھر جا کر معافی ہے۔ فرضوں اور وتروں کی قضا ہے سنت اور نفل کی کوئی قضا نہیں ہے۔ تین وقتوں کے علاوہ جس وقت چاہو قضا نمازیں پڑھ سکتے ہو۔

طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت نہیں پڑھ سکتے اور جو کسی کا حق دینا ہے وہ
ادا کرو گے تو توبہ ہوگی۔ توبہ تاخیر کی کرنی ہے کہ وقت پر نمازیں نہیں پڑھ سکا۔ اب میں قضا
کرتا ہوں پروردگار مجھے معاف کردے۔

ایمان کیساتھ عمل بھی ضروری ہے :

وَاٰمَنَ اور ایمان لائے صحیح معنیٰ میں وَعَمِلَ صَالِحًا اور اچھے عمل
کرے۔ بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کلمہ پڑھ لیا تو باقی ساری چیزیں معاف ہو گئیں
کسی غلط فہمی میں نہ رہنا بیشک کلمہ بڑی چیز ہے۔ لیکن اس کیساتھ کچھ اور چیزیں بھی ہیں
وہب ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے بڑے بزرگ ہیں۔ ایک موقع پر اعمال کی ترغیب
دے رہے تھے کہ نمازیں پڑھو روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، نیکیاں کرو، زندگی کا کوئی اعتبار
نہیں ہے۔ ایک آدمی نے کہا حضرت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ مفتاح الجنۃ جنت کی چابی ہے۔
ہمارے ہاتھ میں چابی ہے جب چاہیں گے داخل ہو جائیں گے تو حضرت وہب ابن مُنَبِّہ
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی چابی کے دندانے بھی ہوتے ہیں۔ اگر دندانے نہ ہوں تو جتنی گھماتے
رہو کچھ نہیں ہوگا تالا نہیں کھلے گا۔ تو نیک اعمال چابی کے دندانے ہیں۔ فرمایا فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ پس یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا اور ان پر ظلم
نہیں کیا جائے گا کچھ بھی۔ رتی برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ ظلم اس طرح کہ جو گناہ نہیں کیے ان کی
گردن پر رکھ دیئے جائیں یا نیکیاں کی ہیں ان کو اجر نہ ملے ایسا نہیں ہوگا جَنّٰتِ عَدْنٍ
ہمیشگی کے باغات ہیں۔ ہمیشگی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پھل ہمیشہ ہونگے اُكُلُهَا دَائِمٌ
[سورۃ ابراہیم] ”پھل ہمیشہ لگے ہوں گے۔“ دانہ توڑا فوراً اور لگ جائے گا پھر توڑا اور لگ
جائیگا لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ [واقعہ:۳۳] ”نہ ختم ہونے میں آئیں گے اور نہ روکا

جائے گا۔'' ہمیشہ ہونگے سدا بہار۔ دنیا کے پھلوں کی طرح نہیں کہ صرف موسم میں ہوتے ہیں، وہ ہمیشہ ہونگے الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ وہ جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں کیساتھ بِالْغَیْبِ بن دیکھے۔ نہ انہوں نے رب کو دیکھا ہے اور نہ اس کی جنتوں کو دیکھا ہے مگر رب تعالیٰ پر بن دیکھے ایمان رکھتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی ذات بھی ہے اور جنت بھی ہے اور ساریاں خوشیاں بھی ہیں اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا بیشک رب کا وعدہ آنے والا ہے مَاْتِیًّا اَتٰی یَاْتِی سے مفعول کا صیغہ ہے اور فاعل کے معنٰی میں ہے، آنے والا ہے۔ یاد رکھنا! جنت بھی دور نہیں دوزخ بھی دور نہیں آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے مَنْ مَاتَ قَدْ قَامَتْ قِیَامَتُهٗ جو مرے گا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔'' لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا نہیں سنیں گے وہ ان جنتوں میں کوئی بے ہودہ چیز۔ نہ جھوٹ، نہ غیبت، نہ گالی کسی قسم کی دل آزاری کی بات نہیں سنیں گے اِلَّا سَلٰمًا مگر سلامتی ہی سلامتی ہوگی تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ جنتی آپس میں سلام کریں گے فرشتے بھی سلام کریں گے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ [سورہ یٰسین] رب تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام ہوگا کہ اے میرے بندو! میری طرف سے تم پر سلام ہو۔ وہ سلامتی کا مقام ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا اور ان کیلئے رزق ہوگا ان جنتوں میں پہلے پہر بھی اور پچھلے پہر بھی۔ چونکہ لوگ عادتاً دو ٹائم کھاتے ہیں اس لئے صبح و شام کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر اس کے علاوہ بھی کوئی کھانا چاہے گا تو اس کے متعلق رب تعالیٰ نے سورہ ق آیت نمبر ۳۵ میں ضابطہ بیان فرمایا ہے لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْهَا '' ان کیلئے ہوگا جو وہ چاہیں گے اس میں۔''

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ یہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے مَنْ كَانَ تَقِیًّا اس کو جو پرہیز گار ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

سب کو متقی بنائے نافرمانی سے بچائے اور ہم صحیح معنٰی میں اللہ تعالیٰ کے بندے بن جائیں۔ (آمین)

۞۞۞

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۗ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾

وَمَا نَتَنَزَّلُ اور ہم نہیں اترتے اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ مگر آپ کے رب کے حکم کیساتھ لَهٗ اسی کیلئے ہے مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا جو کچھ ہمارے سامنے ہے وَمَا خَلْفَنَا اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے وَمَا بَيْنَ ذٰلِکَ اور جو کچھ اس کے درمیان ہے وَمَا كَانَ رَبُّکَ نَسِيًّا اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وہ رب ہے آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے فَاعْبُدْهُ پس اسی کی عبادت کرو وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ اور جمے رہیں اس کی عبادت پر هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کیا جانتے ہیں آپ اس کیلئے کوئی ہم نام وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ اور کہتا ہے انسان ءَ اِذَا مَا مِتُّ کیا جب میں مرجاؤں گا لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا البتہ میں نکالا جاؤں گا زندہ کر کے اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ

کیا اور نہیں یاد کرتا انسان اَنَّا خَلَقْنٰهُ بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَلَمْ یَکُ شَیْئًا اور نہیں تھا کوئی چیز فَوَرَبِّکَ پس قسم ہے آپ کے رب کی لَنَحْشُرَنَّهُمْ البتہ ہم ان کو ضرور اکٹھا کریں گے وَالشَّیٰطِیْنَ اور شیطانوں کو بھی ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ پھر ہم ان کو ضرور حاضر کریں گے حَوْلَ جَهَنَّمَ جہنم کے اردگرد جِثِیًّا گھٹنوں کے بل ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ پھر ہم نکالیں گے مِنْ کُلِّ شِیْعَةٍ ہر گروہ سے اَیُّهُمْ خصوصاً وہ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ جو زیادہ سخت ہے رحمان کے سامنے عِتِیًّا نافرمانی کرنے میں ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ پھر البتہ ہم ضرور جانتے ہیں بِالَّذِیْنَ ان لوگوں کو هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِیًّا جو زیادہ لائق ہیں دوزخ میں داخل ہونے کے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں :

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فرشتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے مختلف ڈیوٹیاں لگائی ہوتی ہیں۔ سب فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور وحی بھی یہی فرشتہ لاتا تھا۔ کسی کی ڈیوٹی بارش پر اور کسی کی اور کام پر۔ کوئی ڈیوٹی میکائیل علیہ السلام کے سپرد ہے کوئی اسرافیل علیہ السلام کے سپرد ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کے فرشتوں کے انچارج ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لاتے تھے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ ہماری ملاقات اور زیارت کیلئے اس سے زیادہ آیا کرو جتنا کہ تم آتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کی زبان پر یہ بات نازل فرمائی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ اور ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم کیساتھ۔ ہماری ذاتی مرضی کچھ

نہیں ہے اگر ہمارے اپنے اختیار میں ہوتو اپنی مرضی کریں ہم تو رب تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔سورۃ تحریم آیت نمبر۶ میں ہے لَا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ''وہ نہیں نافرمانی کرتے اللہ تعالیٰ کی اس چیز میں جو وہ حکم دیتا ہے اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔'' بیشک آپ کا ذوق شوق ہے کہ ہم آپ کی زیادہ زیارت کریں لیکن ہم رب کے حکم کے پابند ہیں اس کے حکم کے بغیر نہیں اتر سکتے۔ لَہٗ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡنَا اسی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے مکان کے لحاظ سے زمانے کے لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے اسی کا تصرف ہے اسی کی حکومت ہے وَمَا خَلۡفَنَا اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے مکان کے لحاظ سے زمانے کے لحاظ سے پیچھے گذر چکا ہے وہ سب رب تعالیٰ کا ہے وَمَا بَیۡنَ ذٰلِکَ اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب رب تعالیٰ کا پیدا کردہ، اسی کی ملکیت اور اسی کے اختیار میں ہے وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا۔

مخلوق میں بڑے سے بڑے درجے والا بھی بھول جاتا ہے :

مخلوق میں سے کوئی جتنے بڑے درجے کا ہو بھول جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے آنحضرت ﷺ کا درجہ سب سے بہت بلند ہے مخلوق میں کسی اور کا اتنا درجہ اور شان نہیں ہے مگر آپ بھی بھول جاتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے ظہر کی نماز چار رکعات کی بجائے دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا ۔حضرت ابوبکر ؓ بھی موجود تھے حضرت عمر ؓ اور دیگر صحابہ ؓ بھی موجود تھے حیران ہو گئے کہ کیا قصہ ہے۔بعض نے خیال کیا کہ شاید اب ظہر کی نماز چار رکعات کی بجائے دو ہو گئیں ہیں آپ ﷺ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ایک خرباق نامی صحابی

تھے جن کا لقب ذوالیدین اور ذوالشمالین تھا وہ آگے بڑھے اور کہا حضرت! اَقُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ اَمْ نَسِیْتَ حضرت ظہر کی نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کُلَّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔۔میں نے پوری چار رکعات پڑھائی ہیں۔ کہنے لگے حضرت نہیں آپ نے دو پڑھائی ہیں۔آپ ﷺ نے حاظرین سے پوچھا اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے کہ میں نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں؟ ساتھیوں نے کہاہاں! حضرت ٹھیک کہہ رہا ہے پھر آپ نے دو رکعتیں اور پڑھائیں اور سجدہ سہو کیا اور فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ میں بھی تمہاری طرح کا بشر ہوں، انسان ہوں، آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو۔میں جب بھول جایا کروں تو یاد کرادیا کرو۔اس طرح کے اور بھی واقعات ہیں کہ آپ ﷺ بھول گئے پھر ساتھیوں نے یاد کرایا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی ۔پہلی التحیات بھول کر سیدھے کھڑے ہو گئے پیچھے سے لقمے ملتے رہے مگر آپ ﷺ نے پرواہ نہ کی، تین رکعتیں پڑھانے کے بعد آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔چونکہ یہ عملی مسئلہ ہے پیش آتا رہتا ہے لہٰذا اس کو سمجھ لیں۔تین رکعتیں ہیں یا چار رکعتیں ہیں تو ان میں پہلی التحیات واجب ہے اور آخری التحیات فرض ہے۔فرض کے چھوٹنے سے نماز نہیں ہوتی۔واجب چھوٹ جائے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔اس کو تم اس طرح سمجھو کہ ایک رکعت میں جو دو سجدے ہیں ان میں سے پہلا فرض ہے اور دوسرا واجب ہے اگر کسی سے دوسرا سجدہ رہ گیا تو سجدہ سہو کرے گا اور نماز صحیح ہو جائے گی۔رکوع فرض ہے اگر رہ گیا تو نماز نہیں ہوگی از

سرے نو نماز پڑھنی پڑے گی۔ اگر پہلی التحیات بھول کر کھڑا ہو گیا اگر اقرب الی القعود ہے بیٹھنے کے قریب ہے تو بیٹھ جائے سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا اور اگر قیام کے قریب ہے تو کھڑا ہو نہ بیٹھے کیونکہ رکعت فرض ہے اور فرض کا درجہ قوی ہوتا ہے۔ التحیات واجب ہے رہ گئی ہے سجدہ سہو کر لے۔ تو فرمایا کہ میں بھول جاؤں تو یاد کرا دیا کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ بھول گئے تحقیق فرمائی اور پھر باقی دو رکعتیں پڑھائیں اور نماز میں خلل نہیں آیا؟ تو یاد رکھنا! یہ اس وقت کی بات ہے کہ نماز میں سلام کلام، گفتگو جائز ہوتی تھی۔ آنے والا کہتا تھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نمازی نماز کی حالت میں کہہ دیتا تھا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنے والا پوچھ لیتا تھا کتنی رکعتیں ہو گئی ہیں؟ نمازی بتلا دیتے کہ ہم پہلی رکعت میں ہیں یا دوسری میں ہیں یا تیسری میں، نماز نہیں ٹوٹتی تھی۔ یہ بھی اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز کے دوران گفتگو جائز ہوتی تھی۔ بعد میں حکم نازل ہوا قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ [بقرۃ:۲۳۷] ''کھڑے ہو جاؤ اللہ کے سامنے عاجزی سے۔'' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بات کر لیا کرتے تھے۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ ''ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور گفتگو کرنے سے منع کر دیا گیا۔'' بہت ساری چیزیں ایسی تھیں جن کے متعلق پہلے احکام اور تھے اور بعد میں اور تھے۔ شراب پہلے جائز تھی بعد میں ناجائز ہو گئی، پہلے کافر مشرک عورت کیساتھ نکاح جائز تھا بعد میں منع کر دیا گیا، پہلے کافر مشرک کو بیٹی، بہن دینا جائز تھا بعد میں منع کر دیا گیا، پہلے سود جائز تھا بعد میں ناجائز ہو گیا۔ اب کوئی آدمی پہلے احکام کو لے کر کہے کہ یہ ہوتا رہا ہے اس لئے میں کر رہا ہوں تو یہ اس کی نادانی ہے۔ لہٰذا ایسی روایات کو لیکر نماز کے دوران گفتگو شروع کر دے تو یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے۔ اس وقت جائز ہوتی تھی اب گفتگو جائز نہیں

ہے، ممنوع ہے۔

خیر بات ہو رہی تھی نسیان کی کہ اللہ تعالیٰ نسیان سے، بھولنے سے پاک ہے اور مخلوق میں بڑی سے بڑی شخصیت بھی بھول جاتی ہے۔ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۵ میں ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ''اور ہم نے تاکید کی تھی آدم علیہ السلام کو اس سے پہلے پس وہ بھول گئے اور نہ پائی ہم نے ان کیلئے پختگی۔'' تو یہ نسیان بھولنا انسان کے خواص میں سے ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا۔ نہ بھولنا یہ صرف رب تعالیٰ کی صفت ہے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے سب کا رب ہے فَاعْبُدْهُ پس اے مخاطب! اسی رب کی عبادت کر اور صرف ایک آدھ دن ہی نہیں وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ اور جمے رہیں اس کی عبادت پر، قائم رہو اس کی عبادت پر۔ ایسا نہیں کہ کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی یہ کچھ نہیں ہے هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا کیا جانتے ہیں اس کیلئے کوئی ہم نام۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کسی کا نام اللہ ہے؟ اللہ جل جلالہ کے ننانوے نام مشہور ہیں۔ ویسے تقریباً پانچ ہزار نام ہے۔ ان ننانوے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے جل جلالہ۔ اور کسی کا نام اللہ نہیں ہے کوئی کہتا ہے تو غلط کہتا ہے۔ بدایوں کے ایک مفتی صاحب تھے گجرات میں رہے ہیں کتابیں بھی اس نے کافی لکھی ہیں۔ اس نے خرافات لکھی ہے کہ ہم جس وقت بسم اللہ پڑھتے ہیں تو آنحضرت ﷺ سے بھی مدد مانگتے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کا نام اللہ بھی ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بھئی! رب کا نام تو اور کسی کا نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا نام اللہ کیسے ہو گیا؟ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔

مشرک حیات بعد الممات کے قائل نہیں تھے :

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ اور کہتا ہے انسان۔ بعض حضرات نے کہا ہے مراد ابوجہل ہے، بعض نے کہا ہے عاص بن وائل ہے، بعض فرماتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ تھا، بعض کہتے ہیں کہ عقبہ ابن ابی معیط مراد ہے۔ مختلف موقعوں پر مختلف کافروں نے یہ باتیں کی تھیں کسی مفسر نے کسی کا نام بتلا دیا کسی نے کسی کا نام بتلا دیا۔ تو کافر انسان کہتا ہے ءَ اِذَا مَا مِتُّ کیا جس وقت میں مر جاؤں گا لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا البتہ عنقریب میں قبر سے نکالا جاؤں گا زندہ کر کے۔ دوبارہ زندگی کے کافر بڑی سختی کیساتھ منکر تھے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ [مومنون: ۳۶] ''بعید ہے یہ بات بعید ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ اٹھیں گے اور سورہ انعام آیت نمبر ۲۹ میں ہے وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ''ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' سورہ سجدہ آیت نمبر ۱۰ میں ہے وَقَالُوْا ءَ اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَ اِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ''اور کہا انہوں نے کیا جس وقت ہم رل مل جائیں گے زمین میں کیا ہم نئی پیدائش میں پیدا کئے جائیں گے۔'' اور سورہ یٰسین آیت نمبر ۷۸ میں ہے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ''کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی، ریزہ ریزہ ہو چکی ہونگی۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ رب زندہ کرے گا جس نے حقیر نطفے سے پیدا کیا وہ رب پیدا کرے گا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا وہ رب پیدا کرے گا جو سرسبز درخت سے آگ کے شعلے نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ کیا یاد نہیں کرتا انسان اس بات کو اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا اس سے پہلے وَلَمْ يَكُ شَيْئًا اور نہیں تھا کوئی چیز۔ تو جس رب نے پہلے پیدا کیا ہے وہی رب دوبارہ پیدا کرے گا فَوَرَبِّكَ واؤ قسم کیلئے

ہے۔ پس قسم ہے آپ کے رب کی یعنی مجھے اپنی ذات کی قسم ہے لَنَحْشُرَنَّهُمْ البتہ ہم ضرور جمع کریں گے ان کو میدان محشر میں وَالشَّيٰطِيْنَ اور شیطانوں کو جن کی یہ اطاعت کرتے ہیں وہ چاہے انسانوں میں ہوں یا جنات میں سے۔ میدان محشر میں ساری مخلوق اکٹھی ہوگی۔ انسان بھی، جنات شیطان بھی، کیڑے مکوڑے بھی، حیوانات بھی سب کا حساب ہوگا۔ مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے کہ سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو اس کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔ اگرچہ حیوانات مکلف نہیں ہیں ان پر شریعت کے احکامات لاگو نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنا عدل وانصاف بتلائیں گے کہ اے انسانو اور جنو! تمہیں کیسے چھٹکارا مل سکتا ہے جبکہ حیوانات میں بھی ظالم سے مظلوم بدلہ لے گا تم تو عقل مند مخلوق ہو ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ پھر ہم ان کو ضرور حاضر کریں گے حَوْلَ جَهَنَّمَ جہنم کے اردگرد جِثِيًّا جاثٍ کی جمع ہے، گھٹنوں کے بل، دوزانوں ہو کر بیٹھنے والا۔ یہ عاجزی کی حالت ہے جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں اگر معذور نہ ہوں تو۔ اگر معذور ہو تو آدمی جس حالت میں چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ پھر ہم نکالیں گے الگ کر لیں گے مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ ہر گروہ سے اَيُّهُمْ خاص طور پر اس کو اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا جو زیادہ سخت ہے رحمان کے سامنے نافرمانی میں یعنی سب اکٹھے ہوں پھر ان میں سے جو ان کے لیڈر، بدمعاش اور غنڈے ہونگے ان کو علیحدہ کر لیا جائے گا ان کا حساب بڑا سخت ہوگا۔ اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ عُذِّبَ جس کا صحیح معنیٰ میں حساب ہوا اس کی خیر نہیں۔'' ہاں سرسری طور پر رب تعالیٰ اپنی مہربانی سے موٹے موٹے سوالات کرے تو وہ بات علیحدہ ہے ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ پھر البتہ ہم خوب جانتے ہیں بِالَّذِيْنَ ان کو هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا جو زیادہ لائق ہیں دوزخ میں داخل

ہونے کے۔ صَــلٰــی یَـصْـلٰـی کا معنیٰ ہے داخل ہونا۔ ابولہب کے بارے میں آتا ہے سَیَـصْـلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ''وہ عنقریب شعلہ مارنے والی آگ میں داخل ہوگا۔ تو فرمایا جو دوزخ میں داخل ہونے والے ہیں وہ ہمارے علم میں ہیں کوئی ہم سے مخفی نہیں ہے، قیامت حق ہے، میدان محشر حق ہے، حساب حق ہے، جنت دوزخ حق ہے، پل صراط حق ہے، میزان حق ہے، عدل وانصاف حق ہے۔ ان چیزوں پر سب یقین رکھو۔

۞۞۞

وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا‌ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ۚ‏ ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُـنَجِّى الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡهَا جِثِيًّا‏ ﴿۷۲﴾ وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا ۙ اَىُّ الۡـفَرِيۡقَيۡنِ خَيۡرٌ مَّقَامًا وَّاَحۡسَنُ نَدِيًّا‏ ﴿۷۳﴾ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّرِءۡيًا‏ ﴿۷۴﴾ قُلۡ مَنۡ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ فَلۡيَمۡدُدۡ لَـهُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوۡا مَا يُوۡعَدُوۡنَ اِمَّا الۡعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَـعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضۡعَفُ جُنۡدًا‏ ﴿۷۵﴾

وَ اِنۡ مِّنۡكُمۡ اور نہیں ہے تم میں سے کوئی اِلَّا وَارِدُهَا مگر وہ وارد ہونے والا ہے اس دوزخ پر كَانَ عَلٰى رَبِّكَ ہے آپ کے رب کے ذمہ حَتۡمًا لازم مَّقۡضِيًّا طے شدہ ثُمَّ نُـنَجِّى الَّذِيۡنَ پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو اتَّقَوْا جو ڈرتے ہیں وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو فِيۡهَا اس دوزخ میں جِثِيًّا گھٹنوں کے بل وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر اٰيٰتُنَا ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ واضح اور روشن قَالَ الَّذِيۡنَ کہتے ہیں وہ لوگ كَفَرُوۡا جو کافر ہیں لِلَّذِيۡنَ ان لوگوں کو اٰمَنُوۡۤا جو ایمان لائے ہیں اَىُّ الۡـفَرِيۡقَيۡنِ خَيۡرٌ مَّقَامًا دونوں گروہوں میں سے کونسا بہتر ہے از روئے مقام کے وَّاَحۡسَنُ نَدِيًّا اور کون اچھا ہے مجلس کے اعتبار سے وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا اور کتنی ہم نے

ہلاک کی ہیں قَبۡلَهُمۡ ان سے پہلے مِّنۡ قَرۡنٍ جماعتیں هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وہ بہت اچھی تھیں ساز وسامان کے لحاظ سے وَّرِءۡيًا اور نمود ونمائش کے لحاظ سے قُلۡ آپ کہہ دیں مَنۡ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ جوشخص ہے گمراہی میں فَلۡيَمۡدُدۡ لَهُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا پس مدد دے گا اللہ تعالیٰ ان کو مدد دینا حَتّٰٓى اِذَا رَاَوۡا یہاں تک کہ جب دیکھیں گے مَا اس چیز کو يُوۡعَدُوۡنَ جس کا ان کیساتھ وعدہ کیا جاتا ہے اِمَّا الۡعَذَابَ یا تو عذاب وَاِمَّا السَّاعَةَ اور یا قیامت فَسَيَعۡلَمُوۡنَ پس بتاکید وہ جان لیں گے مَنۡ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا کون بُرا ہے جگہ کے لحاظ سے وَّاَضۡعَفُ جُنۡدًا اور کون زیادہ کمزور ہے لشکر کے لحاظ سے۔

کل کے درس میں تم نے یہ پڑھا کہ کافروں کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ کوئی زندگی نہیں ہے۔اور کہتے تھے ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوۡفَ اُخۡرَجُ حَيًّا ''کیا جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہایت اختصار کیساتھ جواب دیا اَوَ لَا يَذۡكُرُ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ يَكُ شَيۡئًا ''کیا انسان یاد نہیں کرتا کہ بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا اور یہ کوئی چیز نہیں تھا۔'' جو رب پہلے پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے اس کیلئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔پھر جو مجرم ہیں ان کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

قیامت، جنت، دوزخ کی طرح پل صراط بھی حق ہے :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا اور نہیں ہے تم میں سے کوئی مگر وہ وارد ہونے والا ہے اس دوزخ پر۔بات اچھی طرح سمجھ لیں۔قیامت حق ہے، میدان محشر

میں اکٹھا ہونا بھی حق ہے، اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت کا قائم ہونا بھی حق ہے، ترازو پر نیکیوں کا تلنا بھی حق ہے، جس طرح یہ تمام چیزیں حق ہیں اسی طرح پلصراط بھی حق ہے۔ جہنم کے اوپر ایک پل ہے اس کو عبور کر کے جنت کی طرف جانا پڑے گا اس کو پل صراط کہتے ہیں۔ وہ کافروں کیلئے تو اَحَدُّ مِنَ السَّیفِ وَاَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک اور نیچے آگ کے شعلے ہونگے۔ کوئی کافر تو ایک قدم رکھے گا اور کٹ کے نیچے دوزخ میں گر جائے گا۔ کوئی دو قدم اور کوئی تین قدم اور کٹ کے نیچے دوزخ میں گر جائے گا کوئی کافر اس کو عبور نہیں کر سکے گا اور وہ مومنوں کیلئے کھلی سڑک ہوگی۔

ہر ایک نے پل صراط سے گذرنا ہے :

صحیح احادیث میں موجود ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی پلصراط سے ایسے گزرے گا جیسے تیز رفتار پرندہ جاتا ہے اور کوئی تیز رفتار گھوڑے کی طرح گذرے گا، کوئی تیز رفتار اونٹ کی طرح گذرے گا، کوئی ایسے گذرے گا جیسے آدمی بھاگ کر جاتا ہے اور وہ بھی ہونگے جو آہستہ آہستہ چل کر عبور کریں گے۔ ایمان اور اعمال میں جتنی قوت ہوگی، اخلاق میں قوت ہوگی اتنی ہی رفتار ہوگی۔ یہ قربانی کے جانور ان کیلئے سواری بنیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا پلصراط پر سے گذرنے والوں میں سے سب سے اول میں ہوں گا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد ابو بکر ؓ پھر عمر ؓ پھر عثمان ؓ پھر علی ؓ پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر ساری امت مرتبے اور مقام کے لحاظ سے اسی طرح جنت میں سب سے پہلا قدم آنحضرت ﷺ کا پڑے گا پھر حضرت ابو بکر ؓ کا پھر حضرت عمر ؓ پھر حضرت عثمان ؓ پھر حضرت علی ؓ داخل ہونگے۔ سب سے پہلے اس امت کا حساب ہوگا حالانکہ دنیا میں یہ امت سب سے بعد میں آئی ہے مگر جنت کی خوشیوں میں سب سے پہلے پہنچے گی

۔اسی پل صراط کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یہ اِنْ نافیہ ہے۔اورنہیں ہے تم میں سے کوئی وارد ہونے والا اس دوزخ پر۔

پل صراط کے بعد ایک اور پل ہے :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ پلصراط کو عبور کرنے کے بعد آگے ایک اور پل آئے گا قَنْطَرَةٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ''یہ پل جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا۔''اس پل پر صرف مسلمان پہنچیں گے اور ایک دوسرے کیخلاف جو نفرت بغض کینہ ہوگا غلط فہمیاں ہونگی وہ ساری اس پر مومنوں کے دلوں سے نکال دی جائیں گی۔ جب جنت میں داخل ہونگے تو کسی کے خلاف کسی کے دل میں کوئی بغض، کینہ، کدورت نہیں ہوگی شیشے کی طرح صاف ہونگے۔بے شمار مخلوق ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کیساتھ کوئی جھگڑا نہ لڑائی نہ غیبت نہ گالی گلوچ ہوگا۔تو میزان اللہ تعالیٰ کی عدالت کی طرح پلصراط بھی حق ہے اور اس کے اوپر سے گذرنا ہے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ہے آپ کے رب کے ذمہ لازم طے شدہ۔اس میں شک شبے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔جس وقت وہاں سے گذریں گے ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، کفر شرک سے بچتے ہیں، رب تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں ان کو نجات ملے گی وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا اور ہم چھوڑ دیں گے ظالموں کو اس دوزخ میں گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے ہونگے۔جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں اوپر سے گھٹنوں کے بل گریں گے اور دوزخ میں جا پڑیں گے اور شعلوں میں جلتے رہیں گے۔اگر دوزخ میں ان کو مارنا مقصود ہوتو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے کیونکہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا زیادہ تیز ہے اور دنیا کی آگ میں لوہا پگھل جاتا ہے لیکن لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى [سورۃ الاعلیٰ] ''نہ اس

میں کوئی مرے گا اور نہ جئے گا۔" مر گیا تو سزا کون بھگتے گا؟ اور یہ جینا کوئی جینا نہیں ہے خود دوزخی کہیں گے یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ "کاش کہ ہم مر جائیں۔" جہنم کا انچارج فرشتہ جس کا نام مالک ہے اس کے پاس جائیں گے قرآن پاک میں آتا ہے، کہیں گے یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ "اے مالک علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ آپ کا رب ہمیں مار دے۔" وہ کہے گا کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے، کتابیں نہیں آئیں، سمجھانے والے نہیں آئے، تمہارے پاس عقل نہیں تھی، کہیں گے آئے تھے فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ [سورۃ الملک:۹] "پس ہم نے جھٹلایا اور کہا ہم نے اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ ہماری آیتیں واضح اور روشن قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو جو ایمان والے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ کافر مومنوں کو کہتے ہیں اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ دونوں گروہوں میں سے کونسا بہتر ہے مَّقَامًا ازروئے مقام اور درجے کے وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا اور کون اچھا ہے مجلس کے لحاظ سے۔ کس کی مجلسیں بھری ہوئی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں جب آنحضرت ﷺ نے نبوت کا اظہار فرمایا تو وہاں کافر ہی کافر تھے، کفر ہی کفر تھا لہٰذا ان کی مجلسیں بھری رہتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کیساتھ انتہائی غریب لوگ تھے امیر لوگ بہت تھوڑے تھے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ ورنہ ابتدائی دور میں غریب ہی تھے اور غلام تھے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غلام تھے پھر آزاد کیے گئے۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بھی غلام تھے پھر آزاد کیے گئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی غلام تھے پھر آزاد کیے گئے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی غلام

تھے حضرت عمار ﷺ غلام تھے۔ تو آپ کی مجلس میں کمزور اور تھوڑے آدمی ہوتے تھے۔ کافروں نے کہا کہ دیکھو! مجلسیں تمہاری بڑی ہیں یا ہماری؟ اس کا رب تعالیٰ نے جواب دیا۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ اور کتنی ہم نے ہلاک کیں ان سے پہلے جماعتیں هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْ يًا وہ بہت اچھی تھیں ساز و سامان کے اعتبار سے اور نمود و نمائش کے اعتبار سے۔ بڑی شہرت والی نامی گرامی قومیں تھیں جن کو ہم نے تباہ کر دیا قُلْ آپ ان کو کہہ دیں مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ جو شخص ہے گمراہی میں فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا۔ فَلْيَمْدُدْ امر ہے جس کا لفظی معنی ہے پس چاہیے کہ رحمان ان کو مدد دے مدد دینا لیکن خبر کے معنیٰ میں ہے کہ ان کو رحمٰن مدد دے گا مدد دینا۔ جو نافرمان ہیں ان کو بھی مال اولاد ملتی رہتی ہے۔ دنیا کی چیزیں کافروں کیلئے بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کا معیار ایمان اور دین ہے :

یہ حدیث آپ حضرات کئی دفعہ سن چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا لِمَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ "بیشک اللہ تعالیٰ دنیا دیتا ہے اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے اور اس کو بھی دیتا ہے جس کیساتھ محبت نہیں کرتا۔" مال کا ملنا اس بات کی دلیل نہیں کہ رب راضی ہے یعنی مال کا ملنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضا کا معیار نہیں ہے وَلَا يُعْطِي الْاِيْمَانَ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ "اور نہیں دیتا ایمان مگر اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے۔" اور ایک روایت میں ہے وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ "اور نہیں دیتا اللہ تعالیٰ دین مگر اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے۔" قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے چچا کا بیٹا تھا۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام مُنَوَّر بتایا ہے۔ باپ کا نام يُسْعَرُ تھا اور دادے

کا نام قاہس تھا پڑدادے کا نام لاویٰ تھا اور لکڑ دادے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے والد محترم کا نام عمران تھا دادے کا نام قاہس تھا پڑدادے کا نام لاویٰ تھا اور لکڑ دادے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ قارون کا والد بڑا نیک پرہیز گار آدمی تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کا پڑپوتا تھا۔

انسان جب شیطان بن جائے تو نسبت کام نہیں آتی :

دیکھو نسبت کتنی اونچی ہے دو پیغمبر چچا زاد بھائی ہیں مگر جب انسان شیطان بن جائے تو نسبت کام نہیں آتی ۔ نہ یعقوب علیہ السلام کی نسبت کام آئی ، نہ اسحاق علیہ السلام کی نسبت کام آئی ، نہ ابراہیم علیہ السلام کی ، نہ یوسف علیہ السلام ، نہ ہارون علیہ السلام اور نہ موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کام آئی ۔ بری بات پر اکڑ گیا ایک فاحشہ عورت کو پیسے دے کر موسیٰ علیہ السلام پر معاذ اللہ تعالیٰ بدکاری کا الزام لگادیا مگر رب رب ہے اس کی گرفت بہت سخت ہے اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ [سورہ بروج] ''بیشک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ جب رب تعالیٰ پکڑنے پر آیا سورۃ القصص آیت نمبر ۸۱ میں ہے فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ''پس دھنسا دیا ہم نے اس قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔'' خدا جانے کتنے رقبے میں اس کی کوٹھی تھی اس کے نوکروں چاکروں کے کمرے بنے ہوئے تھے لیکن رب تعالیٰ نے سب کو زمین میں دھنسا دیا نہ قارون بچا اور نہ اس کی دولت بچی ۔ فرمایا ان کو اپنی کثرت پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے۔ ہم نے ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک کر دیں ہیں جو بڑی شہرت رکھتی تھیں حَتّٰی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان کیساتھ وعدہ کیا جاتا ہے اِمَّا الْعَذَابَ یا تو دنیا میں ان پر عذاب آئے گا وَاِمَّا السَّاعَةَ اور یا قیامت تو ہے ہی قیامت سے تو چھٹکارا نہیں ہے

فَسَيَعْلَمُوْنَ پس بتاکید یہ جان لیں گے مَنْ هُوَ شَرٌّ کون بُرا ہے مَّكَانًا جگہ کے لحاظ سے درجے کے لحاظ سے برے درجے والا کون ہے وَّاَضْعَفُ جُنْدًا اور کون زیادہ کمزور ہے لشکر کے لحاظ سے۔ رب کے عذاب کے مقابلے میں ان کی دنیا کی کثرت کیا کرے گی۔ باقی مالی مدد تو اللہ تعالیٰ کافروں کی بھی کرتا ہے۔

وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ
وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اور زیادہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اهْتَدَوْا هُدًى جنہوں نے ہدایت قبول کی ہدایت وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ اور باقی رہنے والی نیکیاں خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ بہتر ہیں تیرے رب کے ہاں ثَوَابًا بدلے کے لحاظ سے وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا اور بہتر ہیں لوٹنے کی جگہ کے اعتبار سے اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ کیا پس آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کو كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وَقَالَ اور کہا لَاُوْتَيَنَّ البتہ میں ضرور دیا جاؤں گا مَالًا مال وَّوَلَدًا اور اولاد اَطَّلَعَ الْغَيْبَ کیا اس نے غیب پر اطلاع پالی ہے اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یا اس نے کر لیا ہے رحمٰن کیساتھ کوئی وعدہ كَلَّا ہرگز نہیں سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ بتاکید ہم لکھتے ہیں جو باتیں وہ کہتا ہے وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا اور ہم بڑھائیں گے اس کیلئے عذاب بڑھانا وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ اور

ہم وارث ہونگے اس چیز کے جو وہ کہتا ہے وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً اور بنالئے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ورے معبود لِيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا تاکہ ہوجائیں وہ ان کیلئے عزت کا ذریعہ كَلَّا ہرگز نہیں سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ عنقریب وہ انکار کریں گے ان کی عبادت کا وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا اور وہ ہوجائیں گے ان کے مخالف۔

اس سے پہلے فرمایا کہ بتاکید جان لیں گے یہ لوگ جو دنیا میں مال اولاد پر گھمنڈ کرتے ہیں کہ کون برا ہے درجے کے لحاظ سے اور کون زیادہ کمزور ہے لشکر کے لحاظ سے۔ رب کے عذاب کے مقابلے میں ان کی کثرت کیا کرے گی؟ دنیا میں اللہ تعالیٰ مالی امداد کافروں اور گمراہوں کی بھی کرتا ہے لیکن ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت زیادہ دیتا ہے اور آخرت میں ہدایت ہی کام آنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى اور زیادہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت ان لوگوں کو جنہوں نے ہدایت قبول کی جو ہدایت کے طالب ہیں دن بدن ان کو مزید سے مزید ہدایت نصیب ہوتی ہے ان کے ظاہر باطن کی اصلاح ہوتی ہے نیکیوں کی توفیق ملتی ہے برائیوں سے رکتے ہیں وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ اور باقی رہنے والی نیکیاں خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ اچھی اور بہتر ہیں آپ کے رب کے ہاں ثَوَابًا بدلے کے لحاظ سے وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا اور بہتر ہیں لوٹنے کی جگہ کے اعتبار سے۔

باقیات صالحات :

باقیات صالحات میں بہت ساری چیزیں آتی ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب آدمی فوت ہوجاتا ہے اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں مگر اس

کی نیک اولاد جو نیکی کرے گی وہ خود بخود والدین کو پہنچے گی چاہے اولاد کا دھیان اس چیز کی طرف ہو یا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے والدین کو بخش دے۔ کیونکہ والدین نے تربیت کی تھی تعلیم دی تھی اب یہ جو بھی نیکی کریں گے سب نیکیوں کا ثواب ان کو ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں آئے گی۔ اسی طرح ان کی نیکیوں میں جس جس کا حصہ ہو گا دادے پڑدادے کا ان سب کو یہ نیکیاں خود بخود ملتی جائیں گی اور دنیا میں جہاں بھی کوئی نیکی ہو رہی ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ وہ تمام نیکیاں آنحضرت ﷺ کے نامہ اعمال میں درج ہو رہی ہیں لہٰذا بے نماز اور بے روزہ یہ نہ سمجھے کہ میں صرف اپنا نقصان کر رہا ہوں۔ نہیں بلکہ وہ دوسروں کا بھی نقصان کر رہا ہے۔ وہ نمازیں پڑھتا تو آنحضرت ﷺ کے رجسٹر میں درج ہوتیں۔ نہیں پڑھیں وہ ثواب نہیں پہنچا اور عام مومنین کا بھی نقصان کرتا ہے کیونکہ نمازی التحیات میں کہتا ہے السلام علینا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ہمارے اوپر بھی رب کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی ہو۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ اَصَابَ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ لِلّٰهِ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ''یہ دعا اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو پہنچتی ہے چاہے وہ آسمانوں میں ہے یا زمین میں۔'' یعنی مومن انسانوں کو بھی، مومن جنوں کو بھی اور فرشتوں کو بھی پہنچتی ہے۔ اور جس نے نماز نہیں پڑھی تو اس نے یہ دعا بھی نہیں پڑھی تو جنات بھی محروم، انسان بھی محروم اور فرشتے بھی محروم۔ تو باقی رہنے والی نیکیوں میں نیک اولاد بھی ہے۔ اور کسی نے دینی کتابیں چھوڑی ہیں جب تک وہ لوگ پڑھتے رہیں گے اس کو ثواب ملتا رہے گا، کسی نے مسجد بنا دی، مدرسہ بنا دیا، یتیم خانہ بنا دیا جب تک یہ چیزیں قائم رہیں گی اس آدمی کو ثواب ملتا رہے گا چاہے دنیا میں رہے یا نہ رہے۔ پہلے لوگوں میں یہ شوق زیادہ ہوتا تھا اور آج بھی الحمدللہ ہے مگر تھوڑا ہے۔ اکثریت لوگوں

کی اس طرف توجہ نہیں کرتی ۔ یادرکھنا! مسجدیں بنانا، دینی مدرسے قائم کرنا، یہ اپنی نسلوں کی حفاظت کرنا ہے۔آپ حضرات تو ماشاءاللہ پختہ ذہن کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ قائم رکھے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے ۔آگے اپنی اولاد کی بھی فکر کرنی چاہیے کہ ان کا کلمہ رہے گا یا نہیں ،نمازیں پڑھیں گے یا نہیں ۔مغربی قومیں ہماری اخلاقیات تباہ کرنے کیلئے پوری قوت صرف کررہی ہیں اوراتنی بے حیائی دنیا میں پھیلادی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ان سے متاثر ہیں ۔اسلئے ہمیں غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دینی مدارس قائم کرنے چاہئیں اوراپنے بچوں کو دینی تعلیم دینی چاہیے ۔مگرافسوس ہے کہ اچھے کاموں پر بہت کم لوگ پیسے خرچ کرتے ہیں۔حسن پورے میں مسجد کی دیواریں بنی ہوئی ہیں اوررک گئی ہے حالانکہ چھوٹی سی مسجد ہے ہمت کریں تو بن سکتی ہے اس کے قریب ایک اور مسجد ہے شاید اس کی صرف بنیادیں بھری گئی ہیں اور کچھ بھی نہیں ہوا۔ادھر علی مسجد نامکمل پڑی ہے ان کاموں کی طرف لوگوں کی کوئی توجہ نہیں ہے اگر ہر مہینے سارے ساتھی تھوڑی ہمت کریں تو بڑا کچھ ہوسکتا ہے۔تو یہ چیزیں باقیات صالحات ہیں خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ بہتر ہیں تیرے رب کے ہاں ثَوَابًا بدلے کے لحاظ سے وَخَیْرٌ مَّرَدًّا اور بہتر ہیں لوٹنے کی جگہ کے اعتبار سے ۔مَرَدّ یہ ظرف کا صیغہ ہے معنٰی ہے لوٹنے کی جگہ اوروہ جنت ہے، بہت بہتر جگہ ہے۔

حضرت خباب بن ارت ؓ غلام تھے بعد میں آزادی ملی ۔ یہ لوہاروں کا کام کرتے تھے نیزے اور تیر سیدھے کرتے تھے حضرت عمرو بن العاص ؓ کا والد عاص بن وائل بڑا اکھڑ مزاج آدمی تھا کفر پر ہی مرا ہے۔اس نے حضرت خباب بن اردت ؓ سے کہا کہ یہ میرے تیر اور نیزے ٹھیک کردے ۔کافی کام تھا کافی دن لگ گئے پیسے بھی کافی

بن گئے انہوں نے عاص بن وائل سے مطالبہ کیا کہ میرے کچھ پیسے آپ کی طرف ہیں غریب آدمی ہوں آپ ادا کردیں عاص ابن وائل نے کہا کہ میں تمہیں پیسے اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم محمد (ﷺ) کا کلمہ چھوڑ دو۔ حضرت خباب ﷺ نے کہا کہ یہ کلمہ تو میں قیامت تک نہیں چھوڑوں گا۔ عاص کہنے لگا اچھا! تم نے قیامت لانی ہے نا تو پھر مجھ سے اپنی رقم قیامت والے دن لے لینا۔ جس نے مجھے یہاں مال دیا ہے اولاد دی ہے وہاں بھی دے گا وہیں لے لینا اب مجھ سے نہ مانگنا۔ اس کا رب تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ کیا آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کو کَفَرَ بِاٰيٰتِنَا جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا یعنی عاص بن وائل وَقَالَ اور کہا لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا البتہ میں ضرور دیا جاؤں گا مال بھی اولاد بھی۔

دنیا اور آخرت کے معاملات الگ الگ ہیں :

اس نے یہ قیاس کیا کہ دنیا میں مجھے ملا ہے اگر قیامت کوئی چیز ہے اور آ گئی تو وہاں بھی مجھے ملے گا۔ یہ اس کا قیاس فاسد اور بے کار ہے کیونکہ دنیا اور آخرت کے معاملات الگ الگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اصل میں تھا ءَ اِطَّلَعَ الْغَيْبَ ایک ہمزہ حذف ہو گیا ہے۔ کیا اس نے غیب پر اطلاع پالی ہے کہ آگے بھی اس کو مال اولاد ملے گی اور ایسے ہی اس کی چودھراہٹ اور سرداری ہوگی جیسے دنیا میں ہے اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یا کر لیا ہے اس نے رحمٰن کیساتھ کوئی وعدہ کہ وہ وہاں بھی تجھے مال دے گا اور اولاد دے گا یعنی رحمان نے اس کو کہا ہے کہ وہاں میں تجھے مال دونگا اولاد دونگا۔ فرمایا كَلَّا ہرگز نہیں! نہ رحمان نے کسی کیساتھ ایسا وعدہ کیا ہے ار نہ ان کی آرزوئیں پوری ہونگی سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ بتاکید ہم لکھتے ہیں وہ باتیں جو وہ کہتا ہے۔ رب تعالیٰ خود نہیں لکھتا اس کے فرشتے

لکھتے ہیں کراماً کاتبین جودائیں طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں وہ نیکیاں برائیاں لکھتے ہیں وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا اور ہم بڑھائیں گے اس کیلئے عذاب بڑھانا۔ دن بدن کافروں کیلئے عذاب بڑھتا جائے گا جیسے مومنوں کیلئے دن بدن خوشیوں اور لذتوں میں اضافہ ہوتا رہے گا کافروں کیلئے عذاب بڑھتا جائے گا رب تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا [سورۃ النباء] ''پس چکھو (مجرمو! عذاب کا مزا) پس ہم نہیں زیادہ کریں گے تمہارے لئے مگر عذاب۔'' فرمایا وَّنَرِثُهُ مَا يَقُوْلُ اور ہم وارث ہیں اس مال اولاد کے جو وہ کہتا ہے۔ یہ سب کچھ وہ چھوڑ کر جائے گا ساتھ نہیں لے جائے گا کوئی ایسا آدمی ہے کہ اس نے جو کچھ کمایا ہو مال، جائیداد، کوٹھیاں، کارخانے ساتھ لے کر جائے سب کچھ یہیں رہے گا ساتھ ایمان جائے گا اور اچھے برے اعمال جائیں گے۔ اچھے اعمال اس کیلئے باغ و بہار ہونگے اور برے اعمال گلے کا ہار بنیں گے وَيَأْتِيْنَا فَرْدًا اور رب تعالیٰ فرماتے ہیں اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا۔ بیٹا بیٹی کوئی اس کیساتھ نہیں جائیگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا میت کیساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو واپس آجاتی ہیں تیسری ساتھ رہتی ہے۔ مال میت کیساتھ جاتا ہے برادری رشتہ دار ساتھ جاتے ہیں۔ مال سے مراد چارپائی، کھیس، کمبل ہے۔ فرمایا مال اور برادری واپس آجاتی ہے عمل ساتھ جاتا ہے چاہے نیک ہو یا برا ہو۔ فرمایا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً اور بنا لئے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ورے معبود، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دستگیر بنا لئے ہیں۔ کیوں بنائے ہیں؟ لِيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا تاکہ ہو جائیں وہ ان کیلئے عزت اور غلبے کا ذریعہ۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری حاجات پوری کرتے ہیں ہمارے مصائب دور کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کچھ نہیں کرسکتا :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں کَلَّا ہرگز نہیں! کوئی کچھ نہیں کرسکتا رب تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مشکل کشا ہے نہ حاجت روا ہے۔ سورۃ یونس آیت نمبر ۱۰۷ میں ہے وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلاَ کَاشِفَ لَہٗ اِلَّاھُوَ ''اور اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ تجھے کوئی تکلیف پس دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں وَ اِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلاَ رَآدَّ لِفَضْلِہٖ اور اگر وہ ارادہ کرے آپ کیساتھ بھلائی کا تو کوئی اس کے فضل کو رد نہیں کر سکتا۔'' ساری کائنات بھی مل کر اس خیر کو روک نہیں سکتی۔ نافع بھی رب ہے اور ضار بھی رب ہے لیکن ان بیوقوفوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اور حاجت روا اور مشکل کشا بنائے ہوئے ہیں تاکہ وہ ان کے غلبے کا ذریعہ بنیں ہرگز نہیں! بلکہ سَیَکْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِھِمْ عنقریب وہ انکار کریں گے ان کی عبادت کا۔

مشرکوں کے معبود قیامت والے دن ان کے مخالف ہونگے :

جن کو یہ مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہیں اور ان کے نام کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں وہ اس کا انکار کردیں گے اور کہیں گے اے پروردگار! یہ سبق ہم نے ان کو نہیں دیا اور نہ ہم راضی ہیں وَیَکُوْنُوْنَ عَلَیْھِمْ ضِدًّا اور وہ ہوجائیں گے ان کے مخالف۔ یہ لوگ جن کو آج حاجت روا سمجھتے ہیں مددگار سمجھتے ہیں وہ کل ان کے مخالف ہونگے اور وہ دو قسم کے ہونگے۔ ایک تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ جیسے حضرت عزیر علیہ السلام ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے فرشتے، اللہ تعالیٰ کے ولی، امام، شہیدان کو بھی لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا حاجت روا، مشکل کشا سمجھا، فریاد رس سمجھا، دستگیر بنایا تھا یہ کہیں گے اے پروردگار! ہم ان کی کاروائی سے بالکل بیزار ہیں ہمیں نہیں معلوم انہوں نے کن کی پوجا

کی ہے۔ہم نے ان کونہیں کہا ہم تو صرف رب تعالیٰ کے پجاری ہیں ہمارا ان کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہے یہ جانے اور ان کا کام جانے ۔صاف الفاظ میں انکار کر دیں گے اور دوسرے وہ ہونگے جنہوں نے واقعی لوگوں کو گمراہ کیا ہوگا وہ اپنی جان چھڑانے کیلئے کہیں گے کہ ہمارا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے ہم نے تو تمہیں صرف ترغیب دی تھی نہ مانتے۔یہ اپنے سب سے بڑے لیڈر شیطان کے پاس جائیں گے کہ تم ہمارا کچھ کرو دنیا میں تو ہمیں بڑے سبز باغ دکھاتا تھا فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ پس نہ ملامت کرو تم مجھ کو اور ملامت کرو اپنی جانوں کو اور اس سے پہلے ہے وَمَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ [ابراہیم:۲۲] ”میرا تمہارے اوپر کوئی زور نہیں تھا مگر میں نے تمہیں دعوت دی تم نے قبول کر لی۔“ نہ مانتے میں نے کوئی تمہارے گلے میں رسے ڈالے ہوئے تھے۔شیطان بھی ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں ہوگا الٹا مخالف ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہدایت دے یہ لوگ دنیا میں ہی سمجھ جائیں آگے سمجھنے کا کوئی موقع نہیں ہے کہ جن کو تم مشکل کشا،حاجت روا بناتے ہو یہ صاف انکار کر دیں گے اور مخالف ہونگے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾

وقف لازم

اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا آپ نے اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ بیشک ہم چھوڑ دیتے ہیں شیاطین عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر تَؤُزُّهُمْ وہ ابھارتے ہیں ان کو اَزًّا ابھارنا فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ پس آپ جلدی نہ کریں ان کیخلاف اِنَّمَا پختہ بات ہے نَعُدُّ لَهُمْ ہم ان کیلئے گنتی کرتے ہیں عَدًّا گنتی کرنا يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ جس دن ہم اکٹھا کریں گے پرہیز گاروں کو اِلَى الرَّحْمٰنِ رحمٰن کی طرف وَفْدًا وفد کی شکل میں وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اور چلائیں گے ہم مجرموں کو اِلٰى جَهَنَّمَ جہنم کی طرف وِرْدًا پیاسے لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ نہیں مالک ہونگے وہ شفاعت کے اِلَّا مَنْ مگر وہ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا جس نے پکڑا ہے رحمٰن کے پاس سے وعدہ وَقَالُوا اور کہا ان لوگوں نے اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ

وَلَدًا ٹھہرالی ہے رحمٰن نے اولاد لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا البتہ تحقیق لائے ہو تم بڑی بھاری بات تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں مِنْهُ اس بات کی وجہ سے وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ اور ٹکڑے ہوجائے زمین وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اور گرجائیں پہاڑ گر جانا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا اس لئے کہ انہوں نے نسبت کی ہے رحمٰن کی طرف اولاد کی وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اور نہیں ہے لائق رحمٰن کیلئے اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا کہ ٹھہرائے اولاد۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اختیار دیا ہے نیکی بدی اختیار کرنے کا :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو نیکی بدی کرنے کا اختیار دیا ہے کہ اپنی مرضی اور ارادے سے نیکی کرنا چاہو تو نیکی کرو اور بدی کرنا چاہو تو بدی کرو کسی ایک طرف جبر نہیں ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورۃ الکہف] ''پس جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' نہ مبلغ جبر کرسکتا ہے کہ جبراً کسی کو ہدایت دیدے اور نہ شیاطین جبر کر سکتے ہیں۔ شیطان ابھارتے ہیں ترغیب دیتے ہیں برائی کا شوق دلاتے ہیں بدی کا۔ جیسے مبلغ لوگوں کو نیکی کی ترغیب دیتے ہیں کہ نیکی کرو گے تو یہ صلہ ملے گا یہ بدلہ ملے گا اتنا دنیا میں ملے گا اتنا آخرت میں ملے گا لیکن کسی کو نیکی پر مجبور نہیں کر سکتے۔ اگر مجبور کرنا مبلغین کے اختیار میں ہوتا تو دنیا میں پیغمبروں سے بڑا مبلغ کون ہے؟ کوئی نہیں ہے۔ پھر ان کے زمانے میں ایک بھی کافر اور نافرمان نہ رہتا حالانکہ خود پیغمبروں کے بیٹے نافرمان ہوئے ہیں۔ آدم علیہ السلام کا بیٹا

قابیل ،نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان نہیں مانا نافرمان ہی رہے ۔تو مبلغ نے ترغیب دینی ہے،نیکی کے کام کرو،سعادت مند بنو،نیکی کے کام بتلانے ہیں،یہ کام نیکی کا ہے وہ کام نیکی کا ہےاور جس طرح نیکی کی ترغیب دینے والے ہیں برائی کی ترغیب دینے والے بھی ہیں اور بہت سارے ہیں قولاً بھی ،فعلاً بھی ،عملاً بھی لوگوں کو برائی کی طرف راغب کرتے ہیں۔

یورپ کا مسلمانوں کے خلاف منصوبہ :

شیطان انسانوں میں بھی ہیں جنات میں بھی ہیں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں یورپ کی تمام قومیں یہ نکتہ سمجھ چکی ہیں کہ مسلمان کی جب تک وضع قطع اسلامی ہے اوران میں جذبہ جہاد موجود ہےتو ان کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا مسلمانوں سے یہ دونوں چیزیں ختم کرنی چاہیے ۔اسلئے وہ سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کیا جائے ۔یہی وجہ ہے کہ جہاد کو وہ دہشت گردی کہتے ہیں غنڈا گردی کہتے ہیں تا کہ عام آدمی کا ذہن بگڑ جائے دوسرا یہ کہ وہ مسلمانوں کی وضع قطع ،شکل وصورت اسلام والی نہیں دیکھنا چاہتے کہ مسلمان اگر اپنی وضع قطع میں رہے تو پھر ان کی دال نہیں گلتی۔ترکیوں کے پاس رقبہ بھی تھوڑا تھا افراد بھی تھوڑے تھے لیکن تن تنہا انہوں نے پانچ سو سال تک مغرب کو آگے لگائے رکھا حالانکہ وسائل ان کے پاس اتنے نہیں تھے مگر قوت ایمانی تھی جذبہ جہاد تھا اسلامی وضع قطع تھی خلافت عثمانیہ تھی یہود ونصاریٰ نے جس وقت یہ سمجھا کہ اس طرح ان کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کے ذہن بگاڑو،عقیدہ خراب کرو،شکل وصورت وضع قطع بگاڑو،طرز طور طریقہ بگاڑو کہ یہ صحیح معنٰی میں مسلمان نہ رہیں اوراسلام کی یہ چیزیں قائم نہ رکھ سکیں ۔تو یہ لوگ برائی کی ترغیب

دیتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے اَلَمْ تَرَ اے مخاطب کیا تونہیں دیکھا اَنَّـآ اَرْسَلْنَا بیشک ہم چھوڑ دیتے ہیں الشَّیٰطِیْنَ شیطانوں کو عَلَی الْـکٰفِرِیْنَ کافروں پر تَـؤُزُّھُمْ اَزًّا وہ ان کو برانگیختہ کرتے ہیں ابھارتے ہیں ابھارنا گناہوں کی طرف قولاً بھی اور فعلاً بھی مسلمانوں کے ذہن بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے گانے گاتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ٹیلی ویژن پر جو کچھ دیکھتے ہیں اسی کی نقالی کرتے ہیں بچوں کی عادت ہوتی ہے نقالی کرنے کی۔

نفلی نماز گھر میں پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے :

اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ نفلی نماز تم گھر میں پڑھا کرو اور نفلی نماز گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد حرام میں پڑھنے سے زیادہ ہے۔کیوں؟ وہ اس لئے کہ تم نفلی نماز گھر میں پڑھو گے بچے دیکھیں گے تو ذہن بنے گا کہ ہمارے ابو کیا کر رہے ہیں دادا کیا کر رہے ہیں بڑے بھائی کیا کر رہے ہیں تایا جان چچا جان کیا کرتے ہیں ہم بھی اسی طرح کریں۔ وہ تمہاری وضع قطع کو دیکھیں گے تو ان کا ذہن بنے گا۔تو ان کا ذہن بنانے کیلئے حکم ہے کہ نفلی نماز گھر میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔ہاں!اگر گھر میں جگہ نہیں ہے مجبور ہے تو مسجد میں پڑھ لے۔تو اللہ تعالیٰ نے شیطان کھلے چھوڑ دیئے ہیں کافروں کو ترغیب دیتے ہیں ابھارتے ہیں برائیوں پر مجبور نہیں کر سکتے فَلاَ تَـعْـجَلْ عَلَیْھِمْ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کے کفر اور بری حرکات کو دیکھ کر ان کے خلاف آپ جلدی نہ کریں بلکہ برداشت کریں کیونکہ ہم نے بھی ان کیخلاف پروگرام بنا رکھا ہے اِنَّـمَا نَعُدُّ لَھُمْ عَدًّا پختہ بات ہے،ہم ان کیلئے گنتی کرتے ہیں گنتی کرنا۔ان کے سال بھی گنتے ہیں،مہینے بھی گنتے ہیں ہفتے اور دن بھی گنتے ہیں ان کے ایک ایک سانس کا ہمارے پاس حساب ہے آپ اپنا کام کرتے رہیں

ان کیلئے مشقت برداشت کرنے کی ضرورت نہیں ہے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ جس دن ہم اکٹھا کریں گے پرہیزگاروں کو اِلَی الرَّحْمٰنِ رحمٰن کی طرف جائیں گے اس کی عدالت میں وَفْدًا وفد کی شکل میں۔ عزت واکرام کیساتھ فرشتے ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے سلام کریں گے اور یہ رب تعالیٰ کے دربار میں پیش ہونگے وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا۔ وِرْدًا وَارِد کی جمع ہے معنیٰ ہے پیاسا۔ اور ہم مجرموں کو چلائیں گے جہنم کی طرف پیاسے۔ انتہائی پیاس ہو تو بندہ چل بھی نہیں سکتا فرشتے ان کو اس حالت میں چلا کر جہنم میں پھینکیں گے لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا نہیں مالک ہونگے وہ شفاعت کے مخلوق میں کوئی بھی شفاعت کا مالک نہیں ہے مگر وہ جس نے پکڑا ہے رحمٰن کے پاس سے وعدہ۔

کافر اور منافق کے حق میں کوئی سفارش نہیں :

شفاعت کرنے والے کیلئے بھی شرائط ہیں اور جس کیلئے شفاعت کی جائے گی اس کیلئے بھی۔ شفاعت کرنے والے کیلئے شرط ہے کہ وہ مومن ہو کافر کی شفاعت قبول نہیں ہو گی اور جس کیلئے سفارش کرنی ہے وہ بھی مومن ہو چاہے کتنا گنہگار ہو کافر کیلئے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ دیکھو! آنحضرت ﷺ سے بڑا سفارشی کوئی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

جب عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کی وفات ہوئی اس کا بیٹا بڑا مخلص صحابی تھا آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا حضرت آپ کو معلوم ہے کہ میرا والد فوت ہو گیا ہے منافق تھا میں نہیں کہتا مخلص تھا مگر حضرت! اس حالت میں بھی اس کیلئے کوئی حیلہ کر سکتے ہو تو کرو۔ بخاری وغیرہ کی روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے جسم پر اپنا لعاب مبارک ملا

اور اپنا کرتہ مبارک اتار کر اس کو پہنایا اور اس کا جنازہ پڑھانے کیلئے تیار ہو گئے۔ حضرت عمر ﷺ نے عرض کیا حضرت! آپ اس بے ایمان کا جنازہ پڑھاتے ہیں حضرت! اس نے فلاں دن یہ کیا، فلاں دن یہ کیا، یہ منافق ہے۔ آنحضرت ﷺ پر شفقت کا غلبہ تھا فرمایا عمر تم مجھ پر داروغہ مسلط ہو۔ حضرت عمر پیچھے ہٹ گئے آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا صحابہ کرام ﷺ نے جنازہ پڑھا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ اگر آپ ﷺ ان کیلئے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا۔ آپ ﷺ کا لعاب مبارک اس کو جہنم سے نہیں بچاسکا آپ ﷺ کا جنازہ پڑھانا اور اس میں دعا کرنا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا اس کو نہ بچاسکا۔ پیچھے آپ ﷺ کے سب کے سب ولی کھڑے ہیں سب صحابہ ہیں جو اس کیلئے دعا کر رہے ہیں سفارش کر رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ [توبہ: ۸۰] ''اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ بخشش طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔'' تو شرط یہ ہے کہ جس کیلئے سفارش کرنی ہے مومن ہو کافر نہ ہو کافر کیلئے سفارش قبول نہیں ہے مشرک کیلئے پیغمبر کی سفارش بھی قبول نہیں ہے باقی شفاعت درجہ بدرجہ ہے۔

شفاعت کبریٰ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے :

ایک ہے شفاعت کبریٰ یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہے اس میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ شفاعت کبریٰ یہ ہوگی کہ قیامت کا دن ہوگا ساری مخلوق میدان محشر میں جمع ہوگی پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہوگا سورہ معارج آیت نمبر ۴ میں ہے فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ ''اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔'' آج سورج ہم سے کئی کروڑ میل دور ہے اور اس وقت عَلٰی قَدْرِ مِیْلاً اَوْ مِیْلَیْنِ ایک یا دو

میل کی مسافت پر ہوگا۔لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے ہونگے کوئی ٹخنوں تک کوئی گھٹنوں تک کوئی ناف تک کوئی حلق تک کوئی کانوں تک اور نفسی نفسی پکار رہے ہونگے۔ سب مل جل کر کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے سفارش کرو ہمارا حساب تو ہو۔حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ معذرت کریں گے،نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ عذر کریں گے،ہوتے ہوتے آخر میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے پاس آئیں گے آپ ﷺ مقام محمود میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سجدے میں گر پڑیں گے یہ ایک ہفتے کا لمبا سجدہ ہوگا یا دو ہفتوں کا لمبا سجدہ ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یُلْهِمُنِیْ رَبِّیْ مَحَامِدَ لَمْ تَحْضُرْ نِیْ اَلْاٰن ''مجھے ایسے کلمات القا فرمائیں گے جواب مجھے معلوم نہیں ہیں۔'' ان الفاظ کیساتھ میں رب تعالیٰ کے ہاں سفارش کروں گا۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یا محمد ﷺ! اِرْفَعْ رَاْسَکَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ ''سر اٹھائیں سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔'' اس کا نام شفاعت کبریٰ ہے یہ صرف آپ ﷺ کا حق اور خصوصیت ہے۔شفاعت کبریٰ کے علاوہ عام سفارشیں پیغمبر بھی کریں گے،فرشتے بھی کریں گے جو قرآن پاک کے حافظ قرآن پاک پر عمل کرتے ہیں وہ بھی کریں گے اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوئے ہیں وہ بھی سفارش کریں گے،چھوٹے بچے جو فوت ہوئے ہیں وہ بھی سفارش کریں گے بشرطیکہ ماں باپ نے ان کے مرنے پر بین نہ کیا ہو۔اگر بچہ فوت ہو جائے اور ماں باپ اس پر آواز کیساتھ روئیں تو شفاعت سے محروم ہو جائیں گے بغیر آواز کے رونے میں کوئی گرفت نہیں ہے۔تو پیغمبروں کی شفاعت حق ہے،علماء کی شفاعت حق ہے،اولیاء کی شفاعت حق ہے،فرشتوں کی شفاعت حق ہے بلکہ عام مومنین بھی ایک دوسرے کے بارے میں شفاعت کریں گے۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جب کسی بندے کی برائیاں زیادہ ہونگی تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کو دوزخ میں پھینک دو۔ اس کے ساتھ جو نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے رب تعالیٰ کے ہاں سفارش کریں گے اے پروردگار! یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا روزے رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہاری نیکیاں زیادہ ہیں تم جنت میں چلے جاؤ اس کی برائیاں زیادہ ہیں اس کو کچھ عرصہ دوزخ میں بھیجیں گے۔ یہ کہیں گے اے پروردگار! ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے جب تک اس کو ساتھ نہ لے جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے جب کہ وہ دوزخ میں جا چکے ہونگے، فرمائیں گے تو دوزخ میں داخل ہو جاؤ اور تمہارے لئے دوزخ ایسے ہوگی جیسے باغ و بہار، جس جس کو ہاتھ کیساتھ پکڑ سکتے ہو پکڑ کر لے جاؤ۔ اسی واسطے جماعت کی نماز کا اجر زیادہ ہے اور ان کی نیکیوں کی وجہ سے دوسروں کی بھی نجات ہو جائے گی۔ تو درجہ بدرجہ شفاعت سب کا حق ہے شرائط کیساتھ۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا اور کہا ان کافروں نے کہ ٹھہرالی ہے رحمٰن نے اولاد، اللہ تعالیٰ نے اولاد بنالی ہے۔ یہود نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں نصاریٰ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں عام مشرکوں نے کہا فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ فرمایا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا البتہ تحقیق لائے ہو تم بھاری بات اور بہت ہی بری بات ہے۔ اتنی بُری بات ہے کہ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ قریب ہے کہ اس بات کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ اور زمین شق ہو جائے وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اور گر جائیں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اتنی بری بات ہے کہ اس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر زمین آسمانوں کا سارا

نظام ہی ختم کر دیں اتنی بری بات تم کہتے ہو۔ حدیث قدسی ہے بخاری شریف میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں یَسُبُّنِی ابْنُ آدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ ذٰلِکَ ''ابن آدم مجھے گالیاں نکالتا ہے حالانکہ اس کو یہ حق نہیں ہے کہ مجھے گالیاں دے وَیُکَذِّبُنِی ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ ذٰلِکَ ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اس کو لائق نہیں ہے کہ میری تکذیب کرے۔'' گالیاں کس طرح نکالتا ہے یَدْعُوْاِلَیَّ وَلَدًا ''میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے یہ جو یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بناتے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ خود پادری کہتے ہیں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآءٗ ''ہم رب کے بیٹے ہیں اور رب کے محبوب ہیں۔'' یہ رب تعالیٰ کو گالیاں نکالتے ہیں۔ فرمایا اس بات کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا اس لئے کہ انہوں نے رحمٰن کی طرف نسبت کی ہے اولاد کی وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا اور نہیں ہے لائق رحمٰن کیلئے کہ وہ اولاد ٹھہرائے۔ وہ اولاد سے پاک ہے اس کی صفت ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ''نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے۔'' نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا نہ ماں ہے نہ بیٹی، رب تعالیٰ کی ذات ان سب چیزوں سے پاک صاف اور مبرا ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾
لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ
الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ
وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ
تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ ع ۶

اِنْ كُلُّ نہیں ہیں سب کے سب مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہیں وَالْاَرْضِ اور جو زمین میں ہیں اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ مگر آئیں گے رحمان کے پاس عَبْدًا بندے ہوکر لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ البتہ تحقیق اس اللہ تعالیٰ نے ان کو گھیر رکھا ہے وَعَدَّهُمْ عَدًّا اور شمار کر رکھا ہے ان کو شمار کرنا وَكُلُّهُمْ اور سب کے سب اٰتِيْهِ آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن فَرْدًا اکیلے اکیلے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ عنقریب بنائے گا ان کیلئے رحمٰن وُدًّا دوستی فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے يَسَّرْنٰهُ ہم نے آسان کر دیا اس قرآن کو بِلِسَانِكَ آپ کی زبان میں لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ تاکہ آپ خوشخبری سنائیں اس کے ذریعے ڈرنے والوں کو وَتُنْذِرَ بِهٖ اور ڈرائیں اس کے ذریعے قَوْمًا لُّدًّا ایسی قوم کو جو بہت جھگڑالو ہے وَكَمْ اَهْلَكْنَا اور کتنی ہم نے ہلاک کی ہیں قَبْلَهُمْ

ان سے پہلے مِّنۡ قَرۡنٍ جماعتیں هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ کیا آپ محسوس کرتے ہیں ان میں سے مِّنۡ اَحَدٍ کسی ایک کو بھی اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا یا آپ سنتے ہیں ان کے پاؤں کی آہٹ کو۔

اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی :

گذشتہ درس میں تم نے سنا کہ دنیا میں وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد ٹھہرائی ہے یہودیوں کا یہ باطل اور بے بنیاد دعویٰ ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور عیسائیوں کا یہ باطل اور غلط عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ عرب کے مشرک اور دنیا کے اور بھی بہت سے علاقوں کے مشرکوں کا یہ عقیدہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کی تردید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے نہ بیٹا ہے اور نہ بیٹی ہے یہ اس کی شان کے لائق ہی نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے۔

چوبیس گھنٹے چوبیس فرشتے حفاظت پر مامور ہیں ہر آدمی کیساتھ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ نہیں ہیں سب کے سب جو آسمانوں میں ہیں وَالۡاَرۡضِ اور زمین میں ہیں اِلَّآ اٰتِي الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا مگر آئیں گے رحمان کے پاس بندے ہو۔ عبد کا معنی بڑا عاجز اور بندگی کرنے والا۔ ساتوں آسمانوں میں فرشتے ہیں اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان گنت اور بے شمار ہیں۔ سورہ مدثر میں ہے لَا يَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ''کوئی نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو مگر وہی۔'' رب ہی جانتا ہے۔ احادیث کی روشنی میں چوبیس گھنٹوں میں ہر

انسان اور ہر جن کیساتھ چوبیس فرشتے ہوتے ہیں۔ دس فرشتے دن کے وقت اس کی حفاظت کرتے ہیں اور دس فرشتے رات کے وقت حفاظت کرتے ہیں یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ [سورۃ الرعد:۱۱] ''وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔'' جب تک اللہ تعالیٰ کو اس کی حفاظت منظور ہوتی ہے دس فرشتے دن کو حفاظت کرتے ہیں اور دس فرشتے رات کو حفاظت کرتے ہیں اور چار فرشتے جو اقوال اور اعمال کی نگرانی کرتے ہیں کراماً کاتبین دو رات کے اور دو دن کے۔ اب یہاں نماز کی تکبیر ہوئی ہے اللہ اکبر تو اس مسجد کیساتھ جتنے محلے والے وابستہ ہیں ان کے فرشتے کی ڈیوٹی بدل گئی۔ رات والے فرشتے چلے گئے اور دن والے آگئے پھر جب عصر کی نماز کا وقت ہوگا اور امام تکبیر تحریمہ کہے گا تو دن والے فرشتے چلے جائیں گے اور رات والے آجائیں گے۔ ایک فرشتہ انسان کے ہونٹوں کے پاس رہتا ہے۔ یہ بندہ جو تسبیحات پہنچاتا ہے، درود شریف پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچاتا ہے فرشتوں کی باریاں ہوتی ہیں وہ باری باری پہنچاتے ہیں ایک فرشتہ انسان کے دل کے دائیں طرف ہوتا ہے جو بندے کو اچھی چیزوں کا القا کرتا ہے۔ اگر کوئی اچھا خیال دل میں پیدا ہو تو سمجھو کہ فرشتے نے القاء کیا ہے۔ اور دل کے بائیں طرف شیطانوں میں سے کوئی شیطان ہوتا ہے اگر کوئی برا خیال آئے تو سمجھو کہ شیطان نے القاء کیا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس وقت لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر بائیں طرف تھوک دو۔ اندازہ لگاؤ کہ فرشتے کتنے ہونگے؟ پھر احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ آسمانوں میں ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ رب تعالیٰ کی تعریف میں مشغول نہ ہو۔ فرشتوں کی عبادت ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کعبۃ اللہ کے عین اوپر ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جس کا نام بیت المعمور ہے۔ بیت المعمور کا

معنٰی ہے آباد کیا ہوا گھر۔ یہ فرشتوں کا کعبہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے اور جو فرشتے ایک دفعہ طواف کر لیتے ہیں ان کو دوبارہ طواف کا موقع نہیں ملتا۔

جنگل میں نماز پڑھنے والا کس کو سلام کرتا ہے؟

فقہاء کرام رحمہم اللہ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں جنہوں نے ہمیں دین سمجھایا اور محدثین کرامؒ پر بے شمار رحمتیں نازل ہوں جنہوں نے دین ہم تک پہنچایا۔ فرماتے ہیں کہ آدمی جب جنگل میں تنہائی میں نماز پڑھے اور سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو یہاں کون ہیں جن کو سلام کہہ رہا ہے؟ فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وہاں جو فرشتے ہیں ان کی نیت کرلے اور جو مومن جنات ہیں ان کی نیت کرلے کہ وہ میری مراد ہیں جنگل میں فرشتے بھی موجود ہیں اور جنات بھی موجود ہیں مومن بھی ہیں اور کافر بھی ہیں اور جب آدمی جماعت کیساتھ صف میں کھڑا ہو تو دائیں طرف سلام پھیرتے وقت یہ مراد لے کہ جو میری دائیں طرف کھڑے ہیں ان کو میں سلام کرتا ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت یہ مراد لے نیت کرے کہ جو میری بائیں طرف کھڑے ہیں ان کو سلام کر رہا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ سلام تو ہوتا ہے جب کوئی باہر سے آئے اور یہ سلام پھیرنے والا بھی وہیں ہے اور دائیں بائیں والے بھی وہیں ہیں۔ اس کے سلام کرنے کا کیا مطلب ہے باہر سے کوئی آیا نہیں ہے؟ اس کے جواب میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نمازی نماز میں مشغول ہوتا ہے تو یوں سمجھو کہ گویا وہ یہاں ہوتے ہوئے بھی یہاں نہیں ہے رب تعالیٰ کے دربار میں چلا گیا ہے پھر جب سلام پھیرتا ہے نماز سے فارغ ہوتا ہے تو کہتا

ہے بھائی جان السلام علیکم! میں رب کے پاس چلا گیا تھا اب واپس آیا ہوں تمہیں سلام کرتا ہوں۔اور ہماری نمازوں کا تو یہ حال ہے کہ ہم نماز شروع کرتے ہیں تو وساوس اور خیالات آنے شروع ہو جاتے ہیں۔مگر یاد رکھنا! وساوس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ ہاں نماز کی قبولیت کا حُسن یہ ہے کہ نمازی حضوری کیساتھ ہو اور کوئی خیال نہ آئے اور غیر اختیاری طور پر خیال کے آنے سے نماز پر کوئی زد نہیں پڑتی۔اِنْ کُلُّ میں اِنْ نافیہ ہے۔نہیں ہیں سب کے سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر آئیں گے قیامت والے دن رحمٰن کے پاس عبد عاجز ہو کر۔سورہ معارج میں ہے خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ''ان کی نگاہیں پست ہونگی ان پر ذلت سوار ہوگی۔'' آنکھیں جھکی ہونگی پسینہ بہہ رہا ہوگا عجیب منظر ہوگا۔فرمایا لَقَدْ اَحْصٰهُمْ البتہ تحقیق اس اللہ تعالیٰ نے ان کو گھیر رکھا ہے قدرت کے لحاظ سے اس کی قدرت سے کوئی باہر نہیں ہے وَعَدَّهُمْ عَدًّا اور اللہ تعالیٰ نے شمار کر رکھا ہے گنتی کے لحاظ سے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے نہ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر ہے اور نہ اس کے علم سے کوئی چیز باہر ہے وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا اور سب کے سب آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس اکیلے اکیلے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر چادر ڈال دیں گے اور اس کیساتھ سرگوشی کریں گے یعنی اس کیساتھ آہستہ آہستہ کلام کریں گے۔رب تعالیٰ فرمائیں گے اَتَذْكُرُ ذَنْبُ كَذَا کیا تجھے یاد ہے تو نے یہ گناہ کیا اوران چیزوں کا ذکر ہوگا جن کو وہ گناہ نہیں سمجھتا تھا اور تھیں گناہ۔

بے لذت گناہ :

بہت ساری چیزیں ہیں بے لذت گناہ لیکن لوگ کرتے ہیں۔حضرت مولانا مفتی

محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے اس کا نام ہی ''بے لذت گناہ'' ہے مثلاً نمازی نے نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلتے وقت سیڑھیوں پر تھوک دیا یہ اس کا گناہ ہے۔ بھئی! سیڑھیوں پر کیوں تھوکا ہے؟ اس سے لوگوں کو کراہت ہوگی باہر جا کر تھوکو۔ اسی طرح گھر میں جالے لگے ہوئے ہیں ان کو نہ ہٹانا یہ بھی گناہ ہے۔ پھل کھا کر چھلکے راستے میں گلی میں پھینک دینا بھی گناہ ہے۔ یہ سب بے لذت گناہ ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بچائے۔ تو ایسی چیزوں کا ذکر ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے فلاں گناہ کیا تھا فلاں گناہ کیا تھا، بندے کے طوطے اڑ جائیں گے وہ یہ خیال کریگا کہ میں تو ان کو گناہ ہی خیال نہیں کرتا تھا تو جب پرچے میں یہ چیزیں آ گئی ہیں تو جو گناہ میرے پرچے میں ہیں ان کا کیا بنے گا؟

کن لوگوں کے گناہ نیکیوں کیساتھ تبدیل ہونگے :

رب تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے! تیری نیکیاں بہت زیادہ ہیں ان نیکیوں کی وجہ سے میں ان گناہوں کو نیکیوں کیساتھ بدل دونگا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَات [فرقان: ۷۰] ''پس یہی لوگ ہیں کہ تبدیل کردے گا پروردگار ان کی برائیوں کو نیکیوں میں۔'' پھر وہ بندہ خود بخود بولنے لگ جائے گا اے میرے رب میں نے یہ بھی کیا، یہ بھی کیا، پھر بولنے سے رکے گا نہیں۔ پہلے بولتا نہیں تھا اور اب سانس نہیں لے گا۔ مگر ہر آدمی کیلئے نہیں ہے یہ اس آدمی کیلئے ہے جسکی نیکیاں زیادہ ہیں اور ہمارے پاس تو گناہوں کے انبار ہیں بوریاں بھری ہوئی ہیں۔ فرمایا سب کے سب اکیلے اکیلے آئیں گے رب تعالیٰ کے پاس قیامت والے دن اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور صرف ایمان نہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے اچھے سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا بتاکید بنائے گا ان کیلئے رحمٰن دوستی۔ دوستی کا کیا معنیٰ ہے؟ یہ معنیٰ بھی ہے

کہ اللہ تعالیٰ کے جو بندے مومن ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کیساتھ ان کی دوستی پیدا ہو جائے گی تو بڑی بات ہے۔ حضرت ابوذر غفاری ﷜ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ حضرت! اعمال میں بہتر عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کسی کیساتھ بغض رکھنا یہ انسان کا بہترین عمل ہے۔ نیک بندوں کیساتھ محبت اور برے سے اس کی برائی کی وجہ سے نفرت یہ ایمان کی واضح علامت ہے اور یہ معنیٰ بھی ہے کہ ان مومنوں کی آپس میں دوستی ہوگی۔ پہلے یہ حدیث سن چکے ہو کہ اسی دوستی کے نتیجے میں اس دوزخی کے بارے میں جھگڑا کریں گے کہ جو کسی وجہ سے دوزخ میں چلا گیا کہ اے پروردگار! یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا اس پر مہربانی فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ اس کو پکڑ کر ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ پس پختہ بات ہے کہ ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا اے نبی کریم ﷺ! آپ کی زبان میں۔

عربی زبان کی فضیلت :

آپ ﷺ بھی عربی تھے قرآن بھی عربی میں نازل ہوا، قوم بھی عربی تھی۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ عربی زبان کیساتھ محبت کرو لِاَ نِّی عَرَبِیٌّ کیونکہ میں عربی ہوں وَالْقُرْآنُ عَرَبِیٌّ اور قرآن پاک بھی عربی زبان میں ہے وَلِسَانُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ اور جنتیوں کی زبان بھی عربی ہوگی۔ تو فرمایا ہم نے آپ ﷺ کی زبان میں قرآن کو آسان کر دیا لِتُبَشِّرَ بِہِ الْمُتَّقِیْنَ تاکہ آپ خوشخبری سنا دیں اس کے ذریعے جو ڈرنے والے ہیں رب تعالیٰ کے عذاب سے کہ تمہارے لئے راحت ہی راحت ہے خوشی ہی خوشی

ہے، مرتے وقت بھی، قبر میں بھی، میدان محشر میں بھی، پل صراط پر بھی اور جنت میں بھی خوشی ہوگی اور اس لئے ہم نے قرآن پاک آپ کی زبان میں آسان کیا ہے وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا۔ لُدًّ اَلَدُّ کی جمع ہے۔ سورۃ البقرہ میں آتا ہے وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ''اور وہ سخت جھگڑالو ہے۔'' تو آیت کا معنٰی ہوگا تاکہ آپ اس قرآن کے ذریعے ڈرائیں ایسی قوم کو جو بہت جھگڑالو ہے۔ عرب لوگ مکی لوگ کافی سخت مزاج تھے اب بھی وہ فطرت ان میں چلی آ رہی ہے۔

حضرت میّب بن حزن صحابی ﷜ تھے ان کے بیٹے حضرت سعید تابعی ہیں اور والد بھی صحابی ہیں حزن ﷜۔ حزن کے معنٰی کھردرا ہے یہ حزن آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ کہنے لگے حزن۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نام اچھا نہیں ہے سہل نام رکھو اس کا معنٰی ہے نرم۔ سہیل نام رکھ لو۔ کہنے لگے میرے والدین نے نام رکھا تھا میں نے بدلنا نہیں ہے۔ ان کے پوتے حضرت سعید بن میّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے سختی کی کیونکہ ان کے نام میں سختی تھی اور وہ سختی ہم میں بھی چلی آ رہی ہے۔ آج کل لوگ آتے ہیں مرد بھی عورتیں بھی عجیب عجیب قسم کے ناموں کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا کیا معنٰی ہے، اس کا کیا معنٰی ہے؟ ایسے نام بھی ہوتے ہیں کہ ان کا مطلب ہی سمجھ نہیں آتا۔ بھائی! وہ نام رکھو جو مسلمانوں کے ہیں بس مہمل نہ ہوں۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ اور کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے مِنْ قَرْنٍ جماعتیں هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ اَحَدٍ کیا آپ محسوس کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی۔ وہ جماعتیں وہ امتیں کہیں چلتی پھرتی تمہیں نظر آتی ہیں اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا۔ رِكْز کے معنٰی پاؤں کی آہٹ، یا آپ سنتے ہیں ان کے پاؤں کی آہٹ کو کہ بات نہ کریں صرف چلیں اور پاؤں کی آہٹ

سے معلوم ہو کہ کوئی چل رہا ہے۔ وہ ایسے تباہ ہوئے کہ نہ زبان سے بول سکے اور نہ پاؤں سے چل سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور عذاب سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ طٰہٰ

(مکمل)

جلد............۱۲

سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّثَمَانُ رُکُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾

طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا نہیں اتارا ہم نے عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ آپ پر قرآن کریم لِتَشْقٰٓى تاکہ آپ مشقت میں مبتلا ہو جائیں اِلَّا تَذْكِرَةً مگر نصیحت ہے لِّمَنْ اس شخص کیلئے يَّخْشٰى جو خوف کرے تَنْزِيْلًا یہ قرآن اتارا ہوا ہے مِّمَّنْ اس ذات کی طرف سے خَلَقَ الْاَرْضَ جس نے پیدا کیا زمین کو وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى اور آسمانوں کو جو بلند ہیں اَلرَّحْمٰنُ وہ رحمٰن ہے عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى عرش پر قائم اور مستوی ہے لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِى الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى اور جو کچھ گیلی زمین کے نیچے ہے وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ اور اگر آپ بلند آواز کیساتھ بات کریں گے فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ بیشک وہ جانتا ہے مخفی بات کو وَاَخْفٰى اور اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ ہی ہے نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی لَهٗ

اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی اسی کیلئے نام ہیں اچھے۔

اس سورت کا نام طٰہٰ ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سے پہلے چوالیس سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ نزول کے اعتبار سے اس کا پینتالیسواں نمبر ہے موجودہ ترتیب کے اعتبار سے بیسویں سورت ہے۔ اس کے آٹھ رکوع اور ایک سو پینتیس (۱۳۵) آیات ہیں۔ لفظ طٰہٰ کے متعلق بہت سی باتیں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ طٰہٰ اس سورت کا نام ہے۔ دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ طٰہٰ آنحضرت ﷺ کا نام ہے اور حرف 'یا' یہاں مقدر ہے اصل میں ہے یَا طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اے طٰہٰ نہیں اتارا ہم نے آپ پر قرآن تا کہ آپ مشقت میں مبتلا ہوں۔

مشرک شرک پر بڑا پکا ہوتا ہے :

قرآن کریم عربی زبان میں تھا اور مکے والوں کی مادری زبان عربی تھی۔ جب نازل ہوا تو اس کے ایک ایک حرف سے ان کے عقائد پر زد پڑتی تھی کیونکہ سمجھتے تھے۔ شرک ان کی رگوں میں پیوست تھا شرک کیخلاف کوئی بات سننا گوارہ نہیں کرتے تھے جیسے آج کل بدعت کی تردید کرو تو اہل بدعت ہرگز گوارہ نہیں کرتے۔ مکے والے شرک میں، رسومات میں اور برائیوں میں آلودہ تھے وہ ان کیخلاف کوئی بات سننے کیلئے تیار نہیں تھے۔ سورہ انعام آیت نمبر ۲۶ میں ہے وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ "وہ کافر دوسروں کو روکتے ہیں قرآن پاک سننے سے اور وہ خود اس سے بھاگتے ہیں۔" جب آپ ﷺ قرآن کریم سنانا شروع کرتے کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس ہوتے دوسرے ان کا بازو پکڑ کر لے جاتے کہ چلو چلو نہیں سننا۔ بلکہ پھر انہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا کہ جب آپ ﷺ قرآن کریم پڑھتے تو وہ شور مچاتے تھے۔ سورہ حم سجدہ آیت نمبر ۲۶ میں ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ

كَفَرُوْا ''اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ نہ سنو اس قرآن کو وَالْغَوْا فِيْهِ اور شور وشر کرو اس میں لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تم غالب آجاؤ۔'' مشرکوں نے ایک دوسرے کو کہا کہ جب یہ قرآن کریم شروع کرے تو تم اس وقت شور مچا دو تاکہ کوئی لفظ کسی کے کان میں نہ پڑے۔ان چیزوں کو دیکھ کر آپ ﷺ پریشان ہوتے تھے کہ میں کیا کروں کیسے سناؤں کس کو سناؤں؟

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی :

تو آپ ﷺ کی تسلی کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے طٰہٰ ﷺ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ نہیں اتارا ہم نے آپ پر قرآن لِتَشْقٰٓى تاکہ آپ مشقت میں مبتلا ہوں۔آپ کو مشقت میں مبتلا کرنے کیلئے قرآن نہیں نازل کیا اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى مگر نصیحت ہے اس شخص کیلئے جو خوف کرے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرے۔پندرھویں پارے میں آپ حضرات پڑھ چکے ہیں فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا [کہف:٦] ''شاید کہ آپ اپنی جان ہی ضائع کر دیں افسوس کرتے ہوئے کہ یہ لوگ قرآن کو کیوں نہیں مانتے۔'' فرمایا یہ ہدایت دینا آپ کا منصب نہیں ہے اور نہ ہی آپ اس کیلئے پریشان ہوں۔آپ کا کام ہے سنانا فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ''پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔'' تو طٰہٰ سے مراد آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔امام سیوطی رحمہ اللہ نے ایک مختصر سی تفسیر لکھی ہے اس کا نام ہے اِكْلِيْل۔اس میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ستر نام قرآن کریم میں آئے ہیں ان میں سے ایک طٰہٰ ہے ایک یٰسین ہے اور ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کو تہجد کی نماز میں قیام لمبا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پر ورم

سوج پڑ گئی تھی۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا حضرت! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا بڑا درجہ اور شان عطا فرمائی ہے آپ ﷺ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا ''کیا میں رب تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں'' کہ اس نے مجھے اتنا بڑا درجہ اور مقام عطا فرمایا ہے۔ مجھے رب تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ ﷺ جب تھک جاتے تھے تو وزن ایک پاؤں پر ڈال لیتے تھے اور دوسرے پاؤں کو ہلکا فرما لیتے تھے تاکہ ایک پاؤں تھوڑا سا سانس لے لے۔ تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اپنے دونوں پاؤں زمین پر برابر رکھو یہ قرآن ہم نے آپ ﷺ کو مشقت میں ڈالنے کیلئے نہیں اتارا، یہ تفسیر بھی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تَنْزِیْلًا یہ قرآن اتارا گیا ہے مِمَّنْ اس ذات کی طرف سے خَلَقَ الْاَرْضَ جس نے پیدا کیا زمین کو وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی عُلٰی عُلْیٰ کی جمع ہے بمعنٰی بلند۔ معنٰی ہوگا پیدا کیا آسمانوں کو جو بلند ہیں۔ یہ سات آسمان ہیں اور ہر آسمان پہلے سے بلند ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے یعنی اگر کوئی پیدل چلے تو پانچ سو سال میں زمین سے آسمان تک پہنچے گا۔ پھر پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک دوسرے سے تیسرے آسمان تک تیسرے سے چوتھے آسمان تک اتنی ہی مسافت ہے پھر پانچویں اور چھٹے تک اتنی ہی مسافت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے آن واحد میں آتے جاتے ہیں ان کیلئے اس مسافت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو یہ قرآن اس ذات کی طرف سے اتارا ہوا ہے جس نے زمین کو پیدا کیا بلند آسمان کو پیدا کیا اور بغیر ستون اور سہارے کے کھڑا کیا ہوا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وہ رحمٰن ہے عرش پر قائم ہے۔

عرش پر مستوی ہونے کا مطلب :

سات آسمانوں کے اوپر کرسی ہے اس کے اوپر عرش ہے جسم اور حجم کے لحاظ سے سب سے بڑی چیز عرش ہے اور رتبے اور مقام کے لحاظ سے ساری مخلوق میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ تو جسم کے لحاظ سے اعظم المخلوقات عرش ہے اور مرتبے کے لحاظ سے اعظم المخلوقات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرش پر کیسے قائم اور مستوی ہے ہم کسی شے کیساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے کہ میں اس وقت مصلے پر بیٹھا ہوں اور آپ حضرات دریوں پر بیٹھے ہیں، کوئی کرسی پر بیٹھا ہوتا ہے، کوئی سیڑھی پر بیٹھتا ہے، حاشا وکلا ہم کسی شے کیساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے۔ عقیدہ ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے کَمَا یَلِیْقُ بِشَانِہٖ جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ چار بڑے اماموں میں سے ایک ہیں بزرگ، محدث اور فقیہ تھے۔ ان سے ان کے شاگردوں نے سوال کیا کہ حضرت استویٰ علی العرش کی کیا کیفیت ہوگی یا ہم کیسے سمجھیں؟ حضرت نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِہٖ وَاجِبٌ وَ کَیْفِیَّتُہٗ مَجْھُوْلَۃٌ وَالسُّوَالُ عَنْہُ بِدْعَۃٌ ''اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے اس کے متعلق بحث کرنا بدعت ہے۔'' جو چیز سمجھ نہ آئے خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہ پڑو اور مسئلہ سمجھو کہ ایک عقیدہ ہم نے یہ رکھنا ہے ہے کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے اور اس کیساتھ یہ عقیدہ بھی رکھنا ہے رب ہمارے ساتھ بھی ہے۔ سورہ حدید آیت نمبر ۴ میں ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ''اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو۔'' اور ساتھ بھی کیسا؟ سورۃ ق آیت نمبر ۱۶ میں ہے وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ''اور ہم زیادہ قریب ہیں اس سے رگ جان سے۔'' ایک رگ ہے جو دماغ سے دل تک جاتی ہے اس کو اردو میں رگ جان اور شہ رگ اور عربی میں ورید کہتے ہیں۔ وہ کٹ

جائے تو آدمی مر جاتا ہے۔فرمایا ہم اس شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں وَلٰـکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ [واقعہ:۸۵] ''اور لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔'' دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو کسی نے نہیں دیکھا۔

معراج کی رات آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں :

معراج کی رات آنحضرت ﷺ نے دیکھا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں صحابہ کرام ؓ کا اختلاف ہے کہ آنکھوں کیساتھ دیکھا ہے یا نہیں؟ اکثریت قائل ہے کہ آپ ﷺ نے آنکھوں کیساتھ دیکھا ہے۔دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ رَاٰی بِقَلْبِہٖ دل کیساتھ دیکھا ہے آنکھوں کیساتھ نہیں دیکھا۔ہاں قیامت والے دن رب کا دیدار حق ہے سورۃ القیامہ میں ہے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ''کتنے چہرے اس دن تروتازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔'' یہ رؤیت قرآن سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے، اجماع امت سے ثابت ہے اور قیامت کے مسائل کو دنیا پر قیاس کرنا غلط ہے قیامت قیامت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات قدرت سے پہچانی جاتی ہے :

تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو کسی نے نہیں دیکھا ہاں قدرت کے اعتبار سے ہم نے دیکھا ہے......

؎ دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

بس جان گیا میں کہ تیری پہچان یہی ہے

آسمان دیکھو، زمین دیکھو، پہاڑ دیکھو، دریا دیکھو، انسان دیکھو، شکلیں دیکھو، زمین کے پودے، پھل اور فصلیں دیکھو، درخت دیکھو، خدا کی قدرت کا مظہر ہیں وَفِیْ کُلِّ

شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّھَا وَاحِدٌ ''اور ہر شی میں اس کیلئے دلیل ہے جو دلالت کر رہی ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔'' فارسی کا شاعر کہتا ہے......

ہر گیا ہے کہ از زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید

''زمین سے جو کونپل نکلتی ہے وہ وحدہ لاشریک لہ کہتی ہے۔'' جب زمین سے کوئی کونپل نکلتی ہے تو وہ ایک ہوتی ہے آگے پھر اس سے شاخیں نکلتی ہیں۔ تو جس وقت زمین سے کوئی دانہ پھوٹتا ہے درخت اگتا ہے اکیلا ہوتا ہے گویا وہ زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ میرا خالق صرف ایک ہی ہے میں زمین سے ایک ہی نکلا ہوں۔ تو خداوند کریم قدرت سے سمجھ آتا ہے نظر نہیں آتا۔ تو دونوں عقیدے رکھتے ہیں، عرش پر قائم بھی ہے اور ہمارے ساتھ بھی موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں کیفیت کا مکلّف نہیں بنایا کہ تم اس کیفیت کیساتھ مانو۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب کا وہی مالک ہے، وہی خالق ہے، وہی متصرف ہے وَمَا بَیْنَھُمَا اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے، جو کچھ خلا میں، فضا میں ہے یہ سب رب تعالیٰ کا ہے وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی اور جو کچھ گیلی زمین کے نیچے ہے۔ زمین کے نیچے سمندر ہے زمین سمندر پر ہے اور روایات میں آتا ہے کہ مچھلی کے کان پر یہ سب زمینیں قائم ہیں۔ رب کی قدرت سمجھ نہیں آتی کہاں کہاں ہے، ہر چیز رب تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ اس کی قدرت کی دلیل ہے۔ تو جو گیلی مٹی کے نیچے ہے وہ سب اس کا ہے، سب کا وہی خالق ہے مالک ہے، متصرف ہے اور وہی مُدَبِّرُ الْاَمْر بھی ہے سب اس کی قدرت میں ہے جو چاہے کرے وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ اور اے مخاطب! اگر

آپ بلند آواز کیساتھ بات کریں گے۔ جہر کا معنٰی اونچی، قول کا معنٰی بات فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ پس بیشک وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے مخفی بات کو وَاَخْفٰی اور اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے۔

بلند آواز سے ذکر مکروہ تحریمی ہے :

آنحضرت ﷺ صحابہ کرام ؓ کیساتھ فتح خیبر کے بعد واپس تشریف لا رہے تھے اونچی اونچی ذکر شروع کر دیا کہ جنگل طے کر رہے ہیں آنحضرت ﷺ پیچھے تھے آپ ﷺ آکر مل گئے اور فرمایا اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ''اپنی جانوں پر نرمی کرو بیشک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے۔'' تم اس ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے کیوں اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈالتے ہو۔ یہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے اسی روایت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ سلف صالحین اونچی ذکر کرنے کو مکروہ تحریمی سمجھتے تھے حرام کے درجے کا سمجھتے تھے سوائے ان جگہوں کے جہاں شریعت نے اونچی ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً آذان بلند آواز سے ہے، اقامت بلند آواز سے ہے حج عمرے کا تلبیہ بلند آواز سے ہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ...... الخ عیدالاضحیٰ کے موقع پر نویں تاریخ سے لے کر تیرھویں تاریخ کی عصر تک نماز کے بعد تکبیریں بلند آواز سے ہیں۔ تو جہاں جہاں بلند بتلایا ہے وہ بلند ہے باقی ذکر آہستہ ہے۔ فرمایا اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ اللہ ہی ہے نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی مسجود نہیں جس کو سجدہ کیا جائے، کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں ہے کہ اس کی نذر دی جائے، کوئی حاجت روا نہیں ہے، کوئی مشکل کشا، فریادرس نہیں ہے، کوئی دستگیر نہیں ہے مگر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ اور کلمے کا پہلا جز ہے لا الٰہ الا اللہ۔ لَہُ الْاَسْمَآءُ

الْحُسْنٰی اسی کے نام ہیں اچھے۔ننانوے نام مشہور ہیں عموماً قرآن کریم اور دیگر کتابوں کیساتھ لکھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر نام میں برکت ہے اور تقریباً پانچ ہزار نام ہیں اللہ تعالیٰ کے جو آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں نازل ہوئے ہیں۔لفظ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے باقی صفاتی ہیں۔ جیسے رحمٰن ہے، رحیم ہے، کریم ہے، جبار ہے، قہار ہے، رزاق ہے، فتاح ہے، بدیع ہے، جس نام کیساتھ بھی رب کو پکارو ہر نام کی برکت ہے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ اگر رشتے میں رکاوٹ ہو یا کاروبار رکا ہوا ہوتو ہر نماز کے بعد تین دفعہ توجہ کیساتھ پڑھو یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا لَطِیْفُ نہ نماز چھوڑے نہ وظیفہ چھوڑے ان شاء اللہ ان ناموں کی برکت سے رکاوٹ دور ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے نام برکت والے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنٰی میں بندہ بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَهَلْ

اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

وَهَلْ اَتٰىكَ اور کیا آئی ہے آپ کے پاس حَدِيْثُ مُوْسٰى موسیٰ علیہ السلام کی خبر اِذْ رَاٰ نَارًا جس وقت دیکھی موسیٰ علیہ السلام نے آگ فَقَالَ پس فرمایا لِاَهْلِهِ اپنے گھر والوں کو امْكُثُوْٓا تم ٹھہرو اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا بیشک میں نے محسوس کی ہے آگ لَّعَلِّيْٓ شاید کہ اٰتِيْكُمْ لاؤں میں تمہارے پاس مِّنْهَا اس آگ سے بِقَبَسٍ کوئی شعلہ سلگا کر اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى یا میں پاؤں آگ کے پاس کوئی راہنمائی فَلَمَّآ اَتٰىهَا پس جس وقت آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس نُوْدِيَ آواز دی گئی ان کو يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ بیشک میں آپ کا رب ہوں فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ پس اتار دے اپنے جوتے اِنَّكَ بیشک آپ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ ایسے میدان میں ہیں جو پاک ہے

طُوًی طویٰ اس کا نام ہے وَاَنَا اخْتَرْتُکَ اور میں نے آپ کو چن لیا ہے فَاسْتَمِعْ پس آپ کان لگائیں لِمَا یُوْحٰی اس چیز کی طرف جو وحی کی جاتی ہے اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ بیشک میں اللہ ہوں لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف میں ہی فَاعْبُدْنِیْ پس میری عبادت کرو وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور قائم کرو نماز لِذِکْرِیْ میری یاد کیلئے اِنَّ السَّاعَۃَ بیشک قیامت اٰتِیَۃٌ آنے والی ہے اَکَادُ اُخْفِیْھَا قریب ہے کہ میں اس کو مخفی رکھوں لِتُجْزٰی تاکہ بدلہ دیا جائے کُلُّ نَفْسٍ ہر نفس کو بِمَا تَسْعٰی جو اس نے کوشش کی ہے فَلَا یَصُدَّنَّکَ پس ہرگز نہ روکیں آپ کو عَنْھَا اس قیامت سے مَنْ وہ لوگ لَّا یُؤْمِنُ بِھَا جو اس پر ایمان نہیں لاتے وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ اور پیروی کی اپنی خواہش کی فَتَرْدٰی پس تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

آنحضرت ﷺ مکے والوں کو جب قرآن کریم سناتے تھے تو مکے والے بڑی سختی کیساتھ تردید کرتے تھے۔ معاذ اللہ تعالیٰ کبھی تو آپ ﷺ کو پاگل کہتے، کبھی مفتری، کبھی جادوگر اور کبھی کذاب کہتے تھے بلکہ جو منہ میں آتا تھا بکتے تھے۔ طبعاً آپ ﷺ کو ان باتوں سے کوفت ہوتی تھی اور ہونی بھی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کیلئے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرمایا کہ حق کیساتھ دشمنی اور عداوت صرف آپ ﷺ کے دور میں ہی نہیں پہلے بھی ہوتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر بڑے معجزے ظاہر فرمائے لیکن نہ فرعون مانا اور نہ فرعونیوں نے مانا چنانچہ کئی رکوع اسی سلسلے میں چلیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ :

ارشادخداوندی ہے وَهَلْ اَتٰکَ حَدِيْثُ مُوْسٰی اور کیا آپ کے پاس آئی ہے پہنچی ہے خبر موسیٰ علیہ السلام کی۔ موسیٰ کا لفظی معنیٰ اُسترا ہے جس کیساتھ سر مونڈتے ہیں۔ جس طرح اُسترا بالوں کو صاف کرتا ہے اسی طرح موسیٰ علیہ السلام باطل کا صفایا کرتے تھے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے لِكُلِّ فِرْعَوْنَ مُوْسٰی ''ہر فرعون کیلئے موسیٰ ہے۔'' ہر جابر کے مقابلے میں حق والا ضرور اللہ تعالیٰ کھڑا کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ :

موسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے۔ موسیٰ بن عمران بن قہس بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام گویا موسیٰ علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے اور اس دور میں پیدا ہوئے جس وقت فرعون کے نجومیوں نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ ان تین سالوں میں بنی اسرائیل کے گھر ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب بنے گا۔ چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کے گھروں میں پہرہ دار بٹھا دیئے کہ جو بھی عورت حاملہ ہو اس کا نام باقاعدہ رجسٹر میں درج ہو اور دائیاں مقرر کی گئیں، نگران مقرر کئے گئے اور نگرانی شروع ہوگئی۔ ان تین سالوں میں بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بارہ ہزار بچے قتل ہوئے اور بقول علامہ بونی رحمۃ اللہ علیہ ستر ہزار بچے قتل ہوئے۔ یہ علامہ بونی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ عملیات پر ان کی کتاب ہے شمس المعارف عربی زبان میں چار جلدوں پر مشتمل ہے اب اس کا اردو میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے۔ عملیات کے فن میں اس سے بڑی اور مفصل کتاب اور کوئی نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ستر ہزار بچے قتل ہوئے۔ اکبر الٰہ آبادی مرحوم بڑے طنزیہ نگار شاعر تھے ان

کی ''کلیات اکبر'' پڑھو عجیب طنز کیساتھ بات کو سمجھاتے ہیں۔انہوں نے سرسید پر بڑا طنز کیا ہے کہ اس نے مسلمان قوم کے ذہن کس طرح خراب کئے ہیں۔

سرسید ملحد قسم کا آدمی تھا :

سرسید ملحد قسم کا آدمی تھا۔ اسکے باطل نظریات تھے ان کی تردید مولانا عبدالحق صاحب حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر حقانی کے مقدمہ میں کی ہے۔یہ معجزات کا منکر تھا اس پر بھی بڑا کچھ لکھا ہے انگریز کا چہیتا تھا۔تو اکبرالہ آبادی مرحوم نے طنزیہ طور پر کہا......

سرسید سے تمہیں کیا ہے نسبت
وہ انگریز داں ہے تم انگریزی داں ہو

وہ انگریز کی گود میں جا کر بیٹھ گیا ہے۔تو طنزیہ نگار شاعر تھے۔فرماتے ہیں......

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

کالج کھول کے بچوں کا ذہن بگاڑ دیتا تو اچھا ہوتا۔

دینی مدارس کی اصلاح کرنے کا مقصد ان کو خصی کرنا ہے :

دیکھو اس وقت موجودہ حکومت اس معاملہ میں بڑی تیز ہے کہ دینی مدارس کی اصلاح کرنی ہے اصلاح کا مطلب ہے کہ ان کو خصی کرنا ہے کہ انگریز حکومت کیخلاف جہاد نہ کریں، حق کی بات نہ کہہ سکیں اصل مقصد یہ ہے اور نام اصلاح کا ہے۔ ہمارے مدارس میں جو کوتاہیاں ہیں ان کی تم نشاندہی کرو ہم خود انشاء اللہ دور کردیں گے مگر کالجوں میں جو کوتاہیاں ہیں ان کو دور کیوں نہیں کرتے۔ جو کچھ کالجوں میں ہورہا ہے اس کی اصلاح کیوں نہیں کرتے؟ یہ ظلم ہے اور یکطرفہ کاروائی ہے۔بھئی! مدارس سے تمہیں کیا خطرہ ہے

ان کی اصلاح کی فکر پڑی ہوئی ہے؟ تو خیر موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انہی تین سالوں میں پیدا فرمایا۔ یہ واقعہ آگے سورت قصص میں تفصیل کیساتھ آرہا ہے زندگی رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے گھر پرورش کر کے دکھلائی فرعون کے گھر پلے پھر تیس سال کی عمر تھی دو آدمیوں کو دیکھا جھگڑ رہے تھے ایک فرعون کا باورچی خانے کا انچارج افسر تھا جسکا نام کاف تھا۔ دوسرا اسرائیلی تھا جو کہ مزدور پیشہ آدمی تھا۔ جھگڑا اس بات پر ہو رہا تھا کہ وہ افسر کہہ رہا تھا کہ یہ لکڑی کا گٹھا اٹھا کر باورچی خانے میں پہنچاؤ۔ اس نے کہا کہ میں کمزور آدمی ہوں نہیں اٹھا سکتا کسی اور کو کہہ دو اور یہ افسر مزدوری بھی نہیں دیتا تھا۔ افسر نے کہا کہ یہ تم نے ہی اٹھانا ہے اور یہ اکڑ گیا اور کہا کہ تم نے روزمرہ کا یہ قصہ بنایا ہوا ہے کہ وہاں سے جو مزدوری ملتی ہے وہ جیب میں ڈال لیتا ہے اور لوگوں سے بیگار لیتا ہے میں نے یہ کام نہیں کرنا۔ یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پاس سے گذر رہے تھے دوپہر کا وقت تھا لوگ گھروں میں آرام کر رہے تھے مظلوم نے موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی کہ حضرت یہ میرے ساتھ زیادتی کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے دونوں کی باتیں سنیں اور فرمایا کہ واقعی تو زیادتی کر رہا ہے خزانے سے پیسے لیتا ہے اور خود کھا جاتا ہے مزدوروں کو نہیں دیتا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بھی افسری دکھائی اکڑ فوں کی موسیٰ علیہ السلام نے اس کو مکا مارا وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ وہی بنی اسرائیلی اگلے دن کسی اور سے جھگڑ رہا تھا اور موسیٰ علیہ السلام گزر رہے تھے اس نے پھر موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو بھی شرارتی آدمی لگتا ہے اس نے سمجھا کہ آج مجھے ماریں گے کہنے لگا کل تو نے فلاں کو مارا تھا آج مجھے مارنا چاہتا ہے راز فاش ہو گیا کہ افسر کو موسیٰ علیہ السلام نے قتل کیا ہے۔ فرعون نے کابینہ کا اجلاس بلایا اور فیصلہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو فوراً گرفتار کر لیا

جائے کیونکہ یہ شخص ہماری سلطنت کیلئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔فرعون کی کابینہ کا ایک افسر تھا جس کا نام خزقیل تھا رحمۃ اللہ علیہ ۔ یہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا یہ مومن آدمی تھا اس کا ذکر سورہ مومن میں آتا ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗ ۔ یہ بچپن سے ہی موسیٰ علیہ السلام کا بڑا ہمدرد تھا اس نے کہا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ ''اے موسیٰ علیہ السلام فرعون کے درباری تیرے متعلق مشورہ کررہے ہیں کہ تجھے قتل کردیں فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ [قصص:۲۰] ''آپ یہاں سے نکل جائیں میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔'' موسیٰ علیہ السلام اسی حالت میں مصر سے مغرب کی طرف چل پڑے۔ دس دن کی مسافت پر مدین شہر تھا وہ علاقہ فرعون کی قلمرو میں نہیں تھا وہاں اس کی حکومت نہیں تھی ۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بڑی بیٹی صفورہ رحمۃ اللہ علیہا کا نکاح ان کیساتھ کردیا اس سے بچے بھی ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے وہاں دس سال گذارے ۔ دس سال بعد اجازت لے کر بیوی بچوں سمیت مصر کی طرف روانہ ہوئے ۔رات کا وقت تھا۔اس کا ذکر ہے اِذْ رَاٰ نَارًا جس وقت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی آگ ۔ مدین سے مصر کی طرف واپسی کے موقع پر رات کا وقت تھا سردی کا موسم تھا اور بیوی کے ہاں ولادت قریب تھی فَقَالَ لِاَهْلِهِ پس فرمایا اپنے گھر والوں کو، بیوی بھی ایک بچہ بھی تھا اور خادم بھی تھا اُمْكُثُوْۤا تم ٹھہرو اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا بیشک میں نے محسوس کی ہے آگ کہ فلاں جگہ آگ جل رہی ہے میں وہاں جاتا ہوں لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ شاید کہ میں لاؤں تمہارے لئے اس آگ سے کوئی شعلہ سلگا کر۔اور سورۃ القصص آیت نمبر ۲۹ میں ہے لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ''تاکہ تم آگ سیک سکو۔'' تو معلوم ہوا کہ کچھ سردی بھی تھی اندھیرا بھی تھا اور بیوی کو بھی ضرورت تھی ۔ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى یا

پاؤں میں آگ کے پاس کوئی راہنمائی۔آگ کے پاس کوئی نہ کوئی ہوگا۔ چونکہ سڑکیں تو ہوتی نہیں تھیں چھوٹے چھوٹے راستے ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ضَلَّ الطَّرِیْقَ راستہ بھول گئے تھے۔تو آگ کے پاس کوئی نہ کوئی ہوگا اس سے راستہ پوچھ کر آتا ہوں۔گھر والوں کو یہ کہہ کر آگ کی طرف روانہ ہوئے فَلَمَّآ اَتٰـھَا پس جس وقت آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی آواز دی گئی اے موسیٰ علیہ السلام۔وہ دنیا کی حسی آگ نہیں تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی تھی جو آگ کی شکل میں نظر آرہی تھی۔فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ بیشک میں آپ کا رب ہوں۔آپ کے ساتھ جو گفتگو کر رہا ہوں میں آپ کا رب ہوں فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ پس اتار دے اپنے جوتے۔موطا امام مالک میں روایت ہے کہ گدھے کے چمڑے کا جوتا تھا اور اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔جوتا کیوں اتاریں اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی بیشک آپ ایسے میدان میں ہیں جو پاکیزہ ہے اور اس کا نام طویٰ ہے۔

پاکیزہ جگہ پر جوتے کیساتھ نہیں چلنا چاہیے :

اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ پاکیزہ جگہ میں جوتے کیساتھ نہیں چلنا چاہیے۔جیسے مسجد ہے یا اور کوئی متبرک جگہ ہے تو وہاں جوتا پہننا ادب کیخلاف ہے وَاَنَا اخْتَرْتُکَ اور میں نے آپ کو چن لیا ہے اس مقام پر اب نبوت مل رہی ہے،تیس سال مصر میں رہے اور دس سال مدین میں،چالیس سال پورے ہوگئے چالیس سال کے بعد نبوت ملی فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی اسماع کا معنٰی ہے کان لگانا،آپ کان لگائیں توجہ کریں اس چیز کی طرف جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔جو کچھ میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں اس کی طرف توجہ کریں غور کریں۔پہلی بات تو یہ ہے اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ بیشک میں جو آپ کیساتھ گفتگو کر رہا ہوں میں

اللہ جل جلالہ ہوں لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا کوئی نہیں ہے معبود میرے سوا عبادت کے لائق، سجدے کے لائق، مشکل کشا، حاجت روا میرے سوا کوئی نہیں ہے، دستگیر، قانون ساز میرے سوا کوئی نہیں ہے فَاعْبُدْنِیْ پس میری عبادت کرو اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو یہی سبق دیا کہ اپنی قوم سے کہو عبادت صرف میری کرو یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی الٰہ اس کے سوا۔'' جب اس کے سوا الٰہ اور کوئی نہیں ہے تو عبادت کے لائق بھی اور کوئی نہیں ہے۔ وہی سبق اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا کہ خدا صرف میں ہوں پس میری عبادت کرو وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اور نماز قائم کرو میری یاد کیلئے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۴۵ میں ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ''بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی سے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔'' نماز میں جو کلمات پڑھے جاتے ہیں ان کا بڑا اثر ہے۔ نماز میں پیشانی بھی جھکتی ہے پاؤں بھی زمین پہ لگے ہوتے ہیں گھٹنے بھی لگے ہوتے ہیں سُبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے۔ تو فرمایا نماز قائم کریں میری یاد کیلئے اور یہ بھی یاد رکھیں اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ بیشک قیامت آنے والی ہے۔

قیامت کا علم کسی کو نہیں :

اللہ تعالیٰ نے قیامت کا بنیادی عقیدہ بھی بتلایا اَكَادُ اُخْفِيْهَا قریب ہے کہ میں اس قیامت کو مخفی رکھوں۔ قیامت کے قائم ہونے کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ''یہ آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کب برپا ہوگی قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ [اعراف:۱۸۷] آپ کہہ دیں اس کا

علم میرے رب کے پاس ہے نہیں ظاہر کرے گا اس کو اس کے وقت پر مگر وہی۔'' قیامت کی کچھ نشانیاں بتلائی ہیں وہ ہو کر رہیں گی مگر قیامت کا وقت رب کی ذات کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کتنی صدیاں باقی ہیں کتنے سال باقی ہیں سال کے کون سے مہینے اور مہینے کے کون سے ہفتے میں ہوگی۔ ہاں! اتنی بات صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جمعہ کے دن ہوگی لیکن یہ معلوم نہیں کہ مہینے کا پہلا جمعہ ہوگا یا دوسرا یا تیسرا یا چوتھا ہوگا۔ قیامت کیوں قائم ہوگی لِتُجۡزٰی كُلُّ نَفۡسٍ بِمَا تَسۡعٰى تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو جس کی اس نے کوشش کی ہے۔ دیکھو! دنیا میں بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ نہ تو نیکی کرنے والے کو نیکی کا پورا بدلہ ملا ہے اور نہ برے کو برائی کا پورا بدلہ ملا ہے۔ دنیا میں مجرموں کو سزائیں ہوتی ہیں مگر پوری سزا نہیں ملتی اگر قیامت نہ آئے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ تعالیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت اندھیر نگری ہے لہٰذا قیامت کا آنا عقلاً بھی ضروری ہے تاکہ برے کو پوری پوری سزا ملے اسی طرح بڑے نیک ایسے گذرے ہیں کہ ان کو نیکی کا پورا صلہ نہیں ملا۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو ہی دیکھ لو آپ ﷺ سے بڑھ کر خدا کی مخلوق میں کوئی نیک ہوا ہے نہ ہوگا مگر آپ ﷺ کے رہنے کیلئے چھوٹا سا مکان تھا کہ چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس میں چراغ بھی نہیں تھا اور دو دن مسلسل آپ ﷺ نے سالن کیساتھ کھانا نہیں کھایا اور دو دو مہینے چولہے میں آگ بھی نہیں جلتی تھی، جوتا مبارک پھٹ جاتا تو خود گانٹھتے تھے۔ تو آپ ﷺ کو دنیا میں کیا صلہ ملا کچھ بھی نہیں لہٰذا قیامت قائم ہوگی تاکہ ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا پس ہرگز نہ روکے اے موسیٰ علیہ السلام آپ کو قیامت سے مَنۡ وہ شخص لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا جو ایمان نہیں لاتا قیامت پر۔ ایسے لوگ مختلف قسم کے شکوک وشبہات اور وساوس پیدا کریں تو ہرگز نہ رکنا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی

فَتَرْدٰی پس تم ہلاک ہوجاؤ گے۔ اگر اس کی بات مان لوگے جو قیامت کا انکار کرتا ہے اس نے تو ہلاک ہونا ہی ہے اگر بالفرض آپ بھی ایسا کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ٚ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۙ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۚ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ ع

وَمَا تِلْكَ اور یہ کیا ہے بِيَمِيْنِكَ آپ کے دائیں ہاتھ میں يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام قَالَ عرض کیا هِيَ عَصَايَ یہ میری لاٹھی ہے اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں وَاَهُشُّ بِهَا اور پتے جھاڑتا ہوں اس لاٹھی کے ذریعے عَلٰى غَنَمِيْ اپنی بھیڑ بکریوں کیلئے وَلِيَ فِيْهَا اور میرے لئے اس لاٹھی میں مَاٰرِبُ اُخْرٰى اور ضروریات بھی ہیں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلْقِهَا اس لاٹھی کو ڈال دیں يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام فَاَلْقٰهَا پس ڈال دی موسیٰ علیہ السلام نے فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ پس اچانک وہ سانپ تھا تَسْعٰى دوڑتا ہوا قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذْهَا اس کو پکڑو وَلَا تَخَفْ اور خوف نہ کرو سَنُعِيْدُهَا بتاکید ہم لوٹا دیں گے اس کو سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى اس کی پہلی حالت میں وَاضْمُمْ يَدَكَ اور ملالیں اپنے ہاتھ کو اِلٰى جَنَاحِكَ اپنے بازو کیساتھ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ نکلے گا سفید مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ بغیر کسی تکلیف کے اٰيَةً اُخْرٰى یہ دوسری

نشانی ہے لِنُرِيَكَ تاکہ ہم آپ کو دکھائیں مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ جائیں آپ فرعون کی طرف اِنَّهٗ طَغٰى بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔

گذشتہ سبق میں تم نے پڑھا اور سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال مدین میں گذارنے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کے مشورے اور اجازت سے اپنی بیوی، بچے اور خادم کو لے کر اپنے آبائی شہر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ رات کا وقت تھا آج کی طرح سڑکیں نہیں تھی راستہ بھول گئے سردی تھی ایک طرف آگ دیکھی تو گھر کے افراد سے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو مجھے آگ نظر آرہی ہے میں وہاں سے آگ لاتا ہوں تاکہ تم سیکو۔ اور مصر کے راستے کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا ہوں۔ وہاں گئے تو وہ دنیا کی حسی آگ نہیں تھی وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی تھی۔

• اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرا رب بول رہا ہوں میں نے تجھے نبوت کیلئے چن لیا ہے، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میری عبادت کرو، نماز قائم کرو، قیامت پر یقین رکھنا ہے وہ ضرور آئے گی اور یہ لوگ جو قیامت کے منکر ہیں آپ کو ہرگز نہ روکیں۔ آگے گفتگو چلی فرمایا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى اور یہ کیا ہے آپ کے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام۔ ایک موٹی اور مضبوط لاٹھی جو ہر وقت موسیٰ علیہ السلام کے پاس رہتی تھی وہ اس وقت دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو تو معلوم تھا یہ سوال معلومات حاصل کرنے کے طور پر نہیں تھا بلکہ حکمت کے طور پر تھا اے موسیٰ علیہ السلام آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ پوچھنے کی ایک وجہ مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم یہ بھی بیان فرماتے ہیں چونکہ اندھیرا تھا جس وقت لاٹھی سانپ بنے گی یہ غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کہ میں غلطی کیساتھ سانپ اٹھا کے لایا

ہوں لہٰذا توجہ دلانے کیلئے فرمایا کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا هِیَ عَصَایَ یہ میری لاٹھی ہے اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا میں اس لاٹھی پر ٹیک لگاتا ہوں وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ۔ اَهُشُّ کے معنٰی ہیں درختوں سے پتے جھاڑنا۔ اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس لاٹھی کے ذریعے اپنی بھیڑ بکریوں کیلئے۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کافی عرصہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بھیڑ بکریاں چراتے رہے تھے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی پیغمبر نہیں آیا مگر اس نے بکریاں ضرور چرائی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں کیوں چرائیں :

ہمارے استاد محترم مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بکریاں اس لئے چرائیں کہ ان کا جسم چھوٹا سا ہوتا ہے اور شرارتی جانور ہے، ایک اس طرف بھاگے گا دوسرا اس طرف بھاگے گا تیسری اس طرف بھاگے گی، ان کو قابو کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو ٹریننگ دی ہوتی ہے کہ تمہاری امت میں کسی کا منہ اِس طرف ہوگا کسی کا اُس طرف ہوگا کسی کا ادھر ہوگا اور سب پر قابو پانا ہے۔ اونٹ بڑا جانور ہوتا ہے اس کو مارنے سے اس کا کچھ نہیں بگڑتا اور بھیڑ کے متعلق مشہور مقولہ ہے "بھیڑ چال" کہ جہاں ایک گئی سب اس کے پیچھے جائیں گی۔ تو تمام پیغمبروں نے بکریاں چرائیں ہیں جب آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تو آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تھے اس وقت تو آپ ﷺ بکریاں نہیں چراتے تھے۔ تو پوچھنے والے نے پوچھا حضرت! آپ ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا ہاں! كُنْتُ اَرْعٰی عَلٰی قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّه میں مکے والوں کی بکریاں ٹکے ٹکے پر چراتا تھا۔ تو میں اس لاٹھی کے ذریعے اپنی بکریوں کیلئے پتے بھی جھاڑتا ہوں بکریوں کیلئے خوراک مہیا کرتا ہوں وَلِیَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی اور میرے لئے اس لاٹھی میں اور

ضروریات بھی ہیں۔ مَاٰرِبُ مَارِبَۃٌ کی جمع ہے جس کا معنٰی ہے ضرورت۔ مثلاً کتا قریب آ جائے تو اس کو دور کرتا ہوں، کوئی موذی جانور آئے تو اس کو مارتا ہوں، کسی جگہ لاٹھی کے ذریعے چھلانگ لگا لیتا ہوں کسی وقت اپنے پیچھے لاٹھی کیساتھ سامان لٹکا لیتا ہوں، سفر میں میری اس میں کئی ضرورتیں ہیں۔

چاول کھانے کے فوائد :

ہمارے ایک دوست تھے قاری صاحب مرحوم بڑے مسخرے مزاج کے تھے وہ کہتے تھے کہ (۱) چاول کھانے والا بوڑھا نہیں ہوتا۔

(۲)......چاول کھانے والے کو کتا نہیں کاٹتا۔

(۳)......چاول کھانے والے کی چوری نہیں ہوتی۔

ہم نے پوچھا قاری صاحب ان کا آپ میں کیا ربط ہے؟ تو کہنے لگے کہ بوڑھا تو اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ بوڑھا ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے بوڑھا ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی اور کتا اس لئے نہیں کاٹتا کہ اس کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی ہے کمزوری کی وجہ سے، کتا قریب نہیں آئے گا کاٹے گا کیا اور چوری اس لئے نہیں ہوتی کہ یہ ساری رات کھانستا رہتا ہے چور کو معلوم ہے کہ گھر والے جاگ رہے ہیں گھر میں داخل ہی نہیں ہوگا۔

(حضرت نے لاٹھی کی مناسبت سے کہ چاول کھانے والے کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی ہے یہ لطیفہ یہاں بیان فرمایا ہے۔بلوچ)

تو فرمایا اس لاٹھی میں میرے لئے کئی فائدے ہیں۔ قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام اس لاٹھی کو ڈال دیں زمین پر فَاَلْقٰهَا پس موسیٰ علیہ السلام نے وہ لاٹھی زمین پر ڈال دی فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى پس اچانک وہ سانپ تھا

دوڑتا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے جمال کی وجہ سے ساری وادی سارا بقعہ وادی طویٰ روشن تھا ویسے رات کا وقت تھا۔

جَان اور ثُعبَانٌ مُّبِین میں تطبیق :

اس مقام پر حَیَّــہ کا لفظ آیا ہے اور سورۃ القصص آیت نمبر ۳۱ میں ہے کَـاَنَّهَا جَانٌّ وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّلَمۡ یُعَقِّبۡ ''گویا کہ وہ باریک سانپ تھا پیٹھ پھیری اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا'' اور سورۃ الشعراء آیت نمبر ۳۲ میں ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ کا لفظ آیا ہے، اژدھا بڑا سانپ۔ اور یہاں مطلق سانپ کا لفظ آیا ہے۔ تینوں میں فرق ہے، باریک سانپ، عام سانپ ،اژدھا۔ امام فخر الدین رازی وغیرہ مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم ان میں تطبیق دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب وادی طویٰ میں لاٹھی ڈالی تو باریک سانپ تھا اور فرعون کے دربار میں جب لاٹھی ڈالی تو وہاں اژدھا بن گیا تھا۔ تو جگہ علیحدہ علیحدہ ہے، موقع الگ الگ ہے۔ دوسری بات یہ فرماتے ہیں اژدھا بڑا اور وزنی ہوتا ہے اور بھاری چیز میں حرکت اور تیزی نہیں ہوتی لیکن یہ فرمایا باریک تھا یعنی موٹا ہونے کے باوجود تیز تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ سانپ ہے اور دوڑ رہا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے دوسری طرف دوڑ لگا دی۔ قَـالَ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا خُذۡهَا اے موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑ لیں وَلَا تَخَفۡ اور خوف نہ کریں اس سے۔ یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ موذی چیزوں سے طبعاً خوف کرنا ایمان کےخلاف نہیں ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مل چکی ہے اور نبی سے زیادہ مضبوط ایمان کس کا ہوسکتا ہے؟ تو موذی چیز سمجھ کر دوڑنا شروع کر دیا خوفزدہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسکو پکڑ لیں خوف نہ کریں۔ لہٰذا طبعاً کتے سے ڈرنا، سانپ سے ڈرنا، شیر سے ڈرنا، ڈاکو چور وغیرہ سے ڈرنا ایمان کے خلاف نہیں ہے سَنُعِيۡدُهَا سِيۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰى بتاکید ہم لوٹا دیں گے اس

سانپ کو اس کی پہلی حالت کی طرف۔ پہلی حالت لاٹھی تھی لاٹھی بن جائے گی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سانپ پر ہاتھ رکھا وہ لاٹھی بن گئی۔

معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا :

اور اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ معجزہ نبی کے اختیار اور بس کی بات نہیں ہے۔ اگر اپنے اختیار کی بات ہوتی اور موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو خود سانپ بنایا ہوتا تو ڈرتے نہ۔ پتا ہوتا کہ میں نے لاٹھی کو خود سانپ بنایا ہے اور اب پھر اس کو لاٹھی بنالوں گا۔ تو پیغمبر کا کام ہے لاٹھی ڈالنا، اس کو سانپ بنانا رب تعالیٰ کا کام ہے، پیغمبر کا کام ہے سانپ پر ہاتھ رکھنا اس کو پھر لاٹھی بنانا رب تعالیٰ کا کام ہے اور جو خلاف عادت چیزیں پیغمبر کے ہاتھ پر صادر ہوں ان کو معجزہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں بے شمار معجزات ہیں۔

سرسید معجزات کا منکر تھا :

نیچریوں کا پیر سرسید احمد خان معجزات کا منکر ہے۔ منکرین حدیث بھی انکار کرتے ہیں اور کس کس کا انکار کرو گے۔ تو نبی کے ہاتھ پر جو خلاف عادت چیز صادر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں اور ولی کے ہاتھ پر جو صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں کرامات کا ذکر بھی قرآن پاک میں ہے لہٰذا کس کس چیز کا انکار کرو گے؟ حضرت مریم علیہا السلام چوبارے میں رہتی تھیں اس کو جالیاں لگی ہوئی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام تالا لگا کر جاتے تھے اور چابی اپنے پاس رکھتے تھے جب واپس آتے تو کمرے میں بے موسم پھل موجود ہوتے تھے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۷ میں ہے فرماتے یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا "اے مریم یہ پھل کہاں سے آئے ہیں آپ کے لئے قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ فرماتی یہ خدا کی طرف سے آئے ہیں۔" تو یہ ان کی کرامت تھی۔ آصف برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی

تھے رضی اللہ عنہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مجھے بلقیس کا تخت ابھی چاہیے۔ سورہ نمل آیت نمبر ۴۰ میں ہے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ”کہا اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں لا دیتا ہوں اس کو قبل اس سے کہ پلٹے آپ کی نگاہ آپ کی طرف۔“ تو ایک آن میں ایک مہینے کی مسافت سے تخت لا کر رکھ دیا۔ کہاں کہاں انکار کرو گے؟ حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت اکیلی درخت کیساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھیں نہ وہاں کوئی مائی تھی نہ دایہ، اللہ تعالیٰ نے فوراً ان کے قدموں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری کر دیا خشک کھجور کیساتھ پختہ دانے لگا دیئے۔ تو کس کس چیز کا انکار کرو گے۔ نوجوانو! ایمان بڑی قیمتی چیز ہے۔ اچھی طرح یاد رکھنا! یہ بے دین طبقہ لوگوں کو ایمان سے محروم کرنے کیلئے بڑی کوشش کرتا ہے اہل حق اتنی کوشش نہیں کرتے جتنی باطل والے کرتے ہیں ایمان نہ بگاڑنا۔ تو ایک معجزہ یہ عطا کیا کہ لاٹھی کو ڈالو گے تو سانپ بن جائے گا۔ دوسرا معجزہ وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ اور ملا لیں اپنے ہاتھ کو اپنے بازو کیساتھ اپنے گریبان میں ڈال کر تَخْرُجْ بَیْضَآءَ نکلے گا سفید مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ بغیر کسی تکلیف کے، نہ اس میں سوزش ہوگی، نہ جلن ہوگی، نہ حرارت ہوگی اٰیَةً اُخْرٰی یہ دوسری نشانی ہے۔ یہ دو نشانیاں یہ دو معجزے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وادی طویٰ میں عطا فرمائے۔ جب نبوت عطا فرمائی ساتھ ہی یہ معجزے عطا فرما دیئے لِنُرِیَكَ تاکہ ہم آپ کو دکھائیں مِنْ اٰیٰتِنَا الْكُبْرٰی اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ۔ یہ مِنْ تبعیضیہ ہے جس کا معنیٰ ہے کچھ۔ فرمایا اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی جائیں فرعون کی طرف بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔ اس جگہ اجمال ہے دوسری جگہ تفصیل ہے زندگی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

❁❁❁

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَ
يَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾
وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾
وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ
كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ
مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓی ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓی اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓی ﴿۳۸﴾ اَنِ
اقْذِفِيْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِی الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ
يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ۬ وَلِتُصْنَعَ
عَلٰی عَيْنِیْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِیْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَنْ
يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓی اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۬ؕ

قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اِشْرَحْ کھول دے لِیْ میرے لئے صَدْرِیْ میرا سینہ وَيَسِّرْ لِیْ اور آسان کردے میرے لئے اَمْرِیْ میرا معاملہ وَاحْلُلْ اور کھول دے عُقْدَةً گرہ مِّنْ لِّسَانِیْ میری زبان کی يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھیں وَاجْعَلْ لِّیْ اور بنادے میرے لئے وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِیْ وزیر میرے گھر کے افراد سے هٰرُوْنَ ہارون علیہ السلام کو اَخِی میرا بھائی ہے اُشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ مضبوط کردے اس کے ذریعے میری کمر کو وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ اور شریک کردے اس کو میرے معاملے میں کہ

نُسَبِّحَکَ تاکہ ہم آپ کی تسبیح بیان کریں کَثِیْرًا کثرت سے وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا اور ذکر کریں آپ کا کثرت سے اِنَّکَ بیشک آپ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ہم کو دیکھنے والے ہیں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ اُوْتِیْتَ تحقیق آپ کو دی گئی سُؤْلَکَ آپ کی مانگی ہوئی چیز یٰمُوْسٰی اے موسیٰ علیہ السلام وَلَقَدْ مَنَنَّا اور البتہ تحقیق ہم نے احسان کیا عَلَیْکَ آپ پر مَرَّۃً اُخْرٰٓی ایک مرتبہ اور بھی اِذْ اَوْحَیْنَآ جس وقت ہم نے وحی کی اِلٰٓی اُمِّکَ آپ کی والدہ کی طرف مَا یُوْحٰٓی جو آگے وحی کی جا رہی ہے اَنِ اقْذِفِیْہِ یہ کہ آپ اس کو ڈال دیں فِی التَّابُوْتِ صندوق میں فَاقْذِفِیْہِ پس ڈال دیں اس صندوق کو فِی الْیَمِّ بحر قلزم میں فَلْیُلْقِہِ الْیَمُّ پس ڈال دے گا سمندر اس صندوق کو بِالسَّاحِلِ کنارے پر یَاْخُذْہُ عَدُوٌّ لِّیْ پکڑے گا اس کو میرا دشمن وَعَدُوٌّ لَّہٗ اور اس کا دشمن وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ اور ڈال دی میں نے آپ پر مَحَبَّۃً محبت مِّنِّیْ اپنی طرف سے وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ اور تاکہ آپ کی تربیت کی جائے میری آنکھوں کے سامنے اِذْ تَمْشِیْٓ اُخْتُکَ جب چل رہی تھی آپ کی بہن فَتَقُوْلُ پھر اس نے کہا ھَلْ اَدُلُّکُمْ کیا میں تمہاری راہنمائی کروں عَلٰی مَنْ یَّکْفُلُہٗ اس پر جو اس کی کفالت کرے فَرَجَعْنٰکَ پس ہم نے لوٹا دیا آپ کو اِلٰٓی اُمِّکَ آپ کی والدہ کی طرف کَیْ تَقَرَّ عَیْنُھَا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں وَلَا تَحْزَنَ اور غم نہ کرے۔

موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے سوالات :

اس سے پہلے ذکر ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام جب مدین سے اپنی اہلیہ بچے اور خادم سمیت واپس مصر جا رہے تھے راستہ بھول گئے تاریکی تھی موسم سردی کا تھا ایک جگہ آگ نظر آئی وہاں پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی اور دو معجزے بھی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے اس کو میرا پیغام پہنچاؤ۔ اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ اے میرے رب کھول دے میرا سینہ۔ فرعون بڑا ظالم، جابر اور موذی ہے، اپنی چلانے والا اور کسی کی نہ سننے والا۔ تو ایسے آدمی کے مقابلے میں جانے کیلئے بڑا وسیع دل جگرا چاہیے اے پروردگار! میرا سینہ کھول دے وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ اور میرے لئے معاملہ آسان کر دے۔ موسیٰ علیہ السلام تیس سال فرعون کے گھر رہے تھے اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھے۔ سورہ دخان آیت نمبر ۳۱ میں ہے اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ''بیشک تھا وہ مغرور اور حد سے بڑھنے والا۔'' حدود پھلانگنے والا تھا میں اس کے پاس جا کر کچھ کہوں اے پروردگار! معاملہ بڑا مشکل ہے میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ اور کھول دے گرہ میری زبان کی یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم رحمہا اللہ کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی محبت ڈال دی تھی۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے وہ بڑی شفقت کرتی تھیں بیوی کو راضی کرنے کیلئے کبھی کبھی فرعون بھی موسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام بچے تھے مگر تماشے کرتے تھے کبھی اس کے ناک میں انگلیاں ڈال دیتے کبھی آنکھ میں انگلی مار دی کبھی منہ پر تھپڑ لگا دیا۔ فرعون بیوی کو بلا کر کہتا آسیہ! تم اس

کیساتھ اتنی محبت کیوں کرتی ہو یہ تو بڑا موذی ہے۔اس نے کہا دیکھو بچہ ہے ناسمجھ ہے۔ فرعون کہتا نہیں اگر چہ میرے گھر میں بچے نہیں ہیں لیکن میں نے بچے دیکھے تو ہیں یہ بچہ اور طرح کا ہے۔ بیوی نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ناسمجھی میں یہ حرکتیں کرتا ہے۔ فرعون نے کہا نہیں سمجھ کر کرتا ہے۔تو اس سلسلے میں امتحان طے ہوا ایک پلیٹ میں موتی اور ہیرا رکھ دیا اور دوسری طرف پلیٹ میں جلتا ہوا کوئلہ رکھ دیا اور طے پایا کہ اگر سیانا ہوا تو ہیرے کو ہاتھ لگائے گا اور ناسمجھ ہوا تو انگارے کو۔بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو ملا اس کو منہ میں ڈال لیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ پہلے ہیرے کی طرف جانے لگا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ انگارے کی طرف کر دیا انہوں نے وہ انگارہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیا ننھی منی زبان تھی انگارے کی وجہ سے متاثر ہوئی۔بعض دفعہ بات کرنے میں کچھ رکاوٹ ہوتی تھی لکنت تھی۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار! میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ اور بنا دے میرے لئے وزیر میرے گھر کے افراد میں سے۔وزیر کا معنٰی ہوتا ہے بوجھ اٹھانے والا وِزْر کا معنٰی بوجھ ہے۔میرا معاون بنا دے میرا بوجھ کچھ وہ بھی اٹھائے اور بنا بھی میرے گھر کے افراد سے۔وہ کون ہے؟ هٰرُوْنَ اَخِی ہارون علیہ السلام جو میرے بھائی ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے اور ان کی زبان بڑی صاف شستہ تھی اُشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ مضبوط کر دے اس کے ذریعے میری کمر کو میرا معاون بنا کر ہم دونوں بھائی آپ کے دین کی خدمت کریں گے تبلیغ کریں گے وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ اور شریک کر دے اس کو میرے معاملے میں۔مجھے نبوت عطا فرمائی ہے اس کو بھی نبوت عطا فرما كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا تا کہ ہم آپ کی پاکی بیان کریں کثرت سے وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا اور

آپ کا ذکر کریں کثرت سے۔ کیونکہ ایک آدمی کی تسبیح کچھ معنٰی رکھتی ہے دو کریں گے تو
زیادہ ہوا۔ ایک آدمی ذکر کرے اس کی حیثیت کچھ اور ہوتی ہے دو آدمی ذکر کریں تو اسکی
حیثیت کچھ اور ہوتی ہے۔ ہم آپ کی تسبیح بیان کریں گے سبحان اللہ وبحمدہ
سبحان اللّٰہ العظیم. اور ہم آپ کا ذکر کریں گے کثرت سے۔ تو ایک سوال یہ کیا کہ میرا
سینہ کھول دے کہ اس میں کسی مخلوق کا ڈر اور خوف نہ رہے۔ دوسرا سوال کیا کہ میرا معاملہ
آسان کر دے۔ تیسرا سوال یہ کیا کہ میری زبان کی گرہ کھول دے اور میرے بھائی کو میرا
معاون بنا دے اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا بیشک آپ ہمیں دیکھنے والے ہیں قَالَ اللّٰہ
تعالیٰ نے فرمایا قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ آپ کو دیدی گئی آپ کی مانگی ہوئی چیز۔ سینہ کھول
دیا اس میں کسی مخلوق کی ہیبت نہیں رہے گی اور آپ کا معاملہ ہم نے آسان کر دیا باوجود
مشکل ہونے کے اور آپ کی زبان کو ہم نے صاف کر دیا۔ اور چوتھا مطالبہ تھا کہ میرے
بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا معاون بنا دے، ہم نے اس کو آپ کا معاون بنا دیا ہے۔ آپ
کے مطالباتِ مسئولات یعنی سوال کی ہوئی چیزیں سب آپ کو مل گئیں یٰمُوْسٰی اے موسیٰ
علیہ السلام۔ اور اے موسیٰ علیہ السلام وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْکَ مَرَّۃً اُخْرٰی اور البتہ تحقیق ہم
نے احسان کیا آپ پر ایک مرتبہ اور بھی۔ مَرَّۃً کا معنٰی مرتبہ اور اُخْرٰی کا معنٰی دوسرا۔ وہ
دوسرا احسان کیا ہے؟ اِذْ اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّکَ جس وقت ہم نے وحی کی آپ کی والدہ کی
طرف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوخابدہ تھا رحمہا اللہ۔ اردو والے یوکابد لکھ دیتے
ہیں۔ بڑی نیک پارسا بی بی تھیں جلیل القدر پیغمبر کی والدہ ہیں۔ یہ بات تم پہلے سن چکے ہو کہ
جن دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہونے والی تھی کسی ماہر نجومی نے خبر دی کہ
ان تین سالوں میں بنی اسرائیلیوں کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعون کی حکومت کی تباہی کا

سبب بنے گا چونکہ وہ نجومی اپنے فن کا بڑا ماہر تھا اس کی اور پیش گوئیاں بھی سچی ہوتی تھیں۔ جب یہ بات فرعون تک پہنچی تو اس نے کابینہ کا اجلاس بلایا اور اس کاہن کو بھی بلایا اور اس سے پوچھا کہ کس کے گھر میں لڑکا ہوگا؟ تو اس نے کہا کہ میں یہ تو نہیں بتلا سکتا اور نہ ہی مجھے اس کا علم ہے لیکن بنی اسرائیل کے خاندانوں میں سے کسی کے ہاں دو تین سالوں میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب بنے گا۔ فرعون نے آڈر جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے گھرانے ہیں ان کی چھان بین کرو کہ کون سی عورت حاملہ ہے اور کون سی غیر حاملہ ہے۔ مردوں اور عورتوں کی پولیس کے پہرے بٹھا دیئے گئے اور یہ بات بھی تم پہلے سن چکے ہو کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان تین سالوں میں بارہ ہزار بچے قتل ہوئے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۹ میں ہے يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ "وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو۔" جیسے مرغی ذبح کی جاتی ہے ایسے ہی وہ جابر کارندے آکر بچوں کو ماں باپ کے سامنے ذبح کر کے چلے جاتے تھے انہی سالوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ باامید ہوئیں لیکن ان کا پیٹ عام معمول کے مطابق نہ بڑھا جیسے عام عورتوں کا پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ حضرت یوکابدہ رحمۃ اللہ علیہا کے پیٹ میں کچھ محسوس نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نگران اور محافظ تھے عورتیں آتیں چیک کر کے چلی جاتیں تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے کا واقعہ :

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت پریشان ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اس کا ذکر ہے اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ جس وقت ہم نے وحی کی آپ کی والدہ کی طرف مَا يُوْحٰٓى وہ جو آگے وحی کی جارہی ہے۔ آنے والے الفاظ کی وحی ہم نے کی

اَنِ اقْذِفِیْہِ فِی التَّابُوْتِ یہ کہ آپ اس کو ڈال دیں ایک صندوق میں۔لکڑی کا ایک صندوق بنائیں نیچے روئی وغیرہ رکھ کر ان کو صندوق میں رکھ کر قریب ہی ان کے دریائے قلزم بہتا تھا فَاقْذِفِیْہِ فِی الْیَمِّ پس ڈال دیں اس صندوق کو بحر قلزم میں۔اور سورہ قصص آیت نمبر ۷ میں ہے وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ''اور نہ خوف کھائیں اور نہ غمگین ہوں بیشک ہم اس کو لوٹا دیں گے آپ کی طرف درمیان میں کچھ گھنٹوں کا وقفہ ہوگا اور اسکو ہم رسولوں میں سے بنائیں گے۔'' چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رحمہا اللہ نے صندوق میں نیچے روئی وغیرہ رکھ کر اوپر موسیٰ علیہ السلام کو لٹا کر اندھیرے میں بحر قلزم میں ڈال دیا فَلْیُلْقِہِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ پس ڈال دے گا بحر قلزم اس کو کنارے پر۔تفسیروں میں مختلف باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ایک یہ کہ دریا کے کنارے فرعون کے سرکاری دھوبی تھے بعض کہتے ہیں کہ مچھیرے تھے مچھلیاں پکڑنے والے، بعض کہتے ہیں نہانے والے لوگ تھے اور سورہ قصص میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی کلثوم رحمہا اللہ کو کہا کہ اس کا سراغ لگاؤ دیکھو یہ صندوق کہاں جاتا ہے۔آٹھ دس سال کی بڑی سمجھ دار بچی تھی وہ بھی کنارے کنارے ساتھ ساتھ چلتی رہی ،کبھی صندوق کی طرف دیکھتی ،کبھی دوسری طرف تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو کہ یہ بچی اس کیساتھ ہے۔خیر جب وہ آباد علاقے میں پہنچا تو دھوبیوں نے یا مچھیرے نے یا نہانے والوں نے چھلانگ لگا کر نکال لیا اور فوراً فرعون کے دربار میں پہنچا دیا۔فرعون نے کہا کہ اس کو قتل کرو۔ بی بی آسیہ بنت مزاحم رحمہا اللہ مضبوط تھیں کہنے لگیں لَا تَقْتُلُوْہُ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا [قصص:۹] ''اس کو قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم بنالیں اس کو بیٹا۔'' اسی جگہ

تفسیروں میں لکھا ہے کہ فرعون نے کہا کہ تمہیں کوئی نفع معلوم ہوتا ہوگا مجھے تو کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات اعمال میں نیت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ بی بی اَڑ گئی اور قتل نہ ہونے دیا۔ آج بھی مصر کی عورتیں مردوں پر حاوی ہیں۔ جو بڑے حکمران ہیں ان کا حکم نیچے سے اوپر جاتا ہے اوپر سے نیچے نہیں آتا۔ بات سمجھ آگئی نا۔ فیصلہ کر دیا بی بی نے کہ قتل نہیں کرنا، دودھ پلانا شروع کیا کسی کا دودھ نہ پیا، گائے بھینس کا منگوایا نہ پیا، بکری کا منگوایا نہ پیا، محلے کی عورتیں طلب کیں کسی کا دودھ نہ پیا۔ سورۃ القصص آیت نمبر ۱۲ میں ہے وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ ''اور ہم نے تکوینی طور پر حرام قرار دے دیا روک دیا موسیٰ علیہ السلام پر دودھ پلانے والیوں کو اس سے پہلے۔'' کسی کا دودھ نہ پیا تو بڑے پریشان ہوئے۔ سرکاری فیصلہ ہو چکا ہے قتل نہیں کرنا اور بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا اب کیا کریں اس وقت وہاں تماشائی اکٹھے تھے موسیٰ علیہ السلام کی بہن بھی ان میں شامل ہو گئی تھی یہ بولی کہ ہمارے محلے میں ایک عورت ہے اس کا دودھ پلا کے دیکھو شاید اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ اس بچی کیساتھ آدمی بھیجے فوراً وہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بلا کر لائے والدہ آئیں موسیٰ علیہ السلام کو چھاتی کیساتھ لگایا تو انہوں نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ خوشی ہوئی کہ مسئلہ حل ہو گیا۔ فرعون نے کہا بی بی! ہم آپ کو کمرہ دیں گے اور وظیفہ بھی مقرر کرتے ہیں تم یہاں رہو اور بچے کی پرورش کرو وہ کہنے لگیں کہ میرا گھر ہے بچے ہیں میں یہاں کیسے رہ سکتی ہوں اگر تمہیں ضرورت ہے تو بچے کو میرے پاس چھوڑ دو اور وظیفہ بھی میرے گھر بھیج دیا کرو۔ چنانچہ وہ سرکاری اجازت کیساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ گھر لے آئیں، اس کا ذکر ہے۔ اس کو صندوق میں ڈال کر بحر قلزم میں ڈال دیں اور بحر قلزم اس کو کنارے پر ڈال دے گا یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ پکڑے گا اس کو میرا دشمن فرعون اور اس کا دشمن یعنی

موسیٰ علیہ السلام کا وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ اور ڈال دی میں نے آپ پر مَحَبَّةً مِّنِّیْ محبت اپنی طرف سے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ؓ کے دل میں اور وہ اَڑ گئی قتل نہ کرنے دیا وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ اور تاکہ آپ کی تربیت کی جائے میری آنکھوں کے سامنے اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُکَ جب چل رہی تھی آپ کی بہن کلثوم ؓ فَتَقُوْلُ پھر اس نے کہا هَلْ اَدُلُّکُمْ کیا میں تمہاری راہنمائی کروں عَلٰی مَنْ یَّکْفُلُهٗ اس پر جو اس کی کفالت کرے چنانچہ اس نے راہنمائی کی فَرَجَعْنٰکَ پس ہم نے لوٹا دیا آپ کو اِلٰۤی اُمِّکَ آپ کی ماں کی طرف کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو وَلَا تَحْزَنَ اور غم نہ کرے۔ یہ بھی ہم نے احسان کیا۔ باقی احسان کا ذکر آئندہ آیات میں آ رہا ہے۔

وَقَتَلْتَ

نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾

وَقَتَلْتَ نَفْسًا اور آپ نے قتل کیا ایک نفس کو فَنَجَّيْنٰكَ پس ہم نے نجات دی آپ کو مِنَ الْغَمِّ پریشانی سے وَفَتَنّٰكَ اور ہم نے آپ کو آزمائش میں ڈالا فُتُوْنًا آزمائش میں ڈالنا فَلَبِثْتَ پس آپ ٹھہرے سِنِيْنَ کئی سال فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ مدین والوں میں ثُمَّ جِئْتَ پھر آپ آئے عَلٰى قَدَرٍ ایک اندازے پر يّٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام وَاصْطَنَعْتُكَ اور ہم نے آپ کو چن لیا لِنَفْسِيْ اپنی ذات کیلئے اِذْهَبْ اَنْتَ جائیں آپ وَاَخُوْكَ اور آپ کا بھائی بِاٰيٰتِيْ میری نشانیوں کیساتھ وَلَا تَنِيَا اور نہ سستی کرنا فِيْ ذِكْرِيْ میری یاد میں اِذْهَبَآ جاؤتم دونوں اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف اِنَّهٗ طَغٰى بیشک اس نے سرکشی کی ہے فَقُوْلَا لَهٗ پس تم دونوں اس کو کہو قَوْلًا لَّيِّنًا بات نرم لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ شاید کہ وہ

نصیحت حاصل کرے اَوْ یَخْشٰی یا وہ خوف کھائے قَالَا دونوں نے کہا رَبَّنَآ
اے ہمارے رب اِنَّنَا بیشک ہم نَخَافُ خوف کرتے ہیں اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ یہ کہ
وہ زیادتی کرے ہم پر (قولاً) اَوْاَنْ یَّطْغٰی یا وہ سرکشی کرے (فعلاً) قَالَ فرمایا
رب تعالیٰ نے لَا تَخَافَا تم خوف نہ کرو اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ بیشک میں تمہارے ساتھ
ہوں اَسْمَعُ میں سنتا ہوں وَ اَرٰی اور دیکھتا ہوں فَاْتِیٰهُ پس تم دونوں جاؤ اس کے
پاس فَقُوْلَآ پس کہو تم دونوں اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ بیشک ہم دونوں آپ کے رب
کے رسول ہیں فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی
اسرائیل کو وَلَا تُعَذِّبْهُمْ اور ان کو سزا نہ دے قَدْ جِئْنٰکَ تحقیق ہم لائے ہیں
تیرے پاس بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکَ نشانی آپ کے رب کی طرف سے وَالسَّلٰمُ
عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اور سلام ہو ان پر جنہوں نے پیروی کی ہدایت کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو احسانات کئے تھے ان کا ذکر چلا آرہا ہے کہ ہم نے آپ کو فرعونی کارندوں سے بچا کر فرعون کے گھر پہنچایا اور ڈال دی آپ پر اپنی طرف سے محبت پھر آپ کو آپکی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ ایک اور انعام کا ذکر فرماتے ہیں جسکی اس مقام پر تفصیل نہیں ہے۔ تفصیل بیسویں پارے سورۃ القصص میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون جس کالونی میں رہتا تھا وہ مصر کے ایک طرف تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا آبائی مکان مصر سے دوسری طرف تھا درمیان میں کافی فاصلہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی فرعون کے گھر اور کبھی اپنے گھر رہتے تھے جوان کے

خیال کے مطابق ان کی رضاعی والدہ کا تھا اور حقیقت میں حقیقی والدہ کا اور ان کا اپنا گھر تھا۔

بنی اسرائیلی اور قبطی کا جھگڑا :

ایک دن سخت گرمی میں دوپہر کے وقت جب سارے لوگ سوئے ہوئے تھے آرام کر رہے تھے عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا [قصص: آیت نمبر ۱۵] اپنے گھر سے فرعون کے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں بازار کے اندر دو آدمی آپس میں الجھے ہوئے تھے۔ ایک موسیٰ علیہ السلام کی برادری بنی اسرائیل کا آدمی تھا اور دوسرا فرعون کے باورچی خانے کا انچارج افسر تھا جس کا نام تفسیروں میں قاب آتا ہے۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جاتے ہوئے دیکھا تو آواز دی کہ آئیں اور ہمارا جھگڑا ختم کرادیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب آئے فرمایا تمہارا کیا جھگڑا ہے؟ اسرائیلی نے کہا کہ دیکھو یہ کتنی وزنی بوری ہے اس میں آٹا دانہ جو بھی تھا اور لکڑیوں کے گٹھے کا ذکر بھی تفسیروں میں آتا ہے جو کافی وزنی تھا یہ مجھے کہتا ہے کہ اس کو اٹھا کر فرعون کے باورچی خانے میں پہنچاؤ اور مزدوری دینے کیلئے بھی تیار نہیں۔ یہ بیگار کے طور پر کام کرواتا ہے۔ اول تو میں کمزور ہوں اٹھا نہیں سکتا دوسرا یہ کہ یہ مزدوری بھی نہیں دیتا حالانکہ سرکاری خزانے سے اس کو مزدور کی مزدوری ملتی ہے وہ وصول کر کے جیب میں ڈال لیتا ہے اور یہ اسکا روزانہ کا معمول ہے ہم بے چاروں پر ظلم کرتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بھئی! بات اسکی صحیح ہے یہ کمزور آدمی ہے اور بوجھ زیادہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ جب تمہیں مزدوری ملتی ہے تو ان لوگوں پر ظلم کیوں کرتے ہو؟ کسی قوی طاقتور مزدور کو کرایہ دے کر سامان اٹھوا کر لے جاؤ۔ وہ چونکہ فرعون کے باورچی خانے کا افسر تھا اس کا دماغ بگڑا ہوا تھا موسیٰ علیہ السلام سے بھی جھگڑنے لگا۔ کہنے لگا تمہارے

پیٹ کا انتظام کرتا ہوں کھانا نہیں پکے گا تو کہاں سے کھاؤ گے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس ظالمانہ طریقے سے مجھے خوراک دی جاتی ہے۔ بہر حال اس مزدور کا معاملہ حل کرو۔ کہنے لگا تجھے بھی دیکھ لوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ایک مکہ لگا دیا بس وہ فوراً مر گیا، اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَتَلْتَ نَفْسًا اور آپ نے قتل کیا نفس کو فَنَجَّيْنٰكَ پس ہم نے نجات دی آپ کو مِنَ الْغَمِّ پریشانی سے کہ قتل کا پتہ چل گیا اور فرعون نے کابینہ بلا کر موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کا چچا زاد بھائی حضرت خرقیل رحمۃ اللہ علیہ بڑا نیک دل آدمی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بچپن سے ہی خیر خواہ تھا وہ بھاگتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ [قصص:۲۰] ''بیشک فرعون کے سر برآوردہ لوگ مشورہ کر رہے ہیں تیرے بارے میں تاکہ تجھے قتل کر دیں پس آپ نکل جائیں یہاں سے بیشک میں آپ کیلئے البتہ خیر خواہی کرنے والا ہوں۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام جس حال میں تھے خالی جیب کوئی خرچہ پاس نہیں تھا اسی حالت میں مدین کی طرف روانہ ہو گئے۔ جو وہاں سے مغرب کی طرف تھا چونکہ اس زمانہ میں آبادی بہت کم ہوتی تھی آٹھ دن بھی لکھے ہیں اور دس دن بھی لکھے ہیں کہ اتنے دنوں میں مدین پہنچے۔ اس کا ذکر بیسویں پارے میں آئے گا وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا اور ہم نے آپ کو آزمائش میں ڈالا آزمائش میں ڈالنا۔ فتنہ کا معنیٰ آزمائش ہوتا ہے فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ پس آپ ٹھہرے کئی سال فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ مدین والوں میں۔ وہ آٹھ سال کا ذکر بھی آتا ہے اور دس سال کا ذکر بھی آتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ میری خدمت کریں میری بکریاں چرائیں تو میں اپنی بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیتا ہوں چنانچہ

بڑی بیٹی جن کا نام حضرت صفورہ رحمہا اللہ ہے کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ آٹھ سال پورے کرو تو ٹھیک دس سال پورے کرو تو آپ کی مرضی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دس سال پورے کیے پھر آپ ادھر آئے۔ فرمایا ثُمَّ جِئۡتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوۡسٰى پھر آپ آئے مصر کی طرف ایک اندازے پر۔ دس سال کے اندازے کے بعد آپ آئے۔ یہ ساری گفتگو ہو رہی ہے وادی طویٰ وادی مقدس میں وَاصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِىۡ اور میں نے آپ کو چن لیا اپنی ذات کیلئے کہ اب آپ میرے پیغمبر ہیں میرا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے میرے احکام لوگوں تک پہنچانے ہیں اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَاَخُوۡكَ آپ جائیں اور آپ کا بھائی جائے۔ گذشتہ درس میں تم سن چکے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ اے میرے پروردگار! وَاجۡعَلۡ لِّىۡ وَزِيۡرًا مِّنۡ اَهۡلِىۡ بنادے میرے لئے وزیر میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو تاکہ میری کمر مضبوط ہو۔ اس کو میرے نبوت والے معاملے میں شریک فرما اور یہ تم بات بھی گذشتہ سبق میں پڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدۡ اُوۡتِيۡتَ سُؤۡلَكَ يٰمُوۡسٰى ''اے موسیٰ علیہ السلام آپ نے جو مانگا تھا وہ آپ کو دے دیا گیا'' تو ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت مل گئی۔ تو فرمایا آپ کا بھائی دونوں جاؤ بِاٰيٰتِىۡ میری نشانیوں کیساتھ۔ دو نشانیاں تو آپ پڑھ چکے ہیں۔ ایک یہ کہ لاٹھی ڈالتے تھے اژدہا بن جاتی تھی سانپ بن جاتی تھی اور دوسری ہاتھ کا سفید ہونا اور باقی سات نشانیوں کا ذکر نویں پارے میں ہے۔ یہ نو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں۔ وَلَا تَنِيَا اور نہ سستی کرنا فِىۡ ذِكۡرِىۡ میری یاد میں۔ جتنی کثرت سے بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا اتنا شیطان کے پھندے سے محفوظ رہے گا اور دلی اطمینان حاصل ہوگا۔ سورت رعد آیت نمبر ۲۹ میں ہے اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ''خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر کیساتھ

ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔'' اور جتنا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا اتنا اللہ تعالیٰ کا تقرب نصیب ہوگا اور شیطانی وساوس سے نجات ملے گی۔ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ دونوں جاؤ فرعون کی طرف اِنَّهٗ طَغٰى بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔ اس کو جا کر میرا پیغام دو فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا پس دونوں اس کو بات کہو نرم لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے اَوْ يَخْشٰى یا شاید وہ خوف کھائے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نرمی کیساتھ سمجھانا۔

نصیحت کا انداز اچھا ہونا چاہیے :

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بزرگوں میں سے ہیں انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے ہر فن اور ہر معاملے میں کتابیں لکھی ہیں وہ ایک تاریخی واقعہ نقل کرتے ہیں۔ ہارون الرشید تقریباً چھپن لاکھ مربع میل کا حکمران تھا، ایران، روم، افغانستان، آذربائیجان، آرمینا، چین تک اس کی حکمرانی تھی بڑا زیرک آدمی تھا۔ خلفائے راشدین کا تو مقابلہ نہیں کیونکہ خلافت کا مقام بہت بلند ہے البتہ آج کل کے حکمرانوں کے مقابلے میں بہت ہی نیک اور پارسا تھا۔ جمعہ کی نماز باقاعدہ آکر مسجد میں پڑھتا اور خطیب کی تقریر بھی مکمل سنتا تھا۔ ان کے خطیب صاحب نے ایک واعظ کے متعلق سن رکھا تھا کہ وہ بڑا بہترین وعظ کہتے ہیں اور لوگوں پر اس کا بڑا اثر ہوتا ہے اور بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اس واعظ نے خطیب صاحب کو کہا کہ آج جمعہ میں نے پڑھانا ہے، مجھے موقع دو۔ خطیب صاحب نے کہا اچھا جی! آج آپ جمعہ پڑھالیں۔[1] خلیفہ ہارون الرشید سامنے آکر بیٹھ گیا، واعظ نے بیان شروع کیا اور تھا بڑا اکھڑ مزاج، کہنے لگا اے ہارون الرشید! تم بڑے فاسق فاجر آدمی ہو آپ نے فلاں موقع پر یہ کیا اور فلاں موقع پر یہ کیا، فلاں موقع پر یہ کیا، اس کے عیب گن گن کے بتانے شروع کیے۔ خطیب صاحب بیچارے اس کا پائینچہ کھینچیں کہ بس کر

مگر وہ اور تیز اور جوش میں آئے۔ پائینچہ کھینچنے کا مطلب ہوتا ہے بس کر اور بعض جان چھڑانے کیلئے جزاک اللہ کہتے ہیں مگر وہ اور خوش ہوتا ہے کہ میری تقریر کو پسند کر رہے ہیں۔تو خیر وہ باز نہ آیا خطیب پریشان ہوگیا کہ اس نے بڑا ظلم کیا ہے اب لوگوں کا خیال تھا کہ خلیفہ اس کو قتل کرائے گا کہ اتنی بڑی پبلک کے سامنے نام لے کر کہا ہے کہ تم ایسے ہو تم ویسے ہو۔خیر جمعہ کی نماز ہوگئی خلیفہ بھی نماز پڑھ کر چلا گیا پولیس آئی اور اس واعظ کو لے گئی۔ہارون الرشید نے اس کو اپنے سامنے والی کرسی پر بٹھایا اور شربت وغیرہ سے تواضع کی اور پوچھا کہ حضرت! یہ بتلائیں کہ آپ کا رتبہ زیادہ ہے یا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا؟ واعظ نے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ خلیفہ نے کہا جب کوئی عقلمند بات کرتا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی تو مطلب ہوتا ہے آپ بتلائیں کہ آپ کا رتبہ زیادہ ہے یا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا؟ واعظ نے کہا کہ میں تو گنہگار امتی ہوں وہ تو خدا کے پیغمبر تھے

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ان بلند مرتبہ ہستیوں کیساتھ میری کیا نسبت ہے؟ خلیفہ صاحب نے دوسرا سوال کیا کہ یہ بتاؤ کہ میں زیادہ بُرا ہوں یا فرعون زیادہ بُرا تھا؟ اس نے پھر کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ خلیفہ نے کہا اس کا کچھ نہ کچھ مطلب تو ہوگا آپ جواب دیں۔واعظ نے کہا آپ آخر امتی ہیں گنہگار سہی وہ تو اللہ تعالیٰ کا باغی اور سرکش تھا۔خلیفہ نے کہا فرعون مجھ سے بُرا تھا نا۔اس نے کہا ہاں! تو ہارون الرشید نے کہا دیکھو! رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو کہ جب تم فرعون کے پاس جاؤ تو بات نرمی کیساتھ کرنا اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہتر شخصیات کو مجھ سے بدتر شخصیت کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ بات نرمی کیساتھ کرنا۔آپ نے جو وعظ آج کیا ہے وہ قرآن پاک کے خلاف کیا ہے۔لوگوں کو نرمی

کیساتھ سمجھانا ہوتا ہے طعنے دینا تو وعظ نہیں ہوتا آپ نے جتنے عیب میرے بتلائے ہیں وہ تو بہت کم ہیں میں تو عیبوں کا گھر ہوں میرے اندر عیب بہت زیادہ ہیں لیکن آپ کا جو تعلیم اور تبلیغ کا طریقہ ہے وہ ٹھیک نہیں ہے اپنے منشی کو بلا کر فرمایا کہ اس کو ایک جوڑا کپڑوں کا اور دس ہزار درہم انعام دے حق گوئی کا لیکن وعظ کا یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔

دیکھو! خلیفہ وقت نے کتنی معقول بات کہی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرعون کے پاس نشانیاں لے کر جاؤ اور بات کہنا نرمی کیساتھ شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے قَالَا دونوں نے کہا رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنَّنَا نَخَافُ بیشک ہم ڈرتے ہیں اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ کہ وہ زیادتی کرے ہم پر زبانی طور پر اَوْ اَنْ یَّطْغٰی یا وہ سرکشی کرے فعلی طور پر کہ ہاتھ چھٹ بھی ہے تو ہاتھ چلائے قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ تم خوف نہ کرو بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں اَسْمَعُ میں سنتا ہوں، جو وہ سختی کی بات کریگا میں سنوں گا وَ اَرٰی اور دیکھتا ہوں جو وہ کاروائی کرے گا۔ یاد رکھنا! یہ باتیں استاد کے بغیر سمجھ نہیں آتیں کہ یَفْرُطَ کا کیا مفہوم ہے اور طغٰی کا کیا معنٰی ہے۔ تو یَفْرُطَ کا معنٰی قولی زیادتی، قرینہ اَسْمَعُ ہے اور یطغٰی کا معنٰی فعلی زیادتی اور قرینہ اَرٰی ہے۔ فَاْتِیٰہُ پس جاؤ تم دونوں اس کے پاس فَقُوْلَآ پس دونوں کہو اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ بیشک ہم دونوں آپ کے رب کے رسول ہیں۔ دیکھو! رب کے لفظ میں توحید کا ذکر آگیا اور رسولا کے لفظ میں رسالت کا ذکر آگیا اور قیامت کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ "بیشک قیامت آنے والی ہے۔" اور تینوں عقیدے بنیادی ہیں۔

❀.....توحید ❀.....رسالت ❀.....قیامت

روسیوں کی غلامی :

ان تین عقیدوں کے بعد بنی اسرائیل کی آزادی کا ذکر ہے کیونکہ فرعون نے بنی اسرائیلیوں کو غلام بنا رکھا تھا ان پر بڑا ظلم کرتے تھے ان کو پورا حق نہیں دیتے تھے جیسے روس میں کاشتکار، جو بوتے ہیں گاجر مولی وغیرہ اس علاقے کے افسر مجاز کے بغیر خود بھی نہیں کھا سکتے۔ اسی طرح اونٹ، بکریاں چرانے والے بھینس رکھنے والا خود دودھ نہیں پی سکتا قانوناً گرفت ہے جب تک وہ افسر سے پوچھ نہ لے کہ میں پاؤ آدھ کلو دودھ پی لوں۔ اس وقت روس میں یہ کچھ ہے کہ جو کچھ ہوگا حکومت کی اجازت سے ہوگا۔

جہادِ افغانستان کی برکت :

اس غلامی میں وہ ستر سال رہے اب اللہ تعالیٰ کے فضل اور طالبان کی برکت سے افغانستان جہاد کی برکت سے سولہ ریاستیں روس کے ہاتھ سے نکل گئی ہیں اور ان میں بعض ریاستیں وہ ہیں جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ وہاں پرانی مساجد آج بھی موجود ہیں لیکن کسی کو سیمنٹ گھر بنایا ہوا ہے، کسی کو سینما ہال بنایا ہوا ہے، کسی کو گھوڑوں کے اصطبل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور کسی کو خچروں کیلئے۔ حالانکہ ایک دور میں وہ علاقہ اسلام کا مرکز تھا۔ تو فرعون نے بنی اسرائیلیوں کو غلام بنا رکھا تھا۔ فرمایا ہم دونوں آپ کے رب کے رسول ہیں **فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ** پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ان کو مصر سے رہائی دو ہم ان کو اپنے آبائی علاقہ ارض مقدس شام کا علاقہ جہاں سے آئے تھے وہاں لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام یہاں آئے تھے اور ان کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام بھی خاندان کیساتھ یہاں آئے تھے **وَلَا تُعَذِّبْهُمْ** اور ان کو عذاب نہ دے، ان کو سزا نہ دے ہم ان کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں ان کو آزاد کر کے ہمارے ساتھ

یعنی و ے ند جسک یہ من زنک تحقیق ہم لائے ہیں تیرے پاس نشانی تیرے رب کی طرف سے۔ دوسری جگہ تفصیل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب لاٹھی ڈالی تو اژدھا بن گیا فرعون اونچے تخت پر کرسی کے اوپر تاج پہن کر بیٹھا تھا جب اژدھانے اس کی طرف رخ کیا تو دوڑ کر سب سے آگے گیا فرعون نیچے اور کرسی اوپر تھی تمام عمائد مشیر گھبرا گئے مگر باہر نہیں نکلے کہ فرعون کہے گا تم سخت ترین وقت مجھے چھوڑ کر چلے گئے کیونکہ بڑا سخت گیر تھا۔ سورہ دخان آیت نمبر ۳۱ ہے انه كان عاليا من المسرفين "بیشک وہ مغرور حد سے بڑھنے والا تھا"۔ یہ نشانی دیکھ کر فرعون نے کہا کہ ہمیں بھی موقع دو ہم بھی سانپ نکالیں گے۔ فرمایا والسلم علی من اتبع الهدى اور سلام ہو اس پر جس نے پیروی کی ہدایت کی۔ غیر مسلم کو جب سلام کرو تو ان الفاظ کیساتھ کرو والسلم على من اتبع الهدى یعنی اگر غیر مسلم تمہیں سلام کرے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو تم اس کے جواب میں کہو السلم على من اتبع الهدى۔

آگے واقعہ آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ

اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾
قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ
الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ
وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا
سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ
شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ ع ۱۱

اِنَّا بیشک ہم قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ وحی بھیجی گئی ہے ہماری طرف اَنَّ الْعَذَابَ بیشک عذاب عَلٰى مَنْ كَذَّبَ اس شخص پر ہوگا جس نے جھٹلایا وَتَوَلّٰى اور اعراض کیا قَالَ فرعون نے کہا فَمَنْ رَّبُّكُمَا کون ہے تم دونوں کا رب يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام قَالَ فرمایا رَبُّنَا الَّذِيْٓ ہمارا رب وہ ہے اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ جس نے ہر شے کو اس کی خلقت دی ثُمَّ هَدٰى پھر اس کی راہنمائی کی ہے قَالَ کہا فرعون نے فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى کیا حال ہے ان جماعتوں کا جو پہلے تھیں قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ان کا علم میرے رب کے پاس ہے فِيْ كِتٰبٍ محفوظ ہے کتاب میں لَا يَضِلُّ رَبِّيْ نہیں بہکتا میرا رب وَلَا يَنْسَى اور نہ بھولتا ہے الَّذِيْ رب وہ ہے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ جس نے بنائی ہے تمہارے لئے زمین مَهْدًا بچھونا وَّسَلَكَ لَكُمْ اور

چلائے اس نے تمہارے فِيهَا اس زمین میں سُبُلاً راستے وَّاَنْزَلَ اور نازل کیا اس نے مِنَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف سے مَآءً پانی فَاَخْرَجْنَا بِهٖ پس نکالے ہم نے اس پانی کے ذریعے اَزْوَاجًا قسم قسم کی مِّنْ نَّبَاتٍ سبزیاں شَتّٰى مختلف كُلُوْا کھاؤ وَارْعَوْا اور چراؤ اَنْعَامَكُمْ اپنے مویشیوں کو اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ بیشک اس میں لَاٰيٰتٍ کئی نشانیاں ہیں لِّاُولِى النُّهٰى عقلمندوں کیلئے۔

گذشتہ درس میں یہ بات بیان ہوئی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور دو معجزے عصا مبارک اور ید بیضاء دیکر فرمایا کہ جاؤ فرعون کو سمجھاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے اور بات کرنا نرمی کیساتھ تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جائے۔ دونوں پیغمبروں نے اس کو توحید و رسالت سمجھائی اور قیامت کا حق ہونا پہلے بیان ہو چکا تھا اور یہ بھی فرمایا فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ "بنی اسرائیل کو آزادی دیکر ہمارے ساتھ بھیج دو کہ ہم ان کو اپنے آبائی علاقہ ارض مقدس میں لے جائیں۔ اور ان کو سزا نہ دے اور سلامتی اُس پر ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

اسی سلسلے میں فرمایا اِنَّا قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَآ بیشک ہم تحقیق وحی کی گئی ہے ہماری طرف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری طرف یہ پیغام بھیجا گیا ہے اَنَّ الْعَذَابَ بیشک عذاب، سزا، گرفت عَلٰى مَنْ كَذَّبَ اس پر ہوگی جس نے حق کو جھٹلایا وَتَوَلّٰى اور عملی طور پر اس نے حق سے گریز کیا یقیناً جو حق کو نہیں مانتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کو عذاب ضرور ہو گا۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرمایا تھا اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ بیشک ہم تیرے رب کے رسول ہیں تو قَالَ فرعون نے کہا فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى پس کون ہے تم

دونوں کا رب ہے موسیٰ علیہ السلام۔ کیونکہ فرعون منحوس کا بھی دعویٰ تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں۔ حقیقت شناس تو حقیقت کو سمجھتے تھے مگر ڈر کے مارے مانتے تھے اور کہتے تھے تم رب ہو۔ تو فرعون نے کہا تم دونوں کا رب کون ہے؟

اللہ تعالیٰ کی شان :

قال موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صفت دی ہے پیدا کیا ہے پیدا کرنے کے بعد ثُمَّ هَدٰى پھر اس کی راہنمائی کی ہے۔ دیکھو! بچہ پیدا ہونے کے بعد پستان ڈھونڈتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی ماں کے پیٹ میں رکھی ہے پستان منہ میں ڈالو تو چوستا ہے یہ سبق اس کو کس نے دیا ہے کہ تیری خوراک ماں کے پستانوں میں ہے اس طرح تم چوسو گے تو نکلے گا، کس استاد نے اس کو پڑھایا ہے؟ یہ اسکو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً بتلایا ہے وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ [سورہ بلد] "اور ہم نے انسانوں کو دو گھاٹیاں بتا دیں۔" چھوٹے بچوں کو تم نے دیکھا ہوگا کہ اگر ان کی آنکھ میں خارش ہو تو الٹے ہاتھ سے ملتے ہیں انگلیوں سے نہیں کرتے۔ بعض غافل قسم کی مائیں ہوتی ہیں بچوں کے ناخن نہیں کاٹتیں وہ نازک آنکھ میں لگ جائیں تو آنکھ کو نقصان ہوتا ہے اسلئے بچے فطرتاً الٹا ہاتھ ملتے ہیں۔ ہماری پیدائش جنگلی علاقے کی ہے ہم جانور چراتے تھے بھیڑ بکریاں، گائیں، بھینسیں بڑا عمدہ قسم کا گھاس ہوتا تھا مگر جانور اس کو منہ نہیں لگاتے تھے اور خشک اور گندے منہ سے کھاتے تھے ہم اس گھاس کو اکھیڑ کر لے جاتے اپنے والد مرحوم اور دادا مرحوم کے پاس کہ جانور یہ سبزہ نہیں کھاتے خشک ہونے کے بعد کھاتے ہیں تو ہنس پڑتے اور کہنے لگے کہ رب تعالیٰ نے ان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ یہ گھاس ہرا بھرا تمہارے لئے مضر ہے سونگھ کے چھوڑ دیتے

ہیں نہیں کھاتے اور خشک ہونے کے بعد اس سے زہریلا مادہ ختم ہو جاتا ہے کھا لیتے ہیں۔

بندروں کا واقعہ :

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ سنایا کہ ہندوستان کے ایک شہر میں ہم گئے وہاں بندر بہت تھے اور جس ساتھی کے پاس گئے اس کا مکان بھی شہر کے کنارے پر تھا بندر آ کے روٹیاں اٹھا کر درختوں پر چڑھ جاتے اور دکھا دکھا کے کھاتے۔ گھر والے بڑے تنگ آ گئے پہرہ بھی دیتے مگر بندر بڑا چالاک جانور ہے ذرا سا اِدھر اُدھر ہوئے اٹھا کے لے جاتے۔ کسی نے ان کو کہا کہ آٹے میں زہر ملا کر روٹی پکاؤ اور اہل خانہ کو بتا دو تا کہ وہ نہ کھائیں بندر کھائیں گے مر جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا آٹے میں زہر ڈال کر روٹیاں پکا کر رکھیں بندر آئے سونگھ کر چلے گئے کھائیں نہیں۔ حالانکہ انہوں نے زہر ڈالتے ہوئے دیکھا بھی نہیں تھا۔ بندر جنگل کی طرف گئے وہاں سے کسی بوٹی کے پتے لے کر آئے اور روٹیاں کھاتے اور اوپر سے وہ پتہ بھی کھا لیتے۔ وہ پتے زہر کا تریاق تھے روٹیاں کھا گئے اور ان کو کچھ بھی نہ ہوا۔ تو یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی فطرت میں رکھی ہیں یہ ہدایت کس نے دی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو ہر شے کو پیدا بھی کیا اور اس کی راہنمائی بھی فرمائی۔

قَالَ فرعون نے کہا فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی۔ قرون قرن کی جمع ہے لغت میں قرن کے متعدد معانی آئے ہیں۔ صدی کو بھی قرن کہتے ہیں، جماعت کو بھی قرن کہتے ہیں اور جو ایک دور اور صدی میں جماعت رہے اس کو بھی قرن کہتے ہیں۔ یہاں جماعت کے معنٰی میں ہے۔ ہر جمعہ کے خطبے میں تم سنتے ہو خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ''اس وقت بہترین جماعت میرے زمانے والی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر

وہ جماعت ہوگی جو ان سے ملے گی تابعین رحمہم اللہ پھر وہ جماعت ہوگی جو ان سے ملے گی تبع تابعین کی جماعت۔'' یہ تینوں زمانے بہترین زمانے ہیں ان کو خیر القرون کہتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان زمانوں میں گناہ نہیں ہوئے گناہ تو ہوتے رہے ہیں زنا بھی ہوا ،ڈاکے بھی ہوئے ،سزائیں بھی ہوئی ہیں ہاں! مجموعی حیثیت سے یہ دور بعد کے ادوار سے اور بعد کے زمانوں سے بہت اچھے تھے۔ افغانستان میں طالبان کا جو علاقہ ہے وہاں چوریاں بھی ہوتی ہیں ڈاکے بھی پڑتے ہیں لیکن قرآن وسنت کے مطابق با قاعدہ سزا ملتی ہے۔تو فرعون نے پوچھا کہ جو پہلے جماعتیں گذر چکی ہیں ان کا کیا حال ہے۔ اصل میں فرعون بڑا شریر آدمی تھا دوسرے مقام پر آتا ہے اور آپ حضرات پڑھ چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا کہ میں تیرے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک ہونے والا ہے کیونکہ تو گندے خیالات والا ہے۔تو فرعون نے کہا کہ جو پہلے لوگ تھے ہمارے آباؤ اجداد ان کا کیا حال ہے؟ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ یہ کہیں گے کہ وہ ہلاک ہوئے ہیں تو یہ میری مجلس والے لوگ ان کیخلاف ہو جائیں گے۔فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب تھا یہ کسی کا ذاتی نام نہیں ہے بہت سارے فرعون گذرے ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا یہ بڑا شاطر قسم کا آدمی تھا جیسے آج کل کے لیڈر ہیں اسی طرح کا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا نام ریان بن ولید تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ بڑا نیک سیرت آدمی تھا اسکا نیکی کا اندازہ تم یہاں سے لگاؤ کہ جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کلمہ پڑھا تو یوسف علیہ السلام کو کہا کہ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تمہارا کلمہ پڑھنے کے بعد شاہی کرسی پر بیٹھوں اب یہ حکومت میں تمہارے سپرد کرتا

ہوں۔ حالانکہ آج کل چوکیدار اپنی کرسی چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہے بادشاہی چھوڑنا بڑا مشکل اور بڑے جگرے کی بات ہے۔ تو فرعون مصر کے بادشاہوں کا لقب تھا کہنے لگا جو پہلے ہمارے آباؤاجداد گزرے ہیں ان کا کیا حال ہے؟ قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ان کا علم میرے رب کے پاس ہے کتاب میں لوح محفوظ میں تم اپنی فکر کرو تمہیں ان کی کیا فکر ہے۔ مسئلہ سمجھ لیں کہ لوح محفوظ میں مخلوق کی پیدائش سے لے کر اختتام تک کے سب حالات درج ہیں لیکن اس سے پہلے ازل میں جو کچھ تھا وہ اس میں درج نہیں ہے اور ابد کے جو حالات ہونگے وہ بھی اس میں درج نہیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور لوح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں کروڑ در کروڑ در کروڑ واں حصہ بھی نہیں ہے۔ رب تعالیٰ کا علم ازلی اور ابدی ہے۔ فرمایا ان کے حالات کا علم میرے رب کے پاس ہے لوح محفوظ میں لَا يَضِلُّ رَبِّيْ میرا رب بھٹکتا نہیں اس سے خطا نہیں ہوتی وَلَا يَنْسَى اور نہ میرا رب بھولتا ہے۔

مخلوق میں چاہے کوئی کتنے بڑے درجے کا ہو بھول جاتا ہے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑی شخصیت خدا کی مخلوق میں کوئی نہیں ہے اور نہ ہی ہوگی آپ بھی بھول جاتے تھے۔ نماز میں آپ پانچ چھ دفعہ بھولے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز میں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ اس نماز میں حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ بھی موجود تھے فَهَابَاهُ کچھ ہیبت زدہ ہو گئے پوچھ نہ سکے لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ حضرت خرباق ؓ جن کی کنیت ذوالیدین اور ذوالشمالین تھی انہوں نے کہا حضرت أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ أَنْتَ نَسِيْتَ کیا نماز مختصر ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ بھولا ہوں۔ کہنے لگے حضرت نماز

پڑھائی ہیں یا ... آنحضرت ﷺ نے حاضرین سے پوچھا اَصدق ذُوالْیَدَیْن کیا ذوالیدین ٹھیک کہتا ہے۔ ساتھیوں نے کہا حضرت! نعم آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور پڑھائیں اور سجدہ سہو کیا۔ فرمایا انما بشر میں بھی بشر ہوں جب بھول جایا کروں تو مجھے یاد کرا دیا کرو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب نماز میں سلام کلام گفتگو ہو جاتی تھی بعد میں اُمِرْنَا بِالسُّکُوْتِ وَنُهِیْنَا عَنِ الْکَلَامِ ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور بات کرنے سے منع کر دیا گیا۔ اب اگر کوئی بھول کر بھی کلام کرے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ تو رب نہیں بھولتا وما کان ربک نسیًا [مریم] اور مخلوق، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان کی فطرت میں ہے بھولنا۔ ونسی ادمُ ولم نجد لہٗ عزمًا [طٰہٰ: ۱۱۵] ''اور بھول گئے آدم علیہ السلام اور نہ پائی ہم نے ان کیلئے پختگی'' تو فرمایا میرا رب نہ خطا کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا رب وہ ہے جس نے بنائی زمین تمہارے لئے بچھونا، اس پر رہنے کیلئے مکان بناتے ہو اور اس پر چلتے پھرتے ہو وَّسَلَکَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلاً۔ سُبُلْ سَبِیْل کی جمع ہے سبیل کا معنی راستے، اور چلائے اس اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں تمہارے لئے راستے تاکہ آسانی کیساتھ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا آسمان کی طرف سے پانی بارش برسائی فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا ازواج زوج کی جمع ہے معنی ہے جوڑے۔ پس نکالے ہم نے اس پانی کے ذریعے قسم قسم کی مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی سبزیاں مختلف رنگ بھی ... بھی سفید بھی ... بھی میٹھی بھی کڑوی بھی (اور جوڑے جوڑے کا معنی نر مادہ بھی ہے ہر چیز میں نر مادہ ہوتا ہے۔ بلوچ)

کُلُوْا کھاؤ جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ انعام نعم
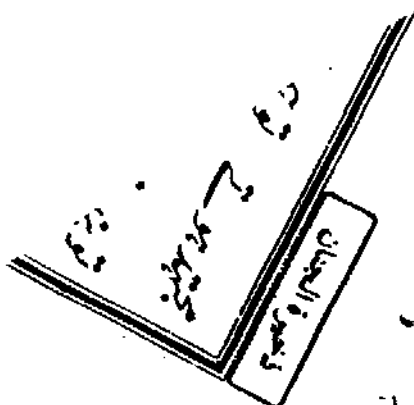
کی جمع ہے جسکا معنی ہے جوڑے جوڑے چار پاؤں والے مویشی
سورت ہے سورۃ الانعام۔ اسمیں ذکر ہے آٹھ قسم کے جانورو
الْمعز اثنین "بھیڑوں میں سے دو (نرمادہ) اور بکریوں
الْإِبِلِ اثْنَيْنِ اور اونٹوں میں سے دو (نرمادہ) ومن البقر اثنین
(نرمادہ)۔ فقہاءکرامؒ فرماتے ہیں الْجاموسُ نوعٌ مِن البقر جاموس سین کیساتھ بھی
لکھتے ہیں اور شین کیساتھ بھی، جاموس کا معنی بھینس ہے پنجابی میں مجھ بھینسا، یہ بھی بقر کی
قسم ہے۔ تو یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا فرمائی ہیں اِنَّ فِی ذلک
لاٰیٰت بیشک ان چیزوں میں جن کا ذکر ہوا ہے کہ اس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا
اس میں تمہارے لئے راستے چلائے قسم قسم کی سبزیاں تمہارے لئے پیدا فرمائیں اس میں
نشانیاں ہیں لِاُولی النُّھیٰ۔ نُھیٰ نُھیۃٌ کی جمع ہے نُھیہ کا معنی ہے روکنے والی چیز۔

عقل کا معنیٰ :

عقل کا معنیٰ بھی روکنے والی چیز ہے اور عقل کو عقل بھی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ
انسان کو برائی سے روکتی ہے۔ عقال اسی کو کہتے ہیں جو چیزیں اس میں باندھی جاتی ہیں وہ
ان چیزوں کو بکھرنے سے روکتی ہے۔ بار بار قرآن میں آتا ہے اَفلا تعقلون افلا
یَعْقِلُوْنَ "کیا تمہیں عقل نہیں ہے، کیا انہیں عقل نہیں ہے۔" اور سورۃ الملک میں آتا ہے
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ "اگر ہم سنتے یا ہم عقل سے کام
لیتے تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔" یہ کافر کہیں گے۔ اس کی تفسیر میں حضرت شاہ
عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں اور مولانا عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر حقانی میں
فرماتے ہیں لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ کا معنی ہے ہم تقلید کرتے اَوْ نَعْقِلُ کا معنی ہے یا ہم خود

...م دوزخیوں میں سے نہ ہوتے۔ تو جہنم سے بچانے والی دو چیزیں ہیں یا ...ندہ خود مجتہد ہو بات کی حقیقت کو سمجھے اگر خود نہیں سمجھتا تو پھر دوسرے کی بات سنے۔ اگر اجتہاد بھی نہیں اور تقلید بھی نہیں تو پھر اس کیلئے دوزخ ہی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر بے راہ ہو کر جدھر جانا چاہتا ہے جائے۔ تو نُہیہ کا معنٰی عقل اور نُہٰی کا معنٰی عقول۔ تو ان چیزوں میں عقلندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور دوزخ سے بچائے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَ لَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ اور اسی زمین سے ہم تمہیں نکالیں گے تَارَةً اُخْرٰى دوسری مرتبہ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اور البتہ تحقیق ہم نے دکھائیں اس فرعون کو اٰيٰتِنَا اپنی نشانیاں كُلَّهَا سب فَكَذَّبَ پس اس نے جھٹلایا وَاَبٰى اور انکار کیا قَالَ کہا فرعون نے اَجِئْتَنَا کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس لِتُخْرِجَنَا تاکہ آپ نکال دیں ہمیں مِنْ اَرْضِنَا ہماری زمین سے بِسِحْرِكَ اپنے جادو کے زور سے يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام فَلَنَاْتِيَنَّكَ پس ہم ضرور لائیں گے آپ کے پاس بِسِحْرٍ جادو مِّثْلِهٖ اس جیسا فَاجْعَلْ پس مقرر کر بَيْنَنَا ہمارے درمیان وَبَيْنَكَ اور اپنے درمیان مَوْعِدًا

ایک وعدے کا وقت لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ نہ ہم خلاف ورزی کریں وعدے کی وَلَآ
اَنْتَ اور نہ آپ مَكَانًا سُوًى وہ جگہ برابر ہو قَالَ فرمایا مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ
الزِّيْنَةِ وعدہ تمہارا ہے عید کا دن وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى اور یہ کہ لوگ جمع
کئے جائیں گے چاشت کے وقت فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ پس پھرا فرعون فَجَمَعَ
كَيْدَهٗ پس جمع کیا اس نے اپنی تدبیر کو ثُمَّ اَتٰى پھر وہ آیا قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى فرمایا
ان کو موسیٰ علیہ السلام نے وَيْلَكُمْ خرابی ہے تمہارے لئے لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
كَذِبًا نہ افتراء باندھو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا فَيُسْحِتَكُمْ پس وہ تمہیں ہلاک کردے
گا بِعَذَابٍ عذاب کیساتھ وَقَدْ خَابَ اور تحقیق نامراد ہوا مَنِ وہ شخص
افْتَرٰى جس نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ پس جھگڑا کیا انہوں
نے اپنے معاملے کا بَيْنَهُمْ آپس میں وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى اور مخفی رکھا انہوں نے
اپنی سرگوشی کو۔

یہ بات چلی آرہی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ تم دونوں جا کر فرعون کو تبلیغ کرو انہوں نے جا کر فرعون کو کہا کہ ہم دونوں تیرے رب کے رسول ہیں تو رب کے لفظ میں توحید کا ذکر آ گیا اور رسول کے لفظ میں رسالت کا ذکر آ گیا اور قیامت کے حق ہونے کا ذکر بھی۔ پھر بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ جب انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے رب کے رسول ہیں تو فرعون نے کہا تمہارا رب کون ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جس نے ہر شے کو خلقت دی اور راہنمائی کی۔ جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا اور اس میں

تمہارے لئے راستے بنائے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ کی تشریح :

اسی زمین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور اسی زمین میں ہم تمہیں لوٹائیں گے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى اور اسی زمین سے ہم تمہیں نکالیں گے دوسری مرتبہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیساتھ تمام روئے زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر اس کو گوندھا اور خمیر بنایا اور اس پر کئی سال گزرے اس کو خشک کیا اس مٹی کے خلاصے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ [سورۃ آل عمران] تراب کا معنٰی خشک مٹی اور طین کا معنٰی گارا۔ پھر صَلْصَالٍ کے لفظ بھی آتے ہیں وہ گارا خشک ہوا كَالْفَخَّارِ ٹھیکری کی طرح بجنے لگا۔ اس طرح آدم علیہ السلام کی خلقت ہوئی اور آگے نسل چلی۔ تو فرمایا کہ ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی مین دوبارہ لوٹائیں گے۔ مرنے کے بعد قبروں میں تم نے جانا ہے اور دوسری مرتبہ ہم تمہیں اسی زمین سے نکالیں گے چاہے تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ۔ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ہے کہ قبر پر مٹی ڈالنا لازم ہے جتنی مٹی نکالی ہے اتنی ڈالنی پڑے گی اور جو حضرات مٹی ڈالیں گے ان کیلئے مستحب ہے کہ کم از کم تین چلو مٹی کے قبر پر ڈالیں۔ پہلی مٹھی لے کر کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مٹھی ڈالتے وقت کہیں وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مٹھی پر کہیں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى فرض واجب نہیں مستحب ہے۔ مؤکدہ بھی نہیں ہے، اچھی بات ہے۔ اس مقام پر اجمال ہے دوسرے مقام پر تفصیل ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو کوئی نشانی دکھائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے نشانی دکھائی کہ لاٹھی زمین پر ڈالی وہ

اژدھا بن گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا اور البتہ تحقیق دکھائیں ہم نے فرعون کو اپنی نشانیاں كُلَّهَا سب۔ نو معجزے تھے موسیٰ علیہ السلام کے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ لاٹھی ڈالتے سانپ بن جاتی تھی اژدھا بن جاتا تھا، ہاتھ گریبان میں ڈالتے تھے سورج کی طرح چمکتا تھا اور باقی سات کا ذکر نویں پارے میں ہے۔ طوفان، مکڑی، مینڈک اور کھانے پینے کی چیزوں کا خون بن جانا وغیرہ۔ فَكَذَّبَ وَاَبٰى پس فرعون نے جھٹلایا اور انکار کیا، کہا نہیں مانتا۔ الٹا قَالَ کہا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اَجِئْتَنَا کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى تاکہ آپ نکال دیں ہمیں ہماری زمین سے اے موسیٰ یہ زور دکھا کر، مرعوب کر کے آپ ہمیں مصر کی زمین سے نکالنا چاہتے ہیں فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ پس ہم لائیں گے آپ کے پاس آپ کے مقابلے کیلئے جادو اس جیسا۔ اس زمانے میں جادوگر لاٹھیاں ڈالتے تھے سانپ بن جاتی تھیں، رسیاں ڈالتے تھے سانپ بن جاتی تھیں۔ فرعون نے کہا اگر تم سانپ نکال سکتے ہو تو ہم بھی نکال سکتے ہیں پس اب اس طرح کرو فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا پس مقرر کر ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کی جگہ، وعدے کا وقت۔ کس وقت تم میدان میں آؤ گے تاکہ ہم بھی آئیں لیکن لَا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ نہ ہم خلاف ورزی کریں وعدے کی وَلَآ اَنْتَ اور نہ آپ کریں اور مَكَانًا سُوًى اور جگہ برابر ہو، ہموار ہو تاکہ سب دیکھ سکیں۔

حق و باطل کے مقابلہ کا دن :

مصر سے باہر ایک میدان تھا اس میں کسی جگہ گھوڑے دوڑاتے تھے، کسی جگہ بچے

کھیلتے تھے۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ جو باہر بڑا میدان ہے یہ جگہ ہوگی اور قَالَ فرمایا مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ تمہارے وعدے کا دن عید کا دن ہے۔عید والے دن چھٹی ہوتی ہے سب لوگ فارغ ہوتے ہیں سب حق و باطل کا مقابلہ دیکھیں گے وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى اور یہ کہ لوگ جمع کیے جائیں گے چاشت کے وقت۔جگہ بھی بڑی موزوں متعین فرمائی اور وقت بھی بڑا اچھا مقرر کیا چنانچہ بات طے ہوگئی فرعون نے پورے ملک میں اعلان کرایا۔قرآن پاک میں دوسری جگہ آتا ہے کہ فرعون کو سرداروں نے کہا بھیج دے مختلف شہروں میں اکٹھا کرنے والے تاکہ وہ لائیں تمہارے پاس ہر قسم کا جادوگر فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ [سورۃ الشعراء:۳۸] ''پس اکٹھے کیے گئے جادوگر ایک معلوم دن کے وعدے پر۔'' جادوگر قریب دور سے آگئے ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات آتی ہیں،ستر ہزار،بہتر ہزار کی تعداد تفسیر ابن کثیر،درمنثور اور روح المعانی وغیرہ میں لکھی ہے۔اب بہتر ہزار تو صرف جادوگر تھے باقی مخلوق کتنی ہوگی اندازہ لگا لو۔چھٹی کا دن تھا اور اس کیلئے باقاعدہ اعلان ہوا کرسیاں لگی ہوئی ہیں فرعون آکر بیٹھ گیا وزیر اعظم ہامان آکر بیٹھ گیا مشیر،وزیر،عملہ،فوج،پولیس سب ایک طرف اکٹھے تھے اور دوسری طرف چند درویش اکٹھے ہیں موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام۔موسیٰ علیہ السلام نے اون کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ان چند آدمیوں کو دیکھ کر لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں کہ یہ مقابلہ کریں گے اس دنیا کیساتھ اور ظاہر تو ایسے ہی نظر آ رہا تھا فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ پس پھرا فرعون فَجَمَعَ كَيْدَهٗ پس اس نے جمع کیا اپنی تدبیر و،سب جادوگر لایا ثُمَّ اَتٰى پھر موقع پر آیا قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى پہلے موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو کہا وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا خرابی ہے تمہارے لئے نہ افتراء باندھو اللہ

تعالیٰ پر جھوٹ کا میں رب تعالیٰ کے حکم سے آیا ہوں اور رب تعالیٰ کی تائید مجھے حاصل ہے۔اگر تم حق کا مقابلہ کرو گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہو اور اپنے کرتب کو رب تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہو یہ رب تعالیٰ پر افترا باندھنے کے مترادف ہے فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ پس وہ تمہیں ہلاک کردے گا عذاب کیساتھ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى اور تحقیق نامراد ہو گیا جس نے رب تعالیٰ پر افتراء باندھا لہٰذا تم میرا مقابلہ کرنے سے باز آجاؤ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ پس جھگڑا کیا انہوں نے اپنے معاملے کا آپس میں۔جھگڑا کس بات کا تھا؟ اس کا بھی ذکر ہے۔جادوگروں نے کہا دیکھو ہم دور دراز سے آئے ہیں خرچہ کر کے اور خادم بھی ہمارے ساتھ ہیں، کسی کے دو خادم تھے، کسی کے تین تھے، کسی کے چار تھے، کوئی سو میل سے آیا ہے، کوئی دو سو میل سے آیا ہے پہلے اس کو مناؤ کہ ہمیں خرچہ دے گا کہ نہیں۔کیونکہ یہ ظالم جابر ہے لوگوں سے بیگار لیتا ہے مزدوری نہیں دیتا۔یہ مشہور تھا کہ وہ ایسا کرتا ہے لہٰذا پہلے طے کرلو۔چنانچہ سب مل جل کر کہنے لگے اِنَّ لَنَا اَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ [اعراف:۱۱۳] ''کہ بیشک ہمارے لئے اجر ہوگا اگر ہم غالب آگئے۔'' قَالَ ''فرعون نے کہا نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ہاں یقیناً تم البتہ مقربین میں سے ہوگے۔'' تمہیں خرچہ بھی ملے گا اور تمہیں خطابات بھی ملیں گے۔جو کوئی اچھے کارنامے دکھائے حکومت انہیں خطابات بھی دیتی ہے۔بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ سے مراد یہ ہے کہ جادوگروں نے آپس میں اس بات پر تنازع کیا کہ اجرت مانگیں یا نہ مانگیں۔ایک گروہ نے کہا کہ مانگو بادشاہ ہے ضرور دے گا اور دوسرے گروہ نے کہا نہ مانگو مانگنے سے ہماری خفت ہوگی۔اور بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں جادوگروں میں کچھ سمجھدار تھے جو اپنے جادو کی حقیقت کو جانتے تھے اور

موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو بھی آنکھوں سے دیکھ رکھا تھا کہ لاٹھی ڈالتے ہیں تو وہ اژدھا بن جاتی ہے پھر ہاتھ رکھتے ہیں تو لاٹھی بن جاتی ہے اور بعض نے یقین کی حد تک بن رکھا تھا ۔تو انہوں نے دوسروں سے جھگڑا کیا کہ مقابلہ نہ کریں ہمارے فن میں اتنی قوت نہیں ہے شرمندہ ہونگے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کوئی حیلہ بہانہ کر کے ٹال دو۔لیکن یہ بہت تھوڑے تھے اور سمجھدار ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں حشرات الارض زیادہ ہوتے ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا سو آدمیوں میں سے سمجھدار ایک نکلے گا باقی بھرتی ہے۔تو انہوں نے اس معاملے میں جھگڑا کیا کہ کوئی ایسا بہانہ کرو فرعون مطمئن ہو جائے اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ نہ کرنا پڑے وَاَسَرُّوا النَّجْوٰی اور مخفی رکھا انہوں نے اپنی سرگوشی کو۔ آہستہ آہستہ سرگوشی کر کے انہوں نے طے کیا کہ اجر مانگنا چاہیے اور فرعون کے پاس گئے اور اس کو کہا کہ ہمیں کرایہ وغیرہ دو گے؟ اس نے کہا ہاں !دونگا تمہیں انعام بھی ملے گا اور القابات بھی ملیں گے۔یہ سب باتیں طے ہوئیں باقی قصہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ

لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۗ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۗ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۗ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾

قَالُوْٓا کہا ان جادوگروں نے اِنْ هٰذٰنِ نہیں ہیں یہ دونوں بھائی لَسٰحِرٰنِ مگر جادوگر يُرِيْدٰنِ یہ ارادہ کرتے ہیں اَنْ اس بات کا يُّخْرِجٰكُمْ کہ تمہیں نکال دیں مِّنْ اَرْضِكُمْ تمہاری زمین سے بِسِحْرِهِمَا اپنے جادو کے زور سے وَيَذْهَبَا اور مٹا دیں بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى تمہارے طریقے اور مسلک کو جو عمدہ ہے فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ پس جمع کرو تم اپنی تدبیر کو ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا پھر آؤ تم

صف بندی کیساتھ وَقَدْ اَفْلَحَ اور تحقیق کامیاب ہوگیا الْیَوْمَ آج کے دن مَنِ
وہ شخص اسْتَعْلٰی جو غالب آ گیا قَالُوْا یٰمُوْسٰی کہاان جادوگروں نے اے
موسیٰ (علیہ السلام) اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ یا تو آپ ڈالیں وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ اور یا ہم
ہونگے اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی پہلے ڈالنے والے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بَلْ
اَلْقُوْا بلکہ تم ڈالو فَاِذَا حِبَالُھُمْ پس اچانک ان کی رسیاں وَعِصِیُّھُمْ اور ان کی
لاٹھیاں یُخَیَّلُ اِلَیْہِ ان کے خیال میں ڈالا گیا مِنْ سِحْرِھِمْ ان کے جادو کی
وجہ سے اَنَّھَا تَسْعٰی کہ بے شک وہ دوڑ رہی ہیں فَاَوْجَسَ پس محسوس کیا فِیْ
نَفْسِہٖ اپنے دل میں خِیْفَةً مُّوْسٰی خوف موسیٰ علیہ السلام نے قُلْنَا ہم نے کہا
لَا تَخَفْ خوف نہ کریں اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی بیشک آپ ہی غالب آئیں
گے وَاَلْقِ اور ڈال دیں مَا فِیْ یَمِیْنِکَ جو آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے
تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا نگل لے گا اس کو جو انہوں نے کاروائی کی ہے اِنَّمَا
صَنَعُوْا بیشک انہوں نے جو کاروائی کی ہے کَیْدُ سٰحِرٍ جادوگر کا مکر ہے وَلَا
یُفْلِحُ السّٰحِرُ اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا حَیْثُ اَتٰی جہاں سے بھی آئے
فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ پس گر پڑے سب جادوگر سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے
قَالُوْٓا کہنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ ھٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ہم ایمان لائے ہارون علیہ السلام
اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر قَالَ فرعون نے کہا اٰمَنْتُمْ لَهٗ کیا تم ایمان لاتے
ہو اس پر قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دیتا اِنَّهٗ

لَكَبِيرُكُمُ بیشک یہ تمہارا بڑا ہے الَّذِيُ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ جس نے تم کو جادو سکھایا ہے فَلَاُ قَطِّعَنَّ پس میں ضرور کاٹوں گا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مِّنْ خِلَافٍ الٹے وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اور میں تمہیں ضرور لٹکاؤں گا فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ کھجور کے تنوں پر وَلَتَعْلَمُنَّ اور تم ضرور جان لوگے اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا ہم میں سے کون زیادہ سخت سزا دینے والا ہے وَّاَبْقٰى اور کس کا عذاب پائیدار ہے۔

گذشتہ درس میں یہ بیان ہوا تھا کہ فرعون کے کہنے پر کہ وقت مقرر کرو ہم اپنے جادوگر بلا کر آپ کا مقابلہ کریں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عید کا دن، چاشت کا وقت اور کھلا میدان ہو۔ چنانچہ فرعون نے اپنے ملک کے مختلف صوبوں سے جادوگر طلب کیے جن کی تعداد بہتر ہزار ذکر کی گئی ہے جو مقابلے میں شریک تھے۔ جس وقت جادوگر سامنے آئے تو قَالُوْآ انہوں نے کہا اِنْ هٰذٰنِ یہ اِنْ نافیہ ہے اور لَسٰحِرٰنِ کے اوپر جو لام ہے وہ بمعنی اِلَّا ہے معنی ہوگا نہیں ہیں یہ دونوں بھائی مگر جادوگر يُرِيْدٰنِ یہ ارادہ کرتے ہیں اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ اس بات کا کہ تمہیں نکال دیں مِّنْ اَرْضِكُمْ تمہاری زمین سے بِسِحْرِهِمَا اپنے جادو کے زور کیساتھ یعنی یہ دونوں بھائی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جادوگر ہیں معاذ اللہ تعالیٰ جادو کیساتھ مرعوب کر کے ڈرا کے تمہیں ملک سے نکالنا چاہتے ہیں وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى اور مٹا دیں تمہارے طریقے اور مسلک کو جو عمدہ ہے تمہارے آباؤ اجداد سے چلا آ رہا ہے۔ تو سیاسی طور پر یہ زمین پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مذہبی طور پر تمہارے مسلک کو مٹانا چاہتے ہیں۔ ہر ملک میں دو ذہن ہوتے ہیں ایک سیاسی اور ایک مذہبی۔ پہلا جملہ سیاسی لوگوں کو متاثر کرنے کیلئے کہا اور دوسرا جملہ مذہبی

لوگوں کو ابھارنے کیلئے کہا فَاَجۡمِعُوۡا كَيۡدَكُمۡ پس جمع کرو تم اپنی تدبیر کو ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا پھر آؤ تم میدان میں صف بندی کیساتھ وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡيَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰى اور تحقیق کامیاب ہوگیا آج کے دن وہ جو غالب آگیا۔ چنانچہ میدان میں جمع ہوئے فرعون بھی اور اس کا وزیر اعظم ہامان بھی اور مشیر اور وزیر بھی، بڑا سرکاری عملہ تھا عوام تھی دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھ چند اللہ والے تھے۔ اکثریت والوں نے تالیاں بجائیں قہقہے لگانے کہ یہ مقابلہ کریں گے حکومت کیساتھ پھر جادوگر آئے موسیٰ علیہ السلام کے پاس قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى کہنے لگے اے موسیٰ (علیہ السلام) اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ یا تو آپ ڈالیں وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰى یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے یعنی آپ نے پہل کرنی ہے یا ہم نے پہل کرنی ہے؟ قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بَلۡ اَلۡقُوۡا بلکہ تم ڈالو میدان میں جو ڈالنا چاہتے ہو یعنی تم پہل کرو۔

تفسیروں میں ہے کہ بہتر ہزار جادوگر جن کو مقابلے میں شرکت کی اجازت ملی ہر ایک کے پاس ایک موٹی رسی تھی اور ایک لاٹھی تھی اور ہر ایک نے لاٹھی بھی ڈالی اور رسی بھی ڈالی فَاِذَا حِبَالُهُمۡ۔ حِبَالٌ حَبۡلٌ کی جمع ہے بمعنی رسی۔ وَعِصِيُّهُمۡ۔ عِصِيٌّ عصا کی جمع ہے بمعنی لاٹھی۔ معنی ہوگا پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ڈالا گیا، ان کے خیال میں ایسا پایا گیا مِنۡ سِحۡرِهِمۡ ان کے جادو کی وجہ سے اَنَّهَا تَسۡعٰى کہ بے شک وہ لاٹھیاں اور رسیاں دوڑ رہی ہیں۔

رسیوں اور لاٹھیوں کے سانپ بن جانے کی حقیقت :

اب اس مقام پر مفسرین کرام رحمہم اللہ میں اختلاف ہے کہ آیا وہ حقیقتاً سانپ بن گئی تھیں یا نہیں؟ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے

لاٹھیوں میں پارہ بھرا ہوا تھا کافی مقدار میں ۔ پارے کو عربی میں زینک کہتے ہیں ۔ پارہ گرم ہو تو رسی میں حرکت ہوتی ۔ یہ گرمی کا موسم تھا جب انہوں نے لاٹھیوں اور رسیوں میں پارہ ڈال کر زمین پر رکھیں اور پارہ گرم ہوا تو وہ ادھر ادھر دوڑنے لگیں ۔ بہتر ہزار جادوگر اور ہر ایک کے پاس لاٹھی اور رسی ہے ۔ یہ ایک لاکھ بیالیس ہزار (1,42000) سانپ میدان میں آگئے تو نعرے لگنے شروع ہو گئے عزت فرعون ، فرعون زندہ باد ، ہمارا طریقہ زندہ باد ۔ تو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ لاٹھیاں اور رسیاں حقیقتاً سانپ نہیں بنی تھیں بلکہ انہوں نے جادو کے زور پر موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں یہ بات ڈالی کہ وہ دوڑ رہی ہیں ۔ لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ جادو کا اثر ہوتا ہے اور اس سے پہلے خود امام رازی رحمۃ اللہ علیہ پہلے پارے میں وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ [بقرہ:۱۰۲] کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا یہ نظریہ ہے کہ جادو کے زور سے آدمی کو گدھا اور گدھے کو آدمی بنایا جا سکتا ہے ۔ تو جب جادو کے ذریعے آدمی کو گدھا اور گدھے کو آدمی بنایا جا سکتا ہے تو لاٹھیوں کا سانپ بنانا کوئی عجیب بات نہیں ہے اور وہ لوگ بھی اسی صورت میں خوش ہو سکتے تھے اور مرعوب ہو سکتے تھے کہ وہ سچ مچ سانپ بنے ہوں ۔ نری لاٹھیوں اور رسیوں سے تو کوئی خوش نہیں ہو سکتا ۔ تو جمہور کہتے ہیں کہ وہ جادو کے زور پر سانپ بن گئے تھیں اور میدان بھرا ہوا تھا (بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ سحر ایک قسم کی نظر بندی یا کرتب ہوتا ہے ۔ شعبدہ باز یا مسمر یزم والے محض ہاتھ کی صفائی کے ساتھ کوئی ایسا کام کر جاتے ہیں جو دوسروں کی نگاہوں میں کچھ اور ہی نظر آتا ہے ۔ جادو کسی چیز کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا بلکہ حقیقت تو ویسی کی ویسی ہی رہتی ہے البتہ فریب نظر کے ذریعے حقیقت کے بر خلاف نظر آتا ہے ۔ بحوالہ معارف العرفان جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۶ ، غالباً امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی

رائے تھی۔ بلوچ)

موسیٰ علیہ السلام کے خوف کی حقیقت :

تو خیر ایک لاکھ بیالیس ہزار سانپ ہیں فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی پس محسوس کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف۔ موسیٰ علیہ السلام کچھ خوف زدہ ہو گئے۔ اب ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں انہیں جادو سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ تو اس کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو جادو کا خوف نہیں تھا کہ میں ان سے شکست کھا جاؤں گا خوف اس بات کا تھا انہوں نے لاٹھیاں رسیاں ڈالی ہیں یہ سانپ بن گئے ہیں سانپ نظر آ رہے ہیں میں لاٹھی ڈالوں گا تو وہ اژدھا بن جائے گی تو لوگ فرق کس طرح کریں گے کہ یہ معجزہ ہے اور وہ جادو ہے۔ وہ تو یہی کہیں گے کہ اس نے بھی سانپ نکالا اور انہوں نے بھی سانپ نکالے حق و باطل کی تمیز کس طرح ہوگی؟ یہ تھا خوف اور دوسری بات یہ تھی کہ جس وقت ان کی لاٹھیاں اور رسیاں سانپ بن کر حرکت کرنے لگے تو لوگوں نے دوڑنا بھاگنا شروع کر دیا، نعرے بازی شروع ہوگئی تو موسیٰ علیہ السلام کو خوف ہوا کہ لوگ چلے نہ جائیں بھاگ نہ جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میری باری ہی نہ آئے اور لوگ میرا معجزہ دیکھنے سے پہلے چلے جائیں۔ تو لوگوں کو حق کا کیسے پتہ چلے گا؟ یہ خوف تھا مغلوبیت کا خوف نہیں تھا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا پیغمبر یہ خوف کر سکتا ہے کہ حق مغلوب ہو جائے گا۔ تو خوف اس بات کا تھا کہ جب میری باری آئے گی تو ادھر ادھر ہو جائیں اور توجہ نہ کریں تو پھر کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْنَا ہم نے کہا لَا تَخَفْ اے موسیٰ علیہ السلام آپ خوف نہ کریں اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی بیشک آپ ہی غالب آئیں گے، غلبہ آپ کو ہی نصیب ہوگا وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ اور آپ ڈالیں جو

آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا نگل جائے گا اس کو جو انہوں نے کاروائی کی ہے۔ جیسے مرغیاں دانے چگتی ہیں بڑی تیزی کیساتھ۔ اس اژدھا نے ان کے سارے سانپ نگل لئے اور میدان صاف ہو گیا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ بیشک انہوں نے جو کاروائی کی ہے جادوگر کا مکر ہے وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں سے بھی آئے۔ حق کے مقابلے میں جادوگر کو کامیابی نہیں ملتی۔ جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے جس نے ہماری ساری لاٹھیاں اور رسیاں نگل لی ہیں فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا۔ سَحَرَةٌ ساحِرٌ کی جمع ہے اور عربی کا قاعدہ ہے کہ جمع کے صیغے پر الف لام داخل ہو جائے استغراق کا معنٰی دیتا ہے۔ تو معنٰی ہوگا پس گر پڑے سارے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى کہنے لگے ہم ایمان لائے ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر۔ ہم غلط فہمی کا شکار تھے رب تو وہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے جس نے یہ سارا کرشمہ ہمیں دکھایا ہے۔ اب انصاف کا تقاضا تو یہ تھا اور دنیا کا قانون بھی یہی ہے کہ جب مقدمے کا وکیل ہار جائے تو مؤکل کی ہار ہوتی ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ وکیل ہار جائے اور مؤکل کہے میں جیت گیا ہوں تو انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب فرعون کے مؤکلوں نے ہار مان لی اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے فرعون بھی ہار مان کر ایمان لے آتا اپنی غلطی کو تسلیم کرتا اور کہتا کہ ہم غلطی پر تھے ناحق مقابلہ کیا لیکن اس کے برعکس فرعون کی الٹی کاروائی سنو! قَالَ فرعون نے کہا اٰمَنْتُمْ لَهٗ کیا تم اس پر ایمان لائے ہو قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ پہلے اس سے کہ میں تمہیں اجازت دیتا۔ کس کی اجازت سے ایمان لاتے ہو۔ دیکھو! الٹی منطق جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ ملک مصر کا بادشاہ ہے شاہی تاج سر پر ہے ظالم جابر ہے اقتدار کے

نشے میں بول رہا ہے کہ منگوایا میں نے، تمہیں بلوایا میں نے، کھلایا پلایا میں نے اور گیت اس کے گاتے ہو انَّهُ لَكَبِيرُكُمُ بیشک یہ تمہارا بڑا ہے الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے وہ تمہارا استاد ہے تم اس کے شاگرد ہو یہ تم نے میرے خلاف سازش تیار کی ہے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فرعون کی باتیں سنو! اب میں کیا کروں گا فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ پس میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مِّنْ خِلَافٍ الٹے۔ الٹے کا ایک معنی یہ کرتے ہیں کہ دایاں ہاتھ کاٹوں بایاں پاؤں کاٹوں گا تا کہ تم بیکار ہو جاؤ۔ چلنے پھرنے کام کاج کے قابل نہ رہو لنگڑے لولے کردوں گا وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اور میں تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا فِي جُذُوعِ النَّخْلِ کھجور کے تنے پر ان کی سخت ٹہنیوں پر لٹکا دوں گا وَلَتَعْلَمُنَّ اور تم ضرور جان لو گے اَيُّنَا اَشَدُّ عَذَابًا ہم میں سے کون زیادہ سخت سزا دینے والا ہے۔ میرا عذاب سخت ہے یا موسیٰ علیہ السلام کا وَّاَبْقٰى اور کس کا عذاب پائیدار ہے، یہ حقیقت کھل جائے گی۔ زندگی رہی تو باقی بیان آگے آئے گا کہ پھر کیا بنا؟

قَالُوا لَنْ

نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَاؕ﴿۷۲﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى﴿۷۴﴾ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰىۙ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى﴿۷۶﴾ ع ۳ ۲۲ ۱۲

قَالُوْا کہا انہوں نے لَنْ نُّؤْثِرَكَ ہم ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تجھ کو عَلٰى مَا جَآءَنَا اس چیز پر جو ہمارے پاس آچکی ہے مِنَ الْبَيِّنٰتِ واضح دلیلوں سے وَالَّذِیْ اور اس ذات پر فَطَرَنَا جس نے ہمیں پیدا کیا ہے فَاقْضِ پس تم فیصلہ کرو مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ جو تم فیصلہ کرسکتے ہو اِنَّمَا تَقْضِیْ پختہ بات ہے تم فیصلہ کروگے هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا اس دنیا کی زندگی کا اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا بیشک ہم ایمان لائے ہیں اپنے رب پر لِیَغْفِرَ لَنَا تاکہ وہ بخش دے ہمیں خَطٰیٰنَا ہماری خطائیں وَمَاۤ اور وہ چیز بخش دے اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ کہ تو نے مجبور کیا ہے ہمیں اس پر مِنَ السِّحْرِ جادو سے وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور بہت ہی باقی رہنے والا ہے اِنَّهٗ بیشک شان یہ ہے مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ کہ جو شخص آئے گا اپنے رب

کے پاس مُجْرِمًا جرم کرتے ہوئے فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ بیشک اس کیلئے جہنم ہے لَا يَمُوْتُ فِيْهَا نہیں مرے گا دوزخ میں وَلَا يَحْيٰى اور نہ زندہ رہے گا وَمَنْ يَّاْتِهٖ اور جو آئے گا اللہ تعالیٰ کے پاس مُؤْمِنًا ایمان لاتے ہوئے قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ تحقیق اس نے عمل کئے اچھے فَاُولٰٓئِكَ پس یہی لوگ ہیں لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ان کیلئے درجے ہونگے بہت بلند جَنّٰتُ عَدْنٍ ہمیشگی کے باغ ہونگے تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا اور یہ بدلہ ہے مَنْ تَزَكّٰى اس کا جس نے اپنا نفس پاک کیا۔

گذشتہ درس میں تم نے سنا کہ مصر کے میدان میں عید والے دن چاشت کے وقت حق و باطل کا مقابلہ ہوا۔ فرعون تخت لگا کر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کیساتھ اس کے وزیر، مشیر، فوج، پولیس اور عوام، مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان اور فرعون کے بلائے ہوئے جادوگر تھے بہتر ہزار تک جن کی تعداد تھی نافرمانوں کیساتھ میدان بھرا ہوا تھا۔ دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام اور ان کے چند ساتھی تھے۔ فرعون زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں سانپ نظر آ رہی تھیں موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا مبارک ڈالا وہ اژدھا بن کر ان کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا جسطرح مرغیاں دانے چگتی ہیں پھر موسیٰ علیہ السلام نے سانپ پر ہاتھ رکھا وہ لاٹھی بن گئی۔ جادوگر اپنے فن کے ماہر تھے سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے خدائی کرشمہ ہے بے ساختہ مجبور ہو کر سارے کے سارے بغیر استثناء کے سجدے میں گر پڑے اور کہا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لائے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ فرعون اور اس کے وزیر

مشیر سارے ایمان لے آتے الٹا فرعون نے کہا کہ تم میری دعوت پر آئے تھے اور میری اجازت کے بغیر ایمان لائے ہو میں تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا تم سب نے مل کر میرے خلاف سازش کی ہے میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا۔ پھر اس دھمکی پر عمل ہوا یا نہیں؟

ایمان کا کوئی مقابلہ نہیں :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمل ہوا کہ ان میں سے چیدہ چیدہ جو اثر و رسوخ والے تھے ان ستر (۷۰) کو سولی پر لٹکایا گیا لیکن ان میں سے کوئی بھی ایمان سے نہیں پھرا۔ اب وہ مومن اور موسیٰ علیہ السلام کے صحابی تھے فرعون اور اسکی کابینہ گھبرا گئی کہ یہ نہ بھاگتے ہیں اور نہ پھرتے ہیں اور سولی پر لٹکانے کے وقت ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں عجیب قسم کا معاملہ ہے۔ مضبوط ایمان والا ایمان نہیں چھوڑتا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں جو ختم نبوت کی تحریک تھی جنرل اعظم ظالم نے دس ہزار نوجوانوں کو لاہور میں بھون ڈالا تھا نوجوان بٹن کھول کر چھاتی آگے کر کے کہتے مارو! تو مار دیتا تھا۔ ایمان کا مقابلہ نہیں ہے۔ فرعون کی کابینہ گھبرا گئی فرعون نے بات کو ٹالا کہ اس وقت، ٹائم کم رہ گیا ہے باقیوں کو پھر سزا دیں گے اور بات کو ختم کر دیا۔ تو جب فرعون نے ان کو دھمکی دی کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا سولی پر لٹکاؤں گا تو قَالُوْا انہوں نے کہا جو جادوگر تھے اور اب موسیٰ علیہ السلام کے صحابی بن چکے تھے لَنْ نُّؤْثِرَكَ ہم ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تجھ کو عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ اس چیز پر جو آ چکی ہے ہمارے پاس واضح دلیلوں سے۔ ہم سمجھ گئے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں وَالَّذِیْ فَطَرَنَا اور اس ذات پر ہم تجھ کو ترجیح نہیں دیتے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ پس تم فیصلہ کرو جو تم فیصلہ کر سکتے ہو ہم ایمان کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا پختہ بات ہے تم فیصلہ کرو گے اس دنیا کی زندگی کا اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا تا کہ وہ بخش دے ہمیں ہماری خطاؤں کو وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ اور وہ چیز بخش دے کہ تو نے مجبور کیا ہے اس پر جادو سے۔ تو نے ہمیں بلوا کر جادو کروایا ہے یہ رب ہمیں معاف کر دے اور یہ بھی معنٰی ہے کہ فرعون کی طرف سے اس وقت جادوگری کی تعلیم لازمی تھی جو اس فن کو سیکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے جبراً ان کو حاصل کرنی پڑتی تھی جیسے این ،جی اوز نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے کہ پرائمری تک تعلیم لازمی ہو۔ کسی ملک میں اس سے بھی آگے تک لازمی ہے۔ یہ اس لئے کہ بچے مساجد میں نہ جائیں ان کا ذہن بنے گا یہی عمر ہوتی ہے جس میں بچے کا تھوڑا بہت ذہن بنتا ہے۔ اب حکومت پرائمری کی تعلیم لازم کرنا چاہتی ہے اصل مقصد دین سے ہٹانا ہے آٹھ نو سال کے بچوں کا ذہن بن جاتا ہے۔ ہم سکول کالج کی تعلیم کے مخالف نہیں ہیں بچے بھی پڑھیں ، بچیوں کے کالجوں میں بچیاں بھی پڑھیں کوئی پابندی نہیں ہے مگر یہ پابندی کہ مسجدوں میں نہ جائیں اسلام میں رکاوٹ ڈالنا یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جب مسجدوں میں نہیں آئیں گے دینی مدارس میں نہیں آئیں گے دین کہاں سے سیکھیں گے۔ دین کے اڈے اور مراکز تو یہی ہیں۔ اب حکومت کی یہ پالیسی ہے دیکھو کب تک نافذ ہوتی ہے اور کیا ہوتا ہے کہ یہ مسٹر بن جائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ تو نے ہمیں جو جادو پر مجبور کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور بہت ہی باقی رہنے والا ہے۔ سورہ رحمٰن میں ہے وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ''اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بزرگی اور عظمت والا ہے۔'' اَلْبَقَآءُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ بقا صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کیلئے ہے كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا

فَانٍ ''جو کوئی بھی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے۔'' ابھی مسلمان ہوئے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے صحابی بنے ہیں ہاتھ پاؤں کٹوانے کیلئے تیار ہیں، سولی پر لٹکنے کیلئے تیار ہیں مگر ایمان چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

عظمتِ خیر الامم :

تو کیا خیال ہے، کیا رائے ہے امام الانبیاء، خاتم المرسلین ﷺ کے صحابہ کے بارے میں جن کو اللہ تعالیٰ نے خیر الامم فرمایا ہے کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو خَیْرُ الْبَرِیَّہ فرمایا ہے کہ یہ بہترین مخلوق ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے تیئس سال تعلیم دی، تیرا سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں، ان کے ایمان کتنے پختہ تھے مگر رافضیوں شیعوں کا خیال ہے جو ان کی کتابوں میں تحریر ہے کہ آنحضرت ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو ''ہمہ مرتد گشتند الا سہ کس یا چہار کس۔'' سب کے سب صحابہ مرتد ہو گئے سوائے تین چار کے۔ حضرت مقداد، حضرت عمار، حضرت سلمان، حضرت حذیفہ۔ بھئی! عجیب بات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جن کو صحابی بنے ابھی چند گھنٹے بھی نہیں ہوئے جو پہلے جادوگر تھے ایمان لانے کے بعد سولی پر لٹک گئے ایمان نہیں چھوڑا اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے تیئس سال آپ ﷺ سے تعلیم حاصل کی آپ ﷺ نے ان کا تزکیہ کیا آپ ﷺ کی آنکھیں بند ہوئیں تو وہ سب کے سب مرتد ہو گئے معاذ اللہ تعالیٰ۔ یہ کیا بات ہوئی؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ ناکام رہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ آج دیکھو! سکولوں، کالجوں میں جو تعلیم ہوتی ہے سب جانتے ہیں کہ کتنی پڑھائی ہوتی ہے اور کتنی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ بچوں کو ٹیوشن پر کس طرح مجبور کیا جاتا ہے، یہ سب قصے تمہارے سامنے ہیں مگر جس استاد کی جماعت کے بچے زیادہ فیل ہوتے ہیں اس سے باز پرس ہوتی ہے کہ اتنے بچے کیوں فیل ہوئے ہیں؟ تعلیم

کے اوقات دیکھو، چھٹیاں دیکھو پھر ذاتی چھٹیاں بھی ہیں مگر پھر بھی باز پرس ہوتی ہے کہ یہ بچے کیوں فیل ہوئے ہیں۔ استاد کے کان کھینچے جاتے ہیں محکمہ پوچھتا ہے اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو تعلیم دی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑے استاد ہیں، مسجد میں تعلیم دی، میدان جنگ میں تعلیم دی، سفر میں تعلیم دی، حضر میں تعلیم دی، بیماری اور تندرستی میں تعلیم دی تو آپ ﷺ کے سارے شاگرد فیل ہو گئے کہ جس وقت آپ ﷺ کی آنکھیں بند ہوئیں تو تین چار کے سوا سارے مرتد ہو گئے معاذ اللہ تعالیٰ۔ تو پھر ایسا ناکام مدرس اور استاد تو دنیا میں کوئی نہ ہوا معاذ اللہ تعالیٰ اور پھر اس امت سے تو بہتر موسیٰ علیہ السلام کی امت ہوئی کہ پہلے جادوگر تھے اب حق واضح ہوا ایمان لائے سولی پر لٹکنے کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور کلمہ نہیں چھوڑتے اور ان کے ایمان پر ابھی ایک دن بھی نہیں گذرا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آخری امت گھٹیا ہوئی معاذ اللہ تعالیٰ۔ آنحضرت ﷺ استادوں میں ناکام استاد ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ تو یہ اللہ معاف فرمائے اہل حق جب حقیقت کو بیان کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ مولوی فرقہ واریت پھیلاتا ہے۔ بھئی! مولوی نے تو وہی کچھ بتایا ہے جو ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور وہ یہ سب کچھ بتلاتے اور لکھاتے ہیں اور ان کی یہ کتابیں پھیلی ہوئی ہیں ان کو کوئی کچھ نہیں کہتا بلکہ کہتے ہیں کہ او جی! ملک میں سب کو رہنے کی آزادی حاصل ہے۔

ایران کا دارالخلافہ :

تہران شہر حکومت ایران کا دارالخلافہ ہے وہاں ہندوؤں کے مندر بھی ہیں، سکھوں کے گردوارے بھی ہیں، عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانے بھی ہیں، آتش پرستوں کے آتش کدے بھی ہیں مگر سنیوں کی وہاں کوئی مسجد نہیں ہے حالانکہ سنیوں کی پانچ لاکھ کی

آبادی ہے۔ جب سنی آواز بلند کرتے ہیں کہ ہمارا بھی حق ہے تو ان کی آواز کو دبا دیا جاتا ہے۔ رضا شاہ پہلوی نے ایک پلاٹ دیا تھا کہ یہاں تم مسجد بنالو۔سنیوں نے وہاں مسجد کا کچا ساڈھانچہ کھڑا کیا ہوا تھا وہاں نمازیں پڑھتے تھے جب خمینی خبیث آیا تو اس نے وہ بھی گرادیا او ظالمو! پانچ لاکھ وہاں سنیوں کی آبادی ہے ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ ایک مسجد بھی نہیں ہے وہ گھروں میں نماز پڑھتے ہیں جو پڑھتے ہیں کیونکہ اکثر تو نام کے مسلمان ہے اور جو کچھ ہیں وہ سفارت خانوں میں جمعہ اور عید پڑھ لیتے ہیں۔ پورے ملک میں شیعہ کا قانون نافذ ہے سنیوں کیلئے بھی وہی قانون ہے وہ بے چارے مجبور ہیں حالانکہ چوتھائی حصہ وہاں سنی ہیں تین حصہ شیعہ ہیں۔ اور پاکستان میں شیعہ تین فیصد ہیں اور سارے حقوق ان کو حاصل ہیں۔ جو بزرگ ہیں ان کو یاد ہوگا کہ ان کے نمائندے ایوب خان کے پاس گئے جب وہ صدر تھا اس سے مطالبہ کیا کہ ہمارا کلمہ علیحدہ ہے، ہماری اذان علیحدہ ہے، ہمارے نکاح کے طریقے الگ ہیں، ہماری طلاق کا طریقہ الگ ہے، وہ تین طلاقوں کو ایک سمجھتے ہیں جیسے غیر مقلد۔ ہمارے جنازے کا طریقہ علیحدہ ہے لہٰذا اسکولوں اور کالجوں میں ہماری تعلیم بھی الگ ہونی چاہیے، ہماری کتابیں الگ ہونی چاہئیں چنانچہ اب ان کی کتابیں الگ ہیں۔سوال یہ ہے کہ جب تمہارا سب کچھ ہی الگ ہے تو تمہارا اسلام کیساتھ کیا تعلق ہے کہ جب الیکشن کے دن آتے ہیں تو کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب علماء کرام کہتے ہیں کہ تم نے خود تسلیم کیا ہے کہ تمہارا کلمہ الگ ہے، اذان الگ ہے، نماز الگ ہے، نکاح طلاق الگ ہے، جنازہ الگ ہے، مذہبی تعلیم الگ ہے پھر تم مسلمانوں کے ووٹ کیوں لیتے ہو؟ جب ہم حقیقت کو واضح کریں تو کہتے ہیں کہ مولوی فرقہ واریت پھیلاتے ہیں۔ عجیب منطق ہے جو ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ اگر کھری بات کرو تو کہتے ہیں کہ یہ فرقہ

واریت پھیلاتے ہیں ظلم کی حد ہوچکی ہے۔ خیر عرض یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے یہ جو مخلص ساتھی تھے سولی پر لٹک گئے بہتر تہتر مگر ایمان نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّـهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّـهٗ بیشک شان یہ ہے کہ جو شخص آئے گا اپنے رب کے پاس مُـجْـرِمًا جرم کرتے ہوئے فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ بیشک اس کیلئے جہنم ہے لَا يَمُوْتُ فِيْهَا نہ مرے گا جہنم میں وَلَا يَحْيٰى اور نہ جئے گا اگر وہاں مارنا مقصود ہوتو دوزخ کا ایک شعلہ ہی کافی ہے اگر یہ مرگیا تو پھر سزا کون بھگتے گا اور وہ عذاب کی زندگی زندگی نہیں ہے وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا اور جو آئے گا اللہ تعالیٰ کے پاس ایمان لاتے ہوئے ایمان کی حالت میں آیا لیکن نرا ایمان ہی نہیں قَـدْ عَـمِلَ الصّٰلِحٰتِ تحقیق اس نے عمل بھی اچھے کیے۔ صرف اسلام کا دعویٰ ہی نہیں عمل بھی اچھے کیے فَـاُولٰٓئِكَ لَهُـمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى پس یہی لوگ ہیں ان کے درجے ہونگے بلند۔ عُلٰى عُلْيٰ کی جمع ہے۔ کہاں ہونگے؟ جَنّٰتُ عَدْنٍ ہیشگی کے باغ ہونگے، نہ ان کے پتے جھڑیں گے نہ ان کا پھل ختم ہوگا، نہ میوہ خشک ہوگا دانہ توڑیں گے فوراً دوسرا لگ جائے گا تَـجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں جو ایمان لائے اور عمل اچھے کیے۔ وَذٰلِكَ جَـزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى اور یہ بدلہ ہے اس کا جو سنورا اور اس نے اپنا نفس پاک کیا۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ۬ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ۝۷۷ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ؕ ۝۷۸ وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى ۝۷۹ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ۝۸۰ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبِیْ ۚ وَ مَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ هَوٰى ۝۸۱ وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝۸۲

وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اور البتہ تحقیق ہم نے وحی بھیجی اِلٰی مُوْسٰی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَسْرِ کہ لے چلو رات کو بِعِبَادِیْ میرے بندوں کو فَاضْرِبْ لَهُمْ پس آپ چلائیں ان کو طَرِیْقًا راستے میں فِی الْبَحْرِ سمندر کے اندر یَبَسًا جو خشک ہوگا لَّا تَخٰفُ آپ خوف نہ کریں دَرَكًا دشمن کے پکڑنے کا وَّلَا تَخْشٰی اور نہ خوف کریں غرق ہونے کا فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ پس پیچھا کیا ان کا فرعون نے بِجُنُوْدِهٖ اپنے لشکر کیساتھ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ پس چھا گئی ان پر دریا کی موج مَا غَشِیَهُمْ جو چھا گئی ان پر وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو وَمَا هَدٰی اور ان کی راہنمائی نہ کی یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اے بنی

اسرائیل قَدۡ اَنۡجَیۡنٰکُمۡ تحقیق ہم نے تمہیں نجات دی مِّنۡ عَدُوِّکُمۡ تمہارے دشمن سے وَوٰعَدۡنٰکُمۡ اور ہم نے وعدہ کیا تمہارے ساتھ جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنَ طور کے دائیں طرف وَنَزَّلۡنَا اور اُتارا ہم نے عَلَیۡکُمُ تم پر الۡمَنَّ مَن کو وَالسَّلۡوٰی اور سلویٰ کُلُوۡا کھاؤ مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے وَلَا تَطۡغَوۡا فِیۡهِ اور نہ سرکشی کرو اس میں فَیَحِلَّ عَلَیۡکُمۡ غَضَبِیۡ پس اترے گا تم پر میرا غضب وَمَنۡ یَّحۡلِلۡ عَلَیۡهِ غَضَبِیۡ اور جس شخص پر اترا میرا غضب فَقَدۡ هَوٰی پس تحقیق وہ ہلاک ہوگیا وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ اور بیشک البتہ میں بہت بخشنے والا ہوں لِّمَنۡ تَابَ اس کیلئے جس نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا اچھا ثُمَّ اهۡتَدٰی پھر ہدایت پر قائم رہا۔

پچھلے رکوع میں اس بات کا ذکر ہوا تھا کہ فرعون کے بلائے ہوئے جادوگروں نے اپنے سانپ میدان میں نکالے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک زمین پر ڈالا تو وہ اژدھا بن کر ان کے سب سانپوں کو نگل گیا جادوگر سمجھ گئے یہ جادو نہیں ہے بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور بلند آواز سے کہنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوۡنَ وَمُوۡسٰی ''اور ہم ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لائے۔'' فرعون نے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور سولی پر لٹکانے کی دھمکی دی اور ستر آدمی شہید بھی کئے لیکن ایمان کو کسی نے نہ چھوڑا۔ اتنا بڑا کرشمہ دیکھ کر بھی فرعونی قوم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی بلکہ بنی اسرائیل کو مزید تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ بنی

اسرائیل کو لے کر یہاں سے چلے جائیں اب آپ. نے ان کو لے کر وادی تیہہ میں جانا ہے آج کل کے جغرافیہ میں اس کا نام وادی سینائی ہے جس کی لمبائی چھتیس میل اور چوڑائی چوبیس میل ہے۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اس کے کافی حصہ پر یہودیوں نے قبضہ کر لیا تھا لیکن مصر والوں نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کافی حصہ چھڑا لیا ہے۔ تھوڑا سا حصہ جو فوجی اہمیت کا حامل ہے اور جہاں تیل ہے اب بھی یہودیوں کے قبضہ میں ہے یہ وادی تیہ سطح سمندر سے پانچ چھ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر :

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے رات کو ہم نے ہجرت کرنی ہے۔ اس کا ذکر ہے وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اور البتہ تحقیق ہم نے وحی بھیجی اِلٰى مُوْسٰٓى موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ کہ لے چلو میرے بندوں کو رات کو اور اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فرمایا کہ جب تم سمندر کے پاس پہنچو فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا پس آپ چلائیں ان کو راستے پر سمندر میں جو خشک ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحر قلزم پر پہنچ کر لاٹھی ماری پانی رک گیا۔ سورہ شعراء آیت نمبر ۶۳ میں ہے فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ''پس ہو گیا ہر ایک حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح۔'' فرمایا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا آپ خوف نہ کریں دشمن کے پکڑنے کا، درک کا معنیٰ پالینا، پہنچ جانا۔ وہ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے وَّلَا تَخْشٰى اور نہ خوف کریں غرق ہونے کا۔ کیونکہ سمندر ہے پانی کی ایک دیوار اس طرف کھڑی ہوگی اور ایک اُس طرف کھڑی ہوگی پریشان نہ ہونا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب کو لے کر رات کو چلے گئے فرعون پریشان ہو گیا اور اس کی پریشانی اپنی مجبوری کی وجہ سے تھی ان کی ہمدردی کی وجہ سے نہ تھی کہ یہ لوگ

ہمارے غلام تھے ہمارے گھروں اور زمینوں پر کام کرتے تھے یہ چلے گئے تو ہم کیا کریں گے۔ چنانچہ فرعون نے ہنگامی طور پر حکم جاری کیا ساری فوج کو لے کر چل پڑا۔ وزیر اعظم ہامان کو حکم دیا کہ تو آگے ہو تیرے پیچھے فوج ہوگی اور پیچھے میں ہوں گا تا کہ کوئی فوجی پیچھے نہ نکل جائے۔ اس مقام پر نہیں دوسری جگہ تفصیل ہے جس وقت فرعون کی فوجیں سمندر پر پہنچیں تو بنی اسرئیل گزر چکے تھے راستہ خشک تھا جس وقت یہ سمندر میں داخل ہوئے ہامان آگے درمیان میں فوج پیچھے فرعون۔ فرعون نے بھی اپنا گھوڑا سمندر میں داخل کر دیا اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا اب چل پڑو۔ سورہ یونس آیت نمبر ۹۰ میں ہے حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَہُ الۡغَرَقُ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ”یہاں تک کہ جب اس کو پالیا غرق ہونے نے تو کہنے لگا ایمان لایا ہوں میں کہ بیشک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔“

فرعون کے غرق ہونے کا عجیب منظر :

ترمذی شریف کی روایت میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے کہا حضرت بڑا عجیب منظر تھا فرعون بڑی عاجزی کر رہا تھا آہ وزاری اور واویلا کر رہا تھا۔ میں نے گارا اس کے منہ میں ٹھونسا کہ اس کی آواز نہ نکلے رب تعالیٰ اس پر ترس نہ کھائے کہ یہ بڑا ظالم ہے۔ آیت نمبر ۹۲ میں ہے فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ”پس آج کے دن ہم بچالیں گے تمہارے جسم کو تا کہ ہو جائے وہ ان لوگوں کیلئے نشانی جو تیرے پیچھے ہیں۔“ فرعون کی لاش کو سمندر نے باہر پھینک دیا۔ باقی وہاں سے سیدھے جہنم چلے گئے۔ فرمایا فَاَتۡبَعَھُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِہٖ پس ان کا پیچھا کیا فرعون

نے اپنے لشکر کیساتھ فَغَشِيَهُمْ پس چھا گئی ان فرعونیوں پر مِّنَ الْيَمِّ بحرقلزم کی موج مَا غَشِيَهُمْ جو چھا گئی ان پر۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا وہ چل پڑا اور وہ سارے غرق ہو گئے وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو وَمَا هَدٰى اور ان کی راہنمائی نہ کی۔ سورۃ مومن آیت نمبر ۲۹ میں ہے فرعون نے کہا وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ''میں نہیں راہنمائی کرتا تمہاری مگر بھلائی کے راستے کی۔'' میں تمہیں سیدھے راستے پر ڈالتا ہوں موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت نہ کرنا۔ اچھی ہدایت دی کہ خود بھی ڈوبا اور دوسروں کو بھی لے ڈوبا۔ یہ جس وقت وادی تیہہ پہنچے تو بہت ساری مشکلات ان کو پیش آئیں۔

بنی اسرائیل پر انعاماتِ خداوندی کا ذکر :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اے بنی اسرائیل قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ تحقیق ہم نے نجات دی تم کو تمہارے دشمن سے وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ اور ہم نے وعدہ کیا تمہارے ساتھ طور کی دائیں طرف بذریعہ موسیٰ علیہ السلام کہ تمہارے ساتھ یہ ہوگا کہ فرعون تمہیں تنگ کرے گا اور ہم اسی طرح تمہیں نجات دیں گے اور اس طرح تمہیں وادی سینائی میں پہنچائیں گے۔ جب وادی سینائی میں پہنچ گئے تو خوراک کا مسئلہ پیش آیا، پانی کا مسئلہ پیش آیا کہ انسان خوراک پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور وہاں سائے کا کوئی انتظام نہیں تھا سخت دھوپ وہاں پڑتی تھی تو دھوپ سے بچنے کا مسئلہ بھی پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرمایا اور تمام چیزوں کا انتظام فرمایا۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۵۷ میں ہے وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ''اور ہم نے تمہارے اوپر بادلوں کا سایہ کر دیا اور تمہارے اوپر من اور سلویٰ اتارا۔'' سورج کے چڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ان پر بادلوں کا سایہ کر دیتے اور جب سورج

غروب ہوتا تو بادل ہٹ جاتے۔ کھانے کے وقت پر کھیر بٹیر بھی آجاتے۔ پانی کیلئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کوفرمایا: اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَر مارا پنی لاٹھی کیساتھ پتھر کو اس سے بارہ چشمے نکلیں گے۔ چونکہ بنی اسرائیل کے بارہ خاندان تھے انتظامی امور کے لحاظ سے ہر ایک کیلئے علیحدہ چشمہ جاری فرمایا۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ''تحقیق جان لیا سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ۔'' کہ یہ چشمہ روبیلیوں کا ہے، یہ بن یامینیوں کا ہے، یہ یہودیوں کا ہے، یہ یوسفیوں کا ہے، تاکہ آپس میں جھگڑا نہ کریں۔ یہ سلسلہ چالیس سال تک جاری رہا پھر ان لوگوں نے کہا لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ ''ہم ہرگز نہیں صبر کریں گے ایک قسم کے کھانے پر۔'' پیاز، لہسن، مسور اور فلاں فلاں چیز ہمیں چاہیے۔ خداوند عزیز قادر مطلق ہے اس کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں ہے عین موقع پر ایک پلیٹ نمکین بھنے ہوئے بٹیروں کی اور ایک کھیر کی سامنے آجاتی تھی اور تفسیروں میں یہ بھی موجود ہے کہ وہاں جو جھاڑیاں تھیں کافی بڑے سایہ دار درخت تو شاذ و نادر تھے اللہ تعالیٰ نے ان جھاڑیوں میں بکثرت بٹیر پیدا فرمائے کہ ایک ہاتھ مارتے دو تین بٹیر ہاتھ لگ جاتے ان کو بھونتے اور کھاتے اور وہاں جھاڑیوں کے چوڑے چوڑے پتے تھے ان پتوں پر ایک چیز برستی تھی جیسے برفانی علاقوں میں برف برستی ہے، اس کی تہہ جم جاتی تھی وہ کھیر کی طرح میٹھی ہوتی تھی اس کو من کہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ یہ جگہ ہماری منزل نہیں ہے یہ راستہ ہے ہماری منزل ارض مقدس فلسطین ہے۔ اس وقت اس سارے علاقے کو ارض مقدس بھی کہتے تھے شام بھی کہتے تھے کنعان بھی کہتے تھے جو ان مغربی شیطانوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اسمیں فلسطین اردن شام اور جو یہودیوں کے پاس علاقہ ہے یہ سب ایک علاقہ تھا یہ بڑا زرخیز علاقہ ہے اس میں پانی کے چشمے ہیں پھل، کھیت بہت کچھ ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ

السلام نے فرمایا کہ ارض مقدس پر ہم نے پہنچنا ہے مگر جہاد کے بغیر نہیں پہنچ سکتے ۔ کہنے لگے کہ جب تک وہاں کے لوگوں کے متعلق معلومات نہ کرلیں ہم جہاد نہیں کریں گے ۔ موسیٰ علیہ السلام نے جاسوسی کیلئے بارہ آدمی بھیجے کہ تم مسافروں کی شکل میں ، تاجروں کی شکل میں ، سیاحوں کی شکل میں جا کر جائزہ لے کر آؤ کہ ان کے پاس کیا ہتھیار ہیں ، کتنے قلعے اور مورچے ہیں اُن پر کس طرح فتح پائی جاسکتی ہے اور واپس آ کر ہم دو بھائیوں کے علاوہ کسی کو نہیں بتلانا ۔ ان میں دو وعدے پر پختہ رہے باقیوں نے سب کو آ کر بتلا دیا کہ وہاں تو بڑے جنگجو لوگ ہیں ان کی ہمتیں پست ہوگئیں موسیٰ علیہ السلام کو کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ [مائدہ:۲۴] ''آپ جائیں اور آپ کا پروردگار جا کر لڑو بیشک ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں ۔'' اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ پھر بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا کہ یہ سارا انتظام ان کیلئے چاہیے تو یہ تھا کہ جب انہوں نے انکار کیا تھا ان کا رزق بند کر دیتا لیکن وہ ارحم الراحمین ہے باوجود ان کی گستاخیوں کے ان پر من وسلوی نازل فرمایا ۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور اتارا ہم نے تم پر مَن اور سلویٰ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ اور نہ سرکشی کرو اس میں ۔ یہ بات بھی احادیث میں اور تفسیروں میں ہے کہ ان کو حکم تھا کہ جتنا کھانا کھا سکتے ہو کھاؤ مگر بچا کر نہ رکھو لیکن وہ حرص کرتے اور کھانا الگ کر کے رکھ لیتے ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر بنی اسرائیل یہ خیانت نہ کرتے تو کھانا کبھی خراب نہ ہوتا مگر انہوں نے یہ خیانت کی کہ کھیر میں سے کچھ الگ کر کے رکھ لیتے ، بھنے ہوئے بٹیرا لگ کر کے رکھ لیتے وہ بہت جلد خراب ہو جاتے تھے یہ رب تعالیٰ کی طرف سے سزا تھی ۔ تو فرمایا اس میں سرکشی نہ کرنا فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ پس اترے گا تم پر میرا غضب وَمَنْ يَّحْلِلْ

عَلَيْهِ غَضَبِيْ اور جس شخص پر اترا میرا غضب فَقَدْ هَوٰى ۔ هَوٰى يَهْوِيْ کا معنٰی ہے گر گیا، تباہ ہوگیا۔ تو معنٰی ہوگا پس تحقیق وہ ہلاک ہوگیا۔ یہ غضب ان لوگوں پر ہوا۔

مَغْضُوْب عَلَيْه اور ضآلين کی تشریح :

یہ جو ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ’’ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے راستے پر۔‘‘ اس کی تشریح خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہودی ہیں اور ضآلين سے مراد نصاریٰ ہیں اور قرآن پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ موت سے سب سے زیادہ ڈرنے والے یہودی ہیں۔ اور یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ جنت ہماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ [بقرہ:۹۷] ’’پس تم موت کی آرزو کرو۔‘‘ اور یہ بھی فرمایا وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ’’اور وہ ہرگز نہیں تمنا کریں گے موت کی کبھی بھی۔‘‘ تمام قوموں میں سے بزدل قوم یہودی ہے مگر آج صرف اسلحہ کی وجہ سے اور امریکہ، برطانیہ اور فرانس جیسے شیطانوں کی وجہ سے طاقتور ہیں۔ انشاء اللہ العزیز جب ٹکر شروع ہو گی اور وہ وقت دور نہیں ہے ان شاء اللہ وہ وقت آرہا ہے پھر دیکھنا ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ تم یہودیوں کیساتھ لڑو گے یہاں تک کہ اگر یہودی کسی درخت کے پیچھے چھپا ہوا ہوگا وہ درخت کہے گا خَلْفِيْ يَهُوْدِي میرے پیچھے یہودی ہے۔ اگر کسی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو پتھر بولے گا خَلْفِيْ يَهُوْدِي میرے پیچھے یہودی ہے مجاہد آگے بڑھو۔ یہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایات میں ہے۔ اب وہ وقت بالکل قریب آچکا یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے سال یا کتنے مہینے یا کتنے ہفتے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں۔ کس کو

بخشوں گا؟ فرمایا اس کو بخشوں گا جس میں چار خوبیاں ہونگی لِّمَنْ تَابَ بخشش اس کیلئے ہے جس نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لایا۔ تیسرا کام وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا اچھا۔ پھر ایک آدھ دفعہ نہیں ثُمَّ اهْتَدٰى پھر ہدایت پر قائم رہا۔ توبہ کی قبولیت کیلئے اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں بتلائی ہیں۔

* ...... سچے دل سے توبہ کرے۔
* ...... ایمان لائے۔
* ...... عمل اچھے کرے۔
* ...... اور اس پر ڈٹ جائے۔

یہ نہیں کہ کبھی کیا اور کبھی نہ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو کونسا عمل زیادہ پسند تھا؟ فرمایا وہ عمل جو ہمیشہ ہو چاہے تھوڑا ہو۔ اسی لئے شریعت نے ایسا کوئی کام نہیں بتلایا جو انسان کی طاقت سے باہر ہو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا انسان کو اس کی طاقت کے مطابق احکام کا پابند بنایا گیا ہے۔ نماز ہے جو طاقت سے خارج نہیں ہے، زکوٰۃ مالداروں پر ہے جس کے پاس مال نہیں ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، عشر نہیں ہے، فطرانہ نہیں ہے، قربانی نہیں ہے، حج نہیں ہے۔ اگر کوئی بیمار ہے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا بیٹھ کر پڑھ لے، وضو نہیں کر سکتا تیمم کر لے، بیمار ہے روزے نہیں رکھ سکتا چھوڑ دے بعد میں رکھ لے قضا کرے۔ اور اگر ایسی بیماری ہے کہ اس میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور شفایاب ہونے کی بھی امید نہیں ہے تو فدیہ دیتا رہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا کام نہیں بتلایا جو انسان کی طاقت سے باہر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ صفات بیان فرمائی ہیں کہ جس میں یہ ہونگی اس کو میں بخشوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان صفات والا بنائے۔ (آمین)

وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ

يٰمُوۡسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمۡ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِىۡ ﴿۸۶﴾ قَالُوۡا مَآ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلۡنَآ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِىُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَآ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى ۙ فَنَسِىَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ﴿۸۹﴾ ع ۴ ۱۳

وَمَآ اَعۡجَلَکَ اور کس چیز نے جلدی پر آمادہ کیا آپ کو عَنۡ قَوۡمِکَ اپنی قوم سے یٰمُوۡسٰی اے موسیٰ علیہ السلام قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے هُمۡ اُولَآءِ یہ میری قوم عَلٰٓی اَثَرِیۡ میرے پیچھے آ رہی ہے وَعَجِلۡتُ اور میں نے جلدی کی اِلَیۡکَ آپ کی طرف رَبِّ اے میرے رب لِتَرۡضٰی تاکہ آپ راضی ہو جائیں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنَّا پس بیشک ہم نے قَدۡ فَتَنَّا تحقیق فتنے اور آزمائش میں ڈال دیا ہے قَوۡمَکَ آپ کی قوم کو مِنۡۢ بَعۡدِکَ آپ کے آنے کے بعد وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ اور ان کو گمراہ کیا ہے سامری نے فَرَجَعَ

مُوْسٰی پس لوٹے موسیٰ علیہ السلام اِلٰی قَوْمِہٖ اپنی قوم کی طرف غَضْبَانَ غصے میں اَسِفًا افسوس کرتے ہوئے قَالَ فرمایا یٰقَوْمِ اے میری قوم اَلَمْ یَعِدْکُمْ رَبُّکُمْ کیا نہیں وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ تمہارے رب نے وَعْدًا حَسَنًا وعدہ اچھا اَفَطَالَ عَلَیْکُمُ الْعَھْدُ کیا پس لمبا ہو گیا تھا تم پر وعدہ اَمْ اَرَدْتُّمْ یا تم نے ارادہ کیا اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْکُمْ یہ کہ واجب ہو تم پر غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ غضب تمہارے رب کی طرف سے فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ پس تم نے خلاف ورزی کی میرے وعدے کی قَالُوْا لوگوں نے کہا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَکَ نہیں خلاف ورزی کی ہم نے آپ کے وعدے کی بِمَلْکِنَا اپنے اختیار سے وَلٰکِنَّا اور لیکن ہم حُمِّلْنَآ اٹھوائے گئے اَوْزَارًا بوجھ مِّنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ قوم کے زیورات فَقَذَفْنٰـھَا پس ہم نے ان کو پھینک دیا فَکَذٰلِکَ پس اسی طرح اَلْقَی السَّامِرِیُّ ڈالا سامری نے فَاَخْرَجَ لَھُمْ پس نکالا ان کیلئے عِجْلاً بچھڑا جَسَدًا جسم تھا لَّهٗ خُوَارٌ اس کیلئے آواز تھی فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے ھٰذَآ اِلٰھُکُمْ یہ تمہارا معبود ہے وَاِلٰهُ مُوْسٰی اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے فَنَسِیَ پس موسیٰ علیہ السلام بھول گئے ہیں اَفَلاَ یَرَوْنَ کیا پس نہیں دیکھتے اَلاَّ یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ یہ کہ وہ نہیں لوٹاتا ان کی طرف قَوْلاً کوئی بات وَّ لاَ یَمْلِکُ لَھُمْ اور نہیں مالک ان کیلئے ضَرًّا ضرر کا وَّلاَ نَفْعًا اور نہ نفع کا۔

دو باتیں :

ان آیات میں دو باتیں مذکور ہوئی ہیں۔ایک یہ کہ جب موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے بعد تورات کی تختیاں لے کر واپس آئے تو فرمایا کہ تمام مرد عورتیں اکٹھی ہو جائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب نازل ہوئی ہے وہ سن لیں اور اس کے مطابق زندگی گزاریں۔تورات آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کے بعد بڑی جامع مانع کتاب ہے اور قرآن حکیم کے بعد اس کا بلند مقام ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کو تورات اول سے لے کر آخر تک سنائی تو کہنے لگے کہ اس کے احکام تو بڑے سخت ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکے گا واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے ترمیم کروا کر لائیں۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے ایک آزاد زندگی گزاری ہے اس لئے سن کر پریشان ہو گئے ہو جب ان احکام پر عمل کرو گے تو آسان ہو جائیں گے۔لیکن قوم اس بات پر آمادہ نہ ہوئی تو وَاخْتَارَ مُوسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلاً لِمِيْقَاتِنَا [اعراف:۱۵۵] ''منتخب کئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں ستر آدمی ہمارے وعدے کے وقت پر۔'' ستر آدمیوں کو لے کر وادی طویٰ میں پہنچے مگر دوسرے آدمیوں سے خود پہلے پہنچ گئے۔ایک اس کا ذکر ہے اور دوسرا اس بات کا ذکر ہے ،جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو قوم پیچھے گوسالہ پرستی میں مبتلا ہو گئی چونکہ موسیٰ علیہ السلام دوسرے آدمیوں سے تیزی کیساتھ پہلے پہنچے تھے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کس چیز نے آپ کو جلدی پر آمادہ کیا؟ اللہ تعالیٰ نیتوں اور مرادوں کو جانتا ہے مگر سوالات میں حکمتیں ہوتی ہیں اس کا ذکر ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى اور کس چیز نے جلدی پر آمادہ کیا آپ کو اپنی قوم سے اے موسیٰ علیہ السلام۔وہ پیچھے ہیں اور آپ جلدی آ گئے ہیں قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا

هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓی اَثَرِیْ یہ میری قوم میرے پیچھے آرہی ہے وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ اور میں نے جلدی کی آپ کی طرف رَبِّ لِتَرْضٰی اے میرے رب تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔ محض آپ کی ملاقات کے شوق کی وجہ سے جلدی آیا ہوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا کہنے لگے آواز تو آرہی ہے لیکن معلوم نہیں جن بولتا ہے، کوئی فرشتہ بولتا ہے یا رب بولتا ہے لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً [بقرہ: ۵۵] ''ہم ہرگز نہیں تصدیق کریں گے آپ کی یہاںتک کہ ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ ظاہر آنکھوں کیساتھ۔'' اللہ تعالیٰ نے بجلی پھینکی ستر کے ستر سارے مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ''کیا آپ ہمیں ہلاک کرتے ہیں اس فعل کی وجہ سے جو ہم میں سے بعض بے وقوفوں نے کیا ہے۔'' اے پروردگار! بے وقوف تھے میں ان کو تائید کیلئے لایا تھا واپس جاؤں گا تو قوم پوچھے گی ہمارے نمائندے کدھر گئے ہیں تو میں کیا کہوں گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا موت کے بعد۔

دو تفسیریں :

سورہ بقرہ آیت نمبر ۵۶ میں ہے ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ ''پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا تمہارے مرنے کے بعد۔'' ایک تفسیر یہ ہے اور دوسری تفسیر یہ کہ انہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی اس پوجا کی معذرت کے سلسلے میں ستر آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کیساتھ گئے تھے۔ اس موقع پر رب تعالیٰ کا کلام سنا تھا تو کہنے لگے کہ ہم رب تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھیں گے تو پھر مانیں گے تو فرمایا میں جلدی اس لئے آیا ہوں آپ مجھ سے راضی ہو جائیں موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر تشریف لے جانے لگے تو اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو تاکید کی تھی کہ قوم کو وعظ و نصیحت کرتے رہنا اور جو پروگرام میں نے دیا ہے اس

پر قائم رکھنا لیکن ہوا یہ کہ بنی اسرائیل کی ایک شاخ تھی بنو سامرہ۔ بنو سامرہ قبیلے کا ایک شخص تھا جس کا نام تھا موسیٰ بن ظفر یہ منافق تھا جس وقت بحر قلزم میں فرعون کی فوجیں تباہ ہو رہی تھیں اس وقت جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے وہ گھوڑا جہاں پاؤں رکھتا تھا وہ جگہ فوراً سرسبز ہو جاتی تھی۔ تو اس نے وہاں سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر محفوظ کر لی تھی۔ آئندہ رکوع میں آ رہا ہے کہ سامری نے کہا فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ ''پس بھری میں نے ایک مٹھی رسول (جبرائیل علیہ السلام) کے قدم سے۔'' تو یہ مٹی اس کے پاس محفوظ تھی بنی اسرائیل جب مصر سے آئے تھے تو فرعونیوں کے زیور ان کے پاس تھے کافی مقدار میں وہ ان کے پاس کس طرح آئے تو اس کے متعلق دو تفسیریں منقول ہیں۔ ایک یہ کہ ان کا فنکشن تھا شادی وغیرہ کیلئے ان سے مانگے تھے کہ ہم استعمال کر کے دے دیں گے مگر آتے وقت ان کو دیئے نہیں اور یہ تفسیر بھی منقول ہے کہ فرعونی چونکہ امیر لوگ تھے ان کو چوری وغیرہ کا خطرہ ہوتا تھا اور بنی اسرائیلی غریب لوگ تھے اور غریب کے گھر کسی نے کیا چوری کرنی ہے سب پتہ ہوتا ہے کہ دو چار کتابیں ہونگی، دو چار بسترے اور دو چار پرچ پیالیاں مہمانوں کیلئے۔ چور تو وہاں جائے گا جہاں کچھ ہو گا۔ تو ان غریبوں کے پاس انہوں نے اپنے زیور امانت کے طور پر رکھے ہوئے تھے لیکن جس وقت انہوں نے ہجرت کی تو یہ زیور انہیں کے پاس رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات سے بے خبر تھے جس وقت۔ وادی سینائی پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا کہ ہمارے پاس ان کے زیور ہیں کیا یہ ہمارے لئے جائز ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جائز نہیں ہیں ان کو جا کر کہیں جنگل میں دفن کر دو کیونکہ مال غنیمت ان کی شریعتوں میں جائز نہیں تھا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے وسیلے سے جائز فرمایا ہے حلال فرمایا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیلیوں نے جا کر وہ

زیورات جنگل میں دفن کر دیئے اور سامری نے نکال لئے اور سونے چاندی کا بچھڑا بنایا اور آئندہ رکوع میں بات آرہی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں والی مٹی اس کے منہ میں ڈال دی اس نے ٹیں ٹیں کی آواز نکالنا شروع کر دی۔

یہاں بھی دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ وہ بچھڑا سونے چاندی کا ہی رہا لیکن اس میں آواز پیدا ہوگئی یعنی سونے چاندی کی حیثیت نہیں بدلی۔ اور دوسری تفسیر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ لَحْمًا وَّ دَمًا اللہ تعالیٰ نے اس کو گوشت پوست کا بچھڑا بنا دیا۔ قادر مطلق کے سامنے تو کوئی مشکل نہیں ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس بچھڑے سے ٹیں ٹیں کی آواز نکلنے لگ گئی۔ سامری نے کہا کہ یہ جو اس کے اندر ٹیں ٹیں کر رہا ہے یہ رب ہے۔ پہلے موسیٰ علیہ السلام جاتے تھے تو جلدی واپس آ جاتے تھے اب وہ کوہ طور پر رب کا انتظار کر رہے ہیں اور رب یہاں ٹیں ٹیں کر رہا ہے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ جاہل لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی، سب نے نہیں، موحد بھی تھے بس جن کی عقل ماری گئی تھی۔ کوئی اس کا طواف کر رہا ہے کوئی چڑھاوا چڑھا رہا ہے کوئی اس پر ہاتھ پھیر رہا ہے کوئی سجدہ کر رہا ہے کوئی کچھ اور کوئی کچھ کر رہا ہے اور یہ سب کچھ اس کی ٹیں پر ہو رہا ہے۔ اندازہ لگاؤ اس قوم کا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر کتنے معجزے دیکھے ان کا اثر ذہن میں نہیں رہا بچھڑے کی ٹیں ٹیں پر قربان ہو گئے۔ یہ ساری سامری کی شرارت تھی چونکہ حقیقتاً وہ مشرک تھا صرف ظاہری طور پر اس نے کلمہ پڑھا تھا اور بعض کو اس نے گمراہ کیا سب لوگ گمراہ نہیں ہوئے تھے اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ پس بیشک ہم نے فتنے اور آزمائش میں ڈال دیا ہے تیری قوم کو مِنْ بَعْدِكَ آپ کے وہاں سے آنے کے بعد وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ اور ان کو گمراہ کیا ہے سامری

نے۔ جس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا قبیلہ بنو سامرہ سے جو بنی اسرائیل کی ایک شاخ تھی فَرَجَعَ مُوْسٰی پس لوٹے موسیٰ علیہ السلام چالیس دنوں کے بعد اِلٰی قَوْمِہٖ اپنی قوم کی طرف غَضْبَانَ اَسِفًا غصے میں تھے افسوس کرتے ہوئے۔ آئندہ رکوع میں آرہا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بالوں کو پکڑ کر کھینچا کہ تیرے ہوتے ہوئے یہ کیا ہے، قوم شرک میں مبتلا ہوگئی ہے آپ نے سستی کی ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام عمر میں موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے مگر درجہ اور مقام موسیٰ علیہ السلام کا بڑا تھا۔ شرح فقہ اکبر وغیرہ عقائد کی کتابوں میں متکلمین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں پہلا درجہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور تیسرا درجہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام جب واپس تشریف لائے تو غصے میں تھے افسوس کرتے ہوئے کہ کیا بنا ہے؟ قَالَ فرمایا یٰقَوْمِ اَلَمْ یَعِدْکُمْ رَبُّکُمْ اے میری قوم کیا نہیں کیا تھا تمہارے ساتھ تمہارے رب نے وعدہ وَعْدًا حَسَنًا وعدہ اچھا کہ تمہیں تورات کی صورت میں آئین ملے گا اَفَطَالَ عَلَیْکُمُ الْعَھْدُ کیا پس لمبا ہوگیا تھا تم پر وعدہ اَمْ اَرَدْتُّمْ یا تم نے ارادہ کیا اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ حَلَّ یَحِلُّ باب ضَرَبَ سے ہو تو اس کا معنیٰ ہے لازم ہونا اور نَصَرَ سے ہو تو اس کا معنیٰ ہے اترنا۔ تو معنیٰ ہوگا کہ واجب ہوا تم پر لازم ہوا تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ پس تم نے خلاف ورزی کی میرے وعدے کی۔ تم نے میرے ساتھ توحید پر پختہ رہنے کا وعدہ کیا تھا اب تم بگڑ گئے ہو بچھڑے کی پوجا شروع کردی ہے قَالُوْا کہنے لگے مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَکَ نہیں خلاف ورزی کی ہم نے آپ کے وعدے کی بِمَلْکِنَا اپنے اختیار سے وَلٰکِنَّا حُمِّلْنَآ اور لیکن ہم اٹھوائے گئے اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَۃِ الْقَوْمِ قوم کے زیورات کے بوجھ سے۔ ہمارے اوپر

بوجھ تھا جس کی وجہ سے ہم مجبور ہو گئے فَقَذَفْنٰـهَا ہم نے ان کو پھینک دیا کیونکہ ان کی شرائع میں مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے انہوں نے وہ زیورات پھینک دیئے فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ پس اسی طرح ڈالا سامری نے۔ یہاں ڈالنے سے مراد ڈھالنا ہے، سامری نے سونے چاندی کو ڈھال کر بچھڑا بنا دیا فَاَخْرَجَ لَهُمْ پس نکالا ان کیلئے عِجْلاً بچھڑا جَسَدًا لَّـهٗ خُوَارٌ جسم تھا اس کیلئے آواز تھی۔ ٹیں ٹیں کی آواز نکالتا تھا۔

بچھڑے کے متعلق دو تفسیریں :

اس کے متعلق دونوں تفسیروں کا میں نے حوالہ دیا ہے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بچھڑا سونے چاندی کا ہی رہا گوشت پوست میں تبدیل نہیں ہوا لیکن وہ جو مٹی اس کے منہ میں رکھی اس کی وجہ سے اس نے ٹیں ٹیں کی آواز نکالنی شروع کر دی۔

جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ لَحْمًا وَّدَمًا اس کا گوشت پوست بن گیا تھا فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے جو ان میں سے ملحد اور مشرک قسم کے لوگ تھے هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ یہ تمہارا معبود ہے جو ٹیں ٹیں کر رہا ہے وَاِلٰـهُ مُوْسٰى اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود بھی یہی ہے فَنَسِىَ پس موسیٰ علیہ السلام بھول گئے ہیں۔ وہ وہاں رب تعالیٰ کا انتظار کر رہے ہیں اور رب آ کر اس میں داخل ہو گیا ہے۔ جب لوگوں کی عقل ماری جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے۔ فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ کیا پس نہیں دیکھتے وہ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلاً یہ کہ نہیں لوٹاتا وہ بچھڑا ان کی طرف کوئی بات صرف ٹیں ٹیں کی تو کچھ حقیقت نہیں ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی سوال کرے تو جواب دے اور اس کی حالت یہ تھی کہ تم جو بھی کہو وہ ٹیں ٹیں کر رہا ہے۔ بھئی! ٹیں ٹیں سے کیا بنے گا؟ ایک تُو گفتگو نہیں کر سکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ وَّلَا

یَمْلِکُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اورنہیں مالک وہ ان کیلئے ضرر کا اور نہ نفع کا۔ الٰہ وہ ہے جو نافع بھی ہو اور ضار بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی ہستی نہیں ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو اعلان کرائے ہیں پہلا اعلان یہ کروایا کہ قُلْ ''اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا [جن:۲۱] بیشک میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔'' اور دوسرا اپنی ذات کے متعلق اعلان کروایا قُلْ ''آپ کہہ دیں لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا [اعراف:۱۸۸] میں نہیں ہوں مالک اپنے نفس کیلئے نفع کا اور نہ نقصان کا۔'' جب آنحضرت ﷺ جیسی ذات گرامی نفع نقصان کی مالک نہیں ہے تو......

؎ دیگراں راچہ رسد

کسی کو کیا اختیار ہوسکتا ہے مگر جب لوگوں کی عقل ماری جائے تو پھر قبروں کی پوجا کرتے ہیں، بزرگوں کی پوجا کرتے ہیں اور بہت کچھ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ

مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق قَالَ فرمایا لَهُمْ ان کو هٰرُوْنُ ہارون علیہ السلام نے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنَّمَا پختہ بات ہے فُتِنْتُمْ بِهٖ تم فتنے میں ڈالے گئے اس بچھڑے کیساتھ وَاِنَّ اور بیشک رَبَّكُمُ تمہارا رب الرَّحْمٰنُ رحمان ہے فَاتَّبِعُوْنِيْ پس تم میری اتباع کرو (عملاً) وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ اور میرے حکم کی طاعت کرو (قولاً) قَالُوْا کہنے لگے لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ ہم ہرگز نہیں ٹلیں گے اس سے عٰكِفِيْنَ جھکے رہیں گے حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى

یہاں تک کہ لوٹ آئیں ہماری طرف موسیٰ علیہ السلام قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام
نے یٰھٰرُوْنُ اے ہارون علیہ السلام مَا مَنَعَکَ کس چیز نے آپ کو روکا اِذْ
رَاَیْتَھُمْ جب آپ نے دیکھا ان کو ضَلُّوْآ کہ گمراہ ہو گئے ہیں اَلَّا تَتَّبِعَنِ کہ تم
نے میری پیروی کیوں نہ کی اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ کیا آپ نے میرے حکم کی
نافرمانی کی قَالَ فرمایا یَبْنَؤُمَّ اے میری ماں کے بیٹے لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ آپ
نہ پکڑیں میری داڑھی کو وَلَا بِرَاْسِیْ اور نہ میرے سر کو اِنِّیْ خَشِیْتُ بیشک
مجھے خوف ہوا اَنْ تَقُوْلَ کہ آپ کہیں گے فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ آپ
نے تفریق ڈالی بنی اسرائیل کے درمیان وَلَمْ تَرْقُبْ اور آپ نے انتظار نہیں کیا
قَوْلِیْ میری بات کا قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے فَمَا خَطْبُکَ تیرا کیا
معاملہ ہے یٰسَامِرِیُّ اے سامری قَالَ سامری نے کہا بَصُرْتُ دیکھی میں
نے بِمَا وہ چیز لَمْ یَبْصُرُوْا بِہٖ جس کو ان لوگوں نے نہیں دیکھا فَقَبَضْتُ پس
اٹھائی میں نے قَبْضَۃً ایک مٹھی مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فرشتے کے نشان سے
فَنَبَذْتُھَا پس میں نے اس کو پھینک دیا بچھڑے میں وَکَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِیْ
نَفْسِیْ اور اسی طرح آمادہ کیا میرے لئے میرے نفس نے قَالَ فرمایا موسیٰ
علیہ السلام نے فَاذْھَبْ پس تم جاؤ فَاِنَّ لَکَ پس تیرے لئے ہے فِی
الْحَیٰوۃِ زندگی میں اَنْ تَقُوْلَ یہ کہ تم کہو گے لَا مِسَاسَ نہ چھوؤ وَاِنَّ لَکَ
اور بیشک تیرے لئے مَوْعِدًا ایک وعدے کا وقت ہے لَّنْ تُخْلَفَہٗ ہرگز تیرے

ساتھ اس کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی وَانْظُرْ اِلٰٓی اِلٰھِکَ اور دیکھ اپنے معبود کو الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْہِ جس پر سارا دن تو عَاکِفًا جھکا رہا لَنُحَرِّقَنَّہٗ البتہ ہم ضرور اس کو جلائیں گے ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّہٗ پھر البتہ ضرور اس کو اڑا دیں گے فِی الْیَمِّ بحر قلزم میں نَسْفًا اڑا دینا اِنَّمَآ پختہ بات ہے اِلٰھُکُمُ تمہارا معبود اللّٰہُ اللہ جل جلالہ ہے الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا وسیع ہے وہ ہر چیز پر از روئے علم کے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تورات لینے کیلئے کوہ طور پر جا رہے تھے تو ہارون علیہ السلام کو تاکید فرمائی کہ قوم کے مزاج سے تم واقف ہو کہ یہ شرارت پسند لوگ ہیں لہٰذا ان کی خوب نگرانی کرنا۔ لیکن ہوا یہ کہ سامری نے بچھڑا بنا کر اس کی عبادت شروع کرا دی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے پورا زور صرف کیا ان کو سمجھانے میں مگر وہ باز نہ آئے۔ اس کا ذکر ہے وَلَقَدْ قَالَ لَھُمْ ھٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ اور البتہ تحقیق فرمایا ان کو ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے طور سے واپس آنے سے پہلے یعنی ان کی غیر حاضری میں فرمایا یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِہٖ اے میری قوم پختہ بات ہے تم فتنے میں ڈالے گئے ہو اس بچھڑے کی وجہ سے۔ اے ظالمو! تم نے بچھڑے کو الٰہ بنالیا ہے وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ اور بیشک تمہارا رب رحمان ہے۔

لفظ رحمٰن اور رحیم میں فرق :

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لفظ رحمٰن اور رحیم میں فرق بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رحمٰن اسے کہتے ہیں جو بن مانگے دے اور رحیم اسے کہتے ہیں

جو مانگنے پر دیتا ہے رب تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے بغیر مانگے کے دیا ہے وجود یا آنکھیں دیں، کان دیئے، زبان دی، ہونٹ دیئے، ٹانگیں دیں، ہاتھ دیئے، ہمیں کیا شعور تھا، ہمیں کیا شد بدھ تھی یہ تمام نعمتیں رب تعالیٰ نے بغیر مانگنے کے دی ہیں۔ تو فرمایا رب تمہارا رحمٰن ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ پس تم میری اتباع کرو اتباع ہوتی ہے عمل میں اور اطاعت ہوتی ہے قول میں تو عملی طور پر میری اتباع کرو وَاَطِیْعُوْٓا اَمْرِیْ اور میرے حکم کی طاعت کرو قولاً فعلاً میری پیروی کرو۔ اس سامری شیطان کی پیروی نہ کرو، بچھڑے کو معبود نہ بناؤ اور بد باطن لوگ ہوتے تھے جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا قَالُوْا کہنے لگے لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْہِ ہم ہرگز نہیں ٹلیں گے اس سے، اسی پر عٰکِفِیْنَ جھکے رہیں گے اسی کی عبادت کریں گے حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئیں ہمارے پاس۔ ان کے آنے تک ہم اس کی عبادت کریں گے کیونکہ ہمیں سبق دیا گیا ہے کہ اس میں جو ٹیں ٹیں کر رہا ہے وہ رب ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا جلالی مزاج :

موسیٰ علیہ السلام تورات کی دس تختیاں لے کر آئے تھے چونکہ رب تعالیٰ کی توحید میں خلل نظر آ رہا تھا اور جلالی مزاج تھے جب حضرت ہارون علیہ السلام پر نظر پڑی وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْہِ یَجُرُّہٗٓ اِلَیْہِ [اعراف: ۱۵۰] ''اور ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں کو اور پکڑ لیا اپنے بھائی کے سر کو اور اس کو کھینچا اپنی طرف۔ اگرچہ القی کے معنی پھینکنے کے بھی آتے ہیں مگر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ تختیاں جلدی سے نیچے رکھ دیں (حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا تاکہ ہارون علیہ السلام کیساتھ دو ہاتھ کرلیں۔) ہارون علیہ السلام نے پٹے رکھے ہوئے تھے اور داڑھی بھی۔ سر

کے پٹوں اور داڑھی سے پکڑا کہ رب تعالیٰ کی توحید میں خلل آیا اور تم خاموش رہے ہارون علیہ السلام طبعاً نرم مزاج تھے رب تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوتی ہے کسی کا قد بڑا کسی کا چھوٹا شکلوں مین بھی فرق ہوتا ہے مزاجوں میں بھی فرق ہوتا ہے عقل، فہم، فراست میں بھی فرق ہوتا ہے یہ سب رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو پکڑا اور قَالَ فرمایا یٰـھٰرُوْنُ مَا مَنَعَکَ اے ہارون علیہ السلام تجھے کس چیز نے روکا اِذْ رَاَیْتَھُمْ ضَلُّوْآ جب آپ نے دیکھا کہ گمراہ ہوگئے ہیں۔ اَلَّا تَتَّبِعَنِ کہ تم نے میری پیروی کیوں نہ کی۔

دو تفسیریں :

اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خیال کیا کہ شاید انہوں نے پوری طرح تبلیغ نہیں کی چونکہ نرم مزاج تھے میری بات پر اچھی طرح عمل نہیں کیا میں نے کہا تھا ان لوگوں کی نگرانی کرنا تم نے نگرانی نہیں کی۔ دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ تم میرے پیچھے کیوں نہیں آئے جب آپ نے دیکھا کہ یہ گمراہ ہو گئے اور تمہاری بات نہیں مانتے تو آپ میرے پیچھے چلے آتے اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ کیا آپ نے میرے حکم کی نافرمانی کی جس طرح ڈٹ کر تبلیغ کرنے کا حق تھا اس طرح نہیں کی موسیٰ علیہ السلام کے خیال کے مطابق میرے پیچھے کیوں نہیں آئے قَالَ ہارون علیہ السلام نے کہا یَبْنَؤُمَّ اے میری ماں کے بیٹے! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران بن قہث بن لاوی بن یعقوب علیہم السلام تھا۔ اپنے دور کے بڑے نیک بزرگ تھے اور والدہ کا نام یوحاند عربی میں لکھتے ہیں اور اردو میں یوکابد لکھتے ہیں رحمہا اللہ جس طرح وہ ماں کے بیٹے ہیں باپ کے بھی بیٹے ہیں لیکن چونکہ ماں میں شفقت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت باپ کے اس لئے

ماں کا ذکر کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ ماں میں یہ شفقت نہ رکھتے تو بچے کی کبھی تربیت نہ ہو سکتی۔ اسی شفقت کا نتیجہ ہے کہ اپنے بچوں کی گرمی سردی دھوپ چھاؤں میں خدمت کرتی ہے اور خود تکلیف برداشت کرتی ہے ورنہ اس طرح کون تکلیف اٹھاتا ہے۔ فرمایا اے میری ماں کے بیٹے لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ نہ پکڑ میری داڑھی کو وَلَا بِرَاْسِیْ اور نہ میرے سر کو اِنِّیْ خَشِیْتُ بیشک مجھے خوف ہوا اَنْ تَقُوْلَ کہ آپ کہیں گے فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ آپ نے تفریق ڈال دی بنی اسرائیل کے درمیان۔ اس لئے میں آپ کے پیچھے نہیں آیا باقی میں نے سمجھانے میں کوئی کمی نہیں کی اتنا سمجھایا کہ کَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ [اعراف:۱۵۰] ''قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے۔'' پہلے موسیٰ علیہ السلام کا یہ خیال تھا کہ چونکہ یہ نرم مزاج تھے ان کی نرمی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے لیکن جب تسلی ہوگئی تو پھر اپنے لئے بھی دعا کی اور بھائی کیلئے بھی دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ [ایضاً:۱۵۱] ''اے پروردگار! معاف کر دے مجھے اور میرے بھائی کو۔'' بظاہر یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک یہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام عمر میں بڑے تھے اور موسیٰ علیہ السلام چھوٹے تھے تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کی بے حرمتی کیوں کی۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی ہیں۔ نبی کی توہین، داڑھی اور سر کو پکڑ کر کھینچنا یہ اپنی جگہ گناہ ہے۔ دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ نہ بڑے بھائی کی توہین کی ہے اور نہ نبی کی توہین کی ہے بلکہ رب تعالیٰ کی توحید میں خلل دیکھ کر برداشت نہیں ہوا۔ اصل مقصد غصہ ہے کہ رب تعالیٰ کی توحید کیخلاف یہ کاروائی کیوں ہوئی ہے۔ تو ہارون علیہ السلام نے کہا کہ میں نے سمجھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی البتہ آپ کے پیچھے اس لئے نہیں آیا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق کیوں ڈالی کیونکہ جب میں آپ کے پیچھے اس لئے نہیں آیا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ آپ نے بنی

اسرائیل کے درمیان تفریق کیوں ڈالی کیونکہ جب میں آپ کے پیچھے آتا تو کچھ میرے ساتھ آتے کچھ پیچھے رہ جاتے تو یہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے اور آپ یہ بھی کہتے کہ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ اور آپ نے انتظار نہیں کیا میری بات کا میرے آنے تک۔ تو یہ کام نہ کرتے کہ کچھ ساتھ لے جائے اور کچھ وہاں چھوڑ آئے۔ جب یہ معاملہ صاف ہو گیا کہ ہارون علیہ السلام نے وضاحت فرما دی تو پھر سامری کی خبر لی قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے فَمَا خَطْبُکَ یٰسَامِرِیُّ وَمَا حَالُکَ وَمَا شَانُکَ وَمَا بَالُکَ اے سامری! تمہارا کیا حال ہے بتاؤ تم نے یہ کاروائی کیوں کی ہے قَالَ سامری نے کہا بَصُرْتُ میں نے دیکھی بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِہٖ وہ چیز جس کو انہوں نے نہیں دیکھا فَقَبَضْتُ قَبْضَۃً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ پس اٹھائی میں نے ایک مٹھی فرشتے کے نشان سے۔ اے مَنْ حَافِرِ فَرَسِ الرَّسُوْلِ ''یعنی جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نشان سے۔'' ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جس وقت فرعونیوں کو بحر قلزم میں غرق کیا گیا اس وقت جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے گھوڑے کا نام حیزوم تھا۔

جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا ذکر :

بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ بدر کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو آدمی دیکھے سفید رنگ کے کپڑے زیب تن کئے ہوئے گھوڑوں پر سوار تھے حیران ہوئے کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ تو نہیں آئے ان کے ہاتھ میں چابک تھے جب کافر کو مارتے تھے پشت کے بل گرا دیتے تھے بعد میں انہوں نے اس کا ذکر آنحضرت ﷺ کے سامنے کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام تھے اور جبرائیل علیہ السلام جس گھوڑے پر سوار تھے اس کا نام حیزوم تھا۔ تو سامری نے دیکھا کہ وہ گھوڑا

جس جگہ پاؤں رکھتا ہے وہ جگہ فوراً سرسبز ہو جاتی ہے جس طرح خضر علیہ السلام جس جگہ بیٹھتے تھے یا پاؤں رکھتے تھے وہ جگہ سرسبز ہو جاتی تھی اسی وجہ سے ان کا نام خضر ہے خضر کے معنٰی سبز ورنہ ان کا اصل نام تو بلیا بن ملکان علیہ السلام ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر تھے اور جمہور کے نزدیک پیغمبر تھے اور ذوالقرنین کے وزیراعظم تھے اور جمہور اس کے قائل ہیں کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں علم عقائد کی مشہور اور مستند کتاب ہے ''خیالی'' اس میں یہ لکھا ہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں دو آسمانوں پر اور دو زمین پر، حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات دلائل قطعی سے ثابت ہے اور حضرت عیسیٰ کی حیات اور نزول کا منکر پکا کافر ہے اس پر میری مستقل کتاب ہے ''توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام'' اس میں قیامت کی نشانیاں، مہدی علیہ السلام کا ظہور، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال کا خروج، زلزلوں کی آمد یہ سب واقعات احادیث اور تاریخ کی روشنی میں بیان کئے ہیں اس کو ضرور پڑھیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام کی حیات قطعی دلیل سے نہیں ہے ظنی دلیل سے ہے۔ تو سامری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی تھوڑی سی برکت کیلئے اٹھا کر رکھ لی۔ پھر کیا ہوا فَنَبَذْتُهَا پس میں نے اس کو پھینک دیا بچھڑے میں اس کے منہ میں ڈالی وہ ٹیں ٹیں کرنے لگ گیا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ اور اسی طرح آمادہ کیا میرے لئے میرے نفس نے۔ میرے نفس نے میرے لئے یہ کاروائی مزین کی میں نے سمجھا کہ اس مٹی میں کرشمہ ہے چونکہ جگہ فوراً سرسبز ہو جاتی تھی قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فَاذْهَبْ پس تم جاؤ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ پس تیرے لئے ہے زندگی میں اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ کہ تم کہو گے نہ چھوؤ تیرے لئے یہ سزا ہو گی کہ تو کہتا پھرے گا مجھے ہاتھ نہ لگانا جو شخص سامری کو ہاتھ لگاتا تھا اس کو تیز بخار ہو

جاتا ہے ایسا کہ نا قابل برداشت اور ہاتھ لگانے والے کو بھی بخار چڑھ جاتا ہے سامری نے تو لوگوں کو جمع کرنے کا ڈھونگ رچایا تھا رب تعالیٰ نے یہ سزا دی کہ اب لوگوں کو کہتا تھا کہ میرے قریب نہ آنا اور جو کوئی قریب آتا تو یہ دوڑ لگا دیتا ہندوؤں نے بھرشٹ ہونا یہیں سے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو نہ ملنا ہندو دوسرے کو قریب نہیں آنے دیتے کہ مجھے بھرشٹ ہو جاتا ہے وَاِنَّ لَکَ مَوْعِدًا اور بیشک تیرے لئے ایک وعدے کا وقت ہے لَنْ تُخْلَفَهٗ ہرگز تیرے ساتھ اس کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔ موت کا وقت بھی ہے اور قیامت کا وقت بھی۔ اور تیرے لئے دنیا کی سزا یہ ہے کہ تم لوگوں سے بھاگتے پھرو گے اور قیامت کی سزا اپنی جگہ ہوگی۔ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ اور دیکھ اپنے الٰہ کی طرف جو بچھڑا تو نے بنایا تھا الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا وہ جس پر سارا دن تو جھکا رہتا تھا اسکو دیکھو لَنُحَرِّقَنَّهٗ البتہ ضرور ہم اس کو جلائیں گے ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ پھر ہم اس کو اڑا دیں گے فِی الْیَمِّ بحر قلزم میں نَسْفًا اڑا دینا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب :

بعض ملحدوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ بچھڑا سونے چاندی کا تھا اور سونا چاندی تو جلتا نہیں ہے وہ تو پگھلتا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے فرمایا کہ ہم اس کو جلا دیں گے اور پھر بحر قلزم میں اڑا دیں گے۔ تو مفسرین کرام رحمہم اللہ اس کے دو جواب دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کے دوسرے کام کون سے سمجھ آتے ہیں لاٹھی کا اژدھا بننا کیا سمجھ میں آتا ہے؟ لاٹھی کے مارنے سے سمندر کا پھٹ جانا کیا سمجھ میں آتا ہے؟ ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالیں تو روشن ہو جائے کیا یہ سمجھ میں آتا ہے کہ سونے کا جلنا سمجھ میں آ جائے۔ تو جس طرح دوسرے سارے معجزات ہیں یہ بھی معجزہ ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آج بھی لوگ سونے

چاندی کا کشتہ مارتے ہیں سونے اور چاندی کو راکھ بنا کر استعمال کرتے ہیں تو کیا حکیم ڈاکٹر سونے چاندی کو راکھ بنا سکتے ہیں اور خدا کا پیغمبر نہیں بنا سکتا؟ اس میں کیا شک ہے حق کی باتوں پر تعجب کرنا اور انکار کرنا ایمان کے خلاف ہے۔ فرمایا اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ پختہ بات ہے کہ تمہارا معبود اللہ ہے وہ کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے معبود کوئی مگر وہی صرف وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا وہ وسیع ہے ہر شے پر ازروئے علم کے۔ یہ جو تم نے خود ساختہ بنایا ہے یہ کوئی شے نہیں ہے الٰہ صرف رب تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔

كَذٰلِكَ

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ ع وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾

كَذٰلِكَ اسی طرح نَقُصُّ ہم بیان کرتے ہیں عَلَيْكَ آپ کے سامنے مِنْ اَنْۢبَآءِ خبروں سے مَا ان امتوں کی قَدْ سَبَقَ تحقیق جو گذر چکی ہیں وَ قَدْ اٰتَيْنٰكَ اور تحقیق ہم نے دیا آپ کو مِنْ لَّدُنَّا اپنی طرف سے ذِكْرًا ذکر مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ جو اعراض کرے گا اس ذکر سے فَاِنَّهٗ پس بیشک وہ يَحْمِلُ اٹھائے گا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن وِزْرًا بوجھ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ہمیشہ رہیں گے اس میں وَسَآءَ لَهُمْ اور برا ہوگا ان کیلئے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن حِمْلًا بوجھ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ جس دن پھونکی جائے گی بگل وَنَحْشُرُ

الْمُجْرِمِيْنَ اور ہم اکٹھا کریں گے مجرموں کو يَوْمَئِذٍ اس دن زُرْقًا نیلی آنکھوں والے ہونگے يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ آہستہ آہستہ گفتگو کریں گے آپس میں اِنْ لَّبِثْتُمْ نہیں ٹھہرے تم اِلَّا عَشْرًا مگر دس دن اور دس راتیں نَحْنُ اَعْلَمُ ہم خوب جانتے ہیں بِمَا يَقُوْلُوْنَ جو وہ کہیں گے اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ جس وقت کہے گا ان میں سے اچھا طَرِيْقَةً روش کے لحاظ سے اِنْ لَّبِثْتُمْ نہیں ٹھہرے تم اِلَّا يَوْمًا مگر ایک دن وَيَسْئَلُوْنَكَ اور سوال کرتے ہیں آپ سے عَنِ الْجِبَالِ پہاڑوں کے بارے میں فَقُلْ پس آپ کہہ دیں يَنْسِفُهَا رَبِّيْ اڑا دے گا ان کو میرا رب نَسْفًا اڑا دینا فَيَذَرُهَا پس چھوڑ دے گا ان پہاڑوں کی جگہ کو قَاعًا میدان صَفْصَفًا ہموار لَّا تَرٰى فِيْهَا نہیں دیکھیں گے آپ اس میں عِوَجًا کوئی موڑ وَّلَآ اَمْتًا اور نہ اونچی نیچی جگہ يَوْمَئِذٍ اس دن يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ پیروی کریں گے پکارنے والے کی لَا عِوَجَ لَهٗ کوئی کجی نہیں ہوگی اس کیلئے وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ اور پست ہو جائیں گی آوازیں لِلرَّحْمٰنِ رحمان کے سامنے فَلَا تَسْمَعُ پس آپ نہیں سنیں گے اِلَّا هَمْسًا مگر پاؤں کی آہٹ۔

اس سے پہلے کئی رکوعوں میں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام، فرعون، بنی اسرائیل، سامری کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں جس طرح ہم نے تفصیل کیساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور فرعون اور سامری کا واقعہ

بیان کیا ہے مِنْ اَنْبَآءِ مِنْ تبعیضیہ ہے اور اَنْبا نباءٌ کی جمع ہے نباءٌ کا معنٰی ہے خبر۔ تو معنٰی ہوگا خبروں میں سے کچھ مَا ان امتوں کی خبریں قَدْ سَبَقَ جو پہلے گذر چکی ہیں۔یعنی جسطرح ہم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے اسی طرح پہلی امتوں کے واقعات میں سے بھی کچھ کچھ بیان کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔رب تعالیٰ نے یہ قصے بیان کرنے کی حکمت خود بیان فرمائی فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [اعراف:۱۷۶]''پس آپ بیان کریں حالات تاکہ یہ لوگ غور وفکر کریں۔'' کہ فرمانبرداروں کیساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک کیا اور نافرمانوں کا یہ حشر ہوا۔یہ سبق دینے کیلئے واقعات بیان ہوئے ہیں۔

حفاظتِ قرآن :

وَ قَدْ اٰتَيْنٰكَ اور تحقیق ہم نے دیا آپ کو مِنْ لَّدُنَّا اپنی طرف سے ذِكْرًا قرآن پاک کا نام ذکر بھی ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [حجر:۹]'' بیشک ہم نے نازل کیا ہے ذکر یعنی نصیحت والی کتاب کو اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' جس کی حفاظت کی ذمہ داری رب تعالیٰ نے لی ہو اس کو کون بگاڑ سکتا ہے؟ دنیائے کفر نے پورا زور لگایا ہے قرآن حکیم میں تحریف کرنے کا لیکن آج تک کامیاب نہیں ہوئے اور نہ قیامت تک کامیاب ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔امت مرحومہ نے قرآن پاک کے الفاظ کی حفاظت کی، لب ولہجہ کی حفاظت کی، ترجمہ وتفسیر کی حفاظت کی ہے الحمدللہ! حفاظت کے جتنے جتنے انتظامات تھے وہ سب کے سب کئے ہیں۔فقہاء کرامؒ جو دین کی حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ رمضان المبارک میں ایک دفعہ قرآن پاک کا سننا مسلمان کے ذمہ لازم ہے اور جس جگہ جماعت ہوتی ہے تراویح میں وہاں ایک

دفعہ قرآن پاک سنانا سنت مؤکدہ ہے تا کہ براہ راست ہر مسلمان اپنے کانوں کیساتھ قرآن پاک کو سن لے تو قرآن پاک کا نام ذکر بھی ہے اور قرآن پاک کا نام فرقان بھی ہے ۔سورۃ الفرقان میں ہے تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ ''فرقان کا معنیٰ ہے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب۔''

قرآن پاک سے اعراض کی سزا :

تو فرمایا کہ ہم نے دیا آپ کو اپنی طرف سے ذکر قرآن پاک مَنْ اَعْرَضَ عَنْہُ جو اعراض کرے گا اس ذکر سے فَاِنَّہٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وِزْرًا پس بیشک وہ اٹھائے گا قیامت والے دن بوجھ انکار کا۔یعنی انکار کا جو معنوی طور پر بوجھ ہوگا وہ اس کے کاندھے پر ہوگا جیسے کوئی کہتا ہے کہ مجھ پر قرضے کا بوجھ ہے، مجھ پر اہل خانہ کے خرچے کا بوجھ ہے، مجھ پر فلاں چیز کا بوجھ ہے۔اب ظاہر بات ہے کہ اس کی پیٹھ پر کوئی بوری تو نظر نہیں آتی لیکن اس کی ذمہ داری ہے ذمہ داری کا بوجھ گردن پر ہوتا ہے تو جو قرآن پاک سے اعراض کرے گا اس نافرمانی کا بوجھ وہ اٹھائے گا قیامت والے دن جس طرح دوسرے بوجھ اٹھائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے ایک روایت سنائی کہ جس شخص نے چوری کی قیامت والے دن وہ چیز اس کے کندھے پر ہوگی ، اونٹ چرایا ہے، گائے چرائی ہے، بکری چرائی ہے۔اونٹ اپنی آواز نکال رہا ہوگا، گائے بکری اپنی آواز نکال رہی ہوگی۔ایک مسخرہ سا آدمی بیٹھا تھا کہنے لگا حضرت !ایک آدمی نے اونٹ چوری کیا ہے گائے چوری کی ہے تو وہ اس چھوٹی سی گردن اور پیٹھ پر کیسے اٹھائے گا یا کسی چور نے ایک سے زیادہ اونٹ چرائے ہیں تو وہ ان کو گردن پر کیسے اٹھائے گا اس کی گردن پر کیسے آئیں گے۔اس نے حضرت ابو ہریرہ ﷛ کی حدیث کو کاٹنا چاہا مگر وہ ابو ہریرہ تھے ﷛۔ فرمایا تو نے یہ حدیث نہیں سنی کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض ایسے مجرم ہونگے کہ ان کے کندھے کو اتنا چوڑا کر دیا جائے گا کہ تیز رفتار گھوڑا کندھے کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک تین دن میں پہنچے گا ؟اس نے کہاہاں !یہ حدیث سنی ہے اور فرمایا کہ یہ بھی سنا ہے کہ مجرموں کو احد پہاڑ کے برابر چوڑا کر دیا جائے گا جتنا وہ پھیلا ہوا ہے؟اس نے کہا سنا ہے۔تو فرمایا اب بتا کتنے اونٹ اس پر لادے جا سکتے ہیں۔رب تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔اور بخاری شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کیساتھ زیادتی نہ کرو،زکوٰۃ ادا کرو ایسا نہ ہو کہ قیامت والے دن اونٹ اس کی گردن پر ہو اور آوازیں نکال رہا ہو اور اٹھانے والا کہے یَارَسُولَ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ اے اللہ کے رسول میری امداد کرو میں کہہ دوں گا لَا اَمْلِکُ لَکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا قَدْ بَلَّغْتُکَ میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تجھے تبلیغ کر چکا ہوں اپنے آپ بھگتو۔

ایک موقع پر آپ نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے میری پھوپھی !اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ میں آپ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی شے کا مالک نہیں ہوں ۔اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے میری پیاری بیٹی! سَلِیْنِیْ مِنْ مَّالِیْ مَا شِئْتِ میرے پاس جو مال ہے مانگو اس میں سے جو چاہو میں دریغ نہیں کروں گا لیکن اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا بیشک میں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے تمہیں نہیں بچا سکوں گا۔تو فرمایا جو قرآن کریم سے انکار کرے گا اس کا بوجھ اٹھانے والا ہو گا قیامت والے دن خٰلِدِیْنَ فِیْہِ ہمیشہ رہیں گے اس بوجھ میں۔وہ بوجھ ان کی گردن

سے نہیں ہٹے گا وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا اور برا ہوگا ان کیلئے قیامت والے دن یہ بوجھ انکار اور نافرمانی کا يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ جس دن بگل پھونکی جائے گی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام جھکے ہوئے ہیں جیسے آدمی رکوع کی حالت میں جھکا ہوتا ہے اور منہ بگل پر رکھا ہوا ہے منتظر ہیں کہ کس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو بگل پھونکنے کا اور میں پھونک دوں یعنی یہ بوجھ اس دن اٹھائیں گے جس دن بگل پھونکی جائے گی جس کو نفخہ اولیٰ کہتے ہیں۔ ساری کائنات ختم ہو جائے گی وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ [سورہ رحمٰن] ''اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے سوا کوئی جاندار چیز باقی نہیں رہے گی۔'' پھر چالیس سال کا وقفہ ہوگا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے چالیس سال بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو اٹھائیں گے پھر وہ بگل پھونکیں گے فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ [زمر:۶۸] ''پس یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھ رہے ہونگے۔'' سب اپنی قبروں سے نکل آئیں گے اور جن کو پرندے کھا گئے، درندے کھا گئے، مچھلیاں ہڑپ کر گئیں وہ بھی آ جائیں گے، جن کو جلا کر راکھ کر دیا گیا وہ بھی آ جائیں گے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے سب رب تعالیٰ کے سامنے ہونگے۔ فرمایا وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ اور ہم جمع کریں گے مجرموں کو يَوْمَئِذٍ اس قیامت والے دن زُرْقًا اَزْرَقُ کی جمع ہے بمعنٰی بلی کی آنکھوں والا۔

فارسی میں کہتے ہیں ''گربہ چشم'' قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عربی جب کسی کی مذمت کرتے ہیں تو کہتے ہیں اَسْوَدُ الْكَبِدِ اَزْرَقُ الْعَيْنِ اَصْهَبُ السِّبَالِ ''اس کی کیا بات کرتے ہو بھئی اس کا تو جگر ہی سیاہ ہے وہ تو بلی کی آنکھوں والا ہے اس کی مونچھیں سرخ ہیں۔'' یہ ان لوگوں کا تجربہ تھا واللہ اعلم۔ کہ جس آدمی کی آنکھیں بلی کی آنکھوں کی طرح

ہوں مونچھیں سرخ ہوں تو اس کا مزاج عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے۔ تو فرمایا آنکھوں والے ہونگے یَتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ آپس میں آہستہ آہستہ گفتگو کریں گے اور کہیں گے اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا نہیں ٹھہرے تم مگر دس دن اور دس راتیں۔ دنیا میں تو تھوڑا سا عرصہ رہے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے مگر دس دن اور دس راتیں نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً جس وقت کہے گا ان میں سے اچھا روش کے اعتبار سے۔ جسکی رائے سب سے بہتر ہوگی وہ کہے گا اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا نہیں ٹھہرے تم مگر ایک ہی دن صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو آخرت کی زندگی جو نہ ختم ہونے والی ہے اس کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک دن بھی معلوم نہیں ہوتی۔ سَاعَةً ایک گھڑی بھی معلوم نہیں ہوتی۔ سورۃ النازعات میں ہے یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰهَا ''جس دن وہ لوگ قیامت کو آنکھوں سے دیکھیں گے (تو خیال کریں گے) کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر دن کا پچھلہ پہر یا دوپہر کا وقت۔'' تو آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی کے مقابلہ میں یہ زندگی کچھ بھی نہیں ہے۔ قیامت کا ذکر آیا کہ منکر لوگ انکار کا بوجھ قیامت والے دن اٹھائیں گے تو منکر لوگوں نے کہا کہ قیامت تو نام ہے توڑ پھوڑ کا تو اس وقت یہ بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے؟

قیامت کے دن توڑ پھوڑ :

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ اور یہ پوچھتے کرتے ہیں آپ سے پہاڑوں کے بارے میں کہ یہ کہاں جائیں گے فَقُلْ پس آپ کہہ دیں یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا اڑا دے گا ان کو میرا رب اڑا دینا۔ سورۃ القارعہ میں ہے وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ''اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح۔'' فَیَذَرُهَا قَاعًا پس چھوڑ

دے گا ان پہاڑوں کی جگہ کو میدان صَفْصَفًا ہموار۔ یہ پہاڑ سارے ختم ہو جائیں گے میدان بالکل ہموار ہو جائے گا۔ اگر کوئی مشرق کی طرف سے انڈا لڑکائے تو مغرب تک اس کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی شمال سے لڑکائے گا تو جنوب تک کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اے مخاطب! لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا نہیں دیکھیں گے آپ اس میں کوئی موڑ۔ آج موڑ اس لئے ہیں کہ راستے میں کوئی ٹیلہ آ گیا کوئی پہاڑ آ گیا جب جگہ ہموار ہوگی تو پھر موڑ کہاں ہونگے وَّ لَآ اَمْتًا اور نہ اونچی نیچی جگہ۔ آج پہاڑوں کا دس میل کا سفر خط مستقیم پر دو تین میل بھی نہیں بنتا پہاڑوں کی بلندی اور پستی میں موڑوں میں لوگ سارا دن کھپ جاتے ہیں اس وقت کوئی نشیب وفراز نہیں رہے گی بالکل برابر ہو جائے گی یَوْمَئِذٍ اس دن یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ پیروی کریں گے پکارنے والے کی لَا عِوَجَ لَهٗ کوئی کجی نہیں ہوگی اس کیلئے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام جہاں بگل پھونک رہے ہونگے سب مشرق مغرب والے شمال جنوب والے اس آواز کے پاس جمع ہو جائیں گے جیسے کعبۃ اللہ کے اردگرد سب مشرق، مغرب، شمال، جنوب والے جمع ہو جاتے ہیں ہم یہاں مغرب کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ دمشق میں ہم نے نماز پڑھی جنوب کی طرف چہرہ کر کے۔ وہاں سے کعبہ جنوب کی طرف ہے۔

سجدہ کعبہ کو نہیں کرنا کعبہ تجلیات الٰہیہ کا مرکز ہے وہ اتحاد و اتفاق کا مرکز ہے مسجود لہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مکہ کا معنیٰ ناف ہے۔ ناف انسان کے بدن میں مرکز ہے اور مکہ مکرمہ دنیا کا مرکز ہے اس لئے اس کو مکہ کہتے ہیں۔ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کو خوراک ناف کے ذریعے ملتی ہے اور مالی خوراک سارے عالم کو مکہ کے ذریعے ملتی ہے اور سب سے پہلا گھر جو رب تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنایا گیا وہ بھی مکہ مکرمہ میں ہے اِنَّ

اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ [آل عمران:۹۶] توفرمایااس دن سارے آواز لگانے والے کی پیروی کریں گے وَ خَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ اور پست ہو جائیں گی آوازیں رحمان کے سامنے،کوئی آواز نہیں ہوگی فَلَا تَسۡمَعُ اِلَّا ھَمۡسًا پس آپ نہیں سنیں گے مگر پاؤں کی آہٹ۔جس وقت اونٹ اپنا پاؤں زمین پر رکھتا ہے تو اس کی جو ہلکی سی آواز ہوتی ہے اس کو ہمس کہتے ہیں پھر لوگوں کے پاؤں کی آواز پر بھی ہمس کا لفظ بولتے ہیں۔تو سب خاموش ہوکر رب تعالیٰ کی عدالت کی طرف جائیں گے۔قیامت حق ہے اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس وقت حقیقت سب کے سامنے آجائے گی۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ

الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ ع ۶ ۱۱ ۱۵

يَوْمَئِذٍ اس دن لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ نہیں نفع دے گی سفارش اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ مگر اس کو کہ اجازت دی اس کیلئے رحمٰن نے وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا اور راضی ہوگا اس کی بات پر يَعْلَمُ رب جانتا ہے مَا اس چیز کو بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ جو ان کے سامنے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کی ذات کا از روئے علم کے وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ اور جھک جائیں گے چہرے لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ اس ذات کے سامنے جو زندہ ہے قائم رہنے والی ہے وَقَدْ خَابَ اور تحقیق نامراد ہوا مَنْ وہ حَمَلَ

ظُلْمًا جس نے ظلم اٹھایا وَمَنْ یَّعْمَلْ اور جو شخص عمل کرے گا مِنَ الصّٰلِحٰتِ نیکیوں کا وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو فَلَا یَخٰفُ پس وہ نہیں خوف کرے گا ظُلْمًا زیادتی وَّ لَا ھَضْمًا اور نہ کمی کا وَ کَذٰلِکَ اور اسی طرح اَنْزَلْنٰہُ اتارا ہم نے اس کو قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا قرآن عربی میں وَّصَرَّفْنَا فِیْہِ اور ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی اس میں مِنَ الْوَعِیْدِ دھمکیاں لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ تاکہ وہ بچ جائیں اَوْ یُحْدِثُ لَھُمْ ذِکْرًا یا وہ پیدا کرے ان کیلئے نصیحت کو فَتَعٰلَی اللّٰہُ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اَلْمَلِکُ الْحَقُّ جو بادشاہ ہے سچا وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ اور آپ جلدی نہ کریں قرآن کیساتھ مِنْ قَبْلِ پہلے اس سے اَنْ یُّقْضٰٓی اِلَیْکَ وَحْیُہٗ کہ پوری کی جائے آپ کی طرف اس کی وحی وَقُلْ اور آپ کہہ دیں رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اے میرے رب زیادہ کر میرا علم وَلَقَدْ عَھِدْنَآ اور البتہ تحقیق ہم نے تاکید کی تھی اِلٰٓی اٰدَمَ آدم علیہ السلام کو مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے فَنَسِیَ پس وہ بھول گئے وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا اور نہیں پائی ہم نے اس کیلئے کوئی پختگی۔

مسئلہ شفاعت :

قیامت کا ذکر چلا آ رہا ہے اس کے متعلق رب تعالیٰ کا ارشاد ہے یَوْمَئِذٍ اس قیامت والے دن لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ نہیں نفع دے گی سفارش اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ مگر اس کو جس کیلئے رحمٰن نے اجازت دی وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا اور رب راضی ہوگا اس کی بات پر۔ قرآن کریم، حدیث شریف اور امت کا اس بات پر اجماع ہے شفاعت حق

ہے سوائے فرقہ معتزلہ کے، نیچریوں میں سے جو کہتا ہے کہ شفاعت نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر شفاعت کو مان لیں تو اس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو جرم کرنے پر ابھارنا ہے کہ تم گناہ کرلو شفاعت ہو جائے گی گویا یہ شوشہ چھوڑ کر شفاعت کے مسئلے سے جرائم زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا شفاعت کا سرے سے انکار کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ جس چیز کا ذکر قرآن کریم میں ہو اس سے انکار کا کیا معنٰی ؟ اصل بات یہ ہے کہ حیلے بہانے سے وہ قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔ اب تمہارے سامنے قرآن پاک کی آیت کریمہ ہے اور سورہ مریم میں بھی پڑھ چکے ہو اور بھی آیات ہیں ان کو ہم کہاں لے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ ''اس دن یعنی قیامت والے دن نہیں نفع دے گی شفاعت اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ مگر اس کو کہ اجازت دی اس کیلئے رحمٰن نے وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا اور اس کی بات پر رب راضی ہو۔'' جو ایمان لایا کلمہ پڑھا عقیدہ درست ہے اس کیلئے شفاعت حق ہے۔ اسی طرح شفاعت کرنے والے کیلئے بھی شرط ہے کہ وہ موحد ہو کافر نہ شفاعت کرسکتا ہے اور نہ ہی کافر کو شفاعت فائدہ دے گی۔ سب سے بڑی شفاعت آنحضرت ﷺ کریں گے جسکا نام شفاعت کبریٰ ہے۔ بڑی شفاعت وہ اس طرح کہ میدان محشر میں ساری کائنات جمع ہوگی یہ سورج جو آج ہمارے سے کروڑوں میل کی مسافت پر ہے اور جون جولائی میں ہم اس کی تپش گوارہ نہیں کرسکتے یہ میل یا دو میل کی مسافت پر ہوگا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ [سورۃ المعارج] پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہوگا لوگ پسینے میں ڈوبے ہونگے، کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی ناف تک، کوئی حلق تک اور کوئی کانوں تک وَدَعْوَةُ الْاَنْبِيَآءِ رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ خدا کے پیغمبر کہیں گے پروردگار سلامتی فرما، پروردگار سلامتی فرما۔ عجیب قسم کا منظر ہوگا لوگ اکٹھا کر کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی

سفارشی بناؤ تا کہ اس پریشانی سے تو رہائی ملی۔ فیصلہ تو جو ہونا ہے وہ تو اپنی جگہ ہونا ہے جلدی ہو جائے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں حساب کتاب شروع ہو جائے وہ معذرت کریں گے پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی معذرت کریں گے، ہوتے ہوتے آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں گے مقام محمود میں لواء الحمد، حمد کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا اس کے نیچے آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر پڑیں گے آٹھ دن یا پندرہ دن کا لمبا سجدہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یُلْهِمُنِیْ رَبِّیْ مَحَامِدَ لَمْ تَحْضُرْنِیْ اَلْاٰن اس سجدے میں اللہ تعالیٰ مجھے ایسے کلمات الہام فرمائیں گے جو اس وقت مجھے معلوم نہیں ہیں۔ ان کلمات کے ذریعے میں رب تعالیٰ کی تعظیم اور تسبیح بیان کروں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ سر اٹھاؤ سفارش کرو آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ یہ شفاعت کبریٰ ساری مخلوق کے حساب کی جلدی کیلئے ہوگی اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ اس کے علاوہ خدا کے پیغمبر بھی سفارش کریں گے، فرشتے بھی سفارش کریں گے، شہید بھی سفارش کریں گے، حفاظ قرآن بھی سفارش کریں گے، علماء اور اولیاء بھی سفارش کریں گے، چھوٹے بچے جو فوت ہوئے ہیں وہ بھی سفارش کریں گے بشرطیکہ ماں باپ نے بین نہ کیا ہو، آواز کیساتھ روئے نہ ہوں اگر آواز کیساتھ روئے ہونگے تو شفاعت سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ درجہ بدرجہ شفاعتیں حق ہیں ان کا انکار قرآن وحدیث اور اجماع امت کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس دن نفع نہیں دے گی شفاعت مگر اس کو جس کیلئے رحمٰن اجازت دے گا اور جس کی بات پر رب راضی ہوگا یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو مخلوق کے آگے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے۔

یہ خلف زمانی بھی ہے اور مکانی بھی ہے۔ مکانی کا مطلب اس طرح سمجھیں کہ مثلاً اس وقت میرا منہ مشرق کی طرف ہے اور پیٹھ مغرب کی طرف ہے تو انتہائے مشرق تک میرے آگے ہے اور مغرب کے آخری حصہ تک میرے پیچھے ہے۔ تو یہ آگے پیچھے جتنی چیزیں ہیں مکان کے اعتبار سے رب تعالیٰ سب جانتا ہے اور خلف زمانی کا مطلب ہے زمانے کے اعتبار سے جو زمانہ پہلے گذرا ہے اور جو زمانہ پیچھے گذرے گا ان کی ہر شے کو رب تعالیٰ جانتا ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کی ذات کا از روئے علم کے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات کا احاطہ کر سکے حاشا وکلا ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ کی شناخت اس کی قدرت کی نشانیوں سے ہوتی ہے۔ اس دنیا میں صرف آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو آنکھوں کیساتھ دیکھا ہے کسی اور نے اس جہان میں نہیں دیکھا بس خدا کی پہچان اس کی قدرت اور کاری گری سے ہوتی ہے زمین کو دیکھو آسمان کو دیکھو، پہاڑوں کو دیکھو، دریا کو، انسان اور حیوان کو دیکھو یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ہیں وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ ''ہر چیز میں اس کیلئے نشانی ہے جو دلالت کر رہی ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔'' باقی اس کی ذات کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ''سب آنکھیں مل کر بھی رب تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔'' وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ اور جھک جائیں گے چہرے اس ذات کے سامنے جو زندہ ہے اور قائم رہنے والی ہے۔ ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ سے قائم ہے۔ اور سورہ قلم میں ہے خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ ''آنکھیں ان کی پست ہونگی تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ان پر ذلت چڑھی ہوگی۔'' فرمایا وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا اور تحقیق نامراد ہوا وہ شخص جس نے ظلم اٹھایا یعنی شرک کیا کیونکہ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ [سورہ لقمان] ''بیشک شرک بڑا ظلم

ہے۔"

ظلم کی اقسام :

ظلم کی اور بھی قسمیں ہیں جیسے شرک کے علاوہ حقوق اللہ کو ضائع کرنا، حقوق العباد کو ضائع کرنا ہے تو جس قسم کا بھی ظلم کرے گا وہ شخص نامراد ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ اور جو شخص عمل کرے گا نیکیوں کا، اچھے عمل کرے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ مومن ہو۔ صرف اچھے کام نہیں دیکھنے یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ کام کرنے والا مومن ہے یا نہیں۔ کافروں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں، ہسپتال قائم کئے ہیں، پل بنائے ہیں، سڑکیں بنائی ہیں، مسافر خانے بنائے ہیں اور کر بھی رہے ہیں بنسبت مسلمانوں کے کافروں نے چار گنا زیادہ کام کئے ہیں مگر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کاموں کی آخرت میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایمان ہو تو کتے کو پانی پلانا کام آجائے گا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں موجود ہے اور ایمان کے بغیر حاجیوں کو پانی پلانا بھی کسی کام کا نہیں ہے تو جس نے ایمان کیساتھ اچھے کام کئے فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا پس وہ خوف نہیں کرے گا زیادتی کا وَّلَا هَضْمًا اور نہ کمی کا۔ نہ تو اس کے ساتھ زیادتی ہوگی کہ جو گناہ اس نے نہیں کئے وہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں اور نہ اس کی نیکیوں میں کمی کی جائے گی جو اس نے کیا ہے وہ سب کچھ اسے ملے گا۔

فضائلِ عرب :

آنحضرت ﷺ کے اول مخاطبین چونکہ عربی تھے اور خود آنحضرت ﷺ کی زبان بھی عربی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن بھی عربی زبان میں نازل فرمایا اگر کسی اور زبان میں نازل کیا جاتا تو وہ کہہ سکتے تھے ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ [سجدہ:۴۴] "کیا یہ عجمی زبان اور

عربی لوگ۔'' یہ کیا نسبت ہوئی کہ قوم عربی ہے اور کتاب عجمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کیا اسی قوم کی زبان میں کتاب نازل فرمائی۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ عربیوں کو برا نہ کہو لِاَ نِّیْ عَرَبِیٌّ کیونکہ میں عربی ہوں۔ تو میری طرف بھی برائی کی نسبت کی جائے گی وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ اور قرآن پاک عربی میں ہے وَلِسَانُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ اور جنتیوں کی زبان بھی عربی ہوگی۔ تو سب کی طرف برائی کی نسبت ہو جائے گی۔ ہاں! تعیین کر کے کسی برے کی برائی بیان کرنا اور بات ہے چاہے وہ عربی ہو یا عجمی ہو کہ فلاں شخص ایسا ہے مجموعی لحاظ سے عربیوں کو برا کہنا گناہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے شاعر تھے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کافر اشعار میں آپ کی مذمت کرتے تھے یہ اشعار میں ان کا جواب دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کا جواب دو مگر یہ بتلاؤ کہ جس وقت تم قریش کی مذمت کرو گے تو میں بھی قریشی ہوں تو میری بھی مذمت ہو جائے گی۔ کہنے لگے حضرت! میں آپ ﷺ کو درمیان سے ایسے نکال لونگا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے مثلاً میں یہ نہیں کہوں گا کہ سب قریشی برے ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ جو مشرک کافر ہیں وہ برے ہیں جو نافرمان ہیں وہ برے ہیں۔ تو مجموعی لحاظ سے کسی قوم کی مذمت بری ہے کیونکہ قوم میں اچھے بھی ہوتے ہیں برے بھی ہوتے ہیں۔ تو فرمایا وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا اور اسی طرح اتارا ہم نے اس کو قرآن عربی میں وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ اور ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں اس میں دھمکیاں کہ اگر تم نہیں مانو گے ہم تمہیں دنیا میں بھی سزا دیں گے، مرتے وقت تمہیں سزا دیں گے، قبر میں سزا دیں گے میدان محشر میں، پل صراط سے گذرتے وقت اور دوزخ میں سزا ہوگی۔ یہ طرح طرح کی وعیدیں ہم نے انہیں سنائی ہیں۔ کیوں؟ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ بچ جائیں رب تعالیٰ کے عذاب سے

اَوْ یُحْدِثُ لَھُمْ ذِکْرًا یا وہ قرآن پیدا کرے ان کیلئے نصیحت کو اس لئے ہم نے ان کو مختلف انداز میں سمجھایا ہے فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جو بادشاہ ہے سچا حقیقی اور سچا بادشاہ وہی ہے۔ آج تو کہتے ہیں نا میری حکومت تیری حکومت، قیامت کا دن ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم [سورہ مومن] ''آج کے دن کس کی شاہی ہے۔'' کوئی نہیں بولے گا اللہ تعالیٰ خود جواب دیں گے لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ ''اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا ہے۔'' ملک اللہ تعالیٰ کا۔ شاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے انسان تو خلیفہ ہے خلافت کا مطلب ہے اصل کی طرف سے جو احکامات ملیں ان کو نافذ کرے۔

طالبان کا دورِ حکومت :

اس خلافت کا کچھ نمونہ صرف افغانستان کے اس علاقہ میں ہے جو طالبان کے پاس ہے مکمل خلافت تو ہم نہیں کہہ سکتے جیسے خلفائے راشدین کے دور میں تھی، حضرت ابوبکر ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ کے دور میں، وہ تو ان کی خصوصیت تھی۔ خلافت راشدہ کی نقل اور اس کا نمونہ ضرور ہے۔ قرآن کے احکام، حدیث اور فقہ اسلامی کے احکام نافذ ہیں طالبان اپنی طرف سے کچھ نہیں بتاتے امریکہ اور روس جو ایک دوسرے کے شدید دشمن تھے وہ طالبان دشمنی میں دوست بن گئے ہیں اور ان پر حملہ کرنے کیلئے بہانے تلاش کر رہے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ ہمارا جہاز عدن میں تباہ کیا ہے کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں اور مسلمانوں کے چھپن ملک ہیں سب گونگے شیطان ہیں کچھ نہیں بولتے۔ اب الحمد للہ! ساری مسلم دنیا میں کچھ بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ قاہرہ میں کل بھی کانفرنس تھی اور آج بھی ہے۔ یہ ان گونگوں کا کچھ نہ کچھ گرد وغبار جھاڑیں گے پورا تو

نہیں کریں گے کیونکہ امریکہ مسلط ہے پھر بھی نہ کچھ تھوڑا بہت ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے طالبان کو کہ انہوں نے جرأت پیدا کردی ہے سب مسلمانوں کے دلوں میں۔ اب پہلے والی جھجک نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ اور آپ جلدی نہ کریں قرآن کیساتھ پہلے اس سے کہ پوری کی جائے آپ کی طرف اس کی وحی۔

احادیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب وحی لائے تو آپ ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اس خیال سے کہ میں بھول نہ جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کریں اور سورۃ القیامہ میں ہے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ''آپ اپنی زبان اس قرآن پاک کیساتھ نہ چلائیں (تاکہ آپ اس کو جلدی سیکھ لیں) بیشک اس کا آپ کے دل میں جمع کرنا اور آپ کی زبان سے اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔'' ہمارا فرشتہ آیت، رکوع جب پورا کرے پھر پڑھو۔ قرآن کیساتھ قرآن پڑھنا قرآن کی بے ادبی اور توہین ہے۔ قرآن پاک کے آداب میں ہے کہ جب پڑھا جائے تو خاموش رہو۔ سورہ اعراف آیت نمبر ۲۰۴ میں ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ''اور جب قرآن کریم پڑھا جائے پس کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' تو قرآن کریم کیساتھ قرآن پڑھنا قرآن کی توہین ہے۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا اور کہہ دیں اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ اور البتہ تحقیق ہم نے تاکید کی تھی آدم علیہ السلام کو مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ کل کے رکوع میں آئے گی فَنَسِيَ پس وہ بھول گئے وہ اس کی پابندی نہ کر سکے وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا اور نہیں پائی ہم نے آدم

علیہ السلام کیلئے پختگی وہ بات کے پختہ نہ نکلے۔اس کی تفصیل کل آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَ عَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدٰى ﴿۱۲۲﴾

وَ اِذْ قُلْنَا اور جب ہم نے کہا لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں کو اُسْجُدُوْا سجدہ کرو لِاٰدَمَ آدم علیہ السلام کو فَسَجَدُوْٓا پس انہوں نے سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے نہ کیا اَبٰى اس نے انکار کیا فَقُلْنَا پس ہم نے کہا يٰٓاٰدَمُ اے آدم علیہ السلام اِنَّ هٰذَا بیشک یہ عَدُوٌّ لَّكَ آپ کا دشمن ہے وَ لِزَوْجِكَ اور آپ کی بیوی کا فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا پس ہرگز نہ نکالے وہ تم دونوں کو مِنَ الْجَنَّةِ جنت سے فَتَشْقٰى پس تم مشقت میں پڑ جاؤ گے اِنَّ لَكَ بیشک آپ کیلئے اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا کہ نہ تم بھوکے ہو گے جنت میں وَ لَا تَعْرٰى اور نہ ننگے ہو گے وَ اَنَّكَ اور بیشک آپ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا نہ پیاسے ہو گے جنت میں وَ لَا تَضْحٰى اور نہ دھوپ میں رہو گے فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ پس وسوسہ ڈالا اس

کی طرف شیطان نے قَالَ کہا یٰٓـاٰدَمُ اے آدم علیہ السلام هَلْ اَدُلُّکَ کیا میں آپ کی راہنمائی کروں عَلٰی شَجَرَةِ ایک درخت پر الْخُلْدِ ہیشگی کا ہوگا وَمُلْكٍ اور ایسے ملک کی لَّا یَبْلٰی جو کبھی بوسیدہ نہ ہوگا فَاَكَلَا مِنْهَا پس کھالیا ان دونوں نے اس درخت سے فَبَدَتْ لَهُمَا پس ظاہر ہوگئیں دونوں کے سامنے سَوْاٰتُهُمَا دونوں کی شرمگاہیں وَطَفِقَا اور لگے دونوں یَخْصِفٰنِ جوڑنے عَلَیْهِمَا اپنے اوپر مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ جنت کے پتے وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ اور نافرمانی کی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی فَغَوٰی پس چوک گئے ثُمَّ اجْتَبٰهُ پھر منتخب کیا اسکو رَبُّهٗ اس کے رب نے فَتَابَ عَلَیْهِ پس رجوع کیا اس کی طرف وَهَدٰی اور راہنمائی فرمائی۔

کل کے درس میں تم نے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ''اور البتہ تحقیق ہم نے تاکید کی تھی آدم علیہ السلام کو اس سے پہلے پس وہ بھول گئے اور نہیں پائی ہم نے ان کیلئے پختگی۔'' وہ کس چیز کی تاکید تھی؟ ان آیات میں اس کی تفصیل ہے۔ اس سے پہلے ایک بات سمجھ لیں۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور ان گنت مخلوقات میں سے تین قسم کی مخلوق کو ذوالعقول کہتے ہیں، عقلمند مخلوق۔ فرشتے، جنات اور انسان، ان میں اللہ تعالیٰ نے عقل رکھی ہے۔ فرشتے اپنی نوع کے اعتبار سے معصوم ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے برائی کا مادہ ہی نہیں رکھا، نہ کھانے پینے کی خواہش ہے نہ جنسی خواہشات ہیں دن رات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلم شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ نُوْرٍ فرشتے نور

سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اس نور سے وہ نور نہ سمجھ لینا جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس کا ذکر سورہ نور میں ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ یہ نور جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے یہ ازلی اور ابدی ہے اس سے کوئی چیز نہیں نکلی یہ نور جس سے فرشتے پیدا کیے گئے ہیں یہ مخلوق ہے جیسے مٹی مخلوق ہے، پانی مخلوق ہے، آگ مخلوق ہے، ہوا مخلوق ہے، اسی طرح ایک نور بھی مخلوق ہے وہ فرشتوں کی تخلیق کیلئے مادہ ہے۔ اس مخلوق نور سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا۔

سجدہ تعظیمی کی حقیقت :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو۔ پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا ہماری شریعت میں تعظیمی سجدہ حرام ہے لہٰذا آج کوئی غیر اللہ کو سجدہ کرے اور کہے کہ فرشتوں نے بھی سجدہ کیا ہے تو یہ قیاس غلط ہے۔ آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن بھائی کا رشتہ جائز تھا اس طرح کہ ایک حمل سے ایک لڑکی ایک لڑکا پیدا ہوا پھر دوسرے حمل سے لڑکی لڑکا پیدا ہوا ہے تو پہلے حمل والے لڑکے کا دوسرے حمل والی لڑکی سے اور دوسرے حمل والی لڑکی کا پہلے حمل والے لڑکے سے رشتہ ہوتا تھا، باپ بھی ایک ماں بھی ایک۔ یہ ان کی مجبوری تھی کیونکہ مخلوق عام نہیں تھی آج کوئی ان کی شریعت کو لے کر بہن کیساتھ نکاح کرلے تو یہ غلط اور حرام ہوگا کیونکہ ہماری شریعت میں جائز نہیں ہے اسی طرح ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو فَسَجَدُوْٓا پس انہوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہاں اجمال ہے اور سورۃ الحجر میں تفصیل ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ ''پس تمام فرشتوں نے اکٹھا سجدہ

کیا۔" کُلُّهُمْ کالفظ بتلا رہا ہے کہ کوئی فرشتہ پیچھے نہیں رہا اور اَجْمَعُوْنَ کالفظ بتلا رہا ہے کہ سب نے اکٹھا سجدہ کیا ہے جیسے ہم جماعت کی نماز میں اکٹھے رکوع سجود کرتے ہیں علیحدہ علیحدہ نہیں کیا کہ بعضوں نے پہلے کیا ہو اور بعضوں نے بعد میں کیا ہو ایسا نہیں۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اَبٰى اس نے انکار کر دیا کہ میں سجدہ نہیں کرتا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سجدے کا حکم تو فرشتوں کو ہوا تھا ابلیس تو جن تھا؟ پندرہواں پارہ سورۃ الکہف میں تم پڑھ چکے ہو کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ "ابلیس جنات میں سے تھا پس اس نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے حکم کی۔" اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ [حجر:۲۷] "اور جنوں کو ہم نے پیدا کیا اس سے پہلے آگ کی لو سے۔" یہ تو فرشتوں میں شامل ہی نہیں ہے ،اس کی جنس الگ ،نوع الگ ،فرشتوں کی جنس الگ ،نوع الگ۔ حکم ہو رہا ہے فرشتوں کو اور عتاب ہو رہا ہے ابلیس کو بظاہر اس کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ سطحی اور ظاہری طور پر یہ اعتراض واقع ہوتا ہے لیکن قرآن پاک بڑی واضح کتاب ہے اس میں کسی جگہ اجمال ہوتا ہے اور کسی جگہ تفصیل ہوتی ہے اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا "قرآن کا بعض دوسرے بعض کی تفسیر کرتا ہے۔" چنانچہ آٹھویں پارے میں موجود ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا اسی طرح ابلیس کو بھی حکم دیا تھا قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ [اعراف:۱۲] "فرمایا رب تعالیٰ نے کس چیز نے روکا تجھ کو کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔" تو معلوم ہوا کہ جس طرح فرشتوں کو سجدے کا حکم تھا ابلیس کو بھی اسی طرح حکم تھا گو کہ وہ فرشتہ نہ تھا فرشتوں میں رہتا تھا۔ فرشتوں نے بغیر کسی قیل وقال کے بغیر کسی منطق لڑانے کے سجدہ کیا اور ابلیس اکڑ گیا۔ سورہ اعراف میں ہے کہنے لگا

اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ''میں بہتر ہوں اس سے خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ''مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے۔'' آگ نورانیت اور بلندی ہے یہ خاک پاؤں میں آنے والی ادنیٰ چیز ہے میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو کیوں سجدہ کروں۔ جیسے عورتیں لڑتی ہیں تو ایک دوسرے کو طعنے دیتی ہیں اس طرح اس نے اللہ تعالیٰ کو طعنے دینے شروع کر دیئے۔

سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۲ میں ہے کہنے لگا اَرَءَیْتَکَ هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ ''کیا بتلائیں یہ شخص ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی۔'' اگر یہاں فرشتے منطق چلاتے تو ان کی منطق ابلیس سے بہتر ہوتی۔ اگر چہ ایسا ہے نہیں [illegible] منٹ کیلئے مان لو کہ آگ مٹی سے بہتر ہے لیکن آگ سے تو نور بہتر ہے فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں وہ کہہ سکتے تھے اے پروردگار! [illegible] نوری ہو کر خاکی کو سجدہ کیوں کریں؟ لیکن نہیں! انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی فوراً [illegible] تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔ ابلیس نے اتنا بھی نہ غور کیا کہ مالک کا حکم ہے بجالاؤں۔

مثنوی شریف :

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگوں میں سے ہوئے ہیں مثنوی شریف میں انتیس ہزار اشعار ہیں۔ پہلے زمانے میں خواص تو کیا عوام بھی گھروں میں مثنوی پڑھتے تھے، فارسی زبان میں ہے، اس وقت لوگوں کی زبان بھی عموماً فارسی ہوتی تھی جن کی نہیں ہوتی تھی ان کیلئے ترجمے ہوتے تھے۔ اس میں توحید و سنت کا بیان ہے، شرک و بدعت کا رد ہے، تعلق باللہ، تصوف کے متعلق بڑی عمدہ باتیں حکایتوں کی شکل میں بیان فرمائی ہیں۔ مثنوی شریف کے اردو ترجمے بھی ہوئے ان میں بہترین ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو کئی جلدوں میں ہے پڑھنے والی کتاب ہے۔ اس میں ابلیس

لعین پر چوٹ کرتے ہوئے واقعہ نقل کرتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ راشد تو نہیں تھا خلیفہ راشد کا مقام بہت بلند ہے البتہ ایک نیک نمازی بادشاہ تھا بادشاہوں میں سے اچھا بادشاہ تھا۔ اسی طرح الپ ارسلان سلجوقی رحمۃ اللہ علیہ، صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید یلدرم رحمۃ اللہ علیہ، یہ سب نیک بادشاہوں میں سے تھے۔

ایک واقعہ :

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہندوستان پر حملہ کیا سومنات کا مندر مشہور تھا جو سونے چاندی ہیرے موتیوں سے انہوں نے سجایا ہوا تھا یہ قیمتی ہیرے موتی ساتھ لے گئے۔ ایاز ایک سپاہی کا بچہ تھا سات آٹھ سال کے قریب عمر تھی مگر بڑا سمجھ دار تھا۔ سلطان محمود غزنوی اس کو اپنے قریب بٹھاتا تھا تاکہ وہ امور مملکت کو سمجھے کسی بُرے خیال سے نہیں بٹھاتا تھا۔ وزیروں، مشیروں کو یہ بات ناگوار گزرتی کہ اس بچے کو ساتھ بٹھاتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی زیادہ کرتا ہے۔ ایک موقع پر ایک وزیر نے کہا حضرت! اس کم سن بچے کو ساتھ نہ بٹھایا کریں۔ خاموش ہوگئے۔ ایک دن اپنے ملازم خادم کو کہا کہ ایک چوڑا سا پتھر لے آئیں جب میں کہو تو لاکر میرے سامنے رکھ دینا۔ پروگرام کے مطابق جب سب وزراء آکر بیٹھ گئے تو غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قیمتی ہیرا جیب سے نکالا اور ایک وزیر کو کہا کہ اس کو پتھر پر رکھ کر توڑ دو۔ وہ حیران ہوا کہ یہ کیا حکم دے رہے ہیں نہ توڑا۔ دوسرے کو کہا، تیسرے کو کہا، چوتھے کو کہا کسی نے نہ توڑا پھر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ایاز کو کہا بیٹا تم اس کو توڑ دو۔ ایاز نے ہیرا پتھر پر رکھا ہتھوڑا مارا توڑ دیا۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا اتنا بڑا قیمتی ہیرا تھا کسی نے نہیں توڑا اور تو نے توڑ دیا؟ ایاز نے کہا کہ میرے سامنے دو چیزیں تھیں ایک ہیرے کی قیمت اور ایک آپ کے حکم کی قیمت۔ چونکہ آپ کے حکمت کی قیمت زیادہ تھی اس لئے میں

نے اس کی تعمیل کی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ نقل کر کے فرماتے ہیں کہ کاش! ابلیس لعین کو یہ بات سمجھ آ جاتی کہ بظاہر وہ اپنے آپ کو بہتر سمجھ رہا تھا لیکن دیکھتا کہ مجھے حکم کون دے رہا ہے؟ کاش! کہ اس کو ایاز جتنی سمجھ ہوتی کہ کہتا مجھے احکم الحاکمین حکم دے رہا ہے مگر وہ اکڑ گیا۔ فَقُلْنَا پس ہم نے کہا یٰٓاٰدَمُ اے آدم علیہ السلام اِنَّ هٰذَا بیشک یہ ابلیس عَدُوٌّ لَّكَ آپ کا دشمن ہے وَلِزَوْجِكَ اور آپ کی بیوی کا دشمن ہے۔ اس وقت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام جنت میں تھے۔ فرمایا یہ تمہارا دشمن ہے۔

جنت میں اہلِ جنت کی پوزیشن :

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ پس ہرگز نہ نکالے وہ تم دونوں کو جنت سے، ایسے حالات نہ پیدا کر دے کہ تم جنت سے نکالے جاؤ۔ اگر ایسا ہوا تو فَتَشْقٰى پس تم مشقت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ یہاں تو سب کچھ مفت میں تیار ملتا ہے باہر جاؤ گے تو کھیتی باڑی کرنی پڑے گی، پانی لگانا پڑے گا، گوڈی کرنی پڑے گی، مشقت ہی مشقت ہوگی۔ لہٰذا اس کو دشمن سمجھنا اور اس کی بات میں نہ آنا۔ اس جنت میں یہ ہے اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى بیشک آپ کیلئے ہے کہ تم بھوکے ہو گے جنت میں اور نہ ننگے ہو گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنت میں بھوک نہیں لگتی اگر بھوک نہیں لگے گی تو نعمتیں کس نے کھانی ہیں بھوک بھی اپنی جگہ ایک نعمت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی بھوک نہیں ہوگی اس کا مداوا نہ ہو علاج نہ ہو وہاں بھوک مٹانے کیلئے سب کچھ ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے ایک ایک جنتی سو سو آدمیوں کے برابر کھائے گا جتنا کھانا دنیا میں سو آدمی کھاتے ہیں جنت میں ایک آدمی اتنا کھائے گا اور پھر اس پر کمال یہ کہ لَا يَبُوْلُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ ''نہ پیشاب کریں گے جنت میں نہ پاخانہ۔'' نہ پیشاب آئے گا نہ پاخانہ، یہ

بخاری شریف کی روایت ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے سوال کیا حضرت! سو سو آدمیوں کے برابر کھائیں گے اور نہ پیشاب نہ پاخانہ (یہاں تو ایک آدمی دنیا کو بدبودار کر دیتا ہے، دودھ پینے والا بچہ سارے بستر کو بھر دیتا ہے مائیں دھونے میں لگی رہتی ہیں) حضرت! وہ کھانا کہاں جائے گا؟ فرمایا ڈکار آئے گا جس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی اس کیساتھ سب ہضم ہو جائے گا۔ تو فرمایا جنت میں نہ بھوکے ہوگے نہ ننگے، بہترین ریشمی لباس ملے گا اور مزیدار کھانا وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِيهَا اور بیشک آپ نہ پیاسے ہوں گے جنت میں یعنی ایسی پیاس کہ جس کے بعد پینے کیلئے کچھ نہ ہو۔ ویسے پیاس لگے گی، دودھ کی نہریں، شراب کی نہریں، شہد کی نہریں پینے کیلئے ہونگی وَلَا تَضْحٰی اور نہ دھوپ میں رہو گے۔ یہ گرمی کے زمانے میں لوگ دھوپ میں کام کرتے ہیں جلتے رہتے ہیں وہاں دھوپ میں جلیں گے نہیں۔ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ کیا جنت میں چاند سورج ہونگے یا نہیں؟ ایک گروہ کہتا ہے کہ سورج بھی نہیں ہوگا چاند بھی نہیں ہوگا۔ سورۃ الدھر میں ہے لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيرًا ''نہیں دیکھیں گے جنت میں سورج اور نہ ٹھنڈک۔'' جیسے اب سورج کے طلوع ہونے سے پہلے مطلع صاف ہو تو خوب روشنی ہوتی ہے اس طرح کی روشنی ہوگی نہ سورج ہوگا نہ چاند ہوگا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے سورج بھی ہوگا چاند بھی ہوگا لیکن سورج کی تپش اور گرمی نہیں ہوگی روشنی ہی روشنی ہوگی دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا [دہر:۱۴] ''جھکے ہونگے ان پر درختوں کے سائے۔'' اگر سورج چاند نہ ہو تو سائے کہاں سے آئیں گے؟ سائے تبھی ہونگے جب سورج چاند ہوں۔ فرمایا فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ پس وسوسہ ڈالا ان کی طرف شیطان نے۔ آدم علیہ السلام کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا قَالَ کہنے لگا يٰٓاٰدَمُ اے آدم علیہ السلام هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ

الْخُلْدِ کیا میں آپ کی راہنمائی کروں ایسے درخت پر جو ہمیشگی کا درخت ہے کہ اس کا پھل کھاؤ گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے۔ الٹی منطق چلائی کہ اگر تم یہ پھل نہیں کھاؤ گے تو رب تعالیٰ تمہیں جنت سے جلدی نکال دے گا۔ اس کا پھل کھانے کا اثر یہ ہو گا کہ تم ہمیشہ جنت میں رہو گے وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى۔ بَلٰى يَبْلٰى سَمِعَ يَسْمَعُ سے۔ اور ایسا ملک بتلاؤں جو کبھی بوسیدہ نہ ہو پس ہمت کر کے اس دانے کو چکھ لو ہمیشہ جنت میں رہو گے۔ سورہ اعراف آیت نمبر ۲۱ میں ہے وَقَاسَمَهُمَا اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ''اور ابلیس نے ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی میں تمہارا بڑا خیر خواہ ہوں۔'' لالچ بھی دیا اور قسم بھی اٹھائی۔ آدم علیہ السلام نے سوچا کہ رب کی قسم اٹھا کر بھی کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ تو آدم علیہ السلام بھول گئے فَاَكَلَا مِنْهَا پس کھا لیا ان دونوں نے اس درخت سے اور سورہ اعراف میں ہے فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ ''پس جب چکھا ان دونوں نے درخت کو۔''

جنتی درخت کونسا تھا؟

وہ کس چیز کا درخت تھا؟ جمہور فرماتے ہیں کہ گندم تھی تو گندم کے درخت تو نہیں ہوتے پودے ہوتے ہیں لیکن جنت میں وہ پودے درختوں کی طرح ہونگے۔ بعض کہتے ہیں انگور تھا، بعض کہتے ہیں انجیر تھا، بعض کہتے ہیں املوک تھا، جمہور کہتے ہیں گندم تھی۔ تو گندم کا دانہ چکھا اس کا اثر یہ ہوا کہ رب تعالیٰ کے فرشتوں نے دونوں کا لباس چھین لیا۔ آدم علیہ السلام بھی بالکل برہنہ اور حوا علیہا السلام بھی بالکل برہنہ فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا پس ظاہر ہوگئیں ان دونوں کے سامنے ان کی شرمگاہیں وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ اور لگے دونوں جوڑنے اپنے اوپر جنت کے پتے آگے پیچھے تا کہ ہمارا ستر ہو جائے وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى اور نافرمانی کی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی پس

چوک گئے۔شیطان کی قسموں کی وجہ سے دھوکے میں آ گئے اور خطا ہوگئی۔پھر رب تعالیٰ نے فرمایا اے آدم آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ کوئی منطق نہیں لڑائی ورنہ کہہ سکتے تھے پروردگار! شیطان سے پوچھو اس نے کیوں جھوٹی قسم کھائی؟ کوئی حجت نہیں کی قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [اعراف:۲۳] ''دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہم نے زیادتی کی اپنی جانوں پر اور اگر آپ ہمیں نہیں بخشیں گے تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔اس کا ذکر ہے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ پھر منتخب کیا ان کو ان کے رب نے،توبہ کیلئے انتخاب فرمایا فَتَابَ عَلَيْهِ پس رجوع کیا اس کی طرف،ان کی توبہ قبول فرمائی وَ هَدٰى اور اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی فرمائی کیونکہ وہ اکڑے نہیں ضد نہیں کی۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ﴿١٢٦﴾ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ﴿١٢٧﴾ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ ع ۱۳ / ۱۶

قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اهْبِطَا دونوں اتر جاؤ مِنْهَا اس جنت سے جَمِيعًا اکٹھے ۔بَعْضُكُمْ بعض تمہارے لِبَعْضٍ بعض کیلئے عَدُوٌّ دشمن ہوں گے فَإِمَّا پس اگر يَأْتِيَنَّكُمْ آئے تمہارے پاس مِنِّي میری طرف سے هُدًى ہدایت فَمَنِ اتَّبَعَ پس جس نے پیروی کی هُدَايَ میری ہدایت کی فَلَا يَضِلُّ پس وہ نہ گمراہ ہوگا وَلَا يَشْقَىٰ اور نہ مشقت میں مبتلا ہوگا وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي اور جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے فَإِنَّ لَهُ پس اس کیلئے مَعِيشَةً زندگی ہوگی ضَنْكًا تنگ وَنَحْشُرُهُ اور ہم اٹھائیں گے اس کو يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت والے دن أَعْمَىٰ اندھا قَالَ کہے گا رَبِّ اے میرے رب لِمَ

حَشَرْتَنِیْٓ کیوں آپ نے اٹھایا ہے مجھے اَعْمٰی اندھا وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا اور تحقیق میں دیکھنے والا تھا قَالَ فرمائے گا اللہ تعالیٰ كَذٰلِكَ اسی طرح اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا آئیں تیرے پاس ہماری آیتیں فَنَسِيْتَهَا پس تو نے ان کو بھلا دیا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى اور اسی طرح آج کے دن تو رحمت سے بھلا دیا جائے گا وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح نَجْزِيْ ہم بدلہ دیتے ہیں مَنْ اَسْرَفَ جس نے اسراف کیا وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ اور نہ ایمان لایا اپنے رب کی آیات پر وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اور البتہ آخرت کا عذاب اَشَدُّ بہت ہی سخت ہے وَاَبْقٰى اور بہت ہی پائیدار ہے اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا پس ہدایت نہیں ہوئی ان لوگوں کیلئے كَمْ اَهْلَكْنَا کتنی ہلاک کیں ہم نے قَبْلَهُمْ ان سے پہلے مِّنَ الْقُرُوْنِ جماعتیں يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ وہ چلتے پھرتے تھے ان کے ٹھکانوں میں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بیشک اس میں لَاٰيٰتٍ کئی نشانیاں ہیں لِّاُولِي النُّهٰى عقلمندوں کیلئے۔

پہلی آیات میں یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو کیونکہ اس وقت سجدہ تعظیمی جائز تھا ہماری شریعت میں ناجائز اور حرام ہے۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن ہی سمجھنا یہ تمہیں ورغلائے گا اور غلط راستے پر لگائے گا۔ تاکید کے باوجود آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئی۔

جنابِ آدم علیہ السلام کے مغالطے کی وجوہِ اربع

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے چوٹی کے مفسر ہیں وہ ''معالم التنزیل'' میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے مغالطے کی چار وجوہ تھیں۔

❀...... پہلی وجہ ابلیس لعین کا قسم اٹھانا تھا وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ آدم علیہ السلام حوا علیہا السلام کے سامنے اس نے قسم اٹھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام مغالطے میں آگئے کہ رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔

❀...... دوسری وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اس درخت کے قریب نہ جانا۔ نہی تحریمی تھی حضرت آدم علیہ السلام نے تنزیہی سمجھی۔ تنزیہی کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا نہیں چاہیے تھا اگر کر لیا ہے تو گرفت نہیں ہوگی اور تحریمی کا مطلب حرام ہے کہ اس کے قریب نہ جاؤ گرفت ہوگی۔

❀...... تیسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے خیال کیا کہ ابلس چلنے پھرنے والا ہے اس کو نسخ کا علم ہو گیا ہوگا کہ پہلے مجھے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا اور اب رب تعالیٰ نے حکم منسوخ کر دیا ہے جس کا اسے علم ہو گیا ہے اور مجھے نہیں ہوا۔

❀...... اور چوتھی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ آدم علیہ السلام نے سمجھا کہ جس درخت کی طرف رب تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے خاص یہی درخت مراد ہے۔ تو اس درخت سے نہیں کھایا اس جیسے دوسرے درخت سے پھل کھایا حالانکہ اس کی تمام نوع مراد تھی کہ یہ درخت جہاں کہیں بھی ہو اس کے قریب نہیں جانا۔ بہرحال آدم علیہ السلام دھوکے میں آگئے اور کھالیا۔

قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا اھْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا اتر جاؤتم دونوں اس جنت سے اکٹھے۔ جنت سے اتار دیا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض تمہارے بعض کیلئے دشمن ہوں گے۔ انسانوں کی آپس میں دشمنی آدم علیہ السلام سے چلی آرہی ہے۔ چھٹے پارے میں قابیل ہابیل کا ذکر ہے کہ بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا۔ تو دشمنی کا آغاز پہلے دن سے ہی شروع ہوگیا۔ تو فرمایا بعض بعض کے دشمن ہونگے فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ پس جس نے پیروی کی میری ہدایت کی فَلَا يَضِلُّ پس وہ نہ گمراہ ہوگا وَلَا يَشْقٰى اور نہ مشقت میں مبتلا ہوگا کیونکہ جو گمراہ ہوا اس کو دنیا میں بھی سزا ہوگی قبر، حشر، آخرت میں سزا ہوگی وہ مشقت میں مبتلا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں :

فرمایا اگر میری طرف سے ہدایت آئے، اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے اس نے آسمان زمین پیدا کئے اپنی مرضی سے۔ نہ پیدا کرتا اس کو کوئی پوچھ نہیں سکتا تھا۔ دنیا باقی رکھنی ہے اپنی مرضی سے، فنا کر دے اپنی مرضی سے کوئی اس کو پوچھ نہیں سکتا۔ وجوب علی اللہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ یہ اہل حق کا نظریہ ہے اور ایک فرقہ ہے معتزلہ وہ کہتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے آسمان پیدا کرنا زمین پیدا کرنا لوگوں کی ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجنا، کتابیں نازل کرنا، سب اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاقتصاد فی الاعتقاد'' میں اس کی بڑی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ اگر آئے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجبور نہیں ہے مرضی ہوئی تو تمہارے پاس ہدایت بھیجے گا تمہارا فریضہ ہے اس کو قبول کرنا، اس پر عمل کرنا۔ نیکوں کو نیکی کا

بدلہ دے گا بروں کو برائی کی سزا دے گا لیکن اس پر کوئی لازم اور واجب نہیں ہے اس کو اختیار ہے نہ دے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ پر لازم اور واجب ہے کہ وہ نیک کو نیکی کا بدلہ دے اور برے کو برائی کی سزا دے۔ اہل حق کہتے ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرے اس پر کوئی چیز لازم اور واجب نہیں ہے۔ تو فرمایا جو میری ہدایت کی اتباع کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ مشقت میں پڑے گا وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ اور جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے۔ ذکر سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ذکر سے مراد قرآن ہے کیونکہ قرآن کریم کا نام ذکر بھی ہے۔ سورۃ الحجر آیت نمبر ۹ میں ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ "بیشک ہم نے اتارا ہے ذکر کو۔" یعنی نصیحت والی کتاب کو اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن پاک کا نام قرآن بھی ہے، فرقان بھی ہے، ھدٰی بھی ہے، موعظہ بھی ہے اور بھی بہت سارے نام ہیں اور اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ذکر سے مراد رب تعالیٰ کی یاد ہے کیونکہ خطاب ہے آدم علیہ السلام کو کہ جس نے میری اطاعت کی اس کو یہ ملے گا اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا اس کیلئے معیشت تنگ ہوگی اور اس زمانے میں قرآن نازل نہیں ہوا تھا لہٰذا ذکر سے رب تعالیٰ کی یاد مراد ہے۔

بعض جزوی مسائل کا ذکر :

سورۃ الرعد میں ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ "خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر کیساتھ دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا انعام اور احسان کہ ذکر کیلئے کوئی پابندی نہیں ہے نہ وضو کی نہ وقت کی۔ اللہ تعالیٰ یہ پابندی لگا دیتے کہ میرا ذکر باوضو کرنا ہے تو وہ بے چارے جن کا وضو معدے کی خرابی کی وجہ سے یا کمزوری کی وجہ سے نہیں ٹھہرتا تو وہ

رہ سکتے تھے اے پروردگار! دل تو چاہتا ہے آپکا ذکر کرنے کو مگر وضونہیں ٹھہرتا مجبور ہیں پھر یہ بھی پابندی نہیں ہے کہ ذکر بیٹھ کر کرو۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ ''جو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے کھڑے اور بیٹھے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے تو کوئی پابندی نہیں ہے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ذکر کر سکتے ہو۔ کوئی پابندی نہیں ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر ذکر کرو دن کو، رات کو، صبح کو، شام کو۔ جنابت کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت تو نہیں کر سکتے اس کے علاوہ باقی اذکار پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اسی طرح عورتیں جن دنوں نماز نہیں پڑھ سکتی قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر سکتیں باقی اذکار کر سکتیں ہیں درود شریف پڑھ سکتیں ہیں۔

مَعِیْشَۃً ضَنْکًا کا مفہوم اور مصداق :

تو فرمایا جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا پس اس کیلئے زندگی ہوگی تنگ، روزی ہوگی تنگ۔ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا کا کیا مفہوم ہے؟ تفسیر کبیر روح المعانی میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ان میں سے ایک تفسیر یہ لکھی ہے کہ جو آدمی رب تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے اس کا دل حق کو قبول کرنے سے تنگ ہوگا برے کام اس کو آسان نظر آئیں گے اور اچھے کام ثقیل اور بوجھل نظر آئیں گے اس کے دل میں خیر داخل نہیں ہوگی اس کا دل دماغ اس سے تنگ ہوگا۔ بعض فرماتے ہیں کہ اس کی زندگی تنگ ہوگی یعنی زندگی میں راحت اور سکون نصیب نہیں ہوگا ہم غریب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مالدار لوگ بڑے عیش و آرام میں اور سہولت میں ہیں لیکن یاد رکھنا! جتنے وہ متفکر اور پریشان ہوتے ہیں اتنے غریب نہیں ہوتے۔ بیشک ان کے پاس مال ہوتا ہے وہ ہر وقت اس فکر میں ہوتے ہیں کہ دولت مزید بڑھے۔ پھر یہ فکر ہوتی ہے کہ اس کو چور ڈاکو نہ لے جائیں ہمیں کوئی قتل نہ کر

دے ہمارے کاروبار میں کمی نہ آجائے بے چاروں کی نیند حرام ہو جاتی ہے ان کی زندگی بڑی مشقت والی ہوتی ہے غریب آدمی اتنا پریشان نہیں ہوتا۔ لہٰذا غریب آدمی کو اپنی غربت پر پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث پاک میں آتا ہے بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ ''اسلام کی ابتداء بھی غریبوں میں ہوئی یہ رہے گا بھی غریبوں میں۔ غریبوں تمہیں میری طرف سے مبارک باد ہو۔'' تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں مسند بزار کے حوالے سے روایت نقل کی گئی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ یہ روایت کھری اور صحیح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَعِیْشَۃً ضَنْکًا کا معنٰی ہے قبر میں تنگی یعنی اس کی قبر تنگ ہوگی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس وقت مردے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو مجرم کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ تَخْتَلِفُ فِیْہِ اَضْلَاعُہٗ ترمذی شریف اور مسند احمد کی روایت ہے کہ دائیں پسلیاں بائیں میں اور بائیں پسلیاں دائیں میں گھس جاتی ہیں اور اس کیلئے قبر تاریک بھی ہوتی ہے۔ اسی لئے مسند احمد اور ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے اور یہ روایت ''الترغیب والترہیب'' میں بھی ہے کہ قبر روزانہ آواز دیتی ہے اے شخص! اَنَا بَیْتُ الْوَحْشَۃِ میں تنہائی کا مقام ہوں اپنا ساتھی لے کر آنا اَنَا بَیْتُ الظُّلْمَۃِ میں تاریکی کا گھر ہوں اپنے لئے روشنی لے کر آنا اَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ میں حشرات الارض کا مقام ہوں کیڑے مار دوا لے کر آنا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہاں ساتھی کون ہوگا؟ اس کا ساتھی ہوگا عمل صالح اس کا نیک عمل اس کا ساتھی ہوگا۔ روشنی کیا ہوگی؟ اَلصَّلٰوۃُ نُوْرٌ نماز روشنی ہوگی۔ کیڑے مکوڑے مارنے کی دوا اخلاق حسنہ ہیں کہ دوسروں کی قدر کرنا احترام کرنا۔ اللہ تعالیٰ قبر کی آفتوں سے محفوظ فرمائے۔ وہاں بعض مجرموں پہ تِسْعَۃٌ وَ تِسْعُوْنَ تِنِّیْنًا ننانوے ننانوے اژدھا مسلط کئے جائیں گے۔ اگر ان

میں سے ایک اژدھا دنیا میں سانس لے لے تو کوئی سبز چیز باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ عذاب قبر حق ہے۔ تو مَعِيشَةً ضَنكًا سے مراد قبر کی تنگی ہے۔ فرمایا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى اور ہم اٹھائیں گے اس کو قیامت والے دن اندھا قَالَ کہے گا رَبِّ اے میرے رب لِمَ حَشَرْتَنِيٓ اَعْمٰى کیوں آپ نے اٹھایا ہے مجھے اندھا وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا اور تحقیق میں دیکھنے والا تھا دنیا میں۔ اندھا ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل بھی تفسیروں میں موجود ہے کہ جس وقت قبر سے نکلے گا تو اس وقت اندھا ہوگا پھر آگے جا کر اس کو آنکھیں ملیں گی جن سے وہ جنت بھی دیکھے گا اور دوزخ بھی دیکھے گا میدان بھی دیکھے گا۔ جیسے قبر سے نکلتے وقت سب برہنہ ہونگے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اس کے بعد دوسرے نمبر پر آنحضرت ﷺ کو پہنایا جائے گا جیسا کہ مسند دارمی وغیرہ احادیث کی کتابوں میں صحیح احادیث موجود ہیں۔ اسی طرح وہ قبر سے اندھے نکلیں گے پھر بعد میں آنکھیں ملیں گی۔ امام بخاریؒ اس کا معنیٰ کرتے ہیں اَعْمٰى عَنِ الْحُجَّةِ وہ دلیل پیش کرنے سے اندھا ہوگا۔ کہے گا اے پروردگار! دنیا میں تو میں وکیل ہوتا تھا آج میں بالکل رہ گیا ہوں کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتا جو قابل سماعت ہو۔ ویسے باتیں کرے گا ادھر ادھر کی قرآن پاک میں آتا ہے وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ [سورۃ القیامہ] ”اگرچہ وہ اپنے کتنے حیلے بہانے کرے۔“ کچھ نہ کچھ کہتا رہے گا لیکن کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہوگا۔ تو دلیل پیش کرنے سے اندھا ہوگا قَالَ رب تعالیٰ فرمائیں گا كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا اسی طرح آئیں تیرے پاس ہماری آیتیں فَنَسِيْتَهَا پس تو نے ان کو بھلا دیا یعنی ان کو چھوڑ دیا ان کی طرف تو نے توجہ ہی نہیں کی۔ آیات سے تم نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى اور اسی طرح آج

کے دن تو رحمت سے بھلا دیا جائے گا۔تمہاری طرف رب تعالیٰ کی رحمت متوجہ نہیں ہوگی۔

اسراف وتبذیر کا مفہوم :

وَ کَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اسکو جس نے اسراف کیا، حد سے آگے گزر گیا۔اسراف کا معنٰی ہے حد سے نکلنا۔سورہ اعراف آیت نمبر ۳۱ میں ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ''کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔''

جہاں خرچ کرنا جائز ہے وہاں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ایک تبذیر ہے۔تبذیر کا معنٰی ہے وہاں خرچ کرنا جہاں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۶ میں ہے وَلَاتُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ''اور مت اڑاؤ مال کو بے جا فضول خرچی نہ کرو اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ بیشک بے جا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں وَ کَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا اور شیطان اپنے رب کا بہت ناشکر گذار ہے۔'' رب کا نافرمان ہے۔فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی کیوں ہے؟ کس وجہ سے ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابلیس لعین کو بھی نیکی کی طاقت دی اس نے وہ قوت برائی میں صرف کر دی۔اسی طرح جس کو رب تعالیٰ نے مال دیا ہے بجائے اس کے کہ وہ اسے اچھے کاموں صرف کرے بُرے کاموں میں خرچ کر کے شیطان کا بھائی بن گیا۔یہ جو شادیوں پر آگے پیچھے لائیٹنگ کرتے ہیں اور اس کے علاوہ فضول خرچی کرتے ہیں یہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ ایسے کاموں سے بچائے۔ان لوگوں کو نیکی کیلئے خرچ کرنے کو کہو تو کہتے ہیں ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے اور برے کاموں کیلئے خوب زور لگا کر آگے بڑھتے ہیں اور اس وقت ان کے پاس پیسہ بھی آجاتا ہے۔تو فرمایا ہم اس طرح بدلہ دیتے ہیں جو حد سے آگے بڑھتا ہے وَلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ اور

۔ایمان لایا اپنے رب کی آیت پر وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی سخت ہے اور بہت ہی پائیدار ہے، بہت دیر تک باقی رہنے والا ہے جو بھی ختم نہ ہوگا۔رب بچائے اور محفوظ فرمائے۔ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا پس ہدایت نہیں ہوئی ان لوگوں کیلئے كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ کتنی ہم نے ہلاک کیں ان سے پہلے جماعتیں ۔نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، تبع علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم بے شمار قومیں ہم نے ہلاک کیں يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ یہ چلتے پھرتے ہیں ان کے ٹھکانوں میں ۔جب شام اور یمن کے علاقے میں تجارت کیلئے جاتے ہیں تو راستے میں یہ تباہ شدہ بستیاں ہیں جہاں سے گذر کر جاتے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں۔

لِّاُولِي النُّهٰى نُهٰى نُهْيَةٌ کی جمع ہے بمعنٰی عقل جو برائی سے روکتی ہے اور عقل کو بھی عقل اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ برائی اور بدی سے روکتی ہے۔تو معنٰی ہوگا عقلمندوں کیلئے اس میں نشانیاں ہیں ۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر عمل کرے رب اچھے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ اور اگر نہ ہوتا ایک فیصلہ سَبَقَتْ جو پہلے ہو چکا ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے لَكَانَ البتہ ہوتا ان کا ہلاک ہونا لِزَامًا لازم وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى اور ایک وقت مقرر ہے فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں وَسَبِّحْ اور تسبیح بیان کریں بِحَمْدِ رَبِّكَ اپنے رب کی حمد کی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ اور رات کے اوقات میں فَسَبِّحْ پس آپ تسبیح بیان کریں وَاَطْرَافَ النَّهَارِ اور دن کے اطراف لَعَلَّكَ تَرْضٰى تاکہ آپ راضی ہو جائیں وَلَا تَمُدَّنَّ اور ہرگز نہ پھیلائیں عَيْنَيْكَ اپنی آنکھیں اِلٰى مَا مَتَّعْنَا اس چیز کی طرف جو ہم نے فائدہ دیا ہے بِهٖ اس چیز کیساتھ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ مختلف لوگوں کو ان میں سے زَهْرَةَ

الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا یہ زینت ہے دنیا کی زندگی کی لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ تاکہ ہم امتحان لیں ان کا اس کے ذریعے وَرِزْقُ رَبِّکَ اور آپ کے رب کا رزق خَیْرٌ بہتر ہے وَّاَبْقٰی اور بہت ہی پائیدار ہے وَاْمُرْ اَھْلَکَ اور حکم دیں آپ اپنے گھر کے افراد کو بِالصَّلٰوۃِ نماز کا وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا اور خود بھی قائم رہو نماز پر لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا ہم نہیں سوال کرتے آپ سے رزق کا نَحْنُ نَرْزُقُکَ ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی اور اچھا انجام پرہیزگاری کا ہے۔

اس سے پہلے ذکر ہوا کہ کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ ''ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کیں۔'' تو اس کے جواب میں کافر کہتے تھے کہ جو دھمکی آپ ہمیں دیتے ہیں وہ لے آؤ ہمیں بھی ہلاک کر دو تاکہ میدان تمہارے لئے صاف ہو جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں۔

رحمتِ خداوندی :

فرمایا وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ اور اگر نہ ہوتا ایک فیصلہ جو پہلے ہو چکا ہے مِنْ رَّبِّکَ آپ کے رب کی طرف سے لَکَانَ لِزَامًا تو البتہ ان کا ہلاک ہو جانا لازم ہو چکا تھا۔ وہ فیصلہ کیا ہے؟ اس کے متعلق تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ایک بات یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے عرش کے ایک بازو پر لکھوایا ہوا ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ ''بیشک میری رحمت سبقت کر چکی ہے میرے غصے پر۔'' یعنی میری رحمت میرے غصے سے بہت زیادہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو تمہارا بیڑہ غرق ہو چکا ہوتا۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں

ان میں سے ایک حصہ ساری مخلوق میں تقسیم کیا ہے اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں۔ اس حصے کا اثر ہے کہ انسان، حیوان، جنات، پرندے وغیرہ ساری مخلوق کی مائیں اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں اور ہر ایک دوسرے سے پیار کرتا ہے یہ اسی رحمت کا اثر ہے۔ اس موقع پر بعض نے کہا کہ اتنی بڑی وسیع رحمت ہے تو پھر انشاء اللہ خیر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کا شکار وہی ہوگا جو مَارِدٌ مُتَمَرِّدٌ سرکش ہے وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتا ہے۔ اس کے مقتضیٰ سے گریز کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک سفر میں کچھ عورتیں بھی ساتھ تھیں روٹی بنانے کا وقت آیا۔ ایک عورت نے پتھر اکٹھے کر کے چولہا بنایا اس پر ہنڈیا رکھی دودھ پیتا بچہ بھی ساتھ تھا کھلی جگہ تھی ہوا کی وجہ سے جس طرف آگ کا شعلہ آئے بچے کو دوسری طرف لے جائے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بچے کی ماں ہوں گوارا نہیں کرتی کہ یہ آگ میں جلے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے زیادہ نہیں ہے جتنی شفقت میرے دل میں ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے پاس گئی اور کہنے لگی حضرت! میں نے اس طرح آگ جلائی تھی جب آگ کا شعلہ میرے بچے کی طرف آتا تو میں اس کو بچانے کی کوشش کرتی اٹھا کر دوسری طرف لے جاتی تو میرے دل میں خیال آیا کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی بھی نہیں ہوگی جتنی میرے دل میں بچے کو آگ سے بچانے کیلئے ہے کہ میں اس کو آگ میں جلانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُ اَرْحَمُ لِعِبَادِهٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِهَا فرمایا بیٹی تیری شفقت کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے بنسبت اس کے کہ ماں اپنے بیٹے سے کرتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم پر عذاب آجاتا۔ دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں

کہ آنحضرت ﷺ کا وجود مبارک عذاب سے مانع ہے۔ سورہ انفال آیت نمبر ۳۳ میں ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ”نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ سزا دے ان کو جبکہ آپ ان میں موجود ہیں۔“ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب ابو جہل وغیرہ نے کہا تھا کہ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں وہ لے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی موجودگی میں ان پر عذاب نہیں آئے گا کیونکہ آپ نری رحمت ہیں تو یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ کی رحمت بھی موجود ہو اور عذاب بھی آجائے۔ ہاں! اگر آپ جہان سے تشریف لے جائیں تو پھر یہ عذاب میں مبتلا ہونگے۔ تو یہ بات اور فیصلہ ہو چکا ہے کہ نبی کی موجودگی میں عذاب نہیں آئے گا اگر یہ بات نہ ہو چکی ہوتی تو ان پر عذاب لازم ہو چکا ہوتا۔ تیسری بات یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر قوم اور ہر فرد کا ایک وقت مقرر ہے لکھا ہوا تھا وہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور رب تعالیٰ اس کا وقت لکھ دیتے ہیں فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ لکھ دو یہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت مرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی ہلاکت کا وقت لکھا ہوا نہ ہوتا تو یہ ابھی ہلاک ہو جاتے لیکن رب تعالیٰ کی طرف سے اس کا وقت مقرر ہے اگر وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر عذاب لازم ہو جاتا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى اور ایک وقت مقرر ہے جب وہ آئے گا پھر ٹلے گا نہیں۔ ایک لمحے کی بھی مہلت کسی کو نصیب نہیں ہوگی۔

• فرمایا ان کی باتوں میں نہیں آئیں فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ پس آپ صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں۔ کافروں نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں بہت کچھ کہا۔ سورۃ صٰفّٰت آیت نمبر ۳۶ میں ہے اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ”کیا ہم چھوڑنے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے۔“

سورۃ سبا آیت نمبر ۸ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ”کیا بنایا ہے اس نے اللہ پر

جھوٹ یا اس کو جنون ہے۔'' اور سورہ ص آیت نمبر۴ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ''اور کہا کافروں نے یہ جادوگر ہے جھوٹا ہے۔'' تو آپ ﷺ کو دیوانہ کہا، شاعر کہا، مفتری کہا، جادوگر اور جھوٹا کہا۔ جب کسی کو اتنا کچھ کہا جائے تو وہ بھی چاہتا ہے کہ میں بھی کچھ سناؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ان کی باتوں پر صبر کریں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو کسی ایسی بات کا جواب نہیں دیا ورنہ آپ ﷺ بھی کہہ سکتے تھے تم جھوٹے ہو، تمہارے آباء واجداد جھوٹے ہیں، تمہاری نسلیں جھوٹی ہیں، کچھ بھی نہیں کہا کیونکہ اگر آپ بھی طعنے دینا شروع کر دیتے تو پھر خلق عظیم پر زد آتی تھی معاملہ برابر ہو جاتا۔ تو فرمایا آپ صبر کریں وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھیں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔

فضائلِ نماز واذکار :

اس میں فجر اور عصر کی نماز آگئی اور ان دونوں نمازوں کا بڑا ثواب ہے۔ اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ منافقوں پر دو نمازیں بہت بھاری ہیں ایک فجر کی اور ایک عشاء کی۔ فجر اور عصر کی نماز کے وقت اعمال لکھنے والے فرشتوں کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ میرے بندوں کو تم نے کس حالت میں چھوڑا؟ تو فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار! ہم عصر کے وقت گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب صبح کے وقت ہم آئے ہیں تو اب بھی نماز میں تھے۔ یہ فرشتوں کی سلطانی گواہی ہے۔ محلے کی مسجد کا امام جب عصر کے وقت اللہ اکبر تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو اس مسجد کیساتھ جو محلہ وابستہ ہے تمام محلے والوں کی ڈیوٹیاں بدل جائیں

گی دن والے فرشتے گئے اور رات والے آ گئے۔اسی طرح صبح کی نماز کے وقت عصر کی نماز کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی یوں سمجھو کہ اس کے گھر کے سارے افراد مارے گئے اور گھر کا سامان لوٹ لیا گیا۔اس سے خود اندازہ لگالو کہ کتنا نقصان ہے؟ یہ بخاری اور مسلم شریف کی روایت ہے۔فرمایا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ ۔ اٰنَـآ اِنٌ" کی جمع ہے اس کا معنٰی ہے وقت۔معنٰی ہوگا رات کے اوقات میں فَسَبِّحْ پس آپ تسبیح بیان کریں۔اس میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں آگئیں۔نمازوں کے بعد تسبیحات کا خوب اہتمام کرو اس کے علاوہ اوقات میں بھی کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن نماز کے بعد زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔

حدیث پاک میں آتا ہے نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھو۔اور اس کے علاوہ جو تسبیحات پڑھ سکتے ہو پڑھو وَاَطْرَافَ النَّهَارِ اور دن کے اطراف میں، اس میں ظہر کی نماز آ گئی۔مطلب یہ ہے کہ آپ نمازوں کی طرف توجہ دیں، تسبیحات کی طرف توجہ دیں ان کی لایعنی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں لَعَلَّكَ تَرْضٰى تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔یعنی اس بندگی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اجر اور ثواب ملے گا اس پر آپ راضی ہو جائیں گے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اور نہ پھیلائیں دونوں آنکھوں کو اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ اس چیز کی طرف جو ہم نے فائدہ دیا ہے اس چیز کیساتھ مختلف لوگوں کو اس میں سے۔یہودی ہیں، عیسائی ہیں، مجوسی ہیں، بدھ مت والے ہیں، ہندو ہیں، سکھ ہیں ان سب کافروں کو ہم نے فائدہ دیا ہے زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ زینت ہے دنیا کی زندگی کی۔کوٹھیاں ہیں، کارخانے ہیں، دوکانیں ہیں، باغات ہیں، سونا چاندی ہے ان چیزوں کی طرف توجہ نہ کریں یہ دنیا کی رونق ہے یہ

سب عارضی چیزیں ہیں۔قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کو اتنا خزانہ دیا تھا کہ اس کے خزانے کی چابیوں کو ایک اچھی خاصی جماعت اٹھاتی تھی۔ جب گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلتا تو آگے پیچھے نوکر چاکر ہوتے بڑی ٹھاٹھ باٹھ کیساتھ نکلتا جیسے آج کل افسروں کی ہوتی ہے۔کچھ لوگ دنیا پرست ہوتے تھے وہ دیکھ کر کہتے یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ [قصص:۷۹] ''کاش کہ ہمارے لئے بھی وہی کچھ ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے ہمیں بھی یہی کچھ مل جائے۔'' کچھ اللہ والے بھی پاس ہوتے تھے انہوں نے کہا وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ ''خرابی ہو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا اجر عطا کیا ہوا بہتر ہے۔'' یہ بالکل فانی اور عارضی ہے آخرت کی فکر کرو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بمع کوٹھی اور خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا فَخَسَفْنَا بِہٖ وَبِدَارِہِ الْاَرْضَ [قصص:۸۱] ''پھر ہم نے دھنسا دیا اس قارون اور اس کے گھر کو زمین میں۔'' اس وقت لوگوں نے کہا اچھا ہوا الحمد للہ ! ہمیں کچھ نہیں ملا قارون جیسا ورنہ آج ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو قارون کا ہوا ہے۔تو فرمایا آپ اس کی طرف نہ دیکھیں جو ہم نے ان کو نفع دیا ہے مختلف لوگوں کو یہ دنیا کی رونق ہے زینت ہے لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ تاکہ ہم امتحان لیں ان کا اس کے ذریعے کون ان میں سے اچھے کام کرتا ہے اور کون برے کاموں میں خرچ کرتا ہے وَرِزْقُ رَبِّکَ خَیْرٌ اور آپ کے رب کا رزق بہتر ہے جو آپ کو رب کی طرف سے ملے گا وَّاَبْقٰی اور بہت ہی پائیدار ہے۔قیامت والے دن اور جنت میں رب تعالیٰ کی طرف سے جو روزیاں ملیں گی پھل ملیں گے وہ بہت ہی بہتر اور بہت ہی پائیدار ہوں گے دنیا کی چیزیں عارضی ہیں ان کو دھیان میں نہ لائیں۔

ہر شخص اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دینے کا مکلّف ہے :

اور فرمایا وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ اور حکم کریں اپنے گھر کے افراد کو نماز کا۔ ہر

آدمی اس بات کا مکلف ہے کہ وہ اپنے گھر کے افراد کو نماز کا حکم دے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بچے کی عمر سات سال ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دو۔ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہیں پڑھتا تو فَاضْرِبُوْہُ اس کو مارو جب سات سال کے بچے کو نماز کا حکم کرنا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کو نماز پہلے یاد کرانی چاہیے۔ یاد ہو گی تو پڑھے گا اور آج صورت حال یہ ہے کہ دم درود کیلئے بڑے بڑے بچے آتے ہیں بچیاں آتی ہیں پوچھتا ہوں بیٹا نماز آتی ہے؟ کہتے ہیں نہیں! بیٹی نماز آتی ہے؟ کہتی ہیں نہیں! کونسی کلاس میں ہو چوتھی جماعت میں ہوں، پانچویں جماعت میں ہوں کلاسیں چار پانچ ہو گئیں ہیں اور نماز نہیں آتی۔ یہ سب ماں باپ کی غفلت کا نتیجہ ہے ماں باپ کا فرض ہے کہ سات سال کی عمر سے پہلے بچے کو نماز یاد کرائیں۔ جو چیزیں بچپن میں یاد ہو جاتی ہیں وہ ذہن میں بیٹھ جاتی ہیں۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے کہ بچپن میں جو علم آئیگا كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ ''ایسے سمجھو جیسے پتھر پر لکیر کھینچ دی جائے۔'' اور بوڑھا ہو گیا تو یوں سمجھو كَالنَّقْشِ فِي الْمَآءِ ''جیسے پانی پر لکیر کھینچ دی جائے۔'' وہ کہاں رہے گی بڑے ہو کر کیا یاد ہو گا۔ حیرانگی ہوتی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں دعائے قنوت یاد نہیں ہے ہم کیا پڑھیں؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ بھئی! دعائے قنوت کیوں یاد نہیں ہے؟ دنیا کے سارے کام یاد ہیں اور دعائے قنوت یاد نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی یاد رکھنا! کہ ہم نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں اس کا ترجمہ اور اس کا مفہوم ہر نمازی کو آنا چاہیے۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۴۳ میں ہے يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ''اے ایمان والو! لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ جب تک کہ تم سمجھ نہ لو جو کچھ تم کہتے ہو۔'' تو جو کچھ نماز میں پڑھا ہے اس کا مفہوم آنا چاہیے۔ آج کتنے نمازی ایسے ہیں

کہ ان کو نماز کا ترجمہ نہیں آتا اور دعا قنوت میں ہے اِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ اس کا معنٰی پوچھو تو شاید پرانے پرانے نمازی نہ بتلا سکیں۔ ان تمام باتوں کو سمجھو اور ان پر عمل کرو تو فرمایا کہ اپنے گھر کے افراد کو نماز کا حکم دیں وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا اور خود بھی قائم رہو نماز پر۔ نماز کبھی نہ چھوڑو۔ آج حالت یہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام نہیں چھوٹتا اور نماز چھوٹ جاتی ہے۔ فرمایا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ہم نہیں سوال کرتے آپ سے رزق کا۔ کیوں؟ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے جو رزق لکھا ہے وہ مل کر رہے گا نماز کی پابندی کریں وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى اور اچھا انجام پرہیز گاری کا ہے۔ رب تعالیٰ ہمیں تقویٰ اور پرہیز گاری نصیب فرمائے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع ۸ / ۱۷

وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے لَوْ لَا يَاْتِيْنَا کیوں نہیں لاتا ہمارے پاس بِاٰيَةٍ کوئی نشانی مِنْ رَّبِّهٖ اپنے رب کی طرف سے اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ کیا نہیں آتی ان کے پاس بَيِّنَةُ واضح چیز مَا اس چیز سے فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى جو پہلے صحیفوں میں درج ہے وَلَوْ اَنَّا اور اگر بیشک ہم اَهْلَكْنٰهُمْ ان کو ہلاک کر دیتے بِعَذَابٍ عذاب میں مِّنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے لَقَالُوْا البتہ وہ کہتے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا کیوں نہ بھیجا آپ نے ہماری طرف رسول فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی مِنْ قَبْلِ پہلے اس سے اَنْ نَّذِلَّ کہ ہم ذلیل ہوتے وَنَخْزٰى اور ہم رُسوا ہوتے قُلْ آپ کہہ دیں كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ سب کے سب منتظر ہیں فَتَرَبَّصُوْا پس تم بھی انتظار کرو فَسَتَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لوگے مَنْ اس کو اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ جو سیدھے راستے والے ہیں وَمَنِ اهْتَدٰى اور جو ہدایت یافتہ ہے۔

معجزات کا ذکر :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبروں کی صداقت کیلئے ان کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرمائے۔ معجزہ اس فعل کو کہتے ہیں جو دوسروں کو عاجز کر دے دوسرے لوگ وہ فعل نہ کر سکیں۔ اور معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اور نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے ذاتی طور پر نبی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سورہ انعام آیت نمبر ۱۰۹ میں ہے اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ ''بیشک نشانیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔'' یہ معجزات، نشانیاں رب تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اسی طرح کرامت بھی حق ہے وہ ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے۔ فعل رب تعالیٰ کا ہوتا ہے ولی کا ذاتی طور پر اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بعض معجزہ مانگنے والے ایسے بھی تھے جو محض تصدیق قلبی چاہتے تھے کہ ہمارا دل مطمئن ہو جائے، ضدی نہیں تھے ان لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ ترمذی شریف اور مسند احمد میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام ؓ کیساتھ بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نبی ہو نبوت کا دعویٰ کرتے ہو۔ فرمایا ہاں! رب تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی ہے۔ کھجور کا ایک لمبا درخت تھا اس پر کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے کہنے لگا کہ اگر آپ نبی ہیں تو کھجور کا خوشہ اتر کر آپ کی گود میں آجائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کام رب کا ہے میرا ذاتی طور پر اس میں کوئی دخل نہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ میری تصدیق فرمادے تو آپ مان لیں گے؟ کہنے لگا ہاں! مان لونگا۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا تو وہ خوشہ ٹوٹ کر آپ کی گود میں آگرا۔ اس نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا کیونکہ وہ ضدی نہیں تھا محض اپنی تسلی چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت آپ ﷺ نے پھر اشارہ کیا تو وہ خوشہ اسی جگہ جا کر جڑ گیا۔ اب عقل تو ان چیزوں کو نہیں مانتی مگر ایمان تسلیم کرتا ہے اور ضدی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ دیکھو! چاند کی چودھویں کی رات

تھی آنحضرت ﷺ صحابہ کرام ﷺ کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے حرم میں ۔ صنادید قریش یعنی سرداران قریش نے آپ کو تنگ کرنے کا منصوبہ بنایا چھیڑ خانی کیلئے آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے ۔ کہنے لگے کہ آپ کہتے ہیں میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور یہ بھی کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے تو آپ اپنے رب کو کہیں کہ چاند کو دو ٹکڑے کر دے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام رب تعالیٰ کا ہے وہ کر سکتا ہے اگر وہ میری تائید کیلئے ایسا کر دے تو تم مان جاؤ گے میرا کلمہ پڑھ لو گے ۔ کہنے لگے کیوں نہیں ۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا ۔ ایک ٹکڑا جبل ابوقبیس پر جو کعبۃ اللہ سے مشرق کی طرف ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جبل ابوقبیس پیدا فرمایا ۔ اب اس پہاڑ کے نیچے ایک سرنگ نکالی گئی ہے منیٰ کی طرف جانے کیلئے ، اس میں بسیں بھی چلتی ہیں ۔ اور دوسرا ٹکڑا مغرب کی طرف جبل قیقعان پر چلا گیا ۔ مشرک ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ تجھے بھی دو ٹکڑے نظر آ رہے ہیں ؟ وہ کہتے ہاں ! دو ہی نظر آ رہے ہیں ۔ کافی دیر تک چاند دو ٹکڑوں میں رہا ۔ سورۃ القمر میں ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ''قریب آ گئی ہے قیامت اور پھٹ گیا ہے چاند ۔'' قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ چاند دو ٹکڑے ہوگا ۔ یہ بعیدہ نشانیوں میں سے تھی اور قریب والی نشانیوں بھی ظاہر ہو رہی ہیں ۔ تو خیر سب نے آنکھوں کیساتھ دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے مگر ان ضدی لوگوں میں سے ایک بھی ایمان نہ لایا ۔ کہنے لگے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ''یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ اور جھٹلایا انہوں نے اور پیروی کی اپنی خواہشات کی ۔'' تو اس ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے ۔ ایسے ضدی لوگوں کا ذکر ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالُوْا اور کہا ان کافروں نے لَوْ لَا یَاْتِیْنَا بِاٰیَۃٍ کیوں نہیں لاتا ہمارے پاس کوئی نشانی مِنْ رَّبِّہٖ اپنے رب کی طرف سے۔آیت کا معنیٰ معجزہ بھی ہے اور آیت کا معنیٰ قرآن کریم کی آیت بھی۔اگر آیت کا معنیٰ معجزہ ہو تو ان کے مطالبات کا ذکر سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۱-۹۰ میں مذکور ہے وَقَالُوْا" اور کہا کافروں نے لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْعًا ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ پر یہاں تک کہ آپ جاری کردیں ہمارے لئے زمین سے چشمے اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ یا ہو آپ کیلئے باغ کھجوروں کا وَعِنَبٍ اور انگوروں کا فَتُفَجِّرَ الْاَنْھٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا پس چلائیں آپ نہروں کو ان کے درمیان چلانا"اس وقت مکہ مکرمہ میں صرف زم زم کا پانی ہوتا تھا یا قریب کچھ چھوٹے چشمے ہوتے تھے۔اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا کو اس نے مکے والوں کیلئے نہر زبیدہ نکالی ورنہ پانی کی بڑی دقت ہوتی تھی۔

تو مشرکوں نے آپ سے یہ معجزے طلب کئے اگر آپ یہ نہیں کرسکتے تو اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا "یا آپ گرادیں آسمان جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں کوئی ٹکڑا۔"ہمیں عذاب کی دھمکی جو دیتے ہو پھر ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادو اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا "یا آپ لائیں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو سامنے اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ یا ہو آپ کیلئے گھر جس کی دیواریں سونے کی ہوں چھت اور دروازے سونے کے ہوں اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ یا چڑھ جائیں آپ آسمان پر ہمارے سامنے اڑ کر وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ اور ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ کے اوپر چڑھ جانے سے حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا یہاں تک کہ اتار دیں ہمارے اوپر ایک کتاب نَّقْرَؤُہٗ جس کو ہم

پڑھیں ۔'' یہ مطالبے پورے کروتو پھر ہم مانیں گے۔'' اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ '' آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّیْ پاک ہے میرا پروردگار ہر کمزوری اور عیب سے ،وہ سب کام کرسکتا ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا نہیں ہوں میں مگر بشر ہوں رسول ہوں ۔'' یہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں ۔ کیونکہ بشر کو رب تعالیٰ نے خدائی طاقتیں نہیں دیں ۔ ان کے اس طرح کے مطالبات کا ذکر سورۃ الانعام ساتویں پارے میں بھی ہے ۔تو فرمایا کہ کافروں نے کہا کیوں نہیں لاتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب کی طرف سے ۔

تاریخ فرشتہ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ کیا نہیں آئی ان کے پاس واضح بات کہ ان کی فرمائش پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور سب نے آنکھوں کیساتھ دیکھا مگر ایمان نہیں لائے ۔ اس ضد کا بھی کوئی علاج ہے دنیا میں اور جن کی طبیعت سلیم ہو وہ مان جاتے ہیں چنانچہ '' تاریخ فرشتہ '' نامی کتاب بڑی نایاب تھی اس کا ایک نسخہ میرے پاس تھا اور ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی کے پاس تھا ۔ اب اکوڑہ خٹک والوں نے طبع کرادی ہے ۔ یہ فارسی زبان میں تھی اب اس کا اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے ۔ اس میں لکھا ہے کہ بمبئی کے پاس ایک ریاست ہے جس کا نام مالا بار اور ملیبار بھی کہتے ہیں ۔ اس ریاست کا راجہ ہندو تھا رات کے وقت اس کے وزیر ،مشیر ، بیگمات ، سب اس کے پاس تھے ۔ انہوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے ۔ پڑھے لکھے لوگ تھے انہوں نے وہ تاریخ اپنی کاپیوں میں ، رجسٹروں میں اور ڈائریوں میں لکھ لی کہ فلاں تاریخ کو چاند دو ٹکڑے ہوا ہے اور اس کی تحقیق کرنا شروع کی ۔ ۹۴ھ کے قریب قریب کچھ عربی تاجر جن کے نام بھی تاریخ فرشتہ والے نے بتائے ہیں مثلاً

مالک بن دینار وغیرہ۔ یہ اس ریاست میں تجارت کیلئے آئے۔اس ریاست کے لوگوں نے ان کے سامنے رجسٹر نکال کر بتایا کہ اس تاریخ کو ہم نے یہاں دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوا ہے کیا وہاں بھی ہوا تھا اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ تو ان عربی تاجروں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اس کی تائید کیلئے وہاں لوگوں کے مطالبے پر چاند کو دو ٹکڑے فرمایا۔تو ریاست مالیبار کے لوگ مسلمان ہو گئے اور اب تک مسلمان چلے آرہے ہیں۔ دیکھو! جنہوں نے ماننا تھا ہزاروں میل دور ہوتے ہوئے بھی مان گئے اور جنہوں نے نہیں ماننا تھا قریب ہوتے ہوئے بھی نہیں مانا اور کہا کہ یہ جادو ہے بڑا طاقتور۔تو فرمایا کیا نہیں آتی ان کے پاس واضح چیز مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولٰى جو پہلے صحیفوں میں درج ہے۔ پہلے صحیفوں میں آپ کی نشانیاں لکھی ہوئی ہیں چاند کا دو ٹکڑے ہونا انہوں نے آنکھوں سے دیکھا ہے معراج کا واقعہ ان کے سامنے ہے اور بہت سارے معجزات ہیں۔ مسلم شریف میں روایت ہے آپ ﷺ کو قضاء حاجت کی ضرورت پیش آئی اور احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے نہیں بیٹھتے تھے دور تشریف لے جاتے تھے اور اتنا دور تشریف لے جاتے تھے کہ حتیٰ لَا يَرَاهُ أَحَدٌ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو کوئی نہیں دیکھتا تھا۔آپ ﷺ پر کسی کی نگاہ نہیں پڑتی تھی۔ کھلا میدان تھا میدان کے ایک کنارے ایک درخت تھا اور دوسرے کنارے دوسرا درخت تھا آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا دونوں درخت دوڑتے ہوئے زمین کو چیرتے ہوئے آئے اور اکٹھے ہو گئے اور پردہ ہو گیا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔اور بہت سارے معجزات ہیں جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھے اور جادو کہہ کر ٹال دیتے۔تو ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ اور اگر بیشک ہم ان کو ہلاک کر دیتے

بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ عذاب میں آنحضرت ﷺ کی آمد سے پہلے لَقَالُوْا تو وہ کہتے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَوْ لَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا کیوں نہ بھیجا آپ نے ہماری طرف رسول فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ پس ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ پہلے اس سے کہ ہم ذلیل ہوتے وَنَخْزٰى اور ہم رُسوا ہوتے عذاب میں۔ جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبر مبعوث کیا تو انہوں نے انکار کردیا اور یہودی تو آنحضرت ﷺ کی آمد سے پہلے بھی علامات سے اور اپنے پیغمبروں کی پیش گوئیوں سے آپ ﷺ کو پہچانتے تھے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۹ میں ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ''اور تھے وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح طلب کرتے تھے۔'' یعنی آنحضرت ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے کہ اے پروردگار! نبی آخرالزمان ﷺ کے طفیل اور وسیلے کیساتھ ہمیں فتح عطا فرما۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ پس جب وہ ان کے پاس آئے تو انکار کردیا۔'' اس ضد کا دنیا میں کیا علاج ہے؟

مسئلہ وسیلہ :

وسیلے کے متعلق بات سمجھ لیں۔ میں نے اپنی کتاب ''تسکین الصدور'' کے ساتویں باب میں بڑی تفصیل کیساتھ اس مسئلے پر بحوالہ بحث کی ہے۔ اتنی تفصیل اکٹھی تمہیں کسی اور کتاب میں نہیں ملے گی تفصیل تو وہاں دیکھ لینا مختصر یہ کہ توسل کی ایک قسم تو خالص شرک ہے اور ایک جائز ہے۔ اگر کسی بزرگ کا وسیلہ اس نظریہ اور عقیدے کیساتھ دیتا ہے کہ وہ حاضر وناظر ہیں، عالم الغیب ہیں اور متصرف فی الامور ہیں اور وہ بات سن رہے ہیں تو یہ خالص شرک ہے اور مشرک لوگ اسی شق پر عمل کرتے ہیں۔ طفیل، وسیلہ، صدقہ، برکت، حرمت جاہ کوئی بھی لفظ ہو سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اور اگر اس نظریہ اور عقیدہ کیساتھ ہو

کہ مومنوں کا آنحضرت ﷺ پر ایمان ہے اور آپ ﷺ کیساتھ محبت ہے اور آپ ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کیساتھ محبت ایک نیک عمل ہے۔اور جو آنحضرت ﷺ اور اس کے نیک بندوں کیساتھ محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس رحمت کے بدلے اللہ تعالیٰ میری دعا قبول کرلے۔اور کہتا ہے اے پروردگار! آنحضرت ﷺ کے اس وسیلے کہ میرا ان کیساتھ تعلق ہے میرا کام کر دے،آپ ﷺ کے طفیل کیساتھ کر دے،آپ ﷺ کے صدقے سے کر دے تو یہ وسیلہ جائز اور صحیح ہے۔تو فرمایا اگر ہم ان کو آپ ﷺ کی آمد سے پہلے عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیتے تو کہتے اے پروردگار! آپ نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم آپ کی آیات کی پیروی کرتے۔

اب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تشریف لائے تو یہ بگڑ گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور اصول ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا [بنی اسرائیل:۱۵] ''اور ہم نہیں عذاب دیتے یہاں تک کہ ہم رسول بھیج دیں۔'' اتمام حجت کرنے کے بعد عذاب نازل کرتے ہیں لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢبَعْدَ الرُّسُلِ [النساء:۱۶۵] ''تاکہ نہ ہو لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حجت رسولوں کے بھیجنے کے بعد۔'' تاکہ بہانہ نہ بنا سکیں کہ ہمیں تو معلوم نہیں تھا کہ کون سی چیز جائز ہے کون سی چیز ناجائز ہے۔جب پورے طور پر حجت ہو جاتی ہے تو پھر عذاب آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ سب کے سب منتظر ہیں فَتَرَبَّصُوْا پس تم بھی انتظار کرو فَسَتَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے مَنْ اس کو اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ جو سیدھے راستے والے ہیں۔عنقریب پتہ چل جائے گا کہ سیدھے راستے پر کون ہیں وَمَنِ اهْتَدٰى اور جو ہدایت یافتہ ہے۔بس آنکھیں بند ہونے

کی دیر ہے جنت دوزخ سامنے ہوگی مَنْ مَاتَ قَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ ”جو مرا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔“

آج بروز منگل دو ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق ۸/ مارچ ۲۰۱۱ء

سورت طٰہٰ مکمل ہوئی۔

والحمد للّٰه علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ، گوجرانوالا۔